UNIVERSAL
LIBRARY

OU-232686

UNIVERSAL
LIBRARY

۱۷۷
۹۵۵۵
س

سلسلہ آصفیہ

جلد چہارم

تاریخ دکن

حصہ دوم

جس مین تمام حالات شاہان بجاپور واحمدنگر وگولکنڈہ وخاندیس وغیرہ کے بڑی شرح وبسط سے اوس زمانہ تک مندرج ہین جب تک کہ دکن کا ملک ہندوؤن کے جھگڑون سے بالکل پاک وصاف رہا

اور جو

بعہد مبارک

حضرت خاقان ابن خاقان سکندر شوکت دارا دوران میر محبوب علیخان بہادر نسق جنگ نظام الدولہ نظام الملک مظفر الممالک آصف جاہ سادس والی دکن خلد اللہ ملکہ

وبہدایت ونگرانی

شمس العلماء مولوی سید علی صاحب بلگرامی - بی - اے - بی - ایل - ایف جی - ایس
ایسوشیٹ رائل اسکول آف مائنس لندن
وممبر آف دی ایشیاٹک سوسائٹی آف گریٹ برٹین اینڈ ایرلینڈ
ممبر آف دی نارتھ آف انگلینڈ انسٹی ٹیوشن آف مائننگ انجینرس
ممبر ایشیاٹک سوسائٹی بنگال وبمبئی
بے - ایل گولڈ میڈلسٹ کلکتہ یونیورسٹی
ممتحن سنسکرت مدراس یونیورسٹی وغیرہ وغیرہ

مستقر تعلیمات ریاست وہدایات وصفائی وغیرہ ممالک محروسہ سرکار نظام

سررشتہ علوم وفنون مین مرتب ہوئی

اور مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپی

سنہ ۱۹۰۰ء

سلسلۂ آصفیہ

جلد چہارم

تاریخ دکن

حصہ دوم

جس مین تمام حالات شاہان بیجاپور و احمدنگر و گولکنڈہ و خاندیس وغیرہ کے بڑی شرح و بسط سے اوس زمانہ تک مندرج ہین جب تک کہ دکن کا ملک ہندوؤن کے جھگڑون سے بالکل پاک و صاف رہا

اور جو

بعہد مبارک

حضرت خاقان ابن خاقان سکندر شوکت دارا دوران **میر محبوب علیخان** بہادر نسیج جنگ نظام الدولہ نظام الملک مظفر الممالک آصف جاہ سادس والی دکن خلد اللہ ملکہٗ

و بہ ہدایت و نگرانی

شمس العلماء **مولوی سید علی** صاحب بلگرامی - بی - اے - بی - ایل - ایف - جی - ایس

ایسوشیئٹ رائل اسکول آف مائنس لندن

و ممبر آف دی ایشیاٹک سوسائٹی آف گریٹ برٹین اینڈ آیرلینڈ

ممبر آف دی نارتھ آف انگلینڈ انسٹی ٹیوشن آف مائنگ انجنیرس

ممبر ایشیاٹک سوسائٹی بنگال و بمبئی

بے - ایس گولڈ میڈلسٹ کلکتہ یونیورسٹی

ممتحن سنسکرت مدراس یونیورسٹی وغیرہ وغیرہ

مہتمم تعمیرات ریلوے و معدنیات و صفائی وغیرہ ممالک محروسہ سرکار نظام

سررشتہ علوم و فنون مین مرتب ہوئی

ابر مطبع مفید عام آرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپی

سنہ ۱۹۰۰ء

فہرست مضامین تاریخ دکن

حصہ دوم

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	حسین شاہ کے مرنے پر احمد نگر مین مرتضیٰ شاہ کی تخت نشینی اور خونزہ ہمایون کا اقتدار - - - -	۲۳
۲	علی عادل شاہ کی فتوحات کرناٹک مین - - - - - - -	۲۴
۳	علی عادل شاہ کا بیجاپور کی حفاظت کرنا اور اوس کو رونق دینا - - -	۲۵
۴	علی عادل شاہ کی فوج کشی کرناٹک کے باعث مرتضیٰ شاہ اور ابراہیم قطب شاہ اور تقال خان کا حملہ بیجاپور پر - - - - - -	۲۷
۵	بیجاپور پر ناکامیابی - - - -	۲۸
۶	افواج متفقہ کی واپسی بیجاپور سے	۳۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۷	علی عادل شاہ اور مرتضیٰ شاہ کا حملہ برار پر - - - - - - -	۳۱
۸	ابراہیم قطب شاہ یا مرتضیٰ شاہ کا علی عادل شاہ کے برخلاف اوڈھنا مگر باہم نا اتفاقی ہوجانا - - - - - - -	۳۲
۹	سرحد نظام شاہ پر کشور خان کی فتوحات - - - - - -	۳۳
۱۰	مرتضیٰ شاہ کا خونزہ ہمایون کے دفع تسلط کی تدابیر کرنا - - -	۳۵
۱۱	خونزہ ہمایون کے معزولی اور مرتضیٰ شاہ کی خودمختاری - - -	۳۷
۱۲	مرتضیٰ شاہ کا جوش مین آکر	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	کشور خان کو قتل کرنا۔ اور قلعہ دھارو اور اپنے تمام علاقہ کو علی عادل شاہ سے واپس لینا۔ - - - - -	۳۹
۱۳	ابراہیم قطب شاہ کا مرتضی کی مدد کو جانا اور ابوالحسن کا ابراہیم شاہ اور مرتضی شاہ مین دشمنی کرا دینا۔ - - - - - - -	۴۳
۱۴	ابراہیم قطب شاہ کا اپنے بیٹے عبدالقادر کو قتل کرنا۔ - - - -	۴۵
۱۵	مرتضی شاہ کا لاحسین کے بجائے جمال الدین حسین کو منصب وکالت دینا۔ - - - - - - -	۴۶
۱۶	ابراہیم قطب شاہ کے سردار رفعت خان لاری ملک نائب کا بیٹا پور راج بوندی وراجمندری کو فتح کرنا۔ - - - - - -	۴۷
۱۰	ملک نائب کا علاقہ قاسم کوٹہ کو فتح کرنا۔ - - - - - -	۴۸
۱۸	پرتکالیون کا عروج اور اونکے جور وستم - - - - - - -	۵۰
۱۹	مرتضی شاہ کے قلعہ رکینہ پر پرتکالیون کے مقابلہ مین ناکامیابی	۵۲
۲۰	علی عادل شاہ کی ناکامیابی گوا پر اور اوہونی کو فتح کرنا - - - - -	۵۴
۲۱	مرتضی نظام شاہ اور علی عادل شاہ کا برار بیدر اور کرناٹک کی فتوحات کے لیے عہد وپیمان - - -	۵۵
۲۲	افواج نظام شاہی وعادل شاہی کی ناکامیابی تلنگانہ مین - -	۵۷
۲۳	سرداران برکی تاخت تلنگانہ مین	۵۸
۲۴	علی عادل شاہ کا تونگل کو فتح کرنا۔	۵۹
۲۵	علی عادل شاہ کا قلعہ دارور و روپنگاپور کو فتح کرنا - - - - - -	۶۰
۲۶	علی عادل شاہ کا جرہ وچندرکوٹی کو فتح کرنا۔ - - - - -	۶۲
۲۷	ابراہیم قطب شاہ کا علی عادل شاہ	

شمارہ	مضمون	صفحہ
	کے برخلاف سرنکراج کی اعانت	
	کو جانا - - - - - - - - - -	۶۳
۲۸	ابراہیم قطب شاہ کا کونہ بیر کو فتح کرنا	۶۴
۲۹	شنکر نائک و بہرہ دیوی وغیرہ کا علی	
	عادل شاہ کا مطیع ہونا - - -	۶۵
۳۰	امرائے برکی کا محاصرہ پنکندہ مین	
	بغاوت کرنا اور اونکا قتل - - -	۶۶
۳۱	مرتضی نظام شاہ کا حملہ برار پر - -	۶۸
۳۲	مرتضی نظام شاہ کے تعاقب سے	
	تقال خان کا برہانپور کو بھاگ جانا	۷۰
۳۳	گجرات کے جھگڑے اور چنگیز خان	
	گجراتی کا حملہ خاندیس پر - -	۷۱و۷۲
۳۴	مالوہ اور گجرات پر جلال الدین محمد	
	اکبر بادشاہ مزروستا کا قبضہ	۷۳
۳۵	مرتضی شاہ کا تقال کو قلعہ پرنالہ مین	
	گھیرنا - - - - - - - - -	۷۵
۳۶	مرتضی شاہ کا برار پر قبضہ اور خاندان	
	عادشاہیہ و تقال خانیہ کا	

شمارہ	مضمون	صفحہ
	منیست و نابود ہونا - - - - -	۷۶
۳۷	سلطنت برار خاندان عادشاہیہ	
	کا خاتمہ - - - - - - - -	۷۸
۳۸	برہان عماد الملک کا بلوہ برار مین	
	اور مرتضی شاہ کا برار اور خاندیس	
	کو جانا - - - - - - - - -	۷۹
۳۹	شاہ مرزا اصفہانی کا صاحب خان	
	کی وساطت سے مرتضی شاہ	
	کو بہکا کر چنگیز خان کو قتل کرا دینا -	۸۱
۴۰	مرتضی شاہ کی عزلت گزینی - - -	۸۴
۴۱	مرتضی شاہ کا اکبر بادشاہ دہلی کے	
	مالوہ مین آنے کی خبر سنکر مقابلہ	
	کو نکلنا - - - - - - - -	۸۵
۴۲	مرتضی شاہ کا تخت و تاج ترک	
	کرنیکا ارادہ - - - - - - -	۸۶
۴۳	مرتضی شاہ کے معشوق صاحب	
	خان کی بہ چلنی - - - - - -	۸۷
۴۴	صاحب خان کا حسین خان	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	تر شیزی وغیرہ امرائے غریب	
	سے فساد - - - - - - - -	۸۸
۴۵	امرائے غریب کا صاحب خان کی	
	شکایت مرتضی شاہ سے کرنا اور صلابت	
	خان کا اقتدار - - - - - - -	۸۹ و ۹۰
۴۶	مرتضی شاہ کا صاحب خان کے بھیجے	
	بیدر کو جانا - اور اوس کے بھائی شاہزادہ	
	برہان کا خ - - -	۹۱
۴۷	مرتضی شاہ کا خوش اخلاقی سے بدول	
	امرا کو راضی کر کے شاہزادہ برہان کو شکست	
	دینا - - - - - - - - -	۹۲
۴۸	سید مرتضی سرلشکر برار کا صاحب خان	
	کو قتل کرا دینا - - - - - - -	۹۴
۴۹	امرد پرستی - - - - - - -	۹۵
۵۰	علی عادل شاہ کا امرد پرستی کے باعث	
	سے قتل ہونا - - - - - -	۹۶
۵۱	علی عادل شاہ کے عہد کے کارکنان	
	سلطنت - - - - - - -	۹۷
۵۲	علی عادل شاہ کی عادات و اطوار وغیرہ	۹۹
۵۳	بیجانگر کے ہیرے کا تذکرہ - -	۱۰۰
۵۴	ابراہیم عادل شاہ ثانی کی تخت نشینی	
	اور علی عادل شاہ کی تجہیز و تکفین	
	اور قصاص - - - - - - - -	۱۰۴
۵۵	کامل خان کا وکیل السلطنت ہونا اور	۱۰۵
	اوسکی ناعاقبت اندیشی - - - -	۱۰۶
۵۶	حاجی کشور خان کا کامل خان کو قتل کرنا	۱۰۷
۵۷	حاجی کشور خان کا وکیل سلطنت مقرر ہونا	۱۰۹
۵۸	صلابت خان اور نظام شاہی سلطنت	
	کا امن چین - اور صلابت خان کا	
	اسلامی سکہ کو جاری کرنا - - - - -	۱۱۰
۵۹	ابراہیم قطب شاہ کا امیر زمبیل کو بھیجکر	
	پرگنات کاکن وغیرہ کا فتح کرنا - -	۱۱۲
۶۰	افضل خان کا امیر شاہ میر اور نہرالملک	
	کو شکست دینا - - - - -	۱۱۳
۶۱	امرا کی کشور خان سے بدظنی اور اوسکا	
	مصطفے خان کو قتل کرنا - - - -	۱۱۴

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۶۲	مصطفےٰ خان اردستانی کے حالات	۱۱۶
۶۳	کشور خان کا چاند بی بی کو قید کرنا	۱۱۹
۶۴	امرائے جبوش کے خوف سے کشور خان کا فرار اور قتل	۱۲۰
۶۵	اخلاص خان کا وکیل السلطنت ہو کر نیک و بد انتظام کرنا	۱۲۱
۶۶	محمد آمین خان کا خطا اور شاہ ابوالحسن و مرتضےٰ خان انجو کی خلاصی	۱۲۴
۶۷	افضل خان کا قتل	۱۲۵
۶۸	عین الملک کا اخلاص خان دلاور خان و حمید خان کو گرفتار کرنا۔ اور مقصود خان کے ذریعے سے چھوٹ جانا	۱۲۶
۶۹	قطب شاہی اور نظام شاہی فوجوں کا بیجاپور آکر لوٹ جانا	۱۲۷
۷۰	ابراہیم قطب شاہ کا رائے راؤ کو وکیل سلطنت کرنا اور ابراہیم قطب شاہ کی موت	۱۲۹
۷۱	ابراہیم قطب شاہ کی عادات اور اسکی اولاد وغیرہ	۱۳۰
۷۲	محمد قلی قطب شاہ کا تخت نشین ہو کر نظام شاہی فوج کی مدد کو جانا۔ اور عادل شاہ سے صلح	۱۳۲
۷۳	محمد قلی قطب شاہ اور برہان الملک کا حملہ بیجاپور پر	۱۳۳
۷۴	محمد قلی قطب شاہ اور برہان الملک کی والسی بیجاپور سے	۱۳۵
۷۵	سلطنت بیجاپور کی خلاصی شمنوں سے	۱۳۶
۷۶	دلاور خان کا بیجاپور کی حکومت اخلاص خان سے چھین لینا	۱۳۸
۷۷	دلاور خان کا بیجاپور کو آنا	۱۳۹
۷۸	امرائے ثلثہ کے باہمی رنج و فساد	۱۴۰
۷۹	اخلاص خان کو قید کر کے دلاور خان اور حمید خان کا بیجاپور کی حکومت پر متصرف ہونا	۱۴۲
۸۰	دلاور خان کا تن تنہا حکومت بیجاپور پر	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	قابض ہونا اور سرکشوں کا بندوبست	
	کرکے مذہب سنت وجماعت کو رواج	
	دینا - - - - - - - - -	۱۴۴
۸۱	بلبن خان کی کرناٹک پر چڑھائی اور	
	ناکامیابی - - - - - - -	۱۴۶
۸۲	دلاور خان کا ہمشیرہ ابراہیم عادل شاہ	
	کا میران حسین ابن مرتضی شاہ سے	
	نکل کرانا - - - - - - -	۱۴۸
۸۳	صلابت خان اور سید مرتضی سرلشکر	
	برار کی لڑائی اور سید مرتضی کا برہانپور	
	کو فرار - - - - - - - -	″
۸۴	شاہزادہ برہان کا احمدنگر ہوکر براہ گجرات	
	اکبر کے پاس جانا - - - - -	۱۵۰
۸۵	سید مرتضی وغیرہ امرائے برار کا رحیم	
	علی خان والی خاندیس کے پاس ہوکر	
	اکبر کے پاس جانا - - - - -	″
۸۶	مرزا عزیز کوکہ کی دکن پر تاخت اور	
	راجہ علی خان اور محمد تقی نظیری کا اوسے	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	بہکانا - - - - - - -	۱۵۱
۸۷	مرتضی شاہ کا جواہرات کو جلانا اور شاہزادہ	
	میران حسین کے قتل کا ارادہ کرنا - -	۱۵۳
۸۸	علی خان قطب شاہی کی بغاوت اور	
	رحیم داد خان اور طاہر محمد خان کا اوسے	
	قتل کرنا - - - - - - -	۱۵۴
۸۹	ابراہیم عادل شاہ کی ہمشیرہ محمد قلی	
	قطب شاہ سے شادی اور سلطنت	
	نظام شاہی سے رنج - - - - -	۱۵۶
۹۰	ابراہیم عادل شاہ کی دہلی سلطنت	
	نظام شاہی اور قطب شاہی کو اور	
	صلابت خاں کی معزولی اور چاند	
	سلطان ہمشیر محمد قلی کے آجانے	
	پر دونو سے ملنا - - - - -	۱۵۷
۹۱	مرتضی شاہ کا اپنے بیٹے میران حسین	
	کے قتل کے درپے ہونا -	۱۵۸
۹۲	مرزا خان کا مرتضی شاہ کو معزول کرکے	
	میران حسین کو تخت نشین کرنے کا	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	ارادہ اور دلاور خان کی امداد - - -	۱۵۹
۸۳	محمد قاسم فرشتہ کا مرتضیٰ شاہ سے مرزا خان کے ارادہ کا حال بیان کرنا	۱۶۰
۹۴	میران حسین کا اپنے باپ مرتضیٰ شاہ کو حمام گرم کرا کر مار ڈالنا - - - - -	۱۶۱
۹۵	ابراہیم عادل شاہ کا احمد نگر سے ناراض ہو کر واپس ہونا - - -	۱۶۳
۹۶	مرتضیٰ شاہ کی حالت پر رائے - -	۱۶۴
۹۷	میران حسین کی بد وضعی اور دار ثانِ مملکت کا قتل - - - - - -	۱۶۵
۹۸	مرزا خان کا میران حسین کو قید کر کے اسمٰعیل ابن شاہزادہ برہان کو تخت پر بٹھانا - - - - - - -	۱۶۶
۹۹	دکن میں ایرانیوں کے نہ آنے کی وجہ اور شیعہ مذہب کے انقلاب کی بنا - - - - - - -	۱۶۷
۱۰۰	میران سید مہدی جونپوری اور پٹھانوں میں اون کی مہدویت کے اعتقاد	۱۶۹
	کا پھیلنا - - - - - -	
۱۰۱	مرزا خان کے میران حسین کو قید کرنے اور اسمٰعیل کو بادشاہ بنانے پر سنیوں کا بلوہ - - - - - -	۱۷۱
۱۰۲	جمال خان مہدوی سنیوں کے سردار سے مرزا خان کی شکست - - -	۱۷۲
۱۰۳	میران حسین شاہ کا قتل اور جمال خان کا غریبوں کے نکالنے میں اصرار	۱۷۳
۱۰۴	جمال خان کا مرزا خان اور اور غریبوں کو قتل کرانا - - - - - - -	۱۷۴
۱۰۵	افواہ کہ دلاور خان ابراہیم عادل شاہ کو معزول کرنا چاہتا ہے - - -	۱۷۶
۱۰۶	دلاور خان کا ناراض ہو کر سلطنت کے کام سے کنارہ کش ہونا - -	۱۷۷
۱۰۷	ابراہیم عادل شاہ کا دلاور خان کو راضی کر کے پھر اوسے سلطنت کا کام دینا	۱۷۸
۱۰۸	دلاور خان کا اپنے استحکام کی تدابیر کرنا اور بلبل خان کو مالوہ پار کو بھیجنا	۱۸۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۰۹	صلابت خان اور دلاور خان کی جمال خان پر چڑھائی اور صلابت خان کی شکست اور دلاور خان اور جمال خان کی صلح - - - - -	۱۸۱
۱۱۰	بلیل خان کا مالابار سے خراج وصول کر کے لانا - اور دلاور خان کا اوسے پکڑ کر لانا - - -	۱۸۲ و ۱۸۳
۱۱۱	جمال خان کا باقی غریبوں کو نکالنا اور صلابت خان کی وفات - - -	۱۸۴
۱۱۲	شاہزادہ برہان کے احمد نگر کے قبضہ کے لیے امرائے برار سے توڑ جوڑ اور اکبر کے ایلچیوں کا دکن کو آنا - - - - - - -	۱۸۵
۱۱۳	راجہ علی خان اور دلاور خان کی برہان کی امداد کے لیے آمادگی	۱۸۶
۱۱۴	برہان کا ابراہیم عادل شاہ کو بولانا اور دلاور خان کی حکومت سے ابراہیم کی آزادی کی خواہش -	۱۸۸
۱۱۵	جمال خان کا احمد الملک کو برہان کے روکنے کا حکم دیکر خود دلاور خان کے مقابلہ کو جانا - - - - - -	۱۸۹
۱۱۶	دلاور خان کا عین الملک اور آنکس خان کے ترک رفاقت کے باعث جمال خان سے شکست کھانا -	۱۹۰
۱۱۷	جمال خان کا برہان کے مقابلہ کو اور دلاور خان کا جمال خان کے تعاقب مین جانا - - - - - - -	۱۹۲
۱۱۸	ابراہیم عادل شاہ کا دلاور خان کی حراست سے بھاگنا - - - -	۱۹۲
۱۱۹	دلاور خان کا ابراہیم عادل شاہ کی گرفتاری کو جانا - اور اپنے لشکر کی بدلی کے باعث بیدر کو بھاگنا - - - -	۱۹۴
۱۲۰	ابراہیم عادل شاہ کا خود مختار ہو کر اہل سنت و جماعت کا خطبہ پڑھوانا -	۱۹۵
۱۲۱	برہان اور راجہ علی خان کے مقابلہ مین جمال خان کا حملہ اور قتل - - -	۱۹۶

نمبر	مضمون	صفحہ
۱۲۲	برہان شاہ کا احمد نگر کو راجہ علی خان کا بدنا پور کو اور ابراہیم عادل شاہ کا بیجاپور کو جانا - - - - - - -	۱۹۷
۱۲۳	برہان شاہ کا دلاور خان کی تحریک سے سلطنت عادل شاہی پر حملہ اور ایک قلعہ سرحد پر بنانا - - - - - -	۱۹۸
۱۲۴	ابراہیم عادل شاہ کا دلاور خان کو بولانا اور خلاف عہد گرفتار کر کے اندھا کرنا	۲۰۰
۱۲۵	دلاور خان کے اوصاف - - -	۲۰۱
۱۲۶	ابراہیم کا برہان کی دفعیہ کو فوج بھیجنا اور برہان کے لشکر میں وبا اور قحط اور تیرنگ خان کا قتل - - - -	۲۰۳
۱۲۷	برہان شاہ کے امرا کا اوسے تخت سے اوتارنے کا ارادہ اور ابراہیم عادل شاہ سے اوسکی صلح - - -	۲۰۴
۱۲۸	برہان شاہ کا دکنی حبشیوں کو پرتگالیوں کے دفعیہ کو بھیجنا اور اکبر کے آنیکا اندیشہ - - - - - - -	۲۰۶
۱۲۹	پرتگالیوں کے ہاتھ سے دکنی اور حبشیوں کا قتل اور برہان شاہ کی خوشی - - - - - - -	۲۰۸
۱۳۰	فیصل خان کا ملیبار سے خراج وصول کرنیکو جانا - - - - -	۲۰۹
۱۳۱	ابراہیم عادل شاہ کے بھائی شاہزادہ اسمعیل کی بغاوت - - - - -	۲۱۱
۱۳۲	برہان شاہ اور عین الملک کا مدد اسمعیل کی امداد کے لیے - اور عین الملک کا بیجاپور کو آنا - - -	۲۱۲
۱۳۳	سلطنت بیجاپور میں ابراہیم عادل شاہ کے برخلاف غدر - - - - -	۲۱۴
۱۳۴	حمید خان اور سہیل خان کا جاکر عین الملک کو قتل اور شاہزادہ اسمعیل کو قید کرنا - - - - -	۲۱۶
۱۳۵	شاہزادہ اسمعیل کا قتل اور برہان شاہ کی واپسی وغیرہ - - - - -	۲۱۸
۱۳۶	شہر حیدرآباد کا آباد ہونا - - -	۲۱۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۳۷	ابراہیم برید و قاسم برید ثانی والیان بیدر - - - - - - - - - -	۲۲۰
۱۳۸	علی برید ثانی اور دینکٹادری کی تحریک سے برہان شاہ کا حملہ ابراہیم عادل شاہ پر اور برہان شاہ کی شکست اور ہماری کے باعث اپنے بیٹے ابراہیم کو ولی عہد کرنا - - - - - - - - -	۲۲۲
۱۳۹	اخلاص خان کی بغاوت اور برہان شاہ کی موت - - - - - - -	۲۲۴
۱۴۰	محمد قلی قطب شاہ کا حملہ کرناٹک پر اور موسارک و نندیال و کلکور و جنگل مہری و کندی کوٹہ وغیرہ علاقجات کی فتح - - - - - - - -	۲۲۶
۱۴۱	محمد قلی قطب شاہ کا پنکنڈہ پر محاصرہ اور ناکامیاب واپس ہونا - - -	۲۲۷
۱۴۲	آزہا خان قطب شاہی سردار کی کمیلند راجہ اودگیر پر فتح - اور رستم خان کی شکست یلتمراج اور منو راج سے	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	کرناٹک مین - - - - - -	۲۲۸
۱۴۳	اعتبار خان قطب شاہی کی فتح رتناپور راجہ ایتگیر پر اور شہر کا لوٹنا تک	
	تاخت و تاراج - - - - - - -	۲۳۰
۱۴۴	محمد قلی کے پٹھان اور ہندو سردارون کی بغاوت اور امین الملک کا اوسے فرو کرنا - - - - - - - -	۲۳۲
۱۴۵	شاہی صاحب منصبی کا خروج قطب شاہی عملداری مین - - -	۲۳۳
۱۴۶	ابراہیم نظام شاہ کی تخت نشینی اور ابراہیم عادل شاہ پر فوج کشی -	۲۳۵
۱۴۷	ابراہیم نظام کا قتل - - - -	۲۳۷
۱۴۸	ابراہیم عادل شاہ کی واپسی بیجاپور کو اور اوہونی کی خلاصی اور موسے مبارک رسول مقبول صلعم - -	۲۳۹
۱۴۹	سیان نجمو کا احمد شاہ کو تخت نشین کرنا - - - - - - - -	۲۴۱
۱۵۰	اضوہ خان کا موتی شاہ کو بادشاہ	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	بنانا - اور رمیان منجھو کا شاہزادہ مراد سے مدد طلب کرنا - - -	۲۴۳
۱۵۱	شاہزادہ مراد اور خانخانان کا حملہ احمدنگر پر - - - - - - - -	۲۴۴
۱۵۲	احمدنگر کا محاصرہ - اور چاندبی بی کا بہادر شاہ کا خطبہ پڑہانا - - - -	۲۴۵
۱۵۳	احمدنگر کے پانچ رعویدار - اور خانخانان کا اخلاص خان کو شکست دینا اور آہنگ خان کا احمدنگر مین جانا -	۲۴۶
۱۵۴	سہیل خان کی سپہ سالاری مین مہدی قلی سلطان قطب شاہی اور میان منجھو اور اخلاص خان نظام شاہی کا اکٹھا ہونا - - - - - -	۲۴۸
۱۵۵	شاہزادہ مراد کا قلعہ مین سرنگ لگوانا اور چاندبی بی کا وہین کھود دانا -	۲۴۹
۱۵۶	شاہزادہ مراد کا سرنگ اڑا کر قلعہ پر حملہ اور چاند سلطانہ کا اوسے روکنا - - - - - - -	۲۵۲
۱۵۷	شاہزادہ مراد اور چاند سلطانہ کے مابین برار کا علاقہ دینے پر صلح -	۲۵۴
۱۵۸	بہادر شاہ کا احمدنگر مین بادشاہ ہونا اور شاہزادہ مراد کا برار مین انتظام	۲۵۶
۱۵۹	قطب شاہی تاریخ مین واقعات کی تاریخ نہ لکھنے سے وقتین - اور	
	مکندراج رائے کسمکوٹہ کی بغاوت	۲۵۷
۱۶۰	مکندراج کی بغاوت اور امین الملک کا اوسے شکست دیکر قاسم کوٹہ پر قبضہ کرنا - - - - - -	۲۵۹
۱۶۱	محمد قلی کی وینکٹ پتی رائے بنکنڈہ سے مصالحت اور راجہ راجمندر رائے پتاپور کی اطاعت	۲۶۰
۱۶۲	راجمندری مین ردی واقوم کا بلوہ - اور عادل خان اور زین العابدین کا اوسے فرو کرنا - - - -	۲۶۱
۱۶۳	احمدنگر مین محمد خانکی پیشوائی اور سرکشی پر گرفتاری اور آہنگ خان	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	کا پیشوا مقرر ہونا - - - - - -	۲۶۳
۱۶۴	دکھنیون اور غلیون کی لڑائی راجہ علیخان اور راجہ رامچندر کا قتل - اور خانخانان کے مقابلہ مین سہیل خان کی شکست	۲۶۴
۱۶۵	خانخانان کی واپسی دکن سے اور ابوالفضل کا سپہ سالار دکن مقرر ہونا	۲۶۸
۱۶۶	چاند سلطانہ اور آہنگ خان کی بخشش اور رفیع الدین شیرازی کا صلح کے لیے آنا - - - - - - - -	۲۶۹
۱۶۷	رفیع الدین کا سہیل خان کے پاس شاہ ورگ مین جانا - - - -	۲۷۰
۱۶۸	رفیع الدین کا چاند سلطانہ اور آہنگ خان کے درمیان پڑنا -	۲۷۱
۱۶۹	رفیع الدین کی کوشش رائیگان ہونا اور اوس کی واپسی بیجاپور کو - -	۲۷۳
۱۷۰	اکبر بادشاہ کا حملہ خاندیس اور احمد نگر پر	۲۷۵
۱۷۱	شاہزادہ دانیال اور خانخانان کا احمد نگر پر محاصرہ اور چاند سلطانہ کے قتل پر اوسے فتح کرکے بہادر نظام شاہ کو قید کرنا - - - - -	۲۷۷
۱۷۲	بہادر خان کی حماقت اور اکبر کا خاندیس کو فتح کرنا - اور سلاطین فاروقیہ خاندیس کا خاتمہ - - - - -	۲۷۹
۱۷۳	شاہزادہ محمد سلیم کی اکبر سے بغاوت اور اکبر کا دکن سے آگرہ کو روانہ ہونا.	۲۸۳
۱۷۴	اکبر کا سلیم کو نصیحتین کرنا اور بنگالہ اور اوڑیسہ دینا اور سلیم کا ابوالفضل کو قتل کرنا - - - - - -	۲۸۴
۱۷۵	ابوالفضل کے حالات - - -	۲۸۶
۱۷۶	راوت راو ہرچند و دستاویز و مکند راج کے فساد اور دستاویز کا اطاعت کرنا - - - - -	۲۸۹
۱۷۷	مکند راج اور کشن راج کا فساد اور سید حسین کی سپہ سالاری مین اوس کا فرو ہونا - اوجلپور پر سلمانون کا قبضہ - - - - - -	۲۹۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۷۸	سلطنت قطب شاہی مین شیعہ اور ہندون کا دخل اور میر محمد امین کا وزیر اعظم مقرر ہونا - - - -	۲۹۴
۱۷۹	مرتضی نظام شاہ ثانی کی تخت نشینی اور عنبر اور خانخانان کی لڑائی کے بعد صلح - - - - - - - -	۲۹۶
۱۸۰	ملک عنبر کا مرتضی نظام شاہ اور نیز قلعہ پرینڈہ پر قبضہ کرنا - - - -	۲۹۷
۱۸۱	اکبر کی نرمی اور شاہزادہ سلیم کی حماقتین - - - - - - -	۲۹۹
۱۸۲	ابراہیم عادل شاہ کی لڑکی سے شاہزادہ دانیال کی شادی اور موت	۳۰۱
۱۸۳	اکبر بادشاہ دہلی کی وفات - - -	۳۰۲
۱۸۴	عنبر اور راجو کی لڑائیان اور عنبر کا کل مملکت نظام شاہی کا مالک ہونا -	۳۰۴ ۳۰۵
۱۸۵	حیدرآباد مین کوتوال کی سوءفہمی سے برہمنون کا قتل - - - - -	۳۰۶
۱۸۶	محمد قلی - کے بھائی خدابندہ کی بغاوت کا ارادہ اور اوسکا انسداد - - -	۳۰۸
۱۸۷	جہانگیر کا خانخانان اور شاہزادہ پرویز کو دکن کی طرف بھیجنا اور ملک عنبر کا ابراہیم عادل شاہ اور امیر بریدسے اتفاق کرنا - - - - - -	۳۰۹
۱۸۸	شاہزادہ پرویز کا حملہ دکن پر اور ملک عنبر کا اوسے شکست دینا اور احمدنگر پر عنبر کا قبضہ - - - -	۳۱۰
۱۸۹	امیر بریدثانی خاتم سلاطین بریدیہ کا بھاگ نگر بھاگنا - اور مرزا علی کا بیدر مین حاکم ہونا اور سلاطین بہمنیہ اور شاہان بریدیہ کے مقبرے	۳۱۴
۱۹۰	دستاویز اور کشنا راجہ کا فساد اور اوسکا فرو ہونا - - - -	۳۱۸
۱۹۱	پرتاب شاہ راجہ دستر کی سرکشی اور محمد امین کو اوسکی تنبیہ کے لیے بھیجنا - - - - - - -	۳۱۹
۱۹۲	محمد قلی قطب شاہ اور شاہ عباس	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	والی ایران کا مذہبی یگانگت کے	
	باعث میل جول - - - - -	۳۲۱
۱۹۳	محمد قلی قطب شاہ کی موت اور اوس	
	کا مذہب اور مذہبی جوش - -	۳۲۲
۱۹۴	محمد قلی قطب شاہ کے عادات	
	واطوار - - - - - - -	۳۲۴
۱۹۵	محمد قلی قطب شاہ کی عمارتیں -	۳۲۶
۱۹۶	سلطان محمد قطب شاہ کی تخت نشینی	
	اور راجہ دستر سے صلح - - -	۳۳۲
۱۹۷	نورجہان اور اوس کا نکاح جہانگیر سے	۳۳۴
۱۹۸	جہانگیر کا خانخانان کے بجاے	
	خان جہان لودی کو دکن کی مہم پر	
	مامور کرنا - اور عبداللہ خان صوبہ دار	
	گجرات کا حملہ ملک عنبر پر - -	۳۳۶
۱۹۹	عبداللہ خان کی شکست ملک عنبر	
	سے اور خانجہان کی واپسی - -	۳۳۸
۲۰۰	دکن کی تاریخ پر اندھیرا اور ہندوون	
	کا اموات سلطنت ہاے دکن	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	مین دخیل ہونا - - - - -	۳۴۰
۲۰۱	یاقوت خان وغیرہ امراے نظام	
	شاہی کی بغاوت کے باعث ملک	
	عنبر کی شکست شہ نواز خان سے	۳۴۴
۲۰۲	شاہزادہ خرم کے مختصر حالات اور	
	اوس کا دکن کی مہم پر روانہ ہونا - -	۳۴۵
۲۰۳	سلطان محمد قطب شاہ ابراہیم عادل	
	شاہ اور ملک عنبر کا شاہزادہ خرم	
	کی اطاعت کرنا اور قلعہ احمد نگر کی واپسی	۳۴۷
۲۰۴	جہانگیر کا گجرات کو اور کشمیر کو جانا - -	۳۴۹
۲۰۵	مرزا علی والی بیدر کو قید کرکے ابراہیم	
	عادل شاہ کا علاقہ بیدر کو اور اوسکا ہونی	
	کے فساد پر کرنول کو داخل ممالک	
	محروسہ کرنا - - - - - - -	۳۵۰
۲۰۶	ملک عنبر کی تاخت جہانگیری علاقون پر	
	اور جہانگیر کا شاہجہان کو دکن کیطرف بھیجنا -	۳۵۲
۲۰۷	شاہجہان کا شراب سے توبہ کرنا اور	
	برہانپور میں پہونچنا - - - - -	۳۵۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۰۸	شاہجہان کا دریائے تاپتی سے عبور کرنا - - - - - - - -	۳۵۶
۲۰۹	شاہجہان کا عنبر کی فوج کو متواتر شکستین دیکر کھڑکی تک پہونچنا - - - -	۳۵۷
۲۱۰	شاہجہان کا دولت آباد کو محاصرہ کرنا اور احمدنگر کے محاصرہ کو اوٹھانا اور تمام بادشاہی علاقہ کو واپس لے لینا - - - - - - - -	۳۵۹
۲۱۱	شاہجہان اور عنبر کی صلح - - -	۳۶۱
۲۱۲	عنبر اور شاہجہان کی صلح کی شرطین اور اونکی تعمیل - - - - - -	۳۶۲
۲۱۳	نورجہان اور شاہجہان کی عداوت اور جہانگیر کا قندہار کی مہم پر جانیکا حکم اور پنجاب کا ملک شاہجہان کو دینا	۳۶۴
۲۱۴	نورجہان کا شاہجہان کے نام سے پنجاب کو اور قندہار کی مہم کو مسترد کراکے شہریار کے نام پر مقرر کرانا	۳۶۶
۲۱۵	نورجہان کا جہانگیر کو بدظن کرکے شاہجہان کو باغی قرار دینا - اور شاہجہان اور جہانگیر کا دہلی کے قریب مقابلہ اور شاہجہان کی شکست	۳۶۷
۲۱۶	شاہزادہ پرویز کا نربدا اوترنا اور برہانپور سے شاہجہان کا بھاگنا اور عبداللہ خان کی شکست گجرات مین - - - - - -	۳۷۰
۲۱۷	شاہجہان کے رفیقون کا اوسے چھوڑنا اور سلطان محمد قطب شاہ کا اوسے مچھلی پٹن مین پیشکش بھیجنا اور شاہجہان کا بنگالہ پہار پر قبضہ - - - - - - -	۳۷۲
۲۱۸	شاہزادہ پرویز کا ملا محمد لاری سپہ سالار ابراہیم عادل شاہ کو دکن کا بندوبست سپرد کرکے بنگالہ کو جانا - - -	۳۷۳
۲۱۹	ملک عنبر کا سلطان محمد قطب شاہ سے روپیہ وصول کرنا - اور ابراہیم عادل شاہ کو بیجاپور مین محصور کرنا	

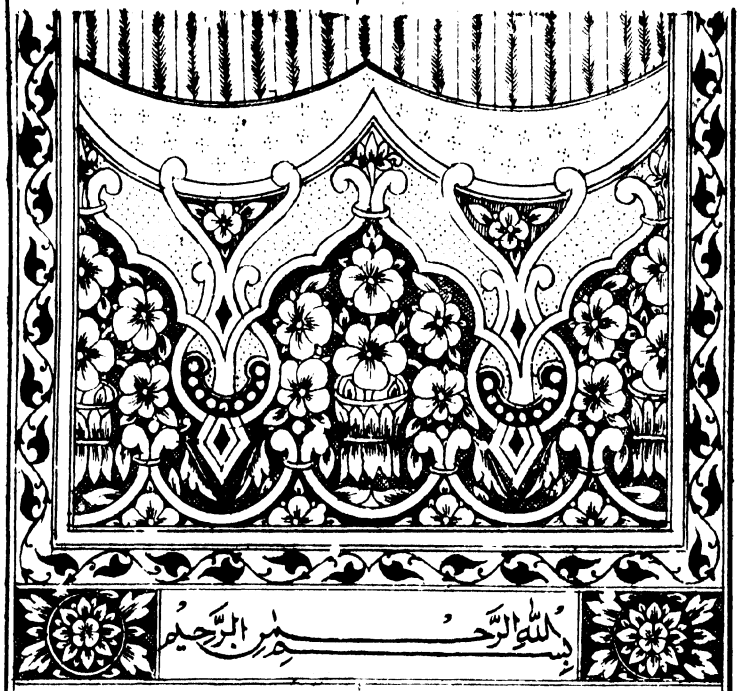
نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	اور جہانگیری اور عادل شاہی فوجوں	
	کو شکست دیکر برہانپور تک لوٹنا	۳۷۵
۲۲۰	شاہجہان کا دکن کو آنا اور ملک عنبر	
	کا اوسے مردود بنانا مگر شاہزادہ پرویز	
	کے تعاقب سے نظام شاہی	
	عملداری میں چلا آنا - اور جہانگیر سے	
	صلح کرنا - - - - - - - -	۳۷۷
۲۲۱	وفات سلطان محمد قطب شاہ -	۳۷۹
۲۲۲	سلطان محمد قطب شاہ کی عمارات	۳۸۳
۲۲۳	عبداللہ قطب شاہ کی پرورش اور	
	تخت نشینی - - - - - -	۳۸۶
۲۲۴	۱۰۱ سے قطب شاہی کا عزل و	
	نصب اور بیجاپور دولت آباد اور	
	شاہجہان کے ایلچیوں کا آنا -	۳۸۸
۲۲۵	مہابت خان کا جہانگیر کو قید کرلینا	
	مگر اوس کو بادشاہ بنائے رکھنا -	۳۸۹
۲۲۶	ملک عنبر کی وفات اور اوسکی	
	لیاقت - - - - - - -	۳۹۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۲۷	شاہجہان کا اجمیر اور ٹھٹہ کو جانا اور	۰
	جہانگیر کا مہابت خان کے قید سے	
	رہا ہونا - اور پرویز کے مرنے پر	
	شاہجہان کا ناسک کو آنا - -	۳۹۶
۲۲۸	برہان نظام شاہ کا خود مختار ہو کر	
	حمیدخان اور اوس کی بی بی	
	کی عزت اور اقتدار بڑہانا - - -	۳۹۸
۲۲۹	حمیدخان کی بی بی کا ابراہیم عادل شاہ	
	کو شکست دینا - - - - -	۴۰۰
۲۳۰	یاقوت خان کا خانجہان کے	
	پاس چلا جانا اور حمیدخان کی بی بی	
	کا خانجہان سے کل نظام شاہی	
	گیا ہوا علاقہ مول لے لینا - -	۴۰۲
۲۳۱	شہر نورسپور کی آبادی اور ویرانی	۴۰۴
۲۳۲	نورسپور کی وجہ تسمیہ اور لفظ نورس	
	کی شہرت - - - - - -	۴۰۶
۲۳۳	طبقات ثلثہ موالان وعبید نورس	
	مخترع ابراہیم عادل شاہ ملقب	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	بہ جگت گرو - - - - - - -	۴۰۷
۲۳۴	ابراہیم عادل شاہ کا ہمارستی کی پرستش کرنا اور شاہ صبغۃ اللہ کا اوسے نصیحت کرکے باز رکھنا - - - - - -	۴۱۰
۲۳۵	شاہ صبغۃ اللہ کا ابراہیم عادل شاہ کو بے موقع نصیحتیں کرنا - - - -	۴۱۱
۲۳۶	انگریزوں کی خوش انتظامی اور ابراہیم عادل شاہ کا شاہ صبغۃ اللہ کو اخراج کرنا - - - - - - - -	۴۱۴
۲۳۷	شاہنواز خان ابراہیم عادل شاہ کا وزیر - - - - - - - -	۴۱۶
۲۳	ابراہیم عادل شاہ کے بڑے بڑے امیر اور اوس کے بیٹے - - -	۴۲۰
۲۳۹	ابراہیم عادل شاہ کی وصیت سلطان محمد کی ولی عہدی کے لیے	
	اور اوسکی وفات - - - - -	۴۲۱ و ۴۲۲
۲۴۰	ابراہیم عادل شاہ کے اوصاف - - - - - -	۴۲۳
۲۴۱	سلطان محمد عادل شاہ کی تخت نشینی	۴۲۶
۲۴۲	جہانگیر کا مرنا اور آصف خان کا شاہجہان کی بادشاہی کے واسطے اور نجش کو بادشاہ بناکر شہریار کو قید کرنا اور شاہجہان کا بادشاہ ہونا -	۴۲۷
۲۴۳	بیجاپور پر برہان نظام شاہ کا دو مرتبہ فوج بھیجنا مگر ناکامیاب رہنا اور کندم راو حاکم بنکاپور کی بغاوت - -	۴۲۹



ہمارا خیال تہا کہ اس **حصہ دوم** مین اورنگ زیب عالمگیر کا حال تمام ہو جائیگا۔ مگر اس کی انتہا تک اوس کی ابتدا بھی نہ ہوئی۔ اب امید ہے کہ تیسری جلد مین عالمگیر کا حال ختم ہو۔ اس لئے **سلاطین آصفیہ** کا حال چوتھی جلد سے شروع ہوگا۔ اور ایسے ہی سلاطین آصفیہ کا حال ہم سمجھے ہوئے تھے کہ دو جلد مین آجائیگا۔ مگر جیسی یہ جلد ہے ایسی ایسی چار جلدون مین بھی اب اوسکا ختم ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اس تاریخ کی سات آٹھ جلدون سے کم ضخامت نہوگی۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ حسین شاہ کے مرنے پر احمدنگر مین مرتضیٰ نظام شاہ کی تخت نشینی اور خونرہ ہمایون کا اقتدار۔

حسین شاہ والی احمدنگر شراب خواری اور عیاشی مین اپنے باپ کا بھی باپ تھا۔ اس جوانی کے ہی عالم مین قوائے جسمانی بڈھون سے بدتر ہو گئے تھے۔ جب بیجانگر سے لوٹ کر احمدنگر آیا۔ تو کثرت مباشرت اور افراط شراب خواری سے گیارہ دن۔ کے بعد دوز چہار شنبہ ہفتم ذیقعدہ ۹۷۲ ہجری کو مر گیا۔ اوس کی تاریخ وفات ہے ع آفتاب دکن بشد پنہان۔ اگر یہ بادشاہ زندہ رہتا تو علی عادل شاہ بادشاہ بیجاپور کو بادشاہی کرنا مشکل تھی۔ بے ایمانی تو اوس کو وراثت مین ملی تھی۔ سید خان عین الملک صلابت خان اور جہانگیر خان کے قتل سے اوس کا پاجی پن بخوبی ظاہر ہے۔ مگر دل کا بڑا مضبوط اور واقعی بہادر تھا اس کے زمانہ مین احمدنگر کی سلطنت سے شولاپور اور کلیانی کے علاقے نکل گئے۔ مگر جو صورتیں بڑی تھین اون سے

۹۷۲ھ

ترقی کی امید تھی لیکن بے وقت کی موت نے سب امیدین خاک مین ملادین - اس کے بعد اس کے چار بیٹے اور چار بیٹیان باقی رہین - خونزہ ہمایون میا بجیبون خواجگی پسر زادہ جہان شاہ قراقونیلو بادشاہ آذربایجان کی بیٹی اس کی بی بی تھی اوس سے دو بیٹے مرتضیٰ اور برہان اور دو بیٹیان چاندبی بی زوجہ علی عادل شاہ وخدیجہ بی بی منکوحہ جمال الدین حسین آنجو تھین باقی دو بیٹے شاہ قاسم اور شاہ منصور اور دو بیٹیان آقابی بی زوجہ میر عبدالوہاب بن سید عبدالعظیم و بی بی جمالی زوجہ ابراہیم قطب شاہ کنیزون سے تھین - مرتضیٰ شاہ جو اسوقت جوان ہوچلا تھا باپ کی جگھہ تخت نشین ہوا - مگر نوجوانی کے باعث خونزہ ہمایون اوس کی مان متکفل امورات سلطنت رہی - ملا عنایت اللہ پیشوا اور قاسم بیگ حکیم دونو ہر روز اوس کے پاس جاتے اور دہ پردہ مین بیٹھکر اون سے امورات سلطنت مین مشورہ لیتی اور احکام جاری کرتی - خونزہ ہمایون کے دو بھائی عین الملک و تاج خان اور ایک خواجہ سرا اعتبار خان تھا - ان پر اوس کا بڑا اعتبار تھا اوس نے اونھین بڑا اختیار دے رکھا تھا - مرتضیٰ شاہ ہمیشہ لہو و لعب اور امراے غریب کے ساتھہ دل لگیون مین مشغول رہا کرتا تھا بلکہ یون سمجھنا چاہیئے - کہ ماں نے ہی اپنی حکمرانی اور فرماں روائی کے لیے اوسے کھیل کود مین لگا رکھا تھا - خونزہ ہمایون گو بڑی لایق عورت نہ تھی - مگر لیاقت سے خالی بھی نہ تھی -

۲ - علی عادل شاہ کی فتوحات کرناٹک مین ..

۹۷۳ھ

اب کیا تھا - اب تو علی عادل شاہ کو بے مانگے دل کی مراد مل گئی جب حسین شاہ کا بالکل کھٹکا ہی مٹ گیا - فوج لیکر رایچور کا محاصرہ کیا - اور گرد و نواح کے علاقجات مین فوج بھیجی - زمیندار اور رئیس مطیع ہونا شروع ہوئے اس نے بھی اون کے ساتھہ رعایتین کین - خلعت دئے - جاگیرین دین - پہلے

علاقجات پر ایک امیر اور رئیس کے بحال رکھے۔ جب اہل قلعہ نے یہ حالت دیکھی۔
اور اون کو کہین سے مدد اور رسد نہ ملی۔ تو انہون نے اونہیز قلعہ داران مدگل اپنگیری وغیرہ
نے اطاعت اختیار کرلی۔ پہر علی عادل شاہ نے اپنے معتمد سردارون کو اون قلعون مین
متعین کیا۔ اور اون کی مرمت کراکے بیجاپور کو لوٹ آیا گو وہ کرناٹک سے لوٹ آیا۔ مگر اس
موقع مناسب کو اوس نے مفت ضایع کرنا مناسب نہ سمجھا اور کرناٹک کے فتوحات کا کامل
ارادہ کرلیا۔ بیجانگر ندی کے داہنے کنارہ تہا۔ اوس کے بائین کنارہ پر دس میل کو ایک قلعہ
اناگندی تہا۔ بیجانگر کی تباہی پر علی عادل شاہ نے اسے آباد کیا۔ یلتمراج رامراج کا چہوٹا بیٹا جو
لڑائی کی خرابی پر علی عادل شاہ کے پاس حاضر ہوگیا تہا۔ اور اناگندی کے قریب ایک غار
مین بسر اوقات کرتا تہا۔ علی عادل شاہ کا مطیع تہا۔ علی عادل شاہ نے یہ قلعہ اوسے دیدیا
اور تمام اثانہ سلطنت دیکر اوسے وہان کا راجہ کردیا۔ اور اوسے اپنا بیٹا بنالیا۔ اور نیکنا دری
کو جس نے اب ملک بڑہ مین دارالحکومت قرار دیا تہا لکھ بہیجا۔ کہ یلتمراج کو ہم نے اناگندی کا
راجہ کیا ہے۔ اوس سے کچہہ مزاحمت نکرنا۔ نیکنا دری مین اس قدر طاقت کہان تہی کہ وہ اس کے
خلاف کرتا۔ یلتمراج وہان کا راجہ ہوگیا۔ جب علی عادل شاہ نے قلعہ جات رایچور وغیرہ لے
لیے تو اب اوس نے چاہا کہ نیکنا دری سے کرناٹک کا ملک یلتمراج کو دلادے اور اناگندی
اور بیجانگر اپنے قبضہ مین کرلے۔

۹۷۳ھ ۳۔ علی عادل شاہ کا بیجاپور کی حفاظت کرنا اور اوسکو رونق دینا | گوحسین شاہ مرگیا تہا۔ مگر ابہی اوس کے کارکن سب موجود تہے۔
اونہین یاد تہا کہ علی عادل شاہ نے دو مرتبہ احمدنگر پر چڑہائی کرکے
اوسے تباہ کیا ہے۔ دوسرے اب اوس بکو کرناٹک کی فتح کے خیالات ہو رہے تہے اس سے
حاسدون کے حسد کا اسے خیال تہا۔ کہ مبادا پاس پڑوس کے حاکم متفق ہوکر اوس پر چڑہائی کرین

اِس لیے اس نے پہلے شہر بیجاپور کی حفاظت کی طرف توجہ کی اور کشور خان کو جو اِس وقت بیجاپور مین سب سے بڑا صاحب تدبیر خیال کیا جاتا تھا حکم دیا۔ کہ شہر کی فصیل پختہ بناے چنانچہ یہ فصیل ۹۷۳ھ مین شروع کی گئی اور تین برس تک بنتی رہی۔ اِس فصیل کا دورچہ فرسخ تھا۔ دیوار کی چوڑائی ۱۸ گز اور بلندی ۸ گز تھی۔ ۱۲۰ برج نہایت مستحکم اور دیوار پر چھ ہزار کنگرہ اور ۷۰ کھڑکیان تھین۔ مگر کھڑکیان بعد مین بند کردی گئین۔ کل شہر کے چھ دروازے رکھے۔ مغربی دروازہ کا نام مکہ دروازہ تھا۔ باقی دروازون کے نام اُن قصبات کے نام پر رکھے گئے تھے کہ جس کی طرف وہان سے راستے جاتے تھے۔ اس فصیل کے گرد ایک خندق بڑی چوڑی اور عمیق کھودی تھی جس کا پانی کبھی خشک نہین ہوتا تھا۔ جب یہ فصیل ختم ہوگئی تو امرا اور دیگر رعایا نے اوس مین مکانات بناے جس سے شہر کو بڑی آرایش ہوگئی جو قلعہ کہ ابراہیم عادل شاہ نے بنوایا تھا اوس کے دو حصار اور دو خندق تھے۔ ان خندقون مین بھی پانی بھرا رہتا تھا۔ یہ دونو حصار شہر مین تھے سواے اس کے شہر کے حصار کے اندر علی عادل شاہ نے تین باغ بھی لگائے تھے۔ یہ بہت بڑے بڑے باغات تھے۔ اوّل باغ کا نام باغ دوازدہ امام تھا۔ یہان پہلے بارہ باغ تھے اونہین ملا کر ایک کردیا تھا۔ اور یہ نام رکھدیا تھا۔ دوسرے باغ کا نام باغ علوی اور تیسرے کا نام باغ علی تھا۔ پھر اور امرا نے بھی اپنے اپنے مکانات کے احاطون مین باغین لگائے تھے۔ یہان تک کہ اون سے شہر مین میوے نہایت افراط سے ملتے تھے۔ پھر کشور خان کو حکم دیا تو وہ سخت پتھر کے پہاڑ کو کاٹ کر دو فرسخ سے نہر لایا۔ اور قلعہ کے پاس ایک حوض بنایا اوس کا نام کارنج رکھا۔ اِس نہر سے اس حوض مین ہمیشہ پانی بھرا رہتا تھا اور تمام شہر مین وہان سے پانی جاتا تھا۔ بیجاپور سے باہر ایک فرسخ پر ایک گاؤن شاہ پور تھا۔ وہان اطراف وجوانب سے تاجر اور مسافر اس

کثرت سے آتے تھے۔ کہ وہ ایک بندرگاہ معلوم ہوتا تھا اور اوس کی آبادی ایسی بڑھ گئی تھی۔ کہ شہر کے اور اوس کے درمیان صرف اسی فصیل اور خندق کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ پھر اسی کشور خان۔ نے ایک جامع مسجد بھی بنوائی تھی اور وہ بھی تین سال مین اسی فصیل کے ساتھ تیار ہوئی تھی۔

۴۔ علی عادل شاہ کی فوج کشی کرناٹک کے باعث مرتضیٰ شاہ اور ابراہیم قطب شاہ اور تفال خان کا حملہ بیجاپور پر۔

غرض کہ ۹۷۳ھ مین علی عادل شاہ نے ارادہ کیا کہ خود ملکنڈہ اور ترنامل کو جاکر اوسے فتح کرے۔ مگر کشور خان نے کہا کہ۔ کرناٹک مین اس وقت کوئی بڑا راجہ تو ہے ہی نہین۔ ملک مین چارون طرف پارہ پارہ ملک لیکر امراج کے سردار اور قلعہ دار خود مختار بن بیٹھے ہین۔ ان پارہ گیرون سے (جو رفتہ رفتہ پالیگار ہوگیا) ملک، لینے کے لیے بادشاہ کو خود جانے کی ضرورت نہین ہے۔ اس سبب سے علی عادل شاہ نے کشور خان کو ہی بیس ہزار سوار دیکر وینکٹادری پر ترنامل کو بھیجا۔ جب یہ خبر مشہور ہوئی تو ادھر تو وینکٹادری نے خونزہ ہمایون اور مرتضیٰ شاہ کو لکھا کہ حسین شاہ نے یہ ملک مجکو عنایت کیا ہے۔ اب علی عادل شاہ اسے لینا چاہتا ہے۔ براہ مہربانی آپ میری حمایت کیجئے۔ اور اس بلا سے مجھے نجات دلائے۔ اور اودھر ابراہیم قطب شاہ نے بھی احمد نگر کو ایک قاصد دوڑایا۔ اور کہلا بھیجا کہ آپ کو معلوم ہے۔ آجکل ممالک جنوبی مین کوئی حاکم ذی قدرت نہین ہے۔ اس لئے علی عادل شاہ نے کشور خان کو اوس کی تسخیر کے لیے بھیجا ہے وہ ضرور وہان کامیاب ہوگا۔ مگر اس کامیابی سے مجھے اور آپ دونو کو نقصان ہے۔ کیونکہ اس وقت علی عادل شاہ سے عہدہ برآئی مشکل ہورہی ہے۔ اگر اوس کو اور ملک ہاتھ لگ گیا تو ضرور ہے کہ ہم کو اوٹھانا مشکل ہوجائیگا۔ اس کا بندوبست کیجئے۔ میں اور آپ دونو اوس کے ملک پر حملہ کرین اور اوس کا کچھ ملک چھین لین۔ تاکہ ہم اور وہ مساوی ہین

ورنہ وہ بھی اور ملک فتح نہ کرے۔ خونزہ ہمایون نے اس خبر کو سنتے ہی مرتضیٰ نظام شاہ کی طرف سے ابراہیم کو لکھا کہ ہم آتے ہین آپ بھی تیار ہو جیئے۔ اور اُدہر تفال خان سے مدد مانگی۔ اس زمانہ مین تفال خان نے دریا عماد شاہ کے بیٹون کو قید کر رکھا تھا اور خود برار کا مالک بن بیٹھا تھا۔ جب علی عادل شاہ نے سنا کہ مرتضیٰ شاہ کا ارادہ ہے کہ میرے ملک پر حملہ کرے تو وہ خود ہی فوج لیکر اوس کے ملک کو چلا۔ جب خونزہ ہمایون نے سنا کہ تفال خان مدد دینے کو راضی ہے۔ اور علی عادل شاہ احمد نگر کو آتا ہے۔ تو اوس نے مرتضیٰ شاہ کو ساتھ لیا اور تفال خان سے شامل ہونے کے لیے برار کی طرف کو کوچ کیا۔ اور ابراہیم قطب شاہ کو لکھا کہ آپ کی امداد کے امید پر ہم نے خان اعظم تفال خان کے اتفاق سے براہ کولاس بیجاپور کا ارادہ کیا ہے۔ آپ بھی جلد آئیے یہ سنتے ہی ابراہیم بھی چل کھڑا ہوا۔ اودہر سے مرتضیٰ اور تفال خان کا بیٹا مشیر الملک اپنی اپنی فوجون سے آئے۔ اور یہ تینون لشکر قندہار اور کولاس کے درمیان اکٹھے ہو گئے۔

۵۔ بیجاپور پر ناکامیابی | علی عادل شاہ کو غالباً یہ خیال بھی نہ تھا کہ اسطرح اوس کے برخلاف تینون بادشاہ متفق ہو جائینگے۔ وہ صرف احمد نگر والون کو ہی اپنا دشمن سمجھتا تھا اوس نے اسنا ہی نہین کیا تھا کہ علی بریدشاہ کو بھی اپنے ساتھ ملا لیتا اب اوس کو بڑی فکر ہوئی۔ اوس نے بیجاپور کو لوٹنا مناسب نہ سمجھا کہ مبادا کمین وہ وہان گھر جاے۔ اور شاہ دک مین ٹھہرا رہا۔ مگر بیجاپور کی حفاظت کو اچھی فوج بھیجدی۔ اور کشور خان کو لکھا کہ وہ کرناٹک سے بیجاپور کو لوٹ آئے یہ تینون متفقہ لشکر بیجاپور پہونچے اور شاہ پور کے حوض پر قیام کیا۔ جب انمون نے دیکھا کہ حصار شہر ابھی زیر تعمیر ہے تو یہ خوش ہوئے کہ اس وقت قلعہ کا لینا آسان ہے۔ علی عادل شاہ کی فوج وہان ان کے آنے سے ایک روز پہلے پہونچ چکی تھی۔ امرا نے آتے ہی شہر کے

چھہوں دروازون کو آپس مین تقسیم کرلیا تھا - اور ہر ایک اپنی اپنی سمت کی حفاظت کا متکفل ہوگیا تھا - چھ ہزار خاص خیل بھی آگئے تھے تیسرے روز دشمنون نے حصار کے گرد دورہ کیا - تاکہ ایسا مقام تلاش کرین کہ جو ابھی بنا نہ ہوا اور اودہر سے ہم اندر گھس سکین - جہان سے دورہ شروع ہوا وہین سے قلعہ پر سے ایک توپ کا فیر ہوا - کہ جس سے ایک ہاتی اور دو گھوڑے مر گئے - اس سبب سے دشمن پیچھے ہٹ گئے - اور دور دور سے دورہ شروع کیا جب سارو ار دروازہ کے سامنے آئے تو محافظین قلعہ نے حملہ کیا - اور سخت لڑایا اکر قلعہ مین بھاگ گئے - منگلی دروازے والون نے بھی بڑھکر خوب لڑائی کی - ہنڈیا نام ایک ہندو سردار دو ہزار سوارون کا افسر تھا - اوس کی فوج مین تمام گھوڑیان تھین - اور ایسی عمدہ تھین کہ ہر ایک کی قیمت تین سو ہون خیال کی جاتی تھی - اوس نے اپنی سب فوج کو ایک کمین مین چھپا دیا - اور تین سو سوارون سے سامنے آیا - دشمنون نے اوس پر حملہ کیا وہ پیچھے کو ہٹا - اور ہٹتے ہٹتے کمین پر لایا - کہ یکایک اوس کی بقیہ فوج دشمن پر پھیل پڑی - اور بہت نقصان پہونچایا - کچھ ہاتی گھوڑے چھین لیے اب دوپہر کا وقت تھا - گرمی شدت سے پڑ رہی تھی - پانی کی قلت تھی - دشمنون نے اللہ پور کے حوض کا قصد کیا - دروازہ اللہ پور کا ۲ خان ولنصیر الملک و پیر محمد مقرب خان وغیرہ حوالدار متعین تھے - اونہون نے بڑھکر نہ گھیر لیا - جب دشمنون مین بے آبی کے باعث تشویش پھیلی تو عادل شاہیون نے اونہین مارنا لوٹنا شروع کیا اور بہت کچھ پریشان کیا - اسی مین دور سے گرد و غبار اوڑتا نظر آیا معلوم ہوا کہ کچھ فوج آرہی ہے - طرفین متردد تھے کہ کون ہے - جب سوار قریب آئے تو معلوم ہوا کہ کشور خان ہے جو ترنمل سے آرہا ہے اس سے اہل قلعہ کو ہمت بڑھ گئی اور اونہون نے محاصرین کو نکل نکل مارنا شروع کیا - کشور خان نے ڈیڑھ سو ہاتی اور چار پانچ ہزار گھوڑے چھین لیئے -

نظام شاہیون کو بڑی شکست ہوئی مولانا عنایت اللہ مدار المہام نظام شاہی کو مشیرزادہ نام ایک عادل شاہی سپاہی نے گرفتار کر لیا۔ مگر اپنے گھوڑے پر سوار کرا کر بہ تعظیم تمام اوسے اوسی کے لشکر مین بھیجدیا اسی طرح مولانا جمال الدین نظام شاہ کا خزانہ دار بھی مع رفقا گرفتار ہوا کامل خان جو اسوقت علی عادل شاہ کے یہان سرلشکر اور بیجاپور کا محافظ تھا پہلے نظام شاہ کا نوکر تھا اوس کا غالباً یہ خیال ہوگا کہ اگر کبھی عادل شاہ سے ناموافقت ہوئی تو نظام شاہ کے یہان پہر جا گھسونگا اس سبب سے اوس نے نہ صرف جمال الدین وغیرہ کو چھوڑ ہی دیا بلکہ کچھ میوہ جات بھی نظام شاہ کو بھیجے۔ اور لکھا کہ اب تک تو یہان صفدرین ہی محافظ تھا۔ جہان تک مجھ سے ہوسکتا تھا مین آپ کی رعایت کرتا تھا۔ مگر اب کشور خان آگیا ہے۔ وہ آپ کی رعایت نکریگا بہتر ہے کہ آپ یہان سے اپنے ملک کو ہٹ جائے۔

۶۔ افواج متفقہ کی واپسی بیجاپور سے۔

گو کہ شہر بیجاپور پر افواج متفقہ کو ناکامیابی ہوئی مگر علاقہ بیجاپور مین تمام پرگنات و قریات اونہون نے ویران کردے۔ اہ علی عادل شاہ کو علاقہ کوکن مین جا بجا بھاگنا پڑا اور وہ نہایت پریشان ہوا۔ آخر اوس نے ابراہیم قطب شاہ کو صلح کے واسطے لکھا۔ اس کا تو ہمیشہ کا قاعدہ تھا کہ دو رنگے کام کیا کرتا تھا۔ اوس کو یہ بھی منظور نہ تھا کہ علی عادل شاہ دب جائے۔ اور مرتضیٰ کی قوت بڑھ جاے۔ اوس نے مرتضیٰ اور تفال خان کو سمجھا بوجھا کر احمد نگر اور برار کو واپس کیا۔ اور آپ بھی چلدیا۔ اب کشور خان نے تمام امراے عادل شاہی کو جمع کیا اور کہا کہ ایسا موقع پھر نہ ملیگا۔ نظام شاہ اکیلا ہے۔ اوسکی فوج بیدل و منتشر ہے۔ چلو کوشش کرو اور اوسمین گرفتار کر لو۔ شاہ ابوالحسن و ارشاد طاہر جس کے خیالات بھی کامل خان کی طرح کے ہے تھے کشور خان کی راے سے متفق ہوا۔ بلکہ کہا کہ اگر اس وقت تعاقب کیا جائیگا۔ تو سلطنت نظام شاہی برباد ہوجائیگی اور دکن مین پھر تمام

ملک کا ایک ہی مالک ہوجائیگا - مگر کشور خان نے ابوالحسن کی رائے کے برخلاف تعاقب کیا اور بہت آدمیون کو مارا اور قید کرلیا - گھوڑے ہاتی چھین لئے - اور سرحد تک برابر لتاڑتا چلا گیا بعد ازان سب امیر شاہ درک کے مقام پر علی عادل شاہ کی خدمت مین حاضر ہوگئے اور بادشاہ کے ساتھ بیجاپور کو واپس آئے -

۷ - علی عادل شاہ اور مرتضیٰ شاہ کا حملہ برار پر

جب نظام شاہ اور تفال خان اور ابراہیم قطب شاہ اپنے اپنے ملکون کو چلے گیے تو علی عادل شاہ نے انتقام کی فکر کی - پہلے تفال خان والی برار سے بدلہ لینے کا ارادہ کیا - کیون کہ ان تینون مین یہی کمزور تھا - اور کچھ دے دلاکر خونزہ ہمایون کو اپنا دوست بنالیا - اور تفال خان پر اوس سے اتفاق کرکے دوسرے سال اس بنا پر یورش کی کہ وہ سب بادشاہون کے ساتھ بیجانگر کے حملہ مین شریک نہوا تھا - یہ دونو بادشاہ نواحی اوسہ مین آئے اور ملکر یہ ٹھیرالیا کہ پہلے برار اور پھر تلنگانہ کو فتح کرلین - ایلچپور تک خوب غارت کیا - اور کاشتکاری کو ایسا تباہ و برباد کیا کہ ملک مین خاک اڑنے لگی - تفال خان قلعہ کاویل مین محصور ہوگیا مگر جب ایام بارش قریب آگئے اور تفال خان نے علی عادل شاہ کو جوان دونو مین زبردست تھا - دو لاکھ ہون اور پچاس ہاتی اور بہت سے تحفے تحایف بھیجدے اور اوسے راضی کرلیا - تو علی عادل شاہ نے برسات کے بہانہ سے ترنتھی شاہ کو برار سے واپس ہونے پر راضی کرلیا - اور تلنگانہ کی فتح کا ارادہ کیا - چنانچہ اخلاص خان اور عزیز الملک دونظام شاہی سردار آگے آگے تلنگانہ کے ارادہ سے کولاس کی طرف کو چلے - اور جب دونو لشکرون کا کاویل سے کوچ ہوا تو عادل شاہ کے پانچ ہزار برکی فوج نے نظام شاہ کا اسباب کمین گاہ سے نکلکر لوٹ لیا - اور منصور خان نظام شاہی سردار جب مقابلہ پر آیا تو اوسے بھی قتل کرڈالا اس سبب سے دونو بادشاہون مین رنجش ہوگئی اور خود ہی آپس مین

لڑنے کو کھڑے ہو گئے۔ مگر دو تو طرف کے خیر خواہون نے رفع فساد کرا دیا۔ اور یہ ٹھیرایا کہ عادل شاہ پہلے کوچ کر کے چلا جاے چنانچہ ایسا ہی ہوا عادل شاہ اول اپنے وطن کو چلا آیا۔ بعد ازان نظام شاہ احمد نگر چلا گیا۔ اس مفت کی رنجش سے ابراہیم قطب شاہ کا بڑا فائدہ ہو گیا۔ ورنہ اوس کی سلطنت کو سخت نقصان پہونچتا۔

۸۔ ابراہیم قطب شاہ یلتمراج اور مرتضیٰ شاہ کا علی عادل شاہ کے برخلاف اوٹھنا مگر باہم نا اتفاقی ہو جانا۔

جب ابراہیم قطب شاہ نے سنا کہ علی عادل شاہ اوسے تباہ کرنا چاہتا ہے تو اوس نے بھی نظام شاہ کو گانٹھا۔ اور رسل و رسائل بھیجکر اپنی وفاداری اور عادل شاہ کی بدعہدی جتا کر ملاقات کی خواہش کی۔ اور لکھا کہ آپ دریاے کشنا کے کنارے آئیے اور ہین اور یلتمراج بھی جو میرے ساتھ متفق ہے وہان آتے ہین نظام شاہ بھی علی عادل شاہ سے ناراض ہو رہا تھا اوس نے بھی ابراہیم قطب شاہ کے آدمیون کے پہونچنے سے پہلے ہی اسی قسم کی ابراہیم سے استدعا کی تھی۔ جب ایلچیون کے ذریعے سے دونو بادشاہ راضی ہو گئے۔ تو ابراہیم نے یلتمراج کو بھی راضی کر لیا۔ بعد ازان تینون شخص مع افواج دریاے کشنا کے کنارے آکر ملاقی ہوئے اور یہ تجویز ٹھیری کہ تینون ملکر بیجاپور پر حملہ کرین۔ مرتضیٰ شاہ کا تو عدم وجود اس وقت تک یکسان تھا خونزہ ہمایون مالک ہو رہی تھی۔ اوس کے مشیرون نے یلتمراج کے پاس آدمی بھیجا کہ دو لاکھ ہون نقد بہا کے دو یلتمراج یہ سنتے ہی گھبرایا۔ اوس کا خیال تھا کہ ان کے ساتھ شامل ہونے سے بیجانگر کا ملک جو عادل شاہ نے لے لیا ہے اسے پھر ملجائیگا۔ اوس نے ابراہیم سے کہا کہ یہ معاملہ تو دگرگون ہوتا معلوم ہوتا ہے۔ روپیہ کی طلبی کے مجھسے معنے چہ۔ ابراہیم قطب شاہ نے خونزہ ہمایون اور مرتضیٰ شاہ کو کہلا بھیجا۔ کہ ایک زبردست آدمی سے یعنی عادل شاہ سے مقابلہ ہے یہ وقت یلتمراج سے بگاڑنے کا نہین ہے بہتر ہے کہ تلافی مافات کیجئے۔ یلتمراج کے پاس

دس ہزار سوار پیادہ ہین اور وہ میرے بھروسہ پر آیا ہے - مین نہین چاہتا کہ کسی طرح بدعہدی کی جاے - مگر نظام شاہ نے کچھ نہ سنا اور قریب تھا - کہ یلیتمراج اور نظام شاہ سے لڑائی ہوجاے کہ ابراہیم قطب شاہ نے یلیتمراج سے صلاح کی اور دونو نے اپنے اپنے ملکون کو کوچ کردیا - جب یہ لوگ یہان اکٹھے ہوئے تھے تو علی عادل شاہ بھی فوج لیکر آگیا تھا جب اوس نے دیکھا - کہ ابراہیم قطب شاہ اور یلیتمراج چلے گیے تو اوس نے نظام شاہ کو گھیرا - اس لیے نظام شاہ نے اپنے ملک کا راستہ بند دیکھکر ابراہیم قطب شاہ کے ملک کا ارادہ کیا - اور کویلکنڈہ اور کہنپورہ مین لوٹ مار مچادی - ابراہیم نے صلابت خان اور علم خان اور مقرب خان کو اون کے مقابلہ مین بھیجا - اور تمام علاقہ نظام شاہ کے برخلاف اوٹھہ کھڑا ہوا جس سے اوسے نہایت پریشانی ہوئی - قطب شاہی سردارون مین سے مقرب خان اور نظام شاہی لوگون مین معتمد خان سرنوبت مارے گیے اور کال خان نظام شاہی زخمی ہوا - لاچار نظام شاہ اپنے ملک کو واپس ہوا - اور جون تون احمد نگر کو پہونچ گیا - ۹۷۲ھ

۹ - سرحد نظام شاہ پر کشور خان کی خیر خواہی اور جانفشانی کو دیکھکر علی عادل شاہ نے اوس کا مرتبہ اس وقت بہت بڑہا دیا تھا اور اوسے اسد خان لاری کا منصب اور علم دیا تھا کہ جس پر شیر شرزہ کی صورت منقش تھی - اور نہایت خاطر کرتا تھا - یہان تک کہ علی عادل شاہ کے امرا اوس سے حسد کرنے لگے تھے اور چاہتے تھے کہ اوسے بادشاہ کی نظرون سے کسی طرح گرادین اس سبب سے کشور خان نے یہ ارادہ کیا کہ وہ بیجاپور مین نہ رہے - بلکہ باہر علاقہ مین کہین رہا کرے - اس زمانہ مین خونزہ ہمایون نے احمد نگر کا نصف ملک اپنے بھائیون وغیرہ کو جاگیر مین دیدیا تھا اور وہ بڑی بے پروائی سے عیش کیا کرتے تھے - اوس نے (جسے بہتر یہ تدبیر سوچی) - کہ نظام شاہ کے ملک پر حملہ کرنے کے لیے ۹۷۵ھ

عادل شاہ کو بھڑکایا - اور اوس سے اجازت لیکر پہلے قصبہ کندالہ کی تسخیر کی طرف جو قصبہ
چاکنہ سے بیس کوس پر ہے توجہ کی - اور نظام شاہی قلعداروں سے مل ملا کر ۹۷۵ھ مین
اوسے لے لیا - جب خونزہ ہمایون کو اس کی خبر پہونچی تو اوس نے کچھ دکھنی سرداروں کو
کشور خان کے مقابلہ کے لیے بھیجا - مگر کشور خان نے اونہین قصبہ کیج کے قریب شکست
دی - اور دشمن بحال پریشان احمد نگر کو بھاگ گئے - اب کشور خان نے رعایا کو تسلی و دلاسا
دیکر خریف و ربیع کا محصول سرحد نظام شاہی سے قریب بیس لاکھ ہون کے وصول
کیا - اور جہان فتح پائی تھی وہان قلعہ بنانے کا ارادہ کیا - اور علی عادل شاہ سے کہا
کہ شاہ درک سے دس فرسخ پر ایک قلعہ ماہ درک تھا جو اب بالکل منہدم ہوگیا ہے - اگر اجازت
ہو تو وہان ایک قلعہ بنا لیا جاے - جس سے نظام شاہی ملک پر پناہ لیکر خوب حملہ
ہوسکتا ہے - اس مین امراے عادل شاہی کی راے مین اختلاف ہوا - مولانا عنایت اللہ
شیرازی المخاطب بہ افضل خان نے قرآن سے استخارہ کیا - تو آیت قتال نکلی - لوگون نے
اسے بدشگونی سمجھا - مگر کشور خان نے کہا کہ اس آیت کا مطلب دونو فریق سے ہوسکتا ہے
آخر علی عادل شاہ نے فیصلہ کیا کہ کشور خان کو اختیار ہے جو چاہے کرے - اوس نے
اجازت حاصل ہوتے ہی ایک سنگین مضبوط قلعہ بنایا - جو اب دہارور کے نام سے
مشہور ہے - آنکس خان ایک سردار ہی اس قلعہ کی تعمیر مین شریک تھا اور کشور خان سے
عداوت رکھتا تھا اوس نے اپنی سمت مین ایک رخنہ اس بہانہ سے چھوڑ دیا کہ ادھر سے
مویشی آیا جایا کرینگے جب قلعہ تیار ہوگیا تو کشور خان نے اوسے توپ و تفنگ سے خوب
مضبوط کیا - اور چالیس ہزار کنٹری غلہ نظام شاہی علاقہ سے لوٹ کر اوس مین جمع کیا -
اور عادل شاہیون کو نظام شاہی سرحد پر خوب غلبہ ہوگیا -

۱۰- مرتضیٰ شاہ کا خونزہ ہمایون کے دفع تسلط کے تدابیر کرنا۔

۹۷۶ھ

خونزہ ہمایون کے عہد مین امرائے قدیمی بے اختیار ہو گئے تھے اور مرتضیٰ شاہ کے پاس رہا کرتے تھے۔ انہون نے کشور خان کے تسلط کو خونزہ ہمایون کے آدمیون کی غفلت سے منسوب کیا اور شاہ جمال الدین حسین انجو اور مرتضیٰ خان اوس کے برادرزادہ اور قاسم بیگ حکیم و شاہ احمد نے مرتضیٰ شاہ سے خلوت مین خونزہ ہمایون کی شکایت کی۔ مرتضیٰ شاہ نے کہا کہ تمام امرا والدہ کے بنائے ہوئے ہین مین ادنہین کس طرح دفع کر کے خود مختار ہو سکتا ہون اس پر امرا نے کہا کہ اخلاص خان و منشی خان و فرہاد خان امرائے حبشی ملک خونزہ ہمایون کا علاج کر سکتے ہین۔ مرتضیٰ شاہ نے اونہین اس کام کے سرانجام کی اجازت دیدی اونہون نے ان حبشیون کو گانٹھا اور مرتضیٰ کے پاس سلام کے بہانہ سے لائے۔ جب مرتضیٰ بخوبی راضی ہو گیا۔ تو جمال الدین حسین انجو و شاہ احمد و مرتضیٰ خان اوٹھے کہ کچھ عورتون اور خواجہ سراؤن کو حرم مین بھیجکر خونزہ ہمایون کو گرفتار کرائین۔ اتفاقاً خونزہ ہمایون نے اسی وقت مرتضیٰ کو کسی کام کے لیے حرم مین بولایا۔ مرتضیٰ کو گمان ہوا کہ میری مان کو اس منصوبہ کی خبر ہو گئی ہے اور اوس نے مجھے سلطنت سے معزول کرنیکے لیے بولایا ہے۔ اس لئے اندر جاتے ہی اپنی بریت کے واسطے مان سے یہ تمام داستان کہدی کہ فلان فلان شخص تجھے پکڑ کر مقید کرنا چاہتے ہین۔ جب اوسے یہ خبر لگ گئی تو وہ فوراً شام کے وقت پردہ کے پیچھے آکر بیٹھی۔ اور جمال الدین حسین انجو کو گرفتار کر کے مقید کر دیا فرہاد خان اخلاص خان حبشی خانہا اس خبر کو سنتے ہی فوراً قلعہ سے باہر چلے گیے۔ اور شاہ احمد اور مرتضیٰ خان بھی اپنے پیادون کے ساتھ ہو کر قلعہ سے اپنے گھر چلے گئے۔ اور سید مرتضیٰ سبزواری اور خواجہ میر کے دبیر اصفہانی وغیرہ زیب جو نظام شاہ کے خاصہ خیل تھے اور اون پر اس سازش مین شریک

ہونے کا شبہ تہا سوار ہو کر قلعہ سے باہر نکل۔ گیے خونزہ ہمایون نے مرتضی خان کی گرفتاری کے لیے آدمی بہیجے۔ مگر وہ۔ یدمرتضیٰ سبزواری اور خواجہ میرک وغیرہ کے اتفاق سے بیجاپور کو بہاگ گیا۔ اور فرہاد خان وغیرہ تمام شب کالے جبوترہ پر اپنی فوجون سمیت ٹہیرے رہے کہ اپنے بچون کو بولاکر گجرات کو بہاگ جائین خونزہ ہمایون نے قاسم بیگ کوان کے پاس بہیجا۔ کہ تم اس معاملہ مین شریک نہ تہے تم کو کیون خوف ہے چاہیے کہ اپنے اپنے گہرون مین چلے آؤ۔ مگر اونہون نے قاسم بیگ سے کہا سب کو معلوم ہے کہ ہم تم اس سازش مین شریک تہے۔ خونزہ ہمایون اس وقت کو ٹالتی ہے اس کے بعد سب کو قتل کردیگی بہتر ہے کہ تو بہی ہمارے ہی ساتھہ رہ اور یہان سے نکل چل قاسم بیگ کے بہی خیال مین آگیا۔ اور وہ بہی پہر خونزہ ہمایون کے پاس لوٹ کر نہ گیا۔ بلکہ اپنے بیٹے کمال الدین حسین کو بہی بولالیا۔ اور ایک جواہرات کا صندوق جو اوس کی تمام عمر کی کمائی تہی شاہ رفیع الدین ولد شاہ محمد طاہر کو امانتاً سپرد کرکے فرہاد وغیرہ کے ساتھہ گجرات کو چلا۔ خونزہ ہمایون نے یہ سنکر کچھہ آدمی ان کے تعاقب مین بہیجے اخلاص خان اور حبشی خان احمد نگر کو واپس چلے آئے۔ اور کمال الدین حسین جو سترہ سال کا لڑکا تہا گرفتار ہوگیا۔ اور خونزہ ہمایون نے اوسے قید کردیا۔ مگر قاسم بچگیا۔ اور فرہاد خان بہاگ کر گجرات چلے گئے۔ اس کے بعد خونزہ ہمایون نے کمال الدین حسین کو چہوڑکر اوسے پہر اوس کی جاگیرات دیدین اور فرہاد خان گجرات سے اور شاہ احمد اور مرتضیٰ خان بیجاپور سے قولنامہ بہیجنے پر لوٹ آئے۔ مگر قاسم بیگ نہین آیا۔ اور اوس نے کسی کو بہیجکر شاہ رفیع الدین حسین سے اپنا صندوق منگایا۔ رفیع الدین نے سربمہر وہ صندوق اوس آدمی کو دیدیا۔ مگر جب قاسم بیگ کے پاس پہونچا اور اوس نے مہر کہولکر صندوق کو دیکہا تو اوس مین جواہرات نہ پاے اس پر اوسی وقت قاسم بیگ نے

ایک چیخ ماری اور بیمار پڑکر چند روز مین مرگیا - یہ واقعہ ۹۷۶ھ کا ہے -

۹۷۷ھ

۱۱ - خونزہ ہمایون کی معزولی اور مرتضی شاہ کی خود مختاری

چونکہ کشور خان نے اب بڑا شور مچا رکھا تھا - خونزہ ہمایون بہت مشوش تھی - ملا عنایت اللہ اور کشور خان کی موافقت کے خیال سے خونزہ ہمایون نے ملا عنایت اللہ کو قلعہ چوندہ مین قید کردیا اور پھر اچھا ساز و سامان کرکے ۹۷۷ھ مین مرتضی شاہ کو لیکر کشور خان کے دفع کے لئے چلی - جب لشکر دامن کالور مین پہونچا - تو ملا حسین تبریزی و شاہ احمد مرتضی خان مصاحبین مرتضی شاہ نے پھر دلیری کی اور مرتضی شاہ کو خونزہ ہمایون کی گرفتاری کی تحریص دلائی - اس وقت مرتضی شاہ بھی اپنی مان سے بہت کشیدہ ہو رہا تھا - ایکی مرتبہ اپنے ارادہ مین خوب ثابت قدم رہا اور اوس سے شکار کی اجازت لیکر صبح کو باہر جانیکا ارادہ کیا - اور فرہاد خان اخلاص خان و عبشی خان سے کہلا بھیجا کہ مین صبح کو والدہ کی اجازت سے شکار کو جاتا ہون چاہیئے کہ آپ اور نیز اکثر امرا میرے ساتھ ہون یہ لوگ سمجھ گئے - جب صبح کو مرتضی شاہ نکلا تو عین الملک اور تاج خان اور اعتبار خان کے سوا تمام امیر اوس کے ہمراہ ہوے خونزہ ہمایون بھی ایک عاقلہ عورت تھی وہ بھی تار گئی - اور شکار کے بہانہ سے اپنے رفقا اور معتبر آدمیون کو ساتھ لیکر باہر نکل گئی مگر ایک آنچ کی کسر رہگئی وقت معین سے پہلے لوٹ آئی - یہان اوس کی غیبت مین پہرہ چوکی والے اپنے اپنے فرودگاہون مین آرام کرنے کو چلے گئے تھے - خونزہ ہمایون مکان مین اکیلی تھے - مرتضی شاہ نے اس موقع کو غنیمت تصور کرکے عبشی خان کو جو ایک اچھا تنا ور شخص تھا خونزہ ہمایون کی گرفتاری کو آگے بھیجا - اور فرہاد خان اخلاص خان بھی پیچھے سے گئے - اور خود بھی اپنے خاصہ خیل اور امراے مجلس کو لیکر متعاقب روانہ ہوا - جب عبشی خان سراپردہ کے متصل پہونچا تو خونزہ ہمایون برقع پہن ترکش اور شمشیر و خنجر لیکر گھوڑے پر سوار ہو مقابل ہوئی

حبشی خان بھی جیسے سوار تھا اوسی طرح سوار ہی آگے آیا - اور اوس سے کہا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ جیسے اور بیگمات حرم مین رہتی ہین اوسی طرح آپ بھی حرم مین رہا کرین اور مہمات سلطنت مین کچھ دخل نہ دین - خونزہ ہمایون نے کہا - اے غلام تو یہ کیا بکتا ہے - اب حبشی خان نے چاہا کہ اوسے بازو پکڑ کر گھوڑے پر سے اوتار لے - اوس نے خنجر نکالا مگر حبشی خان زبردست جوان تھا اوس نے ہاتھہ پکڑ کر خنجر چھین لیا - عین الملک اور تاج الملک نے بہن کی خلاصی کے لیے کچھہ کوشش نہ کی بھاگ گئے - حبشی خان خونزہ ہمایون کو پالکی مین سوار کرا کر مرتضیٰ شاہ کے پاس لے آیا - بیٹے نے ماں کو فوراً پہرہ والون کے سپرد کر دیا - اور پہر وہ تا بہ زیست قید رہی - اور مرتضیٰ شاہ خود مختار ہو گیا - یہ عورت بادشاہی کے لایق تھی اور امور ات سلطنت کو خوب سمجھتی تھی - مرتضیٰ شاہ کی اوس کو بڑی محبت تھی اس وجہ سے اوس نے اوسے عزت دے رکھی تھی - اور امرا دارا کین دورنگے ہو رہے تھے جس سے سلطنت کے کام کسی قدر ڈھیلے پڑ گئے تھے - اگر یہ محبت نہوتی تو تمام امیر اوسی کے کہنے مین ہوتے - اور سب کام اچھے چلتے - چونکہ ملا حسین تبریزی نے اسوقت بڑی خیر خواہی کی تھی مرتضیٰ شاہ نے اوسے خطاب خانخانان دیکر اپنا پیشوا مقرر کیا - اور کمال الدین حسین پسر قاسم بیگ حکیم کو جو گجرات سے واپس آگیا تھا باپ ہی خطاب دیا - اور شاہ احمد کو مرتضیٰ خان کا خطاب دیکر اعتبار خان خواجہ سرا کی جاگیر اور منصب عنایت کیا اور عین الملک اور تاج خان کے تعاقب مین فوج بھیجی - عین الملک تو گجرات کی طرف سے پکڑا آیا - مگر تاج خان ابراہیم قطب شاہ کی مدد ہی مین بھاگ گیا - اور پہر مرتضیٰ شاہ نے احمد نگر کو لوٹ کر جو جو امرا سے غریب اور اوس کی خدمت مین حاضر ہوئے سب کو مناصب اور خطابات لایقہ دیکر مسرور و مشکور بنایا -

۱۲- مرتضیٰ شاہ کا جوش مین آکر کشور خان کو قتل کرنا اور قلعہ دہارور اور قطب شاہ کو اپنی مدد کے لیے بولانا - اور اچھی فوج لیکر دہارور کو روانہ ہوا کشور خان بہی غافل نہ تھا - اوس نے عادل شاہ کو لکہا کہ اس وقت مرتضیٰ شاہ بڑے ساز و سامان سے آرہا ہے - آپ میری مدد کو کچھہ فوج بھیجئے - اور خود بہی تشریف لائیے عادل شاہ نے مدد بہیجی - مگر کشور خان کو اس مدد سے بڑا نقصان پہونچا - کشور خان گو بہادر اور اچھا سپاہی تہا - مگر ملنسار نہ تہا - دربار مین اوس کے دشمن بہت ہو گئے تہے - شاہ ابوالحسن اور عین الملک و نور خان وغیرہ اس کے برخلاف تہے - شاہ ابوالحسن نے علی عادل شاہ کو کچھہ ایسی باتین سوجہائین کہ وہ خود کشور خان کی مدد کو نہ گیا بلکہ عین الملک نور خان وغیرہ کو روانہ کیا - شاہ ابوالحسن نے عین الملک اور نور خان سے کہا کہ اگر کشور خان کی تم نے یہان مدد کی تو تمہارا نام مطلق نہ ہوگا بلکہ فتح اوسی کے نام رہیگی - اور اُسی کا اعزاز بڑہیگا بہتر ہے کہ تم اوس سے جدا ہو کر کوئی کام کرو - مرتضیٰ شاہ اس وقت دہارور سے ایک منزل پر ایک ندی کے کنارہ پڑا ہوا تہا - اور اپنے مخصوصون کے ساتہہ اپنے ہاتہہ سے کہانا پکا رہا تہا کہ اسی مین ایک جاسوس کشور خان کے پاس سے آیا - اور مرتضیٰ شاہ کو ایک کاغذ بہیجدیا - اوس مین کشور خان کی طرف سے لکہا ہوا تہا - کہ دولت آباد کو ہم نے دیدہ و دانستہ تمہارے پاس چہوڑ دیا ہے بہتر ہے کہ لوٹ جاؤ ورنہ ع انچہ بیند زخویش خواہد دید مرتضیٰ شاہ ان گستاخانہ باتون سے نہایت جوش مین آگیا - اور غیرت مین آکر اوسی وقت گہوڑے پر سوار ہو کر کہا - کہ مین گہوڑے سے اوس وقت اتروںگا جب کہ قلعہ دہارور فتح کرلونگا اور سیدہا دہارور کے قلعہ پر جا پہونچا - اوس کے امرا نے کہا کہ قلعہ کشائی کے یہ طریق نہین ہوا کرتے - ایسا مضبوط قلعہ کہین ایسی آسانی سے فتح ہو سکتا ہے - اوس نے کہا کہ

۹۷۰ھ

اگر میری اجل نہین آئی ہے تو مین اِسے فتح کرلونگا۔ ورنہ اسی طرح مرجاؤنگا۔ جب امرا نے اوس کے استقلال کو دیکھا۔ تو اوس سے ہتیار پہننے کے واسطے درخواست کی ہتیار تو اوس نے بمشکل کہنے سننے سے سنت رسول صلعم سمجھکر پہن لئے۔ مگر منہ نہ پھیرا۔ سیدھا قلعہ پر بڑھا چلا گیا۔ عین الملک اور نور خان یکایک کشور خان کی مرضی کے خلاف قلعہ سے باہر چلدئے اور کشور خان سے کہا کہ ہم مین مرتضیٰ کے مقابلہ کی تاب نہین ہے۔ ہم احمد نگر کو جاتے ہین اور ادھر لوٹ مار مچاتے ہین۔ مرتضیٰ یہ دیکھکر دہاور کو چھوڑ کر خود چلا جائیگا اس وقت ان کے اس قول سے اس شعر کے معنے عیان تھے ؎

ترسم نہ رسی بہ کعبہ اے اعرابی	کین رہ کہ تو میروی بہ ترکستانست

گو یہ لوگ تو ادھر گئے مگر کشور خان نے ہمت نہ ہاری اور جو کچھ تھوڑے بہت اپنے آدمی تھے وہ لیکر قلعہ کی حفاظت کی۔ غرضکہ اہل قلعہ نے دیکھتے ہی گولیون اور تیرون کا مینہہ برسانا شروع کیا۔ نظام شاہی آدمی متواتر ضایع ہونے لگے قلعہ سے پچاس گز کا فاصلہ رہگیا۔ مگر کسی کی مجال نہ تھی کہ مرتضیٰ شاہ سے رُکنے کو کہے۔ یہان تک کہ خود اوس کے قریب بھی دو تین گولیان آکر گرین مگر اوس نے خیال بھی نہ کیا۔ قلعہ مین گھسنے کے ارادہ سے آگے ہی بڑھا چلا گیا۔ کشور خان نے جب یہ حالت دیکھی تو اوس نے بھی کمی نہ کی۔ خود ہتیار بندہ آپ بھی کھڑا ہوگیا۔ اور قلعہ کی دیوار پر سامنے آکر لوگون کو لڑائی کی تحریص و ترغیب دینے لگا۔ قضارا کشور خان کے ناف کے نیچے ایک تیر آکر لگا۔ اور وہ اوسی وقت مرگیا۔ اور اوس کی فوج بے دل ہوکر فوراً قلعہ سے بھاگی۔ جب ادھر سے لڑائی بند ہوئی تو مرتضیٰ شاہ کے آدمیون کو اول تو تعجب ہوا۔ اور پھر جب کھڑکی کی راہ سے قلعہ مین گھسکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ کشور خان مارا گیا ہے اور قلعہ کی فوج بھاگ رہی ہے۔ مرتضیٰ شاہ قلعہ مین آیا۔ اور قلعہ فتح ہونے پر گھوڑے

سے اورامر تضیٰ شاہ نے جوابس وقت عزم بالجزم کیا تھا فی الواقع دنیا کے بڑے بڑے کام تو ایسے ہی پکے ارادون سے ہوا کرتے ہین نظم۔

سلاطین کہ کشور کشائی کنند	بہ توفیق حق بادشاہی کنند
چو تائید یابند از لطف حق	شود حال ایشان بدیگر نسق
نباشد چو دیگر کسان کارشان	بود بوالعجب جملہ کردارشان
چو سازند اعلام ہمت بلند	بہ بندند خلقے بہ خم کمند
اگر فکر تسخیر کشور کنند	بیک حملہ خلقے مسخر کنند

اس مین بادشاہ اور گدا کی تو کچھ تخصیص نہین جو کوئی شخص بڑا کام کرنا چاہے وہ بادشاہ ہے اگر وہ کام طاقت بشری سے باہر نہین ہے اور اوسکا ارادہ ایسا ہی مضبوط ہے تو ضرور وہ کام ہوجاتا ہے۔ یون تو ہر کوئی چاہتا ہے کہ مین بادشاہ ہوجاؤن مگر یہ دیکھنا چاہیئے کہ ایسے کتنے ہین جو اوس کے حصول کا ایسا پکا ارادہ کرکے اوس پر عمل بھی کرتے ہین ہمارے نزدیک تو جو شخص اس قسم کا پکا ارادہ کرے وہ ضرور اب بھی ایسے ہی فتوحات حاصل کرسکتا ہے۔ اس مین شک نہین کہ مرتضیٰ شاہ کی سلامتی اسوقت بڑے خطرہ مین تھی اور ممکن تھا کہ کشور خان کے بجاے وہ ہی قتل ہوجاتا۔ مگر یہ ہمت جو مرتضیٰ شاہ نے کی اس کام کے لیے یہ بھی ضروری تھی، اور اسی سے خدا نے مرتضیٰ کی مدد کی اور اوسے فتح نصیب ہوئی۔ غرض کہ مرتضیٰ شاہ جب قلعہ مین آیا تو کشور خان کا سر کٹوایا۔ اور اوس کی کھال کھنچکر بھس بھروایا۔ لیکن اوس کے پس ماندون کو خلعت دیکر رہا کردیا۔ انھین مین یاقوت حبشی کشور خان کا ایک غلام تھا کشور خان کی لاش اوسکو دیدی گئی۔ اس پر اوس نے مرتضیٰ شاہ سے کہا کہ سب کو خلعت ملے ہین کشور خان کو بھی خلعت عنایت ہو۔ مرتضیٰ شاہ نے مطلب

سمجھکر حکم دیا کہ اوسکی کہال بہی اوسے بہی دیدی جاے بعدازان سر بہی لاش سے ملا دیا گیا۔ اور جنازہ بیجاپور مین لایا گیا۔ اور کشور خان کے باغ مین جو شہر کے اندر تہا دفن کیا گیا۔ کہتے ہین کہ جس وقت کشور خان ہتیار باندہ کر لڑائی کے لیے کہڑا ہوا ہے اوس وقت ایک شخص نے کلیات ابن یمین[1] مین فال دیکہی تہی تو یہ شعر نکلا تہا ؎

کسے کہ تاج مرصع صباح بر سر داشت	نماز شام ورا خشت زیر سر دیدم

گو لوگون نے اس فال کو اور نیز اوس فال کو جو قلعہ بناتے وقت دیکہی گئی تہی کشور خان کے لیے برا بیان کیا ہے۔ مگر درحقیقت کسی فال سے اگے کا سچا حال نہین معلوم ہوتا۔ یہ خیالات سب غلط اور لغو ہین۔ البتہ ان فالون سے اگر وہ اچہی ہون تو معتقدین کی ہمتین بڑہ جاتی ہین اور اگر بری ہون تو اون کے دل ٹوٹ جاتے ہین اور بارہا ان خیالات سے نفع کے بجاے نقصان اور نقصان کے بجاے نفع پہونچ جایا کرتا ہے۔ مرتضیٰ شاہ کو معلوم تہا کہ کشور خان سے عادل شاہی امرا ناراض ہین اور اسی سبب سے اوس نے اون لوگون کی کچھ فکر نہ کی تہی جو کہ احمد نگر لوگئے ہوئے تہے۔ اب جب وہ دہارور کو فتح کر چکا تو اوس نے فوراً احمد نگر کی طرف خواجہ میرک دبیر کی سرداری مین فرہاد خان و اخلاص خان وغیرہ کو پانچ چہہ ہزار سوار سے بہیجا۔ خواجہ میرک جب قریب پہونچا تو خود تو ایک کمین مین چہپ گیا اور اورا مرا کو مقابلہ کو آگے کیا۔ جب فریقین آمنے سامنے ہوئے تو عین معرکہ کے وقت چالیس بادشاہی ہاتی جن سے

[1] اصل تاریخ مین دیوان حافظ لکہا ہوا ہے۔ مگر ہمارے شمس العلما راہی سید علی صاحب بلگرامی نے اس مقام کو دیکہکر فرمایا کہ یہ شعر کلیات ابن یمین کا ہے۔ چنانچہ اُس کتاب کو دیکہا گیا تو یہ شعر اوسمین نکلا اور راقم نے شکریہ کے ساتھہ اس غلطی کو صحیح کر دیا۔

ساتھہ چارسو خاصہ خیل اور شاہی سبز علم تھے یکایک لیکر نکلا اور افواہ اوڑائی کہ مرتضی نظام شاہ خود آگیا۔ گو عین الملک اور نور خان کے پاس دس بارہ ہزار سوار تھے مگر اون پر ایسا رعب چھایا کہ وہ اس افواہ کو سنتے ہی بھاگ نکلے خواجہ میرک نے تعاقب کیا۔ عین الملک تو مارا گیا اور نور خان زندہ گرفتار ہوا اور جسقدر ملک کہ کشور خان نے فتح کیا تھا سب جاتا رہا اور عادل شاہ کا نصف لشکر ان نالایقوں کی نا اتفاقی سے برباد ہوگیا اور روپیہ اور محنت اور جانین جو اوس کی تسخیر مین خرچ ہوئی تھین سب مفت ضایع گئین اور نا اتفاقی کا نتیجہ جو ہمیشہ ہوا کرتا ہے وہ ہی ہوکر رہا۔

۱۳۔ ابراہیم قطب شاہ کا مرتضی شاہ کی مدد کو جانا اور ابوالحسن کا ابراہیم شاہ اور مرتضی شاہ مین دشمنی کرا دینا

اب علی عادل شاہ نے پچاس ہزار سوار لیے اور کشور خان کے انتقام کو چلا۔ ابراہیم قطب شاہ کے پاس جب مرتضی شاہ کا خط بطلب امداد آیا تھا تو وہ بھی یہان سے روانہ ہوگیا تھا اور راستہ مین مکتانہ کے مقام سے علی برید کو بھی ساتھہ لے لیا تھا۔ جب موضع واگدری مین پہونچے جہان ملاقات کا وعدہ تھا تو مرتضی شاہ استقبال کو آیا۔ اور ابراہیم قطب شاہ بھی لشکر سے نکلا کالے چبوترہ پر دونو کی ملاقات ہوئی۔ دونو بادشاہون نے شکوہ شکایت کے بعد دوستی کا عہد و پیمان کیا اور حضرت علی کرم اللہ کے ہاتھہ کے لکھے ہوئے قرآن پر دونو نے ہاتھہ رکھکر قسمین کھائین اور بیجاپور کے فتح کرنے کی صلاح ٹھہرائی۔ جب یہ خبرین علی عادل شاہ کو پہونچین تو چونکہ ابوالحسن کی تحریک سے یہ ابراہیم قطب شاہ اور مرتضی شاہ کا اتفاق ہوا تھا عادل شاہ سخت پریشان ہوا اور اوسکو خوب معلوم ہوگیا کہ میرا پیشوا شاہ ابوالحسن دغاباز ہے اور مرتضی شاہ سے ملا ہوا ہے اوسے پکڑکر قید کردیا۔ کچھہ دنون پیشتر سید مرتضی مرتضی شاہ سے کسی بات پر ناراض ہوکر عادل شاہ کے پاس آگیا تھا۔ مرشاہ ابوالحسن کا

بڑا دوست تہا سنتے ہی وہ علی عادل شاہ کے پاس گیا۔ اور عرض کی کہ اگر آپ ابوالحسن کو چہوڑدین تو مین آپ کی مرتضی شاہ سے صلح کرا دیتا ہون۔ چونکہ علی عادل شاہ مخالفین کے اتفاق اور اپنے اچھے لشکر کی تباہی سے گہبرایا ہوا تہا۔ اور چاہتا تھا کہ کسیطرح اس مہلکہ سے نجات ملے اوس نے فوراً درخواست کو منظور کرلیا۔ اب سید مرتضی پچکے سے نظام شاہ کے لشکر مین ملا حسین تبریزی خانخانان کے پاس گیا۔ اور اوسے بہت سے تحفے تحایف دیکر خاموش بیٹہ گیا۔ ہرچند اوس نے آنے کی وجہ دریافت کی مگر کچہہ جواب نہ دیا۔ صرف اتنا کہا کہ اگر مرتضی شاہ کے پاس لے چلین تو مین اس کی وجہ بتاؤنگا چونکہ ع زر برسر فولاد نہی نرم شود۔ روپیہ سب کچہہ کرا دیتا ہے ان تحفون سے ملا ممنون ہورہا تہا وہ اوسی وقت اوسے مرتضی شاہ کے پاس لے گیا۔ جب سید مرتضی بادشاہ کی خدمت مین پہونچا تو سر زمین پر رکہکر پڑگیا ہرچند اوس سے سر اوٹہانے کو کہا گیا۔ مگر اوس نے نہ مانا آخر لاچار مرتضی شاہ نے اوس سے وعدہ کیا کہ جو تیرا مدعا ہے مین اوسے پورا کراونگا تو مجھسے بات کر تب اوس نے سر اوٹہاکر کہا۔ کہ شاہ طاہر لے احسانات جو آپ کے آبا واجداد کے اوپر ہین وہ بخوبی معلوم ہین اس وقت اوسکا بیٹا شاہ ابوالحسن صرف آپ کی خیر خواہی کی وجہ سے محبوس کیا گیا ہے۔ اگر آپ عادل شاہ سے صلح اسوقت نہ کرینگے تو وہ ضرور قتل کر دیا جائیگا۔ مرتضی شاہ نے سوچا کہ لڑائی کے دورخ ہوا کرتے ہین اگر صلح ہوجاے تو بہتر ہے اوس سے اقرار کرلیا کہ ابوالحسن ہمارا پسر زادہ ہے اگر وہ یہان آجائیگا تو اوس وقت مین صلح کرونگا۔ سید مرتضی اس وعدہ سے خوش ہوکر فوراً عادل شاہ کے پاس آیا۔ اور شاہ ابوالحسن کی صلاح سے بادشاہ کے پاس گیا اور تمام کیفیت کہہ سنائی۔ اس لیئے علی عادل شاہ نے ابوالحسن کو چہوڑدیا

اور تحفے تحایف دیکر اوسے مرتضیٰ شاہ کے پاس بھیجا۔ شاہ ابوالحسن نے مرتضیٰ شاہ سے جاکر کہا۔ کہ علی عادل شاہ سے جو کچھ رنج تھا وہ اب مٹ گیا کیونکہ آپ کی فتح ہوگئی۔ عادل شاہ سے ابراہیم قطب شاہ کے بہروسہ پر اس سے زیادہ بگاڑنا اچھا نہین ہے۔ ابراہیم دورنگا آدمی ہے وہ ادہر تو آپ سے ملا ہوا ہے اور اُدہر عادل شاہ سے بھی پیغام سلام کرتا رہتا ہے چنانچہ اوس کا خط جو اوس نے علی عادل شاہ کو آپ کے برخلاف لکھا ہے وہ یہ موجود ہے اور قطب شاہ کا خط نکالکر مرتضیٰ شاہ کو دکھایا۔ جب ابوالحسن نے مرتضیٰ شاہ کو عادل شاہ کی طرف سے ایسی ہی پٹی پڑھائی اور ملا حسین خانخانان نے اوسکی تائید کی تو وہ فقط عادل شاہ سے راضی ہی نہین ہوگیا۔ بلکہ ابراہیم قطب شاہ سے بگڑ بیٹھا۔ اور ایسے سوگند عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھکر اپنے باپ دادی کی سورتی بدعہدی پر قدم رکھا اور اپنے معاون ابراہیم قطب شاہ کے لشکر کے لوٹنے اور اوسے اور علی بریدکے قید کرنے کے لیے فوج متعین کردی۔ ابراہیم قطب شاہ سنتے ہی ڈیرہ خیمہ چھوڑ صرف پانچ سو آدمیون سے گولکنڈہ کو بھاگا۔ مرتضیٰ شاہ کی فوج نے ابراہیم قطب شاہ کا ڈیرہ خیمہ لوٹ لیا۔ اور اوس کا تعاقب کیا۔

۱۱۰۔ ابراہیم قطب شاہ کا اپنے بیٹے عبدالقادر کو قتل کرنا۔

جب ابراہیم قطب شاہ بھاگا اور امرا سے مرتضیٰ شاہ نے اوس کا تعاقب کرکے بہت تنگ کیا۔ ڈیڑھ سو ہاتی تہین لیے۔ کتنے ہی امرا اور بہت سے سپاہی مار ڈالے۔ اور پھر بھی پیچھا نہین چھوڑتے تھے تو ابراہیم کے بیٹے عبدالقادر نے جو بڑا بہادر اور ذی علم اور خوشنویس تھا یہ دیکھکر اپنے باپ سے درخواست کی کہ نظام شاہی فوج برابر پیچھا کئے چلی آتی ہے اگر کمتر ین کو حکم ہو تو مین ان کے پیچھے جاکر کمین سے انہین ایسی سزا دون کہ دوسرون کے کان کھڑے ہو جائین اور پھر کسی کو اس قسم کی جرات نہ رہے۔ ابراہیم کو وہ معاملہ یاد تھا جو اوس کے بڑے بھائی بہمنی نے اپنے باپ سے

کیا تھا۔ اوس نے سوچا کہ عبدالقادر کے ساتھ میرے امیر ضرور متفق ہو گئے ہین ایسا نہین کہین آیندہ مجھے اس سے نقصان پہونچے۔ اس وقت تو اوس نے بیٹے کی بات کا کچھ جواب نہ دیا۔ جب گولکنڈہ مین آیا تو عبدالقادر کو پکڑ کر قید کر دیا۔ اور پھر زہر دلا کر مروا ڈالا۔

۱۵۔ مرتضیٰ شاہ کا ملاحسین کے بجاے جمال الدین کو منصب وکالت دینا

۹۷۸ھ

اوہر تو مرتضیٰ شاہ نے ابراہیم قطب شاہ سے بدعہدی کی تھی اوہر خانخانان کے کہنے سننے سے ملا عنایت اللہ کو قید سے نکالکر قتل کرا دیا تھا۔ اس لیے اوس کے امرا خود اوس سے متنفر ہو گئے تھے۔ اور اکثر اوس کی شکایت کرتے لگے تھے اب جب قطب شاہ گولکنڈہ آگیا تو اوس نے اس وجہ سے کہ ملاحسین کے باعث سے یہ حادثہ ہوا ہے اپنے قلمرو مین یہ حکم دیدیا کہ جس کسی کے پاس کتاب ہو وہ اوس پر یہ عبارت لکھدے کہ اُستاد نوری جراح تبریز کے محلہ مکالہ مین رہتا ہے اور کس وناکس کے گھر دانت جس کسی کے ہلنے لگتے ہین دو دو پیسے مین اوکھاڑتا پھرا کرتا ہے اور یہودی عورتون کی پاکی لیا کرتا ہے اوس کا بیٹا حسین جراح مرتضیٰ نظام شاہ سکندر اے ارسطو تدبیر کا وکیل السلطنت ہے اور اوس کے ساتھ لڑکپن مین محمد خیرزہ فروش اور شوخی تعندر اور ملا روانمی نے بدکاری کی ہے اور پھر مرتضیٰ شاہ کو لکھا کہ آپ نے مفسدون کے بہکانے سے جو بے مروتی کی اور ہمارے ہاتی لے لئے۔ ہاتی تو ہمارے جنگل مین بہت ہوتے ہین۔ یہ تو ہم نے آپ کے پیش کش کئے تھے باوجود اس کے کہ آپ کے یہان بہت لوگ شریف موجود ہین استاد نوری جراح۔ کے بیٹے کو آپ نے اپنا وکیل سلطنت بنایا ہے یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ مرتضیٰ شاہ نے دیکھا۔ کہ کہین ابراہیم قطب شاہ علی عادل شاہ سے ملکر اپنے ہاتیون کا دعوہ نہ لے بیٹھے اور بے مروتی کا بدلا نہ لے اس لیے یہ سب بلا ملاحسین

پر ڈالی۔ اور اوسے خدمت پیشوائی سے معزول کر کے بجاے اوس کے جمال الدین حسین کو خلعت و منصب وکالت عنایت کیا۔

۱۶- ابراہیم قطب شاہ کے سردار رفعت خان لاری ملک نائب کا مٹیالپور راج بوندی و راجمندری کو فتح کرنا۔

۹۷۹ھ سنہ ۱۵۷۱ء مین ابراہیم کی فوج شمال مشرق مین راجمندری سے دو کوس تک پہونچ گئی تھی اور قلعہ پتلی سر یا ویلی سر کو سر کر لیا تھا۔ مگر رامراج کے جھگڑے کے باعث ابراہیم نے اپنی فوج کو طلب کر لیا تھا۔ اب جب ابراہیم قطب شاہ بیجانگر کی لڑائی سے لوٹ کر آیا تو ایک سال کے بعد سنہ ۱۵۷۴ء مین دس ہزار سوار سے رفعت خان لاری المخاطب ملک نائب کو راجمندری کی فتح کے لیے پھر بھیجا اور عین الملک و صلابت خان و ملک شیرین وغیرہ سرداروں کو بھی اوس کے ساتھ کیا۔ اس وقت راجمندری اور مٹیالپور پر ایک مدت سے شتاب خان قابض تھا جو ورنگل سے بھاگ کر وہان چلا گیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص قوام الملک صغیر کے نائبون مین سے تھا مگر مفصل حال اس کا کہین نہین ملتا۔ اس زمانہ مین اس کے پاس دس ہزار آدمی کی جمعیت تھی اور مٹیالپور مین رہتا تھا۔ اور راجمندری کے قلعہ والون کو ضرورت کے وقت مدد پہونچاتا تھا اس لیے قطب شاہیون نے پہلے مٹیالپور پر ہی حملہ کا ارادہ کیا۔ شتاب خان اپنی فوج سے مقابلہ کو آیا۔ مگر شکست کھا کر پہلے تو قلعہ نشین ہو گیا اور پھر نہ معلوم کس وجہ سے اپنے اہل و عیال کو لیکر قلعہ راج بوندی کو چلا گیا جو تھوڑے فاصلہ پر ایک قلعہ کوہ پر واقع ہے اس سبب سے قطب شاہیون نے مٹیالپور پر قابض ہو کر اوس کا وہان بھی تعاقب کیا۔ اس راستہ مین بڑا گھنا جنگل تھا شتاب خان نے اپنے آدمی جنگل مین چھپا دیے تھے جو گولہ اور تیرون سے دشمنون کو مارتے اور

پیڑون کی آڑمین چھپ جاتے تھے اسوجہ سے قطب شاہیون کو جنگل کاٹ کر یا آگ
لگا کر چلنا پڑتا جس سے دن بھر مین صرف دو میل راستہ طے ہوتا تھا۔ جب اس طرح سے
یہ لوگ راج بوندی تک بھی پہونچ گئے اور شتاب خان نے دیکھا کہ وہان ٹھہرنے کا
موقع نہین ہے تو وہ قلعے کے پچھلے دروازہ سے نکلکر راجمندری کو چلا گیا۔ اور ودیادر
راجہ قاسم کوٹہ سے مدد مانگی۔ راجہ قاسم کوٹہ جانتا تھا۔ کہ اگر شتاب خان
مغلوب ہوگیا تو قطب شاہی فوج مجھے کب چین لینے دیگی اس سبب سے اوس نے
شتاب خان کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھا۔ اور گرد و نواح کے اور چھوٹے چھوٹے راجاؤن
کو بھی ساتھ لے لیا۔ اور یہ سب اکھٹے ہوکر تین ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ سے قطب شاہیون
کے مقابل ہوئے۔ مگر ہندوون کو شکست ہوئی اور ودیادر اور شتاب خان راجمندری
کے قلعہ مین پناہ گیر ہوئے۔ اور تین چار مہینے کے محاصرہ کے بعد صلح کا پیغام کیا۔ اور
ملو پنڈت قطب شاہی کو قلعہ مین بولایا۔ پنڈت نے لوٹ کر ہندوون کی طرف سے ایسی
باتین کہین کہ جس سے ملک نائب اور ملاخیالی جو اوس کے ساتھ تھا دونون نے بوعدہ
امن اونہین مع اہل و عیال نکلجانے کی اجازت دیدی۔ اوچہہ برس کی لڑائی بھڑائی
کے بعد قلعہ راجمندری پر ۹۷۹ھ مین قطب شاہیون کا قبضہ ہوگیا۔ فتح کی تاریخ ہی ع
معبد کافران بدست آمد۔ بعدازان ودیادر تو قاسم کوٹہ کو چلا گیا۔ اور شتاب خان
نے بیجانگر کی طرف کا راستہ لیا۔ پھر اسکے بعد شتاب خان کا حال نہین معلوم کہ کیا مآل ہوا۔

۱۷۔ ملک نائب کا علاقہ قاسم کوٹہ کو فتح کرنا۔ ۹۸۱ھ

اسی لڑائی کے زمانہ مین ابراہیم قطب شاہ نے اپنی فوج کو علاقہ
قاسم کوٹہ پر سے بڑھنے کا حکم دیا تھا۔ ونکٹ راج علاقہ کوپال دار کو نکا
رابطہ تھا۔ بیس ہزار فوج سے پہلے مسلمانون کا وہی مقابل ہوا۔ مگر شکست کھا کر

بہاگ گیا اور یہ دونو مقام قطب شاہ کے قبضہ مین آ گئے - انہین مقامون کے پاس دو بھائی سردار راج اور بھائی بلندر چھوٹے چھوٹے راجہ تھے - مراجمہندری وغیرہ کے فتوحات کو سنکر اونہون نے مسلمانون کی اطاعت اختیار کرلی - بھائی بلندر تو فوج مین سردار کیا گیا اور سردار راج ابراہیم قطب شاہ کے پاس گولکنڈہ چلا آیا ایک اور راجہ کو پال ویرا سے تھا وہ خوف سے بنگالہ کی طرف بہاگ گیا - اور اوس کے علاقہ پر مسلمانون کا قبضہ ہوگیا - اس سے آگے ولب راج ایک راجہ علاقہ ویدادی مین راج کرتا تھا - جب مسلمان اوسکی طرف کو بڑہے تو وہ ایک پہاڑی قلعہ دیور بورال مین جا چہپا - اس کے گرد مین بڑا جنگل تھا اور قلعہ ایک بلند پہاڑ پر بمین سمندر کے کنارہ واقع تھا - اور راجہ کے پاس بیس ہزار فوج تہی - اوس نے بہی شکست کہائی اور چار مہینے محصور رہنے کے بعد اطاعت اختیار کرلی - اس سے آگے علاقہ جسر مارین دو بھائی نرسنگ و سورنگ حاکم تھے اس قلعہ مین ایک راستہ صرف دو پہاڑون کی گہاٹی مین ہوکر جاتا تھا اوس گہاٹی مین انہون نے ایک سنگین دیوار بنائی اور وہان ایک گہری کہائی کھودی اور اوس پر توپین چڑہائین اور مسلمانون سے لڑنے کے لئے مستعد ہوئے مگر بڑی سخت لڑائی کے بعد دونو بہائی گرفتار ہوگیے - اور ملک پر مسلمانون کا دخل ہوگیا - جب دو برس کے عرصہ مین یہ ملک اونہون نے لے لیا تو اب ایک زبردست راجہ دسناد دیو پر چڑہائی کی - پہاڑون اور جنگلون کے سبب سے اس کے ملک مین جانا ایک بڑا مشکل کام تھا - مگر مسلمانون نے پہلے قلعہ پوتنور کو جو دسناد دیو کے بہائی کے قبضہ مین تھا مسخر کرلیا - اور وہان کے حاکم کو مع زن و فرزند گرفتار کرکے قلعہ کندہ دیو پلی پر آگے بڑہے - یہہ قلعہ اوس وقت اچہا قلعہ تہا اور دسناد دیو اسے بڑا مہتمم سمجہتا تہا - جب یہ بہی فتح ہوگیا تو اب مسلمانون نے دسناد دیو کی دارالحکومت کا رخ کیا - دسناد دیو پچاس ہزار تفنگچی کماندار پیادہ اور بائیس ہزار سوار اور

پانچ سو ہاتی سے مقابلہ ہوا۔ مگر شکست کھاکر قلعہ مین متحصن ہوا۔ بعدازان تیس ہزار ہون اور چالیس ہاتی سالانہ دینے کے وعدہ پر اطاعت اختیار کرلی اور ملک نائب نے جسے جنگ و صلح کا قطب شاہ کی طرف سے کامل اختیار دیدیا گیا تھا اوس کا ملک اوسی کے پاس رہنے دیا۔ اور یہان علاقہ قاسہ کوٹہ کی فتح ۹۸۲ھ مین ختم ہوگئی۔

۱۸۔ پرتکالیون کا عروج اور اونکے جور و ستم۔ ۱۵۷۵-۸ء

پرتکالیون نے اسمعیل عادل شاہ کے وقت مین گوا پر قبضہ کرلیا تھا اور پھر بندر دیو کو بھی گجراتیون سے لے لیا تھا۔ اور اگرچہ ہندوستان مین بجز دو چار ساحلی بستیون کے اور کہین اون کا قبضہ نہ تھا۔ مگر وہ اس تھوڑے مقبوضات بحری کے باعث اپنے آپ کو مشرقی ملکون کا ایک بڑا بادشاہ تصور کرتے تھے۔ گوا کو اونہون نے دارالریاست بنایا اوس کو سب طرح سے سجایا۔ عمارات عالیشان مکانات خوشنما فصیل و حصار مستحکم و استوار وہ بنائے کہ ہندوستانیون کی عقل حیران تھی کہ یہ کیا طلسمات کا عالم ہے۔ ہندوستانیون سے اونہون نے وہ ناتے رشتے جوڑے کہ کہی ٹوٹین ہی نہین۔ امیرون اور غریبون کی جو عورتین اون کی قید مین آئین اونہین عیسائی بناکر شادی کرلیتے فقط عورت کا عیسائی ہوجانا ہی پرتکالی کے ساتھ شادی کرنے کے لئے کافی تھا۔ سو یہان کے وحشی باشندون مین مذہب کا بدلنا کچھ عیب نہ تھا۔ یہان کے ہندو اور اقطاع ہند کی طرح متعصب نہین ہوتے۔ اونہین عیسائی ہوجانا کوئی بڑی بات نہ تھی۔ ایک ہنسی کی نقل چلی آتی ہے۔ کہ پرتکالی مردون اور ہندوستانی عورتون مین بادری نے ایک دن اتہ جوڑے لگائے کہ اتفاق سے جب روشنی بجھ گئی تو نہ دولہا دولہن کو پہچانتا تھا نہ دولہن دولہا کو اب بادری صاحب کی ہی عقل چکر مین تھی کہ کیونکر اس کا فیصلہ کرین اور کس مادہ کو کس نر کے حوالہ کرین۔ آخر کو یہ سوجھی کہ جو جس کے ہاتھ لگجاے وہ اوسی کی ہے۔ پرتکالیون کی ساری تاریخ ایسی لڑائی جھگڑون سے پر ہے جس مین ساحل بحر کی آبادیان اکثر جلین پھکین۔ وہان کے

باشندے خستہ وخراب ہوئے۔ رعایا پر جور وستم کرنیکا شیوہ اونپر ختم تھا۔ مسلمانون کی
ذلیل وتکلیف مین کوئی کسر باقی نہین رکھتے تھے۔ اون کو گرفتار کرکے بھنگی سقہ دھوبی
سب ہی رزیل کام ذلیل کرنے کے لئے لیتے تھے۔ اون کے منھ پر تھوک دیتے۔ اون
کو سفر نہین کرنے دیتے تھے۔ حج والون کو تباہ کرتے اور حج نہ کرنے دینے کی تو اونہون
نے قسم ہی کھائی تھی۔ اون کا مال چھین لیتے اون کے مکانون کو جلا دیتے مسجدون کو
پھونک کر اون کے محراب اور مصلے اوکھیڑ کر پامال کرتے کبھی اون کو غلاظت گاہ
بناتے یا اپنے کلیسے اون کی جگہ قایم کرتے تھے اونکی کتابون کو ایندھن کی جگہ جلاتے
اور مسلمانون کے ہاتھ پاؤن رسون مین کسکر دریا مین ڈبو دیتے اور کبھی پتھرون اور مٹی مین
چُن دیتے تھے۔ کبھی کوڑے مار کر مار ڈالتے۔ کبھی تنگ وتاریک قیدخانون مین زندہ درگور
کرتے تھے۔ قیدی اس قید مین زندگی سے ایسے بیزار ہوتے کہ دستار کا پھندا گلے مین ڈال
کر ہستی سے آزاد ہوتے تھے ان سب پر طرہ یہ تھا کہ اون کو طرح طرح سے ترک اسلام اور
عیسائی ہونے پر مجبور کرتے مولویون کی مٹی خراب کرتے کبھی دھمکاتے کبھی روپیہ کی طمع
دیتے۔ اور کبھی اپنی عورتون کو خوب لباس اور زیور سے آراستہ کرکے اون پر فریفتہ کراتے
کبھی مسلمان عورتون کو وہ دھمکیان دیتے کہ بیچاریون کے ہوش وحواس باختہ ہوجاتے
غرض پادری صاحبون کی زبان تو وعظ وپند مین بند تھی مگر توپون نے اپنا منھ کھول کر دنیا
سے بے کسون کے کپ کپاتے بدن سے صلیب کے آگے گھٹنا ٹکوایا اور ہزارون کو اسلام
چھوڑا کر عیسائی بنایا۔ یہ حالت اون کی صرف مسلمانون ہی کے ساتھ نہ تھی بلکہ ہندو مسلمان
دونو یکسان تھے۔ سپاہی بچون کو سینون پر لگا دیتے۔ اور جب وہ غل مچاتے تو گورنر صاحب
فرماتے کہ مرغ خوب لگڑون کون بولتے ہین۔ ان ظلمون کے باعث سے اون کی ساری رعایا

اپنی جان سے نالان اور اون کے زوال سلطنت کی دل وجان سے خواہان تھی۔

۱۹۔ مرتضی شاہ کی قلعہ ریکندہ پر پرتکالیون کے مقابلہ مین ناکامیابی

جب یہ سب باتین مرتضی شاہ کو معلوم ہوئین اور خبر لگی کہ قلعہ ریکندہ پر جو بندر چول کے پاس ہے پرتکالی قابض ہین تو اون کے دفعیہ کے لیے ۹۷۹ھ مین شاہ جمال الدین حسین اور شاہ احمد مرتضی خان کے استصواب سے جو اس وقت اوس کے مدار المہام تھے کوچ کیا پرتکالی توپ وتفنگ اور باروت کے حقون سے مارنے مین خوب ماہر تھے اور مسلمان نہ صفران ہتیارون کے استعمال مین کم تجربہ کار تھے بلکہ دیدہ دانستہ حماقت کرتے تھے خاکریز نقب اور ساباط سے جو اون کے معمولی آلات قلعہ کشائی تھے ہرگز کام نہ لیتے تھے بلکہ جب محاصرہ کیا تو چوبین نردبانین بناکر قلعہ پر چڑھنا اور پرتکالیون کو مسخر کرنا چاہتے تھے مگر یہ کیونکر ہوسکتا تھا پرتکالیون کی گلندازی سے ہزارون مسلمان آناً فاناً مین قتل ہوجاتے کہ تجہیز وتکفین کی بھی مہلت نہ ملتی۔ جب مسلمان بہت مرے اور مجبور ہوئے تو اونہون نے قلعہ کا ایسا محاصرہ کیا کہ دخول وخروج کے تمام ابواب بند کردے۔ اب قلعہ والے گھبرائے۔ اور چاہا کہ نکلکر کہین اور بندرگاہون کو بھاگ جائین۔ مگر پھر باہم صلاح کی اور فرہاد خان اخلاص خان حبشی سرداون کو تاجرون کا مال لوٹ لوٹ کر دیا اور انکو گانٹھ لیا۔ یہ لوگ دن کو فوج بھیجکر لڑاتے اور اون کے گلے کٹواتے اور پرتکالیون سے رشوت لے کر رات کو اونہین شراب اور سامان رسد قلعہ مین پہونچاتے شاہ جمال الدین حسین نوجوانی کے عالم مین ہر وقت شراب وکباب سے مست رہتا اور امورات سلطنت خواجہ میرک پر چھوڑ بیٹھا تھا۔ مرتضی شاہ طول محاصرہ سے بہت گھبرایا۔ اور شاہ جمال الدین حسین کی بے پروائی کی شکایت کرنے لگا۔ اسی زمانہ مین کہ مسلمانون کا ایک جہاز بندر جزون سے بندر جیول کو آتا تھا۔ پرتکالیون نے اوسے لوٹ لیا۔ اور اوس کے آدمیونکو

قید کرلیا - ان مین رستم خان و شمشیر خان دو پٹھان جوان تھے جو فن سپاہگری سے واقف تھے - پرتکالیون نے ونہین اپنے سپاہیون مین زبردستی شامل کرلیا - اور لشکر اسلام پر اون سے گولیان چلوائین وہ ایک روز کہین انہین پرتکالیون کی ایک مجلس مین بیٹھے تھے - میر مجلس نے بیان کیا کہ نظام شاہ کے تمام سردارہم سے ملے ہوئے ہین صرف ایک خواجہ میرک باقی رہگیا جو دہ قابو مین نہین آتا ہے - اوس زمانہ مین مسلمانون سے قومیت ایسی زائل نہین ہوئی تھی جیسے اب آجکل آپ دیکھتے ہین - ان دونون نے ایک پرچہ پر لکھا کہ ہم فلان وقت فلان مقام سے تمہارے لشکر مین آتے ہین اور خواجہ میرک کے سمت کی طرف ایک تیر مین باندہ کر پھینک دیا - اور رات کے وقت اپنی زنجیرون کو توڑ قلعہ پر چڑہ خواجہ میرک کی طرف دیوار پر سے کود پڑے - جب مرتضی شاہ کو اس کی خبر ہوئی تو فوراً اونہین خلعت مین بلا کر اہل قلعہ کی قوت وضعف کا حال پوچھا اونہون نے کہا کہ قلعہ والے تو بڑے عیش وعشرت سے بسر کرتے ہین دکھنی اور حبشی امیرون سے رشوتین لے لے کر روغن مرغ اور بھیڑ بکری اور تمام آسایش کی چیزین اونہین پہونچا تے ہین - خواجہ میرک کے سوا اون سے سب ملے ہوئے ہین یہ سنتے ہی مرتضی شاہ کو شاہ جمال الدین حسین سے کمال رنج ہوا - وہ اس حال کو سنتے ہی ملازمت سے استعفا دیکر بلا اجازت احمد نگر کو چلا گیا - مرتضی شاہ نے بھی پرتکالیون سے انتقام بغیر لیے اون وجوہات سے جو اگے کا آئندہ ذکر آتا ہے دو برس کی لڑائی بھڑائی اور ہزارہا فوج کا گلا کٹوانے کے بعد احمد نگر کو کوچ کر دیا - یہان آکر فرہاد خان اخلاص خان کو قید کیا - اور شاہ جمال الدین حسین کو اوس کی جورو سمیت برہانپور کو نکالدیا - اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی کو چنگیز خان کا خطاب دیکر اپنا پیشوا اور خداوند خان کو جسکی ماں حبشن اور باپ ایک شخص مشہدکا باشندہ تھا

اور جو بڑا جسیم اور طویل القد تھا اور نیز جمشید خان شیرازی کو اپنا بڑا امیر بنایا۔

۲۰۔ علی عادل شاہ کی ناکامیابی گوا پر اور ادھونی کو فتح کرنا

جس زمانہ مین مرتضیٰ شاہ پرتکالیون پر گیا تھا تو اوسی زمانہ مین علی عادل شاہ اور کلی کوٹ کے راجہ نے بھی چاہا تھا کہ اونہین اپنے اپنے علاقون سے خارج کردین علی عادل شاہ دس مہینے تک گوا کا محاصرہ کئے پڑا رہا اور بارہ ہزار آدمی اپنے مروا دئے مگر جب اوس نے سوچا کہ چند گز زمین کے لیے مہینون اور برسون پڑے رہنا اور ہزارون فوج کے گلے کٹوانا اور اون کرناٹک کے ملکون کو چھوڑنا جو ایک ادنی سی کوشش سے فتح ہوسکتے ہین کیسی کھلم کھلا غلطی اور حماقت ہے تو اوس نے اس خیال سے اور نیز دوسرے ملکی وجوہات سے جن کا آئندہ ذکر آتا ہے وہان سے لوٹنا ضروری سمجھا اور بے نیل مرام محاصرہ اوٹھا کر چلا آیا۔ پرتکالیون کے مقابلہ مین مسلمانون کی ناکامیابی کا بڑا سبب تو یہی تھا۔ کہ مسلمانون کو توپ اور بندوق کی قدر نہین معلوم تھی اور جہاز رانی سے ناواقف تھے۔ جب مسلمان حملہ کرتے تو پرتکالی اونہین دور ہی دور سے بندوقون کی ایسی مار مارتے کہ پاس پھٹکنے نہ دیتے اور سامان رسد جہازون کے ذریعے سے دوسرے ملکون سے لے آتے۔ دوسرا ایک سبب یہ بھی تھا۔ کہ پرتکالی بندرگاہ کے سوا اور آگے خشکی مین کبھی نہ جاتے تھے۔ اسلیئے مسلمان اونہین اپنی فرمان روائی کا مخالف بھی زیادہ نہ سمجھتے تھے۔ اور جو نقصان کہ اون کا ہوجاتا مجبوراً اوس پر صبر کرلیتے تھے۔ علی عادل شاہ نے وہان سے آتے ہی ۹۸۰ھ مین شاہ ابوالحسن کی تحریک سے آنکس خان ایک سردار کو آٹھ ہزار فوج دیکر قلعہ ادھونی کی فتح کے لیے روانہ کیا۔ یہ قلعہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر بنا تھا۔ اور نہایت وسیع اور مضبوط تھا اوس کے اندر بڑے بڑے حوض تھے جو پانی سے ہمیشہ بھرے رہتے تھے۔ بیجانگر کے راجاؤن نے سلاطین بہمنیہ کی روک کیواسطے

اسے بنایا تھا - جو راجہ کہ گدی پر بیٹھتا گیا وہ اس کا استحکام کرتا گیا تھا - یہان تک کہ اوس کے گیارہ حصار تھے ساباط اور نقب اور توپ سے اوسکا توڑنا بعید از عقل معلوم ہوتا تھا سلاطین بہمنیہ نے ہر چند کوششین کین مگر اونہین اس پر کبھی قبضہ نصیب نہوا - اسوقت رامراج کا ایک بڑا امیر اوسپر قابض تھا اور رامراج کے وارثون کی اطاعت کو ترک کرخود مختارانہ حاکم تھا انکس خان سے مقابل ہوا - مگر شکست کھاکر قلعہ نشین ہونا پڑا - لیکن جب مدت تک محاصرہ رہنے کے باعث غلہ اور آذوقہ قلعہ مین نرہا تو اطاعت اختیار کرلی -

۲۱ - مرتضیٰ نظام شاہ اور علی عادل شاہ کا برار بیدر اور کرناٹک کے فتوحات کے لیے عہد و پیمان - -

ابراہیم قطب شاہ گو اس زمانہ مین اپنے شمالی مشرقی ملکون کے فتوحات مین مصروف تھا - مگر وہ مرتضیٰ شاہ کی دغا بازی اور بدعہدی سے ایسا خار کھاے بیٹھا تھا کہ اوس کی تباہی کا موقع تک رہا تھا - اس زمانہ مین یہ مشہور تھا کہ مرتضیٰ شاہ کا ارادہ برار بیدر کے فتح کرنے کا ہے مگر اس وقت مرتضیٰ شاہ اور علی عادل شاہ دونون پرتگالیون کے مقابلہ مین اپنی مغربی سرحدون پر گئے ہوئے ہین بہتر ہے کہ اس موقع سے فایدہ اوٹھاے - تفال خان کو اوس نے تحفے تحایف بھیجے اور علی بریدشاہ اور تفال خان کو اپنے ساتھ ملالیا - تفال خان نے اپنے بیٹے شمشیر الملک کو دو تین ہزار سوار سے استحکام دوستی کی غرض سے ابراہیم قطب شاہ کی ملاقات کے لیے بھیجا - ابراہیم بہی شکار کا بہانہ لرکے اوس کے استقبال کے لیے گیا - کولاس اور بیدر کے مابین دونو کی ملاقات ہوئی - علی بریدبہی ان سے آکر ملا - اور تینون نے ملکر مرتضیٰ شاہ سے عہد شکنی کا انتقام لینے کا ارادہ کیا - اور علی عادل شاہ کو جو اس وقت گوا سے لوٹ آیا تھا اور خواجہ میرک دبیر المخاطب بہ چنگیز خان کی لیاقتون سے متوحش ہو رہا تھا اپنی ملاقات کے لئے بولایا - عادل شاہ بہی اپنی فوج لیکر چلا - ان رازشون کو سنتے ہی مرتضیٰ نظام

پر تکالیون کو چھوڑ فوراً یکندہ سے چلا - اور اس غرض سے کہ علی عادل شاہ مخالفون مین
شریک نہو جاے بسبیل استعجال بیجاپور کو کوچ کیا - اور تحفے تحائف دیکر علی عادل شاہ کے
پاس چنگیز خان کو بھیجا - یہ سفیر نلدرک کے مقام پر علی عادل شاہ کے پاس پہونچا - اور میٹھی
میٹھی باتون سے علی عادل شاہ کے دل سے زنگ کدورت کو دھو ڈالا - اور صلح کی جانب مائل
کر لیا - پھر دونو بادشاہون نے آپس مین ملاقات کی - اور یہ ٹھیرایا کہ قطب شاہ اور بریدشاہ
کو اس سازش کی سزا دیجاوے - جب ابراہیم قطب شاہ نے یہ سنا تو اوس نے شمشیر الملک
کو تو خلعت وغیرہ دیکر برار کو رخصت کیا - اور علی بریدشاہ اپنے ملک کو چلا گیا - اور بیدر کی محافظت
مین مشغول ہوا - اور ابراہیم قطب شاہ گولکنڈہ چلا آیا - اور حملہ روکنے کے سامان کیے - اب
مرتضیٰ شاہ اور علی عادل شاہ تلنگانہ اور بیدر پر چلے - مرتضیٰ شاہ تو بیدر پر آیا - اور علی عادل شاہ
مکٹھانہ کے حوض پر ٹھیرا - اور دونو ملکون مین غارت گری کا بازار گرم کر دیا - ابراہیم نے صلابت خان
اور حبشی خان دو نامی سردارون کو دس ہزار پیادہ اور چہار ہزار سوار سے علی عادل شاہ
کے مقابلہ کو بھیجا - تاکہ وہ جنگ قزاقی سے مخالف کو تنگ کرین - سوائے اس کے اپنے
تلنگون کو بھی حکم دیا - کہ اپنے طریق پر دشمن کے لشکر مین راتون کو جائین اور اون کی ناک کان
کاٹ لائین - فی بینی یک بون اور فی گوش ایک پرتاب انعام مقرر کر دیا - اسطرح پر
دن مین صلابت خان اور حبشی خان قزاقانہ دشمن کی رسد لوٹتے اور رات کو تلنگے مخالفون
کے ناک کان کاٹ لاتے - اس وجہ سے دشمن کو بہت تکلیف ہوئی - اب مرتضیٰ شاہ اور
علی عادل شاہ نے صلاح کی اور باہم یہ عہد و پیمان کیا - کہ مرتضیٰ شاہ برار اور بیدر پر متصرف
ہو جاے - اور علی عادل شاہ کرناٹک کے ملک مین اسی قدر ملک فتح کرے جو برار اور بیدر کے
برابر ہو - تاکہ یک کہ دوسرے پر کچھ فوقیت نہ ہو جاے اور ابراہیم قطب شاہ جیسا ہے ویسا ہی رہے

جب یہ عہد و پیمان ہو گیے - تو دونو بادشاہ نئے خون کی تیاری کے واسطے اپنے اپنے ملکون کو واپس چلے گیے اور اس غرض سے کہ برید شاہ اور قطب شاہ اون کے ارادون مین فتور نہ ڈالین مرتضیٰ شاہ مرزا یادگار بیگ اور حیدر سلطان کی سپہ سالاری مین اور علی عادل شاہ کامل خان اور یار قلی بیگ کی سرداری مین پندرہ پندرہ ہزار آدمی کولاس کے پاس سرحد پر چھوڑ گئے تاکہ یہ فوج ان دونو کو روکے رکھے -

۲۲ - افواج نظام شاہی اور عادل شاہی کی ناکامیابی تلنگانہ مین - - -

جب نظام شاہی اور عادل شاہی سردارون نے کولاس پر تنگ کرنا شروع کیا تو ابراہیم قطب شاہ نے امیر شاہ محمد کو آٹھ ہزار سوار چیدہ دیگر اور مرزا حسین بیگ ترکمان کو چار سو غریب جوانون سے اون کے دفعیہ کو روانہ کیا - جب یہ لوگ کولاس اور ویگلور کے بایین پہونچے - تو سید حیدر نظام شاہی دو تین ہزار سوار اور تین چار ہزار پیادے لیکر قلعہ ویگلور سے ان کے مقابلہ کو آیا - مگر مرزا حسین بیگ نے اوسے شکست دی اور قلعہ ویگلور بھی لے لیا - پھر نظام شاہی دیگلور اور قندہار کے درمیان چلے گیے - قطب شاہی سپاہ بھی اون کے پیچھے وہان پہونچی - مخالفون کی طرف سے لیونت راؤ بسو سرراو کولی راوچہ ہزار گھوڑیون کے سوارون سے آگے آئے - ادہر سے مرزا حسین بیگ و علی قلی خان و شاہ قلی بیگ و عزیز بیگ و غیرہ غریب اور ترکمان چار سو آدمی سے سامنے ہوکے شام تک لڑائی ہوتی رہی - دوسرے روز نظام شاہی اور عادل شاہی آٹھ ہزار فوج لڑائی کو آئی - ادہر سے بہ یک چار سو جوان آگے نکلے - اور صلابت خان افشار دو ہزار جوان سے اون کی فوج کو پیچھے سے گیا - اور امیر شاہ محمد خود بھی فوج لیکر مستعد ہوا - خوب لڑائی ہوئی اور دونو فوجین دست بدست ہوگئین - مگر حملہ آور مغلوب ہوکر ایک منزل پیچھے ہٹ گئے اور قطب شاہی بھی اون کے تعاقب مین وہین جا پہونچے - تیسرے دن پھر

سخت لڑائی ہوئی - امام قلی بیگ یاقوت خان حبشی و یوسف آقائی ترکمان نظام شاہی سردارون
مین سے اور شاہ قلی بیگ افشار اور امام قلی بیگ ترکمان قطب شاہی عہدہ دارون مین سے
مارے گیے - مگر قطب شاہیون کو ہی غلبہ رہا - اسی طرح علی التواتر ایک مہینا لڑائیان
ہوتی رہین - اور اکثر قطب شاہیون کو ہی غلبہ ہوتا رہا - یہ تو ہمیشہ کا قاعدہ تہا کہ سرداران
دکہنی مفت کی جاگیرین اور تنخواہین کہاتے کہاتے آرام طلب ہو جاتے تہے - اسوقت بہی
غریب اور ترکمان خوب لڑے اور دکہنی سپاہ نے سستی کی اس - لیے ابراہیم قطب شاہ
نے امیر شاہ محمد کو حکم بہیجا کہ دکہنی سپاہ کو تنبیہہ کر دے ورنہ اون کے حق مین اچہا نہ ہوگا
دکہنیون نے کہا کہ ہم کو اور غریبون کو جدا جدا کام سپرد کیے جائین تو ہماری کارگذاری معلوم ہو
اسطرح پر جو کچہ ہم کرتے ہین اوس سے اونہین کا نام ہوتا ہے اور ہم سست اور آرام طلب گنے
جاتے ہین - اس پر امیر شاہ محمد نے غریب اور ترکمانونکو عادل شاہ کی سرحد پر تاخت و تاراج
کے لیے بہیجا - اب صف دکہنی اور دشمنون کے مقابل ہوئے - دشمنون نے اونہین
گہیر لیا - خوب لڑائی ہوئی - قریب تہا کہ قطب شاہی سپاہ مغلوب ہو جاے مگر جو غریب اور
ترکمان عادل شاہی سرحد پر بہیجے گئے تہے اونہین جب اسنے بہیجے جانے کا سبب
معلوم ہوا اور خیال ہوا کہ دکہنی امیر دشمنون پر کہین فتح پاکر ہم سے کہین بازی نہ جیت جائین
تو وہ بلا حکم وہان سے لوٹے اور عین معرکہ کے وقت دکہنیون کی مدد کو آگئے اور ایک جنگی
فیل کو آگے کر کے مخالفون کی صفین چیر کر اندر گہس گئے - اور اون کا علم کاٹ کر پہینک دیا
دشمن کے بہت آدمی قتل اور اسیر ہوئے - تین ہزار لہوڑے اور کئی ہاتی لوٹ مین
آنے بعد ازان نظام شاہی اور عادل شاہی فوجین اپنے اپنے ملکون کو واپس چلی گئین -

۹۸۱ھ | ۲۳ - سرداران برکی کی تاخت تنگانہ مین | مرتضی نظام شاہ اور علی عادل شاہ کے معاہدہ سے

پیشتر علی عادل شاہ نے جوت راو و دیو نائک وہوجس نائک کو قولنامہ بھیجکر اپنی امداد کے لیے بولالیا تھا۔ نائک اس ملک مین ایک فوجی سردار کو کہتے تھے جو اس وقت کی انگریزی فوج کے کپتن کی طرح ہوتا تھا۔ یہ لوگ دس ہزار سوار سے علی عادل شاہ کے لشکر مین شامل ہو گئے تھے۔ جب مرتضیٰ شاہ اور علی عادل شاہ برار اور کرناٹک کو چلے گئے تو ان سرداران برکی نے بھی قطب شاہی ملکون مین تاخت و تاراج شروع کی۔ علی عادل شاہ کی ایک بی بی بھی جو غالباً چاند بی بی ہوگی ان کے ساتھ تھی اور بادشاہ نے انھین نشان ماہی مراتب بھی دیا تھا۔ ابراہیم قطب شاہ نے ان کے دفعیہ کے لیے عملات خان و حمید خان و حبشی خان کو پانچ ہزار سوار سے بھیجا۔ برکی فوج ان کے سامنے کیا ٹھہر سکتی تھی علی عادل شاہ کی بی بی کو تو وہ بمشکل لے گئے مگر نشان ماہی مراتب اور اپنے دوہاتی فتح لشکر و فتح جنگ چھوڑ گئے۔

۲۴۔ علی عادل شاہ کا تورکل کو فتح کرنا۔

معاہدہ کے بعد علی عادل شاہ لوٹ کر بیجاپور آیا اور پہلے قلعہ تورکل کی فتح کو چلا جو رامراج کے عہد مین علی عادل شاہ کے قبضہ سے نکل گیا تھا قلعہ کا پانچ مہینے محاصرہ رہا بعد اس کے بڑی توپ ٹوٹ گئی جس سے اہل قلعہ نہایت خوش ہوے اور سمجھے کہ اب قلعہ بچ جائیگا۔ چونکہ اس مین شاہ ابوالحسن کی خطا تھی اور اوس نے دیدہ و دانستہ توپ کی طرف سے غفلت کی تھی کہ جس سے توپ ٹوٹ گئی تھی اس لئے علی عادل شاہ نے اوسے خدمت سے موقوف کر دیا۔ اور بجاے اوس کے مصطفےٰ خان اردستانی کو جو قطب شاہ کے یہان سے نکلکر عادل شاہ کے پاس چلا آیا تھا وکیل اور امیر جملہ مقرر کیا۔ مصطفےٰ خان نے ایسی کوشش کی کہ دو مہینے مین ہی اہل قلعہ مجبور ہو گئے۔ اور صلح کا پیغام بھیجا۔ مصطفےٰ خان نے اس شرط پر صلح منظور کی کہ وہان کا دلسائی و منکٹی اور اوس کے رشتہ دار گرفتار کر کے بادشاہ کو دیدے جائین۔ چنانچہ اہل قلعہ نے

ونیکٹی کو رشتہ داروں سمیت پکڑ کر مصطفےٰ خان کے حوالہ کر دیا۔ اور باقی لوگ مع اپنے اہل وعیال اور اسباب واموال کے باہر چلے گئے جب قلعہ پر قبضہ ہو گیا تو علی عادل شاہ نے ونیکٹی کو مع متعلقان قتل کرا دیا۔

۴۵۔ علی عادل شاہ کا قلعہ بیکاپور کو فتح کرنا

کرناٹک مین دارور کا ایک بڑا مضبوط قلعہ تہا رامراج کے بعد اوس پر ایک امیر قابض ہو گیا تہا۔ اور ونکٹادری تمراج کے بیٹے کو صرف کچھ ہاتی بہیجدیتا تھا۔ باقی بالکل خود مختار رہتا۔ تو کل کے قبضہ کے بعد علی عادل شاہ نے اس پر توجہ کی اور چھ مہینے کے محاصرہ کے بعد اسے بہی بوعدہ امن لے لیا۔ پہر سات مہینے یہان ٹہرا رہا۔ اور جب گردنواح کے انتظام سے فارغ ہو گیا تو اب بیکاپور کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ بابت وزیر نام ایک شخص رامراج کا تنبول وار تہا۔ رامراج کے بعد وہ اسپر قابض ہو گیا تہا۔ جب علی عادل شاہ اوس طرف کو بڑہا تو اوس نے اپنے بیٹے کو ایک ہزار سوار اور دس ہزار پیادہ دیکر بنگل اور کوہستان مین بہیجدیا۔ کہ وہ مسلمانون کی رسد بند کر دے۔ اور خود قلعہ مین متحصن ہو کر ونیکٹادری کو لکہا۔ کہ مین نے اب تک جو آپکی اطاعت نہ کی اوس سے مین اب بہت پشیمان ہون میرا قصور معاف کیجئے مین فلان مقدار زرپیش کش ہر سال خدمت مین بہیجا کرونگا۔ آپ میری مدد کیجئے۔ یا کسی طرح اوسکو بہیجئے ورنہ مین تباہ ہو جاؤنگا۔ ونکٹادری نے جواب لکہا۔ کہ مجہے خود یلکندری اور چندرگری کی ہی حفاظت نہین ہوتی جو میرے پاس اس وقت چہوٹا سا علاقہ باقی رہگیا ہے۔ اگر تجہسے کچھ ہو سکے تو روپیہ خرچ کر کے صلح کر لے۔ ورنہ اپنے گردنواح کے امرا کو راضی کر کے اپنے بیٹے کے ساتھ متفق کر دے۔ کہ وہ مسلمانون کی رسد بند کر دین اور راتون کو ان کے لشکر مین جا کر چوری کرین اور سپاہیون کو غافل پا کر مار آیا کرین۔ مین نے بہی اون امرا کو فرمان تیری اعانت کے لئے لکہدئے ہین کہ جو تیرے پاس پڑوس مین ہین

جب یہ جواب آیا - تو بلب وزیر نے رایان قلعہ حیرہ وچندر کوٹی کرور کو لکھا کہ آپ لوگ مجھسے اتفاق کیجئے ورنہ ہم تم سب ایک ہی ناو مین سوار ہین اگر مین ڈوبا تو آپ لوگ بھی کبھی نہین بچ سکینگے - اب یہ لوگ سب متفق ہوگئے - اور چوری اور راہ زنی سے نقصان پہونچانا شروع کیا - کرناٹکی پیادہ بدن پر انڈی کا تیل مل لیتے کہ اونکو پکڑتے وقت لوگ جلدی نہ کرسکین - اور اتنے مین وہ بھاگ جائین - اور راتون کو بھیس بدلکر لشکر مین آنے اور سوتے ہوئے سپاہیون کو قتل کرجاتے - اور اس طرح پر ایک ایک دو دو کرکے لشکر مین گھستے کہ کسی کو خبر بھی نہ ہوتی اور اس کثرت سے آتے کہ ایک دن سپاہیون کو ہر شب مین ٹھکانے لگا جاتے - اس بے خبری اور خواب کی حالت مین جب بہت سے لوگ قتل ہوئے تو یہ مشہور ہوا - کہ یہ لوگ اپنے مرگھٹون کی خاک جو جادو سے موثر ہوتی ہے اوٹھاتے ہین اور جس خیمہ یا گھر پر ڈال دیتے ہین وہان کے آدمی خواب سے بیدار نہین ہوتے اور اگر جاگ بھی جائین تو جب تک کہ چور سر پر موجود رہین اوس وقت تک اون مین قوت تکلم اور برخاست نہین ہوتی - ہے - ان افواہون سے لشکر اسلام ایسا گھبرایا کہ علی عادل شاہ نے مراجعت کے سامان کردے - مگر مصطفے خان - نے کہا کہ یہ کچھ بات نہین ہے - اوس نے سرداران برکی کو جن کی فوج کی تعداد چھ ہزار تھی اور مدت سے مفت کی کھا رہے تھے - اور جو چوری اور مار آنے مین انہین کرناٹکیون کی طرح تھے کرناٹکیون کے مقابلہ پر مقرر کیا - اور آٹھ ہزار پیادہ لشکر کے گرد پہرہ کے لیے ایک ایک گز کے فاصلہ پر بٹھائے اور حکم دیا - کہ کسی کو لشکر مین نہ آنے دین - اور اگر کسی طرح سے کوئی آجائے اور شور وغوغا ہو تو ہوشیار ہوجائین اور جسے لشکر سے باہر جاتا دیکھین اوسے قتل کردین - اس لیے رات کو کوئی لشکر کا آدمی لشکر سے باہر نہین جاتا تھا - اور اگر چور کسیطرح اندر گھس آتے تو تتر بتر کیے جاتے تھے اس سبب سے

کرناٹکیون نے لشکر مین آنا اور قتل کرنا موقوف کر دیا - اور مسلمانون کے لشکر کو امن مل گئی - اور رسد بھی لشکر مین آنے لگی اور رفتہ رفتہ اسقدر ارزانی ہوگئی کہ جس کی انتہا نہین - اس طرح پر ایک سال کامل امراے برکی اور کرناٹکیون مین لڑائیان ہوتی رہین اور مسلمان قلعہ کا محاصرہ ۹۸۲ھ
کئے پڑے رہے - اتفاقاً بلب وزیر کا بیٹا اپنی موت سے مرگیا - اور رایان گردنواح بھی گھبرا گئے اور اپنے اپنے علاقجات کو لوٹ گئے - کہ جس سے بلب وزیر کو رسد پہونچنا موقوف ہوگئی - اور اوس نے پندرہ مہینے کے محاصرہ کے بعد صفر ۹۸۲ھ قلعہ خالی کرنے کی درخواست کی - مصطفے خان اپنا لشکر لیکر قلعہ کے دروازہ پر کھڑا ہوگیا - اور بلب وزیر مع اپنے عیال و اطفال اور تمام اہل قلعہ کے نکلکر کرناٹک کے ملک مین چلا گیا - اور قلعہ مسلمانون کے قبضہ مین آگیا -

۲۶ - علی عادل شاہ کا جرہ و چندر کوٹی کو فتح کرنا اور مصطفے خان کے اختیارات -

اس قلعہ کے فتح پر مصطفے خان کو علی عادل شاہ نے ایسا خلعت دیا کہ عادل شاہی بادشاہون نے بجز اسد خان اور کشور خان کے کسی کو نہین دیا تھا - درحقیقت یہ فتح اسی مصطفے خان کی بدولت ہوئی تھی - علی عادل شاہ ایک بڑا عیاش بادشاہ تھا - خود تو مشوقون اور سادہ رخسارون مین پڑا رہتا اور کچھ کام نہ کرتا تھا - تمام کاروبار سلطنت پہلے کشور خان پر چھوڑ رکھا تھا - اور اب مصطفے خان کو دیدیا تھا - یہان تک کہ خاص مہر شاہی بھی جو بادشاہ کی انگوٹھی مین رہا کرتی تھی مصطفے خان کو حوالہ کرکے حکم دیدیا تھا - کہ اپنی رائے سے احکام جاری کیا کرے میری اجازت لینے کی کوئی ضرورت نہین ہے جب چار مہینے اور گذر گئے اور یہان کا انتظام مصطفے خان نے کرلیا تو علی عادل شاہ کی اجازت سے تیس ہزار سوار اور توپخانہ وغیرہ لیکر جرہ اور چندر کوٹی کی فتح کو چلا جرہ کے حاکم ارسپ نائک نے نوبتے ہی اطاعت اختیار کرلی اور چونکہ اوس نے قبل از فتح

بنگاپور مصطفےٰ خان کو راضی کر لیا تھا اس لیے مصطفےٰ خان نے اوسے بوعدہ باج وخراج اپنے حال پر بحال رکھا۔ مگر چنبر کوٹی کا حاکم گنجان جنگل اور استواری قلعہ کے سبب سے مطیع نہوا۔ مصطفےٰ خان نے محاصرہ کیا۔ اور برکی فوج سے گردونواح کی امداد کو روکا اور چودہ مہینے کے محاصرہ مین اوسے بھی ۹۸۳ھ مین لے لیا۔ اور فتح کے بعد علی عادل شاہ وہان گیا اور چند روز وہان عیاشی کر کے چوتھے سال مین بیجاپور کو لوٹ آیا۔ اور اپنی مہر مصطفےٰ خان کے پاس یہ کہکر بھیجدی کہ جو احکام مین بیجاپور سے جاری کرونگا دن کے کاغذات تمہارے پاس بھیجے جایا کرینگے اگر وہ معقول ہون تو اونہین مہر لگا کر جاری کیا کیجئے ورنہ منسوخ کر دیا کیجئے

۲۷۔ ابراہیم قطب شاہ کا علی عادل شاہ کے برخلاف سرنگراج کی اعانت کو جانا ۹۸۴ھ

جب ابراہیم قطب شاہ کو نظام شاہی وعادل شاہی فوجون سے فراغت ملی۔ اور اوس نے دیکھا کہ مرتضیٰ نظام شاہ برار کو اور علی عادل شاہ کرناٹک کو فتح کر کے اپنا اپنا ملک بڑہا رہے ہین تو اوس نے بھی اپنا ملک بڑہانا شروع کیا۔ ایک شخص خاندان بیجانگر کا مسمی سرنگراج قطب شاہی سرحد پر بیجانگر کے ایک حصہ کا راجہ بن بیٹھا تھا جب اوس نے دیکھا کہ علی عادل شاہ کرناٹک مین آیا ہے اور مین اوس کا مقابلہ نہین کر سکتا تو اپنے بچاؤ کی غرض سے اوس نے ابراہیم قطب شاہ سے مدد مانگی اور پیش کش دینے کا وعدہ کیا۔ اس لیے ابراہیم خود بذات خاص اوس کی امداد کو چلا اور امیر شاہ محمد کو جو ابھی سرحد پر کولاس وقندہار کے قریب پڑا ہوا تھا لکھا کہ عادل شاہی علاقہ مین سے چلا آئے اور مجھسے بیجانگر کے علاقہ مین آکر ملے۔ چنانچہ وہ فرمان کے پہونچتے ہی چلا آیا اور ابراہیم قطب شاہ سے آکر مل گیا۔ اب سرنگراج بھی ابراہیم کے پاس آیا اور پیش کش نذر کیا۔ مگر چونکہ علی عادل شاہ اس وقت بیجاپور کو لوٹ گیا تھا اس لیے ابراہیم بھی لوٹ آیا۔ اور کوئی لڑائی نہین ہوئی یہ واقعہ ۹۸۴ھ کا ہے۔

۹۸۵ھ ۲۸ - ابراہیم قطب شاہ کا کوندبیر کو فتح کرنا ۔

وینکٹادری و کپوری تمراج و نرسنگھ راو جو دو لاکھ ہون سالانہ کا خراج سلطان قلی کے زمانہ سے کوندبیر کی نسبت مقرر تھا برابر دیا کرتے تھے اور ابراہیم قطب شاہ کے شروع عہد تک بھی دیتے رہے تھے ۔ مگر اب جب ابراہیم قطب شاہ سے اور نظام شاہ اور عادل شاہ سے فتنہ و فساد ہو گئے تھے تو اونہون نے خراج دینا موقوف کر دیا تھا ۔ بلکہ کشنا پار اور ترکر کندہ پلی کے علاقہ مین لوٹ مار ہی کر جایا کرتے تھے ۔ جب اس وقت ملک مین امن چین اور فوج آسودہ اور چین سے بیٹھے بیٹھے تنگ ہو رہی تھی تو ابراہیم قطب شاہ نے میر عماد الدین شیرازی المخاطب بہ حیدر الملک کے سپہ سالاری مین کوندبیر کی فتح کو فوج روانہ کی ۔ انہون نے اول تو قلعہ وینکنڈہ کو جا کر اپنے قبضہ مین کر لیا اور بعد ازان حصار کجر کوٹہ کو جا کر گھیرا ۔ یہان کے حاکمون کا نام کستوری رنگپا و مدہ مانی چنیا تھا اور اُن کے پاس بیس ہزار فوج تھی مگر یہ بھی فتح ہو گیا ۔ اس کے بعد قلعہ کمم جو اوس سے کچھ آگے ہے قبضہ مین آگیا ۔ اب قطب شاہی فوج خاص کوندبیر کو چلی ۔ یہان کوندی تیمنا و مدہ مالی چنیا ۹۸۶ھ و کستوری رنگپا بھاگے ہوئے ہندو تیس ہزار سپاہ سے پڑے ہوئے تھے ۔ اور اون کا ارادہ تھا کہ حیدر الملک کی بیخبری مین اوس پر شبخون مارین ۔ جاسوسون نے اوس کی خبر ابراہیم قطب شاہ کو پہونچائی اور اوس نے حیدر الملک کو فوراً اطلاع دی کہ کیا غفلت مین پڑا سو رہا ہے ۔ ہندو تیرے اوپر چھاپہ مارنے کو ہین ۔ اُس حکم کے پہونچتے ہی حیدر الملک نے جب دریافت کیا تو دشمن صرف آٹھ کوس پر پڑے ساز و سامان سے پڑے ہوئے تھے ۔ کوندبیر کو چھوڑ حیدر الملک ان دشمنون کی طرف کو گیا ۔ اور لڑائی کے بعد اونہین پراگندہ کر دیا ۔ پھر قلعہ کنڈم پر قبضہ کر کے یلم کنڈہ کا محاصرہ کیا اور اوسے بھی بجبر و قہر لے لیا ۔ اب اونہون نے خاص کوندبیر پر محاصرہ ڈالا ۔ مگر یہان محاصرہ کو بڑا طول ہوا ۔ اس لئے ابراہیم قطب شاہ نے میر شاہ نقی المعروف بہ میر شاہ میر کو بھیجا

مگر پھر بھی کچھ نہ ہوا۔ جب میر شاہ میر غصہ مین آیا اور توپچیون کو دھمکی دی تو اونھون نے
چند روز مین قلعہ کی دیوار توڑ دی۔ اور میر شاہ میر علی قلیخان و عزیز خان و نوربیگ وغیرہ
سرداروان کو لیکر حصار کے شرقی دروازہ سے گھسا۔ مگر ایک ہزار آدمی قلعہ مین
سے نکلے اور مقابل ہوئے۔ لیکن جب مسلمان بہرہ نام ہاتی کو آگے کر کے قلعہ کے
دروازہ تک پہونچ گئے اور ہاتی نے دروازہ کا ایک رخ توڑ ڈالا تو دروازہ پر مسلمانون کا
قبضہ ہوگیا۔ اور پھر تمراج دہان کا حاکم جو رامراج کا داماد تھا گرفتار ہوگیا۔ اور قلعہ مسلمانون نے ۹۸۷ھ
لے لیا۔ بعد ازان جب حوالی وحواشی کے بندوبست سے فراغت ہوگئی تو میر شاہ میر
تمراج کو لیکر دار السلطنت مین حاضر ہوا اور وہ تمام علاقہ ابراہیم کے قبضہ مین آگیا یہ واقعہ
صفر ۹۸۷ھ کا ہے۔

۲۹۔ شنکر نائک و بہرہ دیوی وغیرہ کا علی عادل شاہ کا مطیع ہونا۔

۹۸۴ھ کے اخیر یا ۹۸۵ھ کے شروع مین مصطفے خان نے
لکھا کہ چندر کوٹی کا قلعہ پہلے کسی زمانہ مین پہاڑ کے اوپر تھا۔ مگر کسی نے
اوس کو چھوڑ کر دامن کوہ مین بموقع قلعہ بنایا ہے اگر آپ آکر مقام کو
معائنہ کرلین اور پسند آئے تو میری راے مین اوسی پہاڑ کے قلعہ کی جگہہ پر قلعہ از سر نو بنا دینا
مناسب ہے۔ اس پر علی عادل شاہ چندر کوٹی کو گیا اور قلعہ پہاڑ پر بنانے کا حکم دیکر اور قلعہ
بنکاپور کی سیر کر کے براہ بلگوان لوٹ آیا مصطفے خان نے ایک ہی سال مین قلعہ از سر نو
بنا لیا۔ جب تیار ہوگیا تو علی عادل شاہ پر گیا اور اوسے جا کر دیکھا۔ چندر کوٹی کے پاس
کردا مین شنکر نائک حاکم تھا۔ مصطفے خان نے اوسے بھی عادل شاہ کی خدمت مین حاضر
کیا۔ اور علی عادل شاہ اوس کی اجازت سے کرور کے قلعہ دیکھنے کو چلا۔ مگر کثرت اشجار
وغیرہ سے بعض جگہہ ایسے تنگ راستے تھے کہ بجز ایک سوار کے دوسرے کا گذر نہ تھا۔ اس لیے

راستہ سے لوٹ پڑا۔ بعدازان مصطفےٰ خان کی تحریک سے نہ صرف شنکر نائک ہی نے باج وخراج دینے کا اقرار کیا۔ بلکہ شنکر نائک کی وجہ سے ارسب نائک حاکم جبرہ و بہرہ دیوی وجلوی دورانیان قلعہ جات ساحل سمندر کی اور راے بندر یا سلور و با کلور و باؤکلا سب مطیع ہوگئے اوران سب نے ساڑھے تین لاکھ ہون سالانہ دینے کا اقرار کیا۔ اور تاحیات علی عادل شاہ برابر خراج دیتے رہے سواے اس کے تیس ہزار ہون سالانہ مصطفےٰ خان کو بھی دیا کرتے تھے۔ بعدازان علی عادل شاہ نے منصب وکالت وامیر جملگی افضل خان شیرازی کو دیا۔ اور مصطفےٰ خان کو وہ علاقہ جاگیر مین دیکر اور بندری پنڈت کو جو بڑا معتبر شخص تھا وہان کا دیوان کرکے بیجاپور کو ۹۸۵ھ کے اخیر مین چلا آیا۔ کہتے ہین کہ جس وقت علی عادل شاہ کی زوانگی۔ کے وقت ان نو مطیع راجاؤن کو خلعت دئے گئے تو بہرہ دیوی وجلوی رانیون کے لیے زنانہ لباس پیش کئے گئے۔ مگر اونھون نے اس خلعت کے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ اگرچہ ہم عورتین ہین مگر ہم اس ملک پر جوان مردون کی طرح بزور شمشیر قابض ہین ہمین مردانہ لباس عنایت فرمایا جاے۔ اس پر بادشاہ نے اونھین مردانہ خلعت عنایت کیا۔ اس ملک مین مدتہاے درازسے یہی قاعدہ چلا آتا تھا کہ وہان عورتین فرمانروا ہوا کرتی تھین اور اون کے شوہر اُمرا اور خدام کی طرح درباری ملازم سمجھے جاتے تھے۔ اور امورات سلطنت مین اونھین کچھ اختیار مداخلت نہین ہوتا تھا اور اون کے شوہرون اور باقی ملازمون مین کوئی امتیاز نہین رہا کرتا تھا۔

۳۰۔ امراے برکی کا محاصرہ پینکنڈہ مین بغاوت کرنا اور اون کا قتل۔

مصطفےٰ خان کو تو ہمیشہ کشور کشائی کی ہی فکر لگی رہا کرتی تھی۔ اوس نے چند روز کے بعد ایک اپنے معتمد علی خان کو علی عادل شاہ کے پاس بھیجا۔ اور پنکنڈہ دارالملک کرناٹک کی تسخیر کی تحریص دلائی۔ علی عادل شاہ

کا تو یہ عین مدعا ہی تہا - وہ فوراً کرناٹک کو فوج لیکر چلدیا - اور جب ادہونی ہوکر پنکنڈہ کی طرف کو آگے بڑہا تو مصطفے خان بہی امرائے برکی اور لشکر کرناٹک کو لیکر حوالی بنگاپور مین اوس سے آملا - وینکٹادری نے دیکھا کہ علی عادل شاہ کا مقابلہ دشوار ہے اس لئے پنکنڈہ کو چہوڑ کر چندرگری کو چلا گیا - علی عادل شاہ نے پنکنڈہ کا جاکر محاصرہ کیا - تین مہینے کے محاصرہ کے بعد اہل قلعہ ایسے تنگ ہو گئے تہے کہ اب قلعہ دیا ہی چاہتے تہے کہ وینکٹادری نے اون مرہٹہ سردارون کو جو علی عادل شاہ کے ساتہہ تہے آٹھ لاکہہ ہون دیکر بہکا لیا - ہنڈیا ناٹک چار ہزار آدمیون سے علی عادل شاہ کے مورچون سے نکلکر لشکر کو لوٹتا ہوا باہر چلا گیا - دوسرے روز اور چار مرہٹہ سردار پانچ ہزار فوج سے دشمن سے جا ملے اور لشکر اسلام کا غلہ اور گہانس دانہ لوٹنے لگے - اِس وجہ سے مصطفیٰ خان مجبوراً محاصرہ اوٹہاکر ۹۸۶ھ کے آخر مین چلا آیا - اور علی عادل شاہ نے بیجاپور کو مراجعت کی اب یہ امرائے برکی لوٹے اور اپنی اپنی جاگیرون پر قابض ہو گئے - علی عادل شاہ کی ساری طاقت سردارون کے ہاتہہ مین تہی اوس مین خود اس قدر کہان سکت تہی جو ان باغیون کا بندوبست کرتا - اور خود فوج لیکر اونہین خاک مین ملا دیتا - مرتضیٰ خان انجو ایک نظام شاہی سردار علی عادل شاہ کے پاس مدت سے آگیا تہا - علی عادل شاہ نے اوسے اون جاگیرات مین سے ایک قطعہ جاگیر مین دیدیا جہان ان باغی امرائے برکی کی جاگیر تہی وہ تین ہزار سوار تیرانداز اور کچہہ دکہنی حبشی امیر لیکر چلا - اور ایک سال متواتر ان مرہٹہ سردارون سے لڑتا رہا - مگر ان کو مغلوب نہ کر سکا - اس لیے مصطفیٰ خان نے زبانی کہلا بہیجا کہ اس طرح مفت مین اچہی فوج قتل ہوئی چلی جاتی ہے اور کام نہین نکلتا - بہتر ہے کہ بطائف الحیل سے ان باغیون کو بیجاپور مین بلوا لیجئے اور پہر جو چاہے کیجئے - علی عادل شاہ نے اس رائے کو پسند کیا - اور ایک برہمن

راسو پنڈت کے ذریعہ سے تسلی دلاسا دیکر بیجاپور کو بلوایا - جب یہ لوگ جانے کو ہوئے تو ہندیا نائک نے ایک مجلس منعقد کی اور اون سے کہا کہ ہم نے علی عادل شاہ کے ساتھ بڑی بدسلوکی کی ہے جب کہ کرناٹک تمام اوس کا مطیع ہونے والا تھا اوس وقت ہم نے بغاوت کی اوس کے آدمیون کو مارا - اور اب اتنی مدت سے بغاوت کر رہے ہین - ظاہری چکنی چپڑی باتون پر بیجاپور چلا جانا خلاف عقل ہے - گو ہندیا نائک نے یہ بات نہایت عقلمندی کی اون کو بتائی - مگر جیسے انہون نے نالایقی سے حماقتاً اپنے ولی نعمت سے بغاوت کی تھی ویسی ہی یہ ظاہر افریب اون کی سمجھ مین نہ آیا اور اوس کی نیک نصیحت کو نہ مانا - اور بیجاپور چلنے کو تیار ہوئے جب ہنڈیا نے دیکھا کہ میری نصیحت کارگر نہین ہوتی تو اوس نے ان کی رفاقت ترک کی - اور نیکٹا دری کے پاس پنگندہ کو چلا گیا - جوت راے بیجاپور مین آیا - علی عادل شاہ نے اوسے خلعت اور امارت کا اعزاز عنایت کیا - بعد ازان بہوجمل نائک و دیونائک و تمنا نائک وغیرہ بھی چلے آئے - جب یہ سب بیجاپور مین پہونچ گئے اس سبب سے کہ ؎

سنگ در دست و مار بر سر سنگ		نے ز دانش بود سکون و درنگ	

اب اور توقف اون کے قتل مین حماقت سے خالی نہ تھا - جوت راے کو ایک رات کو پکڑ اوس کی آنکھین نکلوا ڈالین - اور باقیون کو بہت بری طرح سے قتل کرا دیا - گو علی عادل شاہ کی اس دغابازی کو انگریزی مورخون نے نفرت انگیز لکھا ہے مگر ذرا انصاف کیا جاے تو معلوم ہوگا کہ یہ اون دغابازون کے کردار کی سزا بہت سست تھی - اگر کسی یوروپین گورنمنٹ کے ساتھ کوئی ایسا کرے تو ہمین ہرگز یقین نہین - ہے کہ اوس کی سزا دینے کے لیے ایسی سپاہیانہ پنچ کو نفرت انگیز شمار کیا جاے -

۳۱ - مرتضیٰ نظام شاہ کا حملہ برار پر | اب مرتضیٰ نظام شاہ کی داستان سنئے - جب وہ علی عادل شاہ سے

معاہدہ کرکے لوٹا۔ تو اوس نے اول تو اوس نقمہان کی اصلاح کی جو اوسے ریکندہ مین ہوا تہا
بعدازان اوس نے قیام حجبت کے لیے ملا حیدر کاشی کو تفال خان کے پاس سفیر کرکے بہیجا
اور لکہا کہ دریا عماد الملک ہمارا برادر طریقت تہا جب وہ مرگیا تو اوس کا بڑا بیٹا برہان عماد الملک
مملکت کا وارث ہے۔ جب تک کہ برہان خرد سال اور ناقابل سلطنت تہا اوس وقت تک
تم امورات سلطنت کا انجام دیتے رہے۔ یہ تمہارا فرض منصبی تہا کچھ مضایقہ نہین۔ لیکن
اب جب کہ سن رشد کو پہونچکر حکمرانی کے قابل ہوگیا ہے۔ اوس کو گہر مین محبوس رکہنا اور خود
فرمان روائی کرنا کیا معنے۔ چاہیئے کہ برہان کو حکومت کا اختیار دیکر آپ فوراً الگ ہوجایئے
ورنہ جو نتیجہ ہوگا وہ آپ دیکہ لینگے۔ تفال خان اس سخت مضمون کو سنکر نہایت مضطر ہوا۔
اور اپنے بیٹے شمشیر الملک سے مشورہ کیا۔ اوس نے باپ سے کہا کہ ہم نظام شاہ سے
لشکر و خزانہ مین کچہہ کم نہین ہین۔ اگر اوس کا ارادہ ہمارے ملک پر حملہ کرنے کا ہے تو ہم
اوس کا تلوار سے جواب دینگے۔ اور اسی بنا پر ابراہیم قطب شاہ سے مدد طلب کی۔ چنانچہ
اوس نے تفال خان کی مدد کو فوج بہیجی۔ جب مرتضیٰ کا ایلچی پاتری کے اطراف مین اوس سے
لوٹکر ملا۔ اور یہ حال سنایا تو مرتضیٰ شاہ ایلچپور کو چلا۔ ادہر سے شمشیر الملک مقدمۃ الجیش
کی طرح آگے آیا۔ اور نظام شاہ کے طلیعہ کو شکست دیکر بہگا دیا۔ اب چنگیز خان نے اور
سردار فوج دیکر آگے بہیجے۔ شمشیر الملک نے باپ سے مدد طلب کی تفال خان بھی
بیٹے سے آکر مل گیا۔ چنگیز خان کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اوس نے خداوند خان و جمشید خان
و بحری خان و رستم خان و چند با خان امرائے حبش کو اوس کے مقابلہ کے لئے بہیجا۔ اور
بادشاہ سے اجازت لیکر خود اپنے خاصہ خیل اور تین ہزار غریب ترکش بند لیکر فوراً معرکہ مین پہونچا
نہایت سخت لڑائی ہوئی۔ چنگیز خان عین گرمی جنگ کے وقت اپنے پانچ سو سپاہیون سے

جنہین اوس نے مدتون سے اپنا مصاحب اور دوست بنا رکھا تھا اور جو اس سے یکدل ہو رہے تھے تفال خان کے قلب لشکر پر جا پڑا۔ اور ایسا جی توڑ کر لڑا کہ تفال خان اور شمشیر الملک کو مجبوراً بھاگنا پڑا اور وہ ایلچپور سے ادھر کہین قیام نہ کر سکے۔ دشمن کا تمام اثاثہ جنگ اور دو سو شتر جنگی ہاتی چنگیز خان کے ہاتھ لگے۔ اب مرتضی شاہ نے تمام رعایا اور زمینداران برار کے نام فرمان جاری کیے۔ اور اوس مین اونہین بہت تسلی و دلاسا دیا۔ چنانچہ اس فتح کے سبب سے زمیندار اور مقدم اور قانون گو اوس کے پاس آئے اور خلعت لیکر رخصت ہوئے

۹۸۱ھ ۳۲۔ مرتضی شاہ کے تعاقب سے تفال خان کا برہانپور کو بھاگ جانا۔

معلوم ہوتا ہے کہ برار کی رعایا اور فوج تفال خان کو غاصب سمجھکر اوس سے خوش نہ تھی اس لیے ایلچپور مین بھی اوس کے پیر نہ جمے اور اوس نے وہان متحصن ہونے سے یہہ ہی بہتر سمجھا کہ گونڈوانہ کے جنگلون مین پناہ لیجاے۔ اگر اس مین مرتضی شاہ پیچھا چھوڑ دے تو پھر اپنے ملک پر آکر قبضہ کر لیا جاے ورنہ کوئی اور صورت نکالیجاے مگر چنگیز خان کب پیچھا چھوڑتا تھا مرتضی کو لیکر تفال خان کے تعاقب مین گیا۔ اب آگے آگے تفال خان اور شمشیر الملک اور پیچھے پیچھے مرتضی شاہ اور چنگیز خان فوج لیے ہوئے تھے اس طرح چھہ مہینے گذر گئے۔ ایک روز تفال خان اور شمشیر الملک ایک ایسے جنگل مین آپھنسے کہ بجز گرفتار ہو جانے کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ اتفاقاً یہان مرتضی نظام شاہ کے آگے ایک سید مجذوب میر موسی مازندرانی آگیا۔ اور دوازدہ امام کی قسم دیکر اوس سے کہا کہ جب تک بارہ ہزار ہون دوازدہ امام کے نام پر مجھے یہان ندیدے تب تک آگے نہ جا۔ دوازدہ امام کا نام سنکر مرتضی شاہ نے اوس فقیر سے اوس کا حسب و نسب پوچھا۔ اور جب معلوم ہوا کہ وہ محبان اہل بیت سے یعنے شیعہ ہے تو چنگیز خان اور امین الملک نیشاپوری کو جو اوس کی فوج کے مقدمۃ الجیش تھے

بولاکر حکم دیا کہ اوسے بارہ ہزار ہون دیدین - چنگیز خان نے عرض کیا کہ خزانہ پیچھے آتا ہے خزانہ آتے ہی روپیہ درویش کو دیدیا جائیگا - تقال خان اور شمشیر الملک ایسے موقع پر آپہنچے ہین اس وقت آپ آگے بڑہیے ورنہ وہ نکلجائینگے مرتضی شاہ نے کہا کہ اس سید نے مجھے دوازدہ امام کی قسم دی ہے تقال خان ایک نہین اگر بارہ ہزار برار بہی مجھے دے تو مین اوس کی کچھہ پروا نہین کرتا - یہ بارہ ہزار ہون بغیر دئے مین آگے ہرگز نہ جاؤنگا - گویہ مرتضی شاہ کے دیوانہ پن کی بات تہی - اگر تقال خان کسی سید کو بہیجکر مرتضی شاہ کو دوازدہ امام کی قسم برار سے لوٹ جانیکی دلا دیتا تو ہمین یقین نہین کہ مرتضی شاہ اوس قسم کو مان لیتا - اب چنگیز خان نے سید سے کہا کہ تقال خان اس وقت گرفتار ہوا چاہتا ہے اگر تو بادشاہ سے یہ کہدے کہ روپیہ مجکو ملگیا تو مین جس وقت آگے گا اوسیوقت تجھے دیدونگا - سید نے کہا کہ اگرچہ مین دیوانہ ہون مگر اتنا بخوبی جانتا ہون کہ نقد را بہ نسیہ نبا ید فروخت مدتون مین تو آج مجھے موقع ملا ہے روپیہ دیدیجئے اور چلے جائیے - مجبوراً چنگیز خان نے کچھہ شاہی اور کچھہ ارکان دولت کے ہاتی جو اوس وقت وہان موجود تہے سید کے سامنے لاکر کہا کہ ان کو بطور رہن کے آپ اپنے پاس رہنے دیجئے جب مین روپیہ دیدونگا اوسوقت لے لونگا اب جانے کی اجازت دیدیجئے - اوس نے کہا کہ یہ جھگڑے تو مین جانتا نہین روپیہ نقد دیدو اور چلے جاو - آخر لاچار چنگیز خان نے ایسے آدمیون کو تلاش کیا کہ جن سے روپیہ ملسکے اور ہاتی اون کے ہاتھ فروخت کرکے سید کو روپیہ دیا - اور پہر آگے بڑہا - مگر اس عرصہ مین تقال خان اور شمشیر الملک نکل گئے - اور چونکہ برار مین امن کی کوئی صورت نظر نہ آئی اس لیے برہانپور کی طرف بہاگ گئے -

۳۳ - گجرات کے جھگڑے

سنہ ۹۶۱ مین سلطان محمود شاہ والی گجرات کا اوس کے ایک خادم

اورچنگیز خان گجراتی کا حملہ خاندیس پر۔

برہان نام نے جب وہ سو رہا تھا تو اوس کے لنبے لنبے سر کے بال پلنگ سے باندہ دئے اور اوسی کی تلوار سے اوس کا گلا کاٹنے لگا۔ جب وہ خواب سے چونکا تو اوس کے سر کے بال اوس کی جان کا وبال ہوئے اور پلنگ سے نہ اوٹھ سکا اور مارا گیا۔ سورت مین اسی بادشاہ نے غضنفر آقا ترک غلام المخاطب بہ خداوندخان کی معرفت پرتگالیون کی روک کے واسطے ایک نہایت مضبوط قلعہ ۹۴۹ھ مین بنایا تھا۔ اور اوس کا طرز عمارت پرتگالیون کی طرح کا تھا۔ پھر عماد الملک نے برہان کو مار ڈالا بعد ازان اعتماد خان ایک نوسلم نے ایک خرد سال بچے کو سلطان احمد شاہ کے لقب سے تخت پر بٹھایا۔ جب یہ بھی آٹھ سال کے فرضی حکمرانی کے بعد اسی اعتماد خان کے ہاتھ سے مارا گیا تو پھر اعتماد خان نے ایک مجہول النسب لڑکے کو سلطان محمود شاہ کا بیٹا بنا کر سلطان مظفر کے نام سے تخت پر بٹھایا۔ جس کا کسی کو اعتبار نہ آیا۔ امرا جابجا خود مختار ہو گیے۔ اور آپس مین لڑنے جھگڑنے لگے۔ اعتماد خان سلطان مظفر پر قابض تھا چنگیز خان نے اوسے کئی شکستین دین اور جاگیر مین اضافہ چاہا اعتماد خان نے کہا کہ نذیا سلطان محمود شاہ نے میران مبارک شاہ والی خاندیس کو دیا تھا۔ اب نہ محمود شاہ ہے اور نہ مبارک شاہ دو ٹوم نگے چاہئے کہ خاندیس کے قبضہ سے نکالکر تو لے لے۔ اسپر چنگیز خان گجراتی ۹۷۴ھ مین علاقہ نندربار کی تسخیر کو چلا۔ میران مبارک شاہ والی خاندیس، جس نے اپنی بیٹی ۹۷۱ھ مین اکبر بادشاہ کو دیکر اوس سے رشتہ پیدا کر لیا تھا اسی سال بروز چہارشنبہ ۶۔ جمادی الآخر کو مر چکا تھا۔ اور اوس کا بیٹا محمد شاہ تخت نشین ہوا تھا۔ یہ بھی اچھا عاقل بادشاہ تھا۔ اوس نے تفال خان سے مدد طلب کی۔ تفال خان نے ہمسایگی کے لحاظ سے اوس کا ساتھ دیا۔ چنگیز خان اس وقت نندربار پر قابض ہو گیا تھا اور آگے تھالیر تک بڑھ آیا تھا

۹۷۴ھ

اور ایک پہاڑ کی نوک پر جو بڑی ناہموار تھی قیام کیا اور ہموار جانب پر توپون کا زنجیرہ نکالکر دشمن کے خوف سے قیام کیا۔ جب اوس نے اس براری اور خاندیسی فوج کا ہجوم دیکھا تو اوس پر کچھ ایسا رعب چھایا۔ کہ دن بھر توپین آگے لگاے پڑا رہا۔ اور رات کو تمام احمال واثقال چھوڑ بھروج کو بھاگ گیا۔ اور خاندیسیون نے تعاقب کرکے اوسے خوب لوٹا کھسوٹا توپین اور ہاتی چھین لیے۔

۳۴۔ مالوہ اور گجرات پر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہندوستان کا قبضہ

بازبہادر کو ایک سال بھی تخت مالوہ پر آرام کرنا نصیب نہ ہوا تھا کہ اکبر بادشاہ ہندوستان نے عبداللہ خان اوزبک اپنے ایک سردار کو اوس کے استیصال کیواسطے ۹۷۰ھ مین بھیجا۔ بازبہادر تو عیش کا بندہ تھا لڑائی کے صدمات اوس سے کب جھیلے جاتے۔ فوج مخالف کی آمد سنتے ہی بے تحریک سیف وسنان ملک سے نکل بھاگا اور مالوہ خاندیس اور دکن کی سرحدی کوہستانون مین دن کاٹنے پھرا۔ جب کوئی تدبیر راست نہ آئی تو ۹۷۷ھ مین اکبر کی خدمت مین حاضر ہوکر اوس کے امراہین داخل ہوگیا۔ دوہزاری کا مرتبہ ملا۔ اور اوس نے وہین اپنی عمر ختم کی۔ اور مالوہ کی حکومت ہمیشہ کے لیے اس خاندان سے جاتی رہی۔ اسی زمانہ مین اکبر کے خاندان کے کئی آدمی سنبل مین جاگیردار تھے اونہون نے بغاوت کی۔ اور بھاگ کر گجرات مین آے چنگیز خان نے اونہین اپنے پاس بہادر سمجھکر رکھ لیا اور جاگیرین دیدین۔ عبداللہ خان اوزبک نے بھی اکبر سے مالوہ مین بغاوت کی اور وہ بھی چنگیز خان کے پاس آگیا۔ اب چنگیز خان نے اعتماد خان سے کہا کہ تیرے مدد نہ کرنے کے باعث مجھے خاندیس مین شکست ہوئی ہے اور اعتماد خان سے لڑنے کو چلا۔ یہ سب مرزا بھی اوس کے ساتھ تھے۔ اعتماد خان بغیر لڑے بھاگ نکلا۔ اور احمد آباد پر چنگیز خان کا قبضہ ہوگیا۔ چنگیز خان پر ایک شخص شیر خان پٹھان دوڑا

۹۷۰ھ

۹۷۷

جس سے چنگیز خان نے کچھ ملک دیکر صلح کرلی۔ میران محمد شاہ والی خاندیس نے جب گجرات کے یہ جھگڑے دیکھے اور ملک بے بادشاہ پایا تو اوس نے اپنے آپ کو گجرات کا وارث بنایا۔ اور پہلی فتح کے زور مین گجرات کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ اور تیس ہزار فوج سے احمد آباد تک چلا گیا اور کچھ گجراتی سردار بھی اوس سے مل گیے۔ چنگیز خان بھی احمد اباد سے مرزاؤن کو ساتھ لیکر آٹھ سات ہزار آدمی سے نکلا۔ میران محمد شاہ کو شکست ہوئی۔ اور بھاگ کر اپنے ملک کو چلا آیا۔ چونکہ یہ فتح مرزاؤن کی دلاوری سے چنگیز خان کو ہوئی تھی اوس نے ان کی خاطر و عزت بڑہادی۔ مگر جو جاگیرین اون کو دین وہ اِن کے شاہ خرچی کو کافی نہ ہوئین اس لیے مرزاؤن نے اورون کی جاگیرات پر دست درازیان کین۔ چنگیز خان نے تین چار ہزار آدمی مرزاؤن کی تنبیہ کے لیے مقرر کیے اونہین شکست ہوئی۔ پھر مرزا چنگیز خان کے خوف سے برہانپور کو بھاگے اور جبتک میران محمد شاہ فوج کو فراہم کرکے مقابل ہو ملک کو لوٹ لاٹ کر مالوہ کو چلتے ہوئے اکبر نے ان کے دفعیہ کو فوج مالوہ مین بھیجی تھی کہ جہجار خان حبشی نے چنگیز خان کو مار ڈالا شیر خان فولادی نے احمد آباد کا محاصرہ کیا۔ اور اعتماد خان کو اوسمین ان مرزاؤن کو بھی اپنے پاس بولا لیا۔ یہان سے میان تنو سلطان مظفر بادشاہ گجرات بھی اوس کے بہکانے سے احمد آباد سے پٹن کو چلا گیا۔ اب اعتماد خان ایسا تنگ ہوا کہ اوس نے اکبر بادشاہ کو گجرات کی تسخیر کے لیے بولایا۔ اتفاقاً اکبر اسوقت مالوہ مین آیا ہوا تھا۔ وہ فوج لیکر خود پٹن گجرات مین آیا۔ شیر خان احمد آباد کا محاصرہ چھوڑ فوراً کسی طرف کو رفو چکر ہوا۔ مرزا بہروچ کی طرف کو بھاگ گئے۔ اعتماد خان اور شاہ مظفر اکبر کی خدمت مین حاضر ہو گئے۔ اور ۴۔ رجب ۹۸۰ھ کو گجرات کی حکومت خاندان مغلیہ مین منتقل ہوگئی۔ اور اسی کے بعد قلعہ سورت پر بھی اکبر کا قبضہ ہوگیا۔ ۹۸۰ھ

۳۵- مرتضی شاہ کا تفال خان کو قلعہ برنالہ مین گھیرنا-

جب تفال خان اور شمشیر الملک برہانپور کی طرف چلے گئے تو مرتضی نظام شاہ خاندیس کی سرحد پر پہونچا- اور وہان قیام کرکے میران محمد شاہ کو لکھا کہ تفال خان ہم سے بھاگ کر وہان آیا ہے- آپ اوس کو پناہ نہ دیجئے ورنہ ہماری آپ کی بگڑ جائیگی- ایسے وقت مین جب کہ اکبر مالوہ اور گجرات کو فتح کرچکا تھا اور ابھی اوس کا لشکر گجرات سے ہٹا بھی نہ تھا بہلا محمد شاہ کب ایسا نادان تھا کہ اپنے ملک مین فساد کھڑے کرتا اور اکبر کو رفع فساد کے بہانہ سے خاندیس بہی حوالہ کردیتا- اوس نے مرتضی شاہ کی تحریر بجنسہ تفال خان کے پاس بہیجدی- وہ مضمون سمجھکر پھر برار کو لوٹ آیا- اور یہان آکر اکبر کو ایک عرضی لکھی کہ حکام دکن سب شیعہ مذہب ہین اور اونہون نے اتفاق کرلیا ہے چاہتے ہین کہ اہل سنت وجماعت کو دکن سے خارج کردین- مین آپ کا تابع ہون اور برار آپ کا ملک ہے یہان تشریف لاکر اس پر قبضہ کرلیجے اور مجھے ان دشمنون سے نجات دلادیجئے- بعد اس کے تفال خان خود تو قلعہ برنالہ مین اور شمشیر الملک کاویل مین متحصن ہوگئے مرتضی نظام شاہ نے برنالہ کا محاصرہ کیا- تفال خان کی عرضی اکبر کے پاس گجرات مین پہونچی اوس نے ایک آدمی کو مرتضی شاہ کے پاس بہیجکر کہلا بہیجا کہ تفال خان ہمارا مطیع ہے اور برار اوس نے ہمین دیدیا ہے چاہیئے کہ برنالہ کا محاصرہ آپ اوٹھا لیجئے- اور تفال خان سے کچھ تعرض نہ کیجئے- مگر مرتضی شاہ نے چنگیز خان کے کہنے سے ایلچی کی طرف کچھ توجہ بہی نہ کی- جب ایلچی نے جاکر آگرہ مین اکبر سے اظہار شاہ کی کیفیت بیان کی تو اوسوقت بنگالہ مین فساد ہورہا تھا اکبر تفال خان کی مدد اور مرتضی شاہ کی تنبیہ کے لیے کچھ بندوبست نہ کرسکا- مگر تفال خان نے کوئی کسر باقی نہ رکہی- اپنا بچاؤ اچھی طرح کرگیا- جب مرتضی شاہ نے دیکھا- کہ اکبر کی طرف سے دشمن کو مدد کی کوئی امید نہین معلوم ہوتی تو چنگیز خان نے محاصرہ کو خوب سخت کیا- برنالہ کا قلعہ

ایک پہاڑ پر تہا توپ منجنیق اور خاکریز سے اوس کا توڑنا آسان نہ تہا - اسد خان بادشاہ گجرات کا چرکسی غلام اور سکندر رومی خان ابن حبشی رومی خان نظام شاہ کی نہایت عمدہ گلنداز تہے - مگر قلعہ کی دیوار نہ توڑ سکے - اور محاصرہ کو بڑا طول ہوگیا - شعر

صحبت صالح ترا صالح کند		صحبت طالح ترا طالح کند	

۳۶ - مرتضی شاہ کا برار پر قبضہ و خاندان عماد شاہیہ اور تفال خانیہ کا نیست و نابود ہونا -

مرتضی نظام شاہ اس زمانہ مین ایک لونڈے صاحب خان نام پر عاشق ہوگیا تہا - اور صاحب خان چاہتا تہا کہ احمد نگر کو بائے اور چند روز سے بڑی ضد کر رہا تہا مرتضی شاہ کو اوس کی کمال درجہ خاطر منظور تہی اس لیے اوس نے چاہا کہ محاصرہ اوٹہا کر احمد نگر کو چلا جاے اسی مین شاہزادہ حسین کے تولد کی خبر احمد نگر سے آئی اب تو مرتضی شاہ کو اور بہی بہانہ مل گیا - بیٹے کے دیکھنے کے ارادہ سے احمد نگر کو جانا چاہا - اور قریب تہا کہ دو تین برس کی محنت برباد جاے کہ اسی مین ایک تاجر ہندوستان سے آیا اور چنگیز خان سے کہنے لگا کہ مین یہہ گہوڑے تفال خان کے لئے لاہور سے لایا ہون اگر آپ قلعہ مین لیجا کر مجہے بیچ لینے دین تو بڑی مہربانی ہوگی - چنگیز خان نے کہا کہ آپ کے چہرہ سے دانائی کے آثار معلوم ہوتے ہین ایسا آدمی ہم کو چاہیے ہے اگر آپ اقرار کرین کہ وہان سے لوٹ کر مرتضی شاہ کی نوکری کرلین تو بیشک مین آپ کو اندر جانے دیتا ہون وہ بیچارہ سیدہا سادہ پٹہان ان فریبون کو کیا سمجہتا تہا لالچ مین آکر نہایت خوش ہوا - اور فوراً اس کا اقرار کرلیا اور مرتضی شاہ کے واسطے ہر ایک کام کے لئے موجود ہوگیا - چنگیز خان نے اب ایک اپنا معتبر آدمی تاجرون کے بیس مین اوس کے ساتھ کیا - اور اوسے اہل قلعہ کے لیے رشوتین دینے کو بہت روپیہ دیا - اور سوداگر کے مال و اسباب مین چہپا دیا - غرض یہ دونو اندر گئے - اور اس بناوٹی تاجر نے اہل قلعہ کے معززین کو خوب روپیہ بانٹا اور مرتضی شاہ کی طرف سے بڑے

پہنچے وعدہ کئے اور بہتون کو تفال خان سے توڑ کر رات کو قلعہ سے باہر نکل آیا۔ جب چنگیز خان کی یہ تدبیر ٹھیک عمل مین آگئی اور قلعہ والے اوس سے مل گئے۔ اور چونکہ اکثر امرا اور فوج مدت کے محاصرہ اور روز کی بھاگا بھاگ سے تنگ ہو گئے تھے بعض لوگ کود کود کر قلعہ سے نکلے اور برجون سے کمندین ڈال ڈال کر قلعہ کے نیچے اوتر آئے۔ جب انہین انعام اور جاگیرین چنگیز خان نے دین تو اور رہے سہے بھی چنگیز خان کے پاس آ گیے اور اب کل بارہ گلندا اندر رہ گیے تو چنگیز خان نے اسد خان اور سکندر رومی خان کو بھیجکر قلعہ کے ایک برج کو توڑوا دیا۔ اور چونکہ وہان کوئی قلعہ کا محافظ تو تھا ہی نہین اس لیے چنگیز خان کے اٹھائیس آدمی اور ایک نفیر چی قلعہ کے نیچے گئے اور زینہ لگا کر اوپر چڑھے۔ اور چنگیز خان کے ایک خاص قسم کے بگل نفیری بجائی تفال خان سمجھا کہ چنگیز خان خود قلعہ مین آگیا۔ اس لیے چند مخصوصون کے ساتھ پہلے دروازہ سے بھاگا۔ اور قلعہ پر چنگیز خان کا قبضہ ہو گیا۔ اور تفال خان کے تعاقب مین سیجن استرابادی روانہ ہوا اور تیسرے روز فتحپور کے مقام سے اوسے گرفتار کر کے لے آیا۔ اور چند روز کے بعد قلعہ کا دیل بھی بو عدہ امن ہاتھ آگیا۔ خسرو شیر الملک گرفتار ہوا اور برنالہ سے برہان الملک بھی اپنے خاندان سمیت قید ہو گیا۔ مرتضی نظام شاہ نے ان سب قیدیون کو اپنی حکومت کے کسی قلعہ مین مقید رہنے کے لئے بھیجدیا۔ اور یہ ایک ہی رات مین سب کے سب مر گیے۔ بعضے کہتے ہین کہ مرتضی کے نوکرون نے انہین دفعتہً واحدۃً مرتضی کے حکم سے مار ڈالا بعض کا قول ہے کہ پاسبان انہین رات کو اس لیے بڑے تنگ مکان مین بند کرتے تھے کہ وہ اون کو کچھ روپیہ دین۔ مگر چونکہ وہ خود مفلس و محتاج ہو رہے تھے وہ کچھ دے نہ سکتے تھے اس سبب سے محافظین اونہین اور بھی زیادہ تنگ کرتے تھے۔ جس سے ایک رات کو یہ سب آدمی جن کی تعداد چالیس تھی ایک تنگ مکان مین رہنے سے گھونٹ کر مر گئے۔ جب صبح کو دروازہ کھول کر دیکھا تو سب مرے

پائے مگر قول اول قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔ بعد اس کے عماد شاہیہ اور تفال خانیہ خاندان کا کوئی شخص باقی نہ رہا۔ اور وہ سلطنت کہ جسے فتح اللہ عماد الملک نے ۸۷۶ھ سے قایم کیا تھا ۹۸۳ھ مین ۱۰۶ برس کے بعد سلطنت احمد نگر مین شامل ہوگئی۔

۳۷۔ سلطنت برار کے خاندان عماد شاہیہ کا خاتمہ

سلطنت عماد شاہیہ کا سب سے پہلا شخص فتح اللہ عماد الملک تھا اور وہ ۸۷۶ھ مین محمد شاہ کے عہد مین یہان کا حاکم ہوا تھا۔ اور اوس نے ۸۹۵ھ مین خود مختار ہوکر اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا تھا۔ ابتدا مین تو نصف برار اس خاندان کے قبضہ مین تھا۔ مگر پھر نصف ماہور کا حصہ بھی اسی مین شامل ہوگیا تھا۔ اس ملک کی اصلی حدین تو بتانا بہت مشکل ہے۔ وہ شمال مغرب مین انجادری پہاڑون سے جنوب مین گوداوری تک پھیلے ہوئے تھے اور مغرب مین پاتری کا علاقہ اسی مین داخل تھا۔ اور جالنہ کے قریب زمین کے چہتر دین درجہ سے جنوبی حد شروع ہوتی تھی)۔ مگر جالنہ نظام شاہی سلطنت مین شامل تھا مشرقی حد اوس کی تھی ہی نہین۔ یہان ایسا گھنا جنگل تھا کہ جہانتک وہ چاہتے اوس کو اپنا سمجھ سکتے تھے۔ ناگپور جہان بستا ہے وہ مقام اسی ملک کا علاقہ تھا۔ مگر ممکن ہے کہ ہم وائن گنگا کو اس کی مشرقی حد مان لین جس وقت مہابھارت کی لڑائی ہوئی ہے اوس وقت اس ملک کا نام بدبھ[۵۱] تھا جو بگڑ بگڑا کر برار ہوگیا ہے۔ اس سلطنت کا کل رقبہ تقریباً ایک لاکھ میل مربع ہوگا باہر کے آدمی اس ملک مین بہت کم آتے تھے اور تجارت بھی یہان اوس زمانہ مین بجز خام پیداوار

۵۱ دوب سنسکرت مین اوس گھاس کو کہتے ہین جو ہندی مین دوب کہلاتی ہے اور بدبھ کے معنے بے گھاس کی زمین کے ہین اس لیے اس کی وجہ تسمیہ یہ لکھی ہے کہ قدیم زمانہ مین ایک رشی کے لڑکے کی آنکھ دوب گھاس کے لگ جانے سے جاتی رہی تھی اوس نے بددعا کی کہ کبھی بھی اس ملک مین یہ گھاس نہ اوگے اور ایسا ہی ہوا اس وجہ سے اس ملک کا دوربا نام ہوگیا۔ از فیوضات عالی جناب شمس العلما مولوی سید علی صاحب بلگرامی بی اے ایڈیٹر اتالیق

کے اور چیزون کی بہت ہی کم ہوتی تھی یہ لوگ ابتدا سے آخر تک سنت جماعت ہی رہے اس لیے ایرانی باشندے یہان نہین آیا کرتے تھے - علم کا چرچا اس سلطنت مین بالکل نہ تھا - اور یہی بڑی وجہ ہے کہ کسی نے اس خاندان کی تاریخ تک بھی نہ لکھی - اور نہ کسی نے ایسے مظلوم بے کسون کے یک قلم نیست و نابود ہونیکا مرثیہ بنایا - ان کے حالات ایسے مفقود ہین کہ اگر پاس پڑوس کی سلطنتون کی تاریخون مین ان کا ذکر نہوتا تو دنیا مین کوئی اون کا نام بھی نہ جانتا - ان کے زمانہ کی نہ تو کوئی عمارت باقی ہے اور نہ کوئی رفاہ عام کے کام اونہون نے ایسے کیے ہین کہ جن سے اون کی یادگار دنیا مین باقی ہو - مگر اتنا ہم ضرور کہہ سکتے ہین کہ ان کی رعایا اوس زمانہ کے لحاظ سے خوش حال اور ان کی حکومت سے راضی تھی - مگر تفال خان کی حکومت سے امرا ناراض ہو گیے تھے - اور اسی نفاق کے باعث مرتضیٰ شاہ اوسپر غالب آگیا - میران محمد شاہ اوس کا دوست تھا مگر اکبر کی قوت کو دیکھکر وہ اپنا ملک اس وقت نہ چھوڑ سکا ورنہ مرتضیٰ شاہ کو بڑی دقت پڑتی - فہرست سلاطین عمادشاہیہ اس طرح ہے -

	نام	جلوس	وفات
۱	فتح اللہ عماد الملک - - - -	۸۷۶ھ	۹۱۶ھ
۲	علاء الدین عماد شاہ ابن فتح اللہ	۹۱۶ھ	۹۳۷ھ
۳	دریا عماد شاہ ابن علاء الدین - -	۹۳۷ھ	۹۶۹ھ
۴	برہان عماد شاہ - - - - -	۹۶۹ھ	۹۸۲ھ
۵	تفال خان - - - - -	〃	

۳۸ - برہان عماد الملک جعلی کا بلوہ برار مین اور مرتضیٰ شاہ کا برار اور خاندیس کو جانا

اب مرتضیٰ نظام شاہ نے برار کا خرچ بندوبست کیا اور اپنے امرا مین اوسے تقسیم کرکے چاہا کہ احمد نگر کو لوٹ جاے - مگر

چنگیز خان اوس کے وزیر نے کہا کہ عادل شاہ سے اور ہم سے یہ قرار پایا ہے کہ برار اور بیدر ہم لے لین اور کرناٹک دہ لے لے چونکہ وہ کرناٹک مین بنگاپور کا محاصرہ اسوقت کیے ہوئے ہے ہم کو چاہیے کہ اس فرصت کو جانے نہ دین بلکہ بیدر پر بھی قبضہ کرلین۔ مرتضی شاہ بھی راضی ہوگیا۔ اور بیدر کو روانہ ہوا۔ ایک شخص برہان عماد شاہ کا دایہ زادہ تھا وہ کہین بھاگ کر بچ رہا تھا۔ اس وقت وہ خاندیس مین تھا۔ میران محمد شاہ کے پاس اوس نے جاکر کہا کہ مین برہان عماد شاہ ہون مجھے مدد دیکر برار کا ملک دلادیجئے تفال خان گجراتیون کے مقابلہ مین محمد شاہ کو مدد دے چکا تھا اوسے وہ احسان یاد تھا۔ اور اب اکبر بھی بنگالہ کے جھگڑے مین تھا۔ محمد شاہ کو فرصت ملی۔ اوس نے پانچ چھ ہزار آدمی اوس کے ساتھ کئے کہ اوسے جاکر برار کا مالک کرادین۔ جب یہ لوگ برار کی سرحد پر آئے تو اس خاندان کے قدیمی نوکر جو ادھر اودھر گوشہ کنارہ مین چھپے چھپائے تھے نکل کھڑے ہوئے اور سات آٹھ ہزار آدمی اور اون مین مل گیے۔ پھر اس جمعیت عظیم نے مرتضی شاہ کے تھانون کو اکثر جگہ سے اوٹھا دیا اور ملک مین بڑا خلل پڑگیا اور خداوندخان وخورشید خان نظام شاہی محافظ بڑے گھبرائے اور مرتضی شاہ کو لکھا کہ یہان ایسا بلوہ عظیم ہے کہ بجز آپ کے آئے فرو نہین ہوسکتا ؎

بجز سر صرصر باد بایان شاہ	کس این گرد را بر نگرداند از راہ

مرتضی شاہ نے اس وقت ایسی فرتی کی کہ فوراً سید مرتضی سبزواری کو جسے اوسی زمانہ مین مرتضی شاہ نے فرمان بھیجکر بیجاپور سے طلب کرلیا تھا سر لشکر کیا اور آٹھ ہزار سوار دیکر برار پر آگے بھیجا۔ اور خود بھی اپنے مخصوصون کے ساتھ روانہ ہوکر چنگیز خان کو حکم دیا کہ جلد آوے جس وقت یہہ سب فوج مرتضی شاہ سے ملی ہے تو دشمن دس کوس پر تھے بادشاہ نے فوج کے آتے ہی اوسیوقت کوچ کا حکم دیا۔ ہرچند سردارون نے کہا کہ فوج دس کوس چلکر آرہی ہے۔ اور آدمی گھوڑے تھکے

ہوگئے ہین مگر مرتضی شاہ نے کچھہ عذر نہ مانا اور اوسی روز دس کوس اور آگے جاکر دشمن کے قیام گاہ پر پہونچ گیا۔ مگر سید مرتضی برہان عماد الملک جعلی کی فوج کو پہلے ہی منتشر کرچکا تہا۔ اب مرتضی شاہ محمد شاہ کی تنبیہہ کو چلا جب روہتگر کے گہاٹ پر پہونچا تو محمد شاہ جو اسوقت اپنی سرحد پر پڑا ہوا تہا اسیر کے قلعہ مین بہاگ گیا۔ اور مرتضی شاہ برابر برہانپور تک چلا گیا۔ اور ملک کو خوب خراب کیا۔ پہر بارہ ہزار سوار سے چنگیز خان اسیر پر گیا۔ محمد شاہ نے بھی آٹھہ ہزار آدمی اوس کے دفعیہ کو بہیجے مگر اونہین شکست ہوئی اور بہت آدمی گرفتار ہوگیے۔ پہر مرتضی شاہ بہی اسیر کو آگیا اور اوس کا محاصرہ کیا۔ اور تمام ملک خاندیس مین فوج بہیجکر کوئی معمورہ باقی نہ چہوڑا کہ جسے غارت نکیا ہو۔ آخر مجبوراً محمد شاہ نے بہت سے ردوبدل کے بعد چہہ لاکھہ مظفری مرتضی شاہ کو اور چار لاکھہ چنگیز خان کو برسم نعل بہا دیکر اپنا پیچہا چہوڑایا۔ یہ مظفری گجراتی سکہ تہا اور دو مظفری ایک نقرۂ تنکہ یا روپیہ کے برابر ہوتی تہین یہ واقعہ آخر سنہ ۹۸۲ھ کا ہے۔

۳۹۔ شاہ مرزا اصفہانی کا صفات خان کی وساطت سے مرتضی شاہ کو بہکا کر چنگیز خان کو قتل کرادینا۔

جس وقت مرتضی شاہ نے برار فتح کرکے بیدر کا رخ کیا تہا۔ تو اوس وقت ابراہیم قطب شاہ کو بڑا کہٹکا ہوا تہا۔ کہ اگر مرتضی نے بیدر کو فتح کرلیا تو تلنگانہ کا اوس سے بچانا دشوار ہوجائیگا۔ اس لیے شاہ مرزا اصفہانی کو اپنا حاجب کرکے اب مرتضی شاہ کی خدمت مین بغرض ہر فتح کی مبارکباد کے لیے برار کو بہیجا۔ اور در پردہ اوس سے کہدیا کہ جس طرح ہوسکے اوسے بیدر کی تسخیر سے روکے چنگیز خان اسوقت مرتضی شاہ کے فتوحات کا اصلی باعث تہا۔ شاہ مرزا نے اوس سے کہدیا کہ دو لاکھہ روپیہ آپ کے نذر ہین۔ آپ براہ مہربانی بیدر کی تسخیر سے باز آئے اور مرتضی شاہ کو اوس کی ترغیب نہ دلائے۔ مگر چنگیز خان نے کہا۔ کہ یہہ ایک ہی سنی اس ملک مین باقی رہگیا ہے۔ اگر یہ نکل گیا تو محبان اہل بیت کے حدود باہم ملجائینگے۔ اور جو غیر مذہب کے باعث

سے بادشاہ دہلی کا دغدغہ رہا کرتا ہے وہ بالکل مٹ جائیگا - اسے دور ہی کرنا چاہیئے جب
شاہ مرزا اصفہانی چنگیز خان سے مایوس ہوا تو اوس نے مرتضی شاہ کے لونڈے صاحب خان
کو گانٹھا اور اوسے بہت سے تحفے تحایف دے دلاکر اپنا دوست بنایا - اور اوس سے کہا کہ
چنگیز خان کا ارادہ ہے کہ برار کا خود مالک بن بیٹھے اور اسی واسطے وہ جنگل جنگل مرتضی شاہ
کو لیے پھرتا ہے کہ موقع پاکر اوسے مار ڈالے - چونکہ آدھی فوج سے زیادہ اوسی کی بنائی
ہوی امرا کے تحت مین ہے اوسے یہ کام کرنا بڑا آسان ہے مگر مرتضی شاہ اس سے بالکل
غافل ہے - صاحب خان کے دل مین اسبات کا اثر ہوگیا - اتفاقاً اسی زمانہ مین مرتضی شاہ نے
صاحب خان کی بے ادبیون کو دیکھکر چنگیز خان سے کہدیا تھا کہ اوسے چشم نمائی کرتا رہے
یہ قاعدہ کی بات نہیں ہے کہ ناصح کیسا ہی شفیق کیون نہو ایسی عمر مین بُرا ہی معلوم ہوتا ہے -
اس لونڈے کو چنگیز خان دشمن معلوم ہونے لگا - اس لیے صاحب خان نے اوس کی
مرتضی شاہ سے شکایت کی - اور جو کچھ شاہ میرزا نے اوس سے کہا تھا وہ اپنی طرف سے
مرتضی شاہ سے سب کہدیا - مگر مرتضی شاہ نے اوسے معلل بالغرض سمجھا - اور اوسپر کچھ توجہ نہ کی
اور کہا کہ تجھے وہ تنبیہہ و تادیب کیا کرتا ہے اس سبب سے تو اوس کی شکایتین کرتا ہے
مگر جب بار بار صاحب خان نے ناز و نیاز کے وقت مین چنگیز خان کی شکایت کی اور رو کر
کہا کہ آپ مجھے اگر جھوٹا جانتے ہین تو شاہ مرزا اصفہانی کو جو اوسی کے شہر کا رہنے والا ہے
بولا کر اس کی تصدیق کر لیجئے - اس پر مرتضی شاہ کو کچھ شک گذرا اور رات کے وقت
خفیہ شاہ مرزا کو بولا کر اس باب مین استفسار کیا - یہہ تو اسکا موجد ہی تھا خوب نمک مرچ لگا کر
مرتضی شاہ کے کان بھرے - مگر اسپر بھی اوسکو یقین نہ آیا - اور سمجھا کہ عداوت سے کہتا ہے
اب مرتضی شاہ نے چنگیز خان کا امتحان لیا - بولا کر اوس سے کہا کہ میں اس لمبے سفر سے

پریشان ہوگیا ہون جاہتا ہون کہ احمد نگر کو چلا جاؤن - چنگیز خان کو ان معاملات کی تو کچھہ خبر تھی ہی نہین اوس نے مرتضی شاہ سے کہا - کہ ابھی یہہ ملک نیا فتح ہوا ہے چاہیئے کہ پانچ چھہ مہینے ابھی آپ یہان اور رہین اوس کے بعد برارمین مجھے چھوڑکر آپ تشریف لے جاے مین یہان کا انتظام کرتا رہونگا - اس بات کو سنتے ہی مرتضی شاہ کو یقین ہوگیا کہ چنگیز خان کا ارادہ کچھہ اور ہے - اوسی وقت رنج کے آثار اوس کے چہرہ سے نمایان ہوگئے - اور چنگیز خان بیماری کا بہانہ بناکر اوس کے خوف سے پھر سامنے نہ گیا - اس سے مرتضی شاہ کے یقین کو اور بھی استحکام ہوا - اور اوس نے اپنے اصلی خیرخواہ کو بڑی سنگ دلی اور جبن کے ساتھہ اسطرح مروادیا - کہ زہر کا شربت بنواکر حکیم محمد مصری کے ہاتھہ اوس کے پاس دوا کے بہانہ سے بھیجا - اور جب اوس کا پیتے ہی رنگ بدلا - تو اوس نے مختصر سا ایک دستور العمل قواعد سلطنت کے لئے بنایا اور ایک عرضی بادشاہ کو لکھکر اوس کے ساتھہ بھیجدیا - عرضی مین لکھا تھا کہ میرک دبیر نے جو اپنی عمر کے ساٹھہ حلے طے کرچکا ہے اوسنے آب حیات کو بخوشی خاطر پی لیا جسے حضور نے بھیجا تھا اور جان آپ پر سے تصدق کردی - اب مین ایک دستور العمل بھیجتا ہون آپ اوسپر عمل کیجئے یہ نہایت مفید ہوگا - اور سید مرتضی شاہ قلی صلابت خان مرزا محمد تقی نظیری وامین الملک نیشاپوری وقاضی بیگ طہرانی کام کے آدمی ہین ان سے غافل نہ ہوجیئے اور جو غریب کہ میرے پاس ہین اونہین اپنے سلحداروں مین نوکر رکھہ لیجئے - بعد ازان چنگیز خان پلنگ پر لیٹ گیا: دراوسکا رنگ زرد ہونا شروع ہوا - جس وقت اوس کے ہاتھہ پاؤن سے جان نکل رہی تھی تو در و دیوار سے تظلم کی صدا آرہی تھی اور خواجہ عماد الدین محمود کا اون کے قتل کی تصویر آنکھون کے سامنے پھر رہی تھی - آخر دوسرے روز صبح صادق کے وقت ۹۸۲ھ مین جان بحق تسلیم کی - مگر آفرین ہے اس خیرخواہ پر کہ اپنے دشمن اور قاتل کو مرتے

وقت بہی اپنے نصیحت کے فوائد سے محروم نچھوڑا - اور اگر سچ پوچھو تو یہی نصیحت تہی کہ مرتضی شاہ اوس آفت سے بچ گیا جو محمد شاہ بنی پر محمود کاوان کے قتل سے نازل ہوئی تہی -

۴۰ - مرتضی شاہ کی عزلت گزینی | کچھہ تو اس چنگیز خان کی عرضی اور دستور العمل کے پہونچنے پر مرتضی شاہ کے دل پر اوس کی خیر خواہی کا اثر ہوا اور کچھہ اون شاہ مرزا کے خطوط سے اوس کی بے جرمی ثابت ہوئی جو چنگیز خان کے اسباب مین سے برآمد ہوئے اور پہر مرتضی شاہ کو اپنی اس نامعقول حرکت پر ایسا افسوس ہوا - کہ جس کی انتہا نہین مگر اب کیا ہو سکتا تھا سعدی نے کیا خوب کہا ہے - ؎

کہ سہل است لعل بدخشان شکست	شکستہ نشاید دگر پارہ بست

اِسی غصہ مین آکر صاحب خان اپنے معشوق کو تو کچھہ نہ کہا مگر شاہ مرزا کو لشکر سے نکلوا دیا - اور آپ احمد نگر مین چلا آیا - اور حکیم محمد مصری کو پیشوا مقرر کیا - لیکن چھہ مہینے کے بعد اوسے معزول کر کے قاضی بیگ یزدی کو شروع ۹۸۳ھ مین پیشوا اور مرزا محمد نظیری و عین الملک نیشاپوری کو وزیر کیا - اور سید مرتضی سبزواری کو برار کا سرلشکر کر کے خداوند خان مولد و حمید خان و بحری خان قزلباش و رستم خان دکنی و چغتائی خان ترکمان و تیر انداز خان استرآبادی و شیر خان ترشیری و حسین خان تونی و چندا خان دکنی و دستور خان خواجہ سرا وغیرہ امرا کو اوس کے ساتھ کیا اور قاضی بیگ و مرزا محمد تقی و شاہ احمد خان مرتضی خان و اسد خان و امین الملک نیشاپوری و قاسم بیگ حکیم مصری وغیرہ عمائد احمد نگر کو بلا کر کہا کہ دوآپ سب صاحب سن لین مجھے بادشاہی کی لیاقت نہین ہے مین ظلم و انصاف مین تمیز نہین کر سکتا اس لئے مین اپنی بادشاہی سے بیزار ہو گیا ہون تم قیامت کے دن میرے گراہ رہنا مین نے قاضی بیگ آل رسول کو وکیل مطلق بنایا ہے اوسے چاہیے کہ کسی کی حق تلفی نہ کرے اگر قیامت کے روز

مجھسے کچھ باز پرس ہوئی تو مین کہدونگا کہ مین نے ہر طرح کے سیاہ وسفید کا اختیار قاضی بیگ کو دیدیا تھا اس سے پوچھئے اگر اوس سے امورات سلطنت کا انتظام نہ ہوسکے تو چاہیئے کہ وہ امین الملک اور مرزا محمد تقی وقاسم بیگ کو اپنے ساتھ شریک کرلے اور مہمات سلطنت کا انتظام کرتا رہے - چنگیز خان کے ساتھ جو ظلم کہ مین نے کیا ہے مین اوس سے بہت پشیمان ہون - اور اب تمام عمر عزلت گزین رہونگا - اور خدا کی عبادت کیا کرونگا" یہہ کہا اور قلعہ کے ایک مکان بغداد نام مین گوشہ نشین ہوگیا صاحب خان کے سوا سب کو اپنے پاس آنے جانے سے منع کردیا - اور دو تین مہینے کے بعد ہدیہ سلطان میران حسین کی والدہ اور سب عورتون کو دوسرے مکان مین بھیجدیا - اور قلعہ کے دروازہ پر شاہ قلی کو جسے شاہ طہماسپ نے برہان شاہ کے پاس بھیجا تھا اور جس کا اب صلابت خان خطاب تھا نگرانی پر مقرر کیا - اور اسے امرائے کبار کا درجہ دیکر حکم دیدیا کہ صاحب خان کے سوا قلعہ کے اندر کسی کو نہ آنے دے -

۱۴ - مرتضی شاہ کا اکبر بادشاہ دہلی کے مالوہ مین آنے کی خبر سنکر اوس کے مقابلہ کو نکلنا -

سنہ ۹۸۴ھ مین اکبر بادشاہ شکار کھیلتا ہوا کمین مالوہ کی طرف سرحد تک آگیا تھا - جب یہہ خبر قاضی بیگ کو ہوئی تو اوس نے مرتضی شاہ کو ایک عرضی لکھی کہ اکبر بادشاہ دکن کو آتا ہے - اور صاحب خان کے ہاتھہ نظام شاہ کو بھیجی - چونکہ رات کا وقت تھا عرضی دیکر قاضی بیگ اپنے گھر کو چلا گیا مرتضی شاہ سو رہا تھا صاحب خواب سے چونکا تو صاحب خان نے عرضی اوس کو دی - وہ عرضی کو دیکھتے ہی اوسی وقت پالکی پر منگا اور چند بہرہ دار جو موجود تھے اور جن کی تعداد سو سے زیادہ نہ تھی اور جن مین صاحب خان اور صلابت خان بھی تھے ساتھہ لے اکبر بادشاہ دہلی کے دفعیہ کو دولت آباد کی طرف روانہ ہوا - جب کچھہ اور لوگون نے سنا کہ مرتضی شاہ اس طرح جارہا ہے تو اوس کے پاس چند امرا دوڑکر آئے اور کہا کہ بادشاہون کے دشمن بہت ہوا کرتے ہین

اکیلے نکلنا اور ایسے قوی دشمن کے مقابلہ کو اس طرح جانا خرم و احتیاط سے نہایت بعید ہے چاہیے کہ جب تک لشکر احمد نگر و برار نہ آوے یہین چندروز قیام کیجے۔ اس لیے مرتضی شاہ چندروز یہین رود گنگ پر ٹہیر گیا۔ جب پانچ چھہ ہزار سوار خاصہ خیل آگئے تو برار کی سپاہ کو آنیکا حکم دیکر آگے چلدیا۔ قاضی بیگ اور مرزا محمد تقی نظیری وغیرہ عمایدوار اکین گردن مین چادرین ڈالکر آگے آئے اور زمین پر سر رگکر عرض کیا۔ کہ ایسے عظیم الشان بادشاہ دہلی سے ہم اس ادنی فوج سے مقابلہ نہین کر سکتے ہین بہتر ہے کہ توپخانہ اور لشکر آجانے دیجئے۔ مرتضی نے کہا کہ مین تامل نہین کرونگا اور اپنے خاصہ خیل سے خاص اکبر بادشاہ کی فوج پر جا پڑونگا۔ پھر فتح و شکست آسمانی ہے۔ خدا جسے چاہے اوسے دیگا۔ اراکین مرتضی کی ان مجنونانہ مزخرفات کو جس سے ہنسی آتی ہے سن سنکر حیران تھے کہ کیا کرین کہ اسی مین خبر آئی کہ اکبر بادشاہ مالوہ سے شکار کھیل کر لوٹ گیا۔ اس خبر سے مرتضی شاہ نہایت مسرور ہوا اور دولت آباد مین لوٹ کر حوض قتلو پر قیام کیا۔ اور سید مرتضی سرشتہ کہرار کو جو حسب الحکم حاضر ہوا تھا اور نیز اوس کے ساتھ کے امرا کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ اور پھر احمد نگر مین آکر وہی گوشہ نشینی اختیار کر لی۔

۹۸۴ھ ۴۲۔ مرتضی شاہ کا تاج و تخت ترک کرنے کا ارادہ۔

مرتضی شاہ کو صاحب خان سے ایسا عشق تھا کہ جو کہتا تھا وہ مرتضی شاہ کو سب منظور ہوتا تھا۔ بارش کا زمانہ تھا چارون طرف سبزی ہو رہی تھی درختون پر جو بن تھا پھولون کی بہار تھی صاحب خان کہ منتزہات دولت آباد لعلہ یخلق مثلہا فی البلاد کے تفرج کا شوق اوٹھا۔ مرتضی شاہ کو اوس کے حکم کی تعمیل ضرور ہوئی وہان جاکر چار مہینے تک رہا۔ قبور مشایخ کی زیارتین کین فقرا مساکین کو خیرات و صدقات دئے اسی مین کچھہ جنون جو اور زیادہ ہوا تو فقیرون کا لباس پہن لیا

	علی الصباح کہ مردم بکار و بار روند		بلاکشان محبت بکوے یار روند

کی طرح بے کسی کے کہے سنے یہان تک کہ صاحب خان کو بھی خبر نہ کی عقب سرا پردہ سے نکل امام رضا کی زیارت کو چلدیا - دو تین کوس پر ایک شاہی پیادہ کہین جا رہا تھا اوس نے صورت دیکھکر مرتضی شاہ کو پہچان لیا - اور دوڑکر اراکین دولت کو خبر کردی پہلے تو لوگون کو یقین نہوا - لیکن جب سرا پردہ مین جاکر دیکھا تو مرتضی شاہ کا وہان پتا نہ تھا اس لیے پیادہ کے بیان کے بموجب لوگ دوڑے اور بادشاہ کو ایک میدان مین پایا اور نہایت منت وزاری سے اوسے لوٹا لائے مگر اوس نے لباس فقیرانہ کو نہ اوتارا اور چاہا کہ تخت وتاج کو خیرباد کہے مگر جو لوگ کہ سلطنت پر حاوی ہو رہے تھے اور اوس کے جنون سے مالک بنے بیٹھے تھے اوس کے سلطنت چھوڑنے پر اونہین کب ان اختیارات اور حکومت بے مزاحمت کی امید ہوسکتی تھی اونہون نے اپنی شان وشوکت اور حکومت کے بنے رہنے کے واسطے اوس کا بنا رہنا ضروری سمجھا اور اوس کی منت وسماجت کی اوسے ترک دنیا کے نقص اور فقر ومسکنت کے قبح جتاے اور اوسے بادشاہی کرنے کے لیے مجبور کیا - قاضی بیگ اور مرزا محمد تقی نے زمین پر سر رکھکر تنفیر اور تکریہ کا سبب پوچھا تو مرتضی شاہ نے کہا کہ نفرت کا سبب تو ظاہر ہے الفت ومحبت دنیا کا سبب پوچھنا چاہیئے - اسکے سوا اور کچھ بات نہ کہی اور چپ ہو رہا - جب دیکھا کہ لوگ مجھے نہین چھوڑتے تو لاچار احمد نگر کو چلا آیا اور باغ بہشت بہشت مین جو احمد نگر کے شمال مین تھا پہر منزدی ہوگیا اور تمام خیل وحشم قاضی بیگ اور صلابت خان کی سرداری مین اوس کے گرداگرد خیمہ وخرگاہ لگاکر پڑ گئے -

۴۳ - مرتضی شاہ کے معشوق صاحب خان کی بدچلنی	اب صاحب خان کا دور دورہ تھا اوسی کے اقارب واعزا بڑے بڑے خدمات پر مقرر ہوتے جاتے تھے - صاحب خان کو جب اپنے سیرن

کہولنے سے شرم نہ آتی تہی تو اوسے اورون کی کیا پروا تہی۔ جس کسی کی دختر و پسر کو حسین دیکہتا اوسے پکڑوا منگاتا اور افعال شنیعہ کا مرتکب ہوتا۔ میر مہدی ایران کا ایک سید اور سلحداروں مین نوکر تہا۔ اوس کی دختر بڑی خوبصورت تہی۔ صاحب خان نے اوسے طلب کیا۔ اور جب میر مہدی نے دینے سے انکار کیا تو کچھ اپنے آدمی بہیجدئے کہ زبردستی چہین لائین۔ میر مہدی دروازہ بند کر کے لڑنے کو کہڑا ہوگیا۔ صاحب خان کے آدمیون کو تیر مار کر بہگا دیا۔ اور قاضی بیگ وغیرہ سے فریاد کی۔ مگر صاحب خان تو مرتضی شاہ کا معشوق تہا کس کے سر مین سہوڑا نکلا تہا جو اوس سے مقابل ہوتا کسی نے اوس کی داد فریاد نہ سنی۔ اب صاحب خان نے اپنے چہوٹے بہائی حبیبہ خان کے ہمراہ ایک فوج بہیجدی۔ میر مہدی اپنے مکان مین متحصن ہوا اور کئی دکہنیون کو تیرون سے مار ڈالا۔ میر مہدی کے ناخلف بیٹے صاحب خان کے نوکر تہے اونہون نے صاحب خان کے آدمیون کی اعانت کی اور ہاتیون کو مکان کے عقب سے لیجا کر دیوارین توڑوا دین۔ بیچ مین گہر کا بہیدی لنکا ڈہاے۔ آخر سید مظلوم مارا گیا۔ اور اوس کی دختر صاحب خان کی خدمت مین حاضر کی گئی۔

۴۴۔ صاحب خان کا حسین ترشنیزی وغیرہ امراے غریب سے فساد۔

سنہ ۹۸۵ھ مین سید مرتضی سیزواری حسب دستور قدیم عرض لشکر کے لیے آیا۔ اور اکثر سردارون کو بہی اپنے ساتھ لایا۔ ان مین حسین خان سخت کمان ترشنیزی بہی اوس کے ہمراہ تہا۔ صاحب خان کا اصلی نام حسینی تہا۔ اور مرتضی شاہ اور امرا اوسے کبہی کبہی حسین خان بہی کہا کرتے تہے۔ صاحب خان نے اس لیے حسین خان سے کہلا بہیجا کہ تو اپنا نام بدل دے۔ جب اوس نے منظور نہ کیا تو نزاع شروع ہوئی صاحب خان اپنی فوج کو ہمراہ لے حسین خان کے دائرہ پر پہونچا۔ حسین خان بہی لڑنے کو تیار ہوا۔ مگر اوا ہی وہلہ مین اوس کی جمعیت منتشر ہوگئی۔ لیکن حسین خان کا ایک تیر صاحب خان

کے ہاتی کی پیشانی مین لگا۔ جس سے اوس کا ہاتی بھاگا اب صاحب خان نے اندر قلعہ مین جاکر اور باہر نکلکر کہدیا۔ کہ بادشاہ کا حکم ہے غریبون کو قتل کرو۔ دکھنی وحبشی تو ایسے حکم کی دعائین ہی مانگا کرتے تھے سنتے ہی احمدنگر سے اون کی فوجین نکلنا شروع ہوئین اور باغ بہشت پر فراہم ہوکر غریبون کے قتل پر آمادہ ہوگئین۔ غریب امرا اور سلحدار بھی قاضی بیگ وسید مرتضی و مرزا محمد تقی نظیری وامین الملک نیشاپوری کے سو اقریب ڈہائی ہزار آدمی کے اوس کے مقابل ہوئے اور مار کر دکھنیون کو بھگا دیا اس وقت مرتضی شاہ حمام مین جو باغ کے کنارہ پر تھا چلہ مین بیٹھا ہوا عبادت مین مشغول تھا۔ شور وغوغا سنکر باغ کے دروازہ سے باہر نکل آیا۔ اسی مین صاحب خان بھی گرد آلودہ اوس کے سامنے آگیا اور عرض کی کہ غریبون نے بڑا سر اوٹھایا ہے اکٹھے ہوکر چاہتے ہین کہ آپ کو قتل کرکے شاہزادہ حسین کو تخت پر بٹھائین۔ مرتضی شاہ یہ سنتے ہی مستعد ہوا اور باہر نکلا دیکھتا کیا ہے کہ غریب بکثرت چارون طرف مسلح مہر رہے ہین چونکہ اوسے پہلے واقعات کی تو کچھ خبر نہ تھی اوس نے سمجھا کہ صاحب خان سچا ہے۔ بے تامل ہاتی پر سوار ہوا اور چتر شاہی سر پر رکھا۔ اور امرا اور خاصہ خیل اور دکھنی اور حبشیون کو جنہین صاحب خان نے کمکر جمع کر رکھا تھا حکم دیا۔ کہ غریبون کو قتل کرین۔ سید قاسم اور مرتضی خان وقاضی بیگ نے غریبون کے پاس آدمی بھیجے کہ معاملہ کا رنگ اور ہوگیا بادشاہ خود سوار ہے دکھنیون پر ہتیار نہ اوٹھانا۔ ورنہ حرام خواری ہوگی اس سبب سے امرائے غریب چغتائی خان وبالے خان اوذبک وحسین خان ترشیزی وتیر انداز خان استرابادی گھوڑون سے اوترے اور دور سے بادشاہ کو سلام کرکے عادل شاہ اور قطب شاہ کے ملکون کو بھاگ گئے۔ اور مرتضی شاہ اپنے باغ مین لوٹ گیا۔

۴۵۔ امرائے غریب کا صاحب خان کی شکایت

اب صاحب خان نے اپنے بھائیون اور معاونون کو بھیجا۔ کہ غریب جو جہ گوشہ اور کونون مین چھپے ہوئے ہین اونھین پکڑ کر قتل کرین

مرتضی شاہ سے کرنا اور صلابت خان کا اقتدار

اوس وقت کے مصائب کا کچھ حال نہ پوچھو۔ کہ ان بیچارون پر کیا کیا گذر گیے صدہا خاندان سادات تباہ و برباد ہو گیے۔ اون کے زن و فرزند کی عزتین خاک مین مل گئین اور مضمون یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ کی تصویر آنکھون کے سامنے کھنچ گئی

نظم

سر فتنہ از خواب بیدار گشت	بساط فراغت قضا در نوشت
ز سیل بلا شد عیان رستخیز	نہ روے اقامت نہ پاے گریز
نہ در خانہ بودے کسی را قرار	نہ در کوچہ دیدے طریق فرار
کس از خانہ گر پا نہادے بدر	نہ دستار بر جاے ماندے نہ سر

اب سید مرتضی اور قاضی بیگ نے صلابت خان سے جو بادشاہ کا محافظ تھا کہا کہ اب کام بگڑا جاتا ہے غریبون کی عرض دنا موس خراب ہو رہی ہے۔ ہماری عرضی جیسے ہو سکے بادشاہ تک پہونچا دے۔ صلابت خان نے عرضی اپنے ہاتھ مین لی اور دربار کو چلا۔ صاحب خان اوسوقت موجود نہ تھا اس سبب سے صلابت خان کا نا پہونچانے کے بہانہ سے باغ کے اندر چلا گیا۔ اور شاہی مخزن مین پہونچ گیا اور وہان سے چلا کر دستور کے موجب بادشاہ کی دعا اور ثنا کہی۔ چونکہ یہ عادت کے خلاف تھا کہ صلابت خان وہان تک آئے۔ مرتضی شاہ نے صلابت خان کی آواز سنکر جانا کہ کوئی حادثہ پیش آیا ہے اس لیے حمام کے پیچھے سے کھڑے ہو کر پوچھا کہ کیا ہے۔ صلابت خان نے امراے غیب کی عرضی دی اور زبانی بھی جو واقعہ کی اصلی حقیقت تھی اوس سے مفصلاً بیان کی۔ مرتضی شاہ اب تو حیرت مین آگیا۔ اور صلابت خان سے کہا کہ صاحب خان کو جیسے ہو شہر سے جا کر لے آئے اور کہدے کہ غریبون کو ہرگز کسی طرح کا آزار نہ پہونچاے۔ صلابت خان فوراً شہر کو گیا۔ اور صاحب خان کو جھڑک جھڑکا کر احمد نگر سے

لے آیا۔ اب صاحب خان صلابت خان کے قتل کی فکر مین ہوا۔ صلابت خان مجبوراً شہر سے بھاگ گیا۔ اور مانک دون کے جنگل مین ادہر ادہر پھرتا پھرا۔ جب نظام شاہ کو خبر ہوئی تو اس نے اس غرض سے کہ اگر صلابت خان نرہا تو اوس کی حفاظت کون کرے گا صلابت خان کو بولالیا۔ اور اوس کو اور بھی بڑا مرتبہ دیا۔ اور سرنوبت مقرر کیا۔ اور خاصہ خیل صاحب خان کے اختیار سے نکالکر اوس کے تابع کردیے اسی زمانہ مین قاضی بیگ پر خیانت کا ایک الزام لگایا گیا اور ثبوت پر مرتضی شاہ نے اوسے قید کرکے اسد خان ترک کو اوس کی جگہ مقرر کردیا۔ پھر دو تین مہینے بعد قاضی بیگ سے بجاے اس کے کہ دو لاکھ ہون نقد اور ایک لاکھ ہون کے جواہر جو اوس نے سرکاری غبن کیا تہا وصول کرلے اوسے مع عیال و اطفال کشتی مین بٹہا کر اپنے ملک سے نکالدیا۔ گو اسد خان برائے نام پیشوا ہوا مگر بادشاہ کے قرب کیوجہ سے تمام اختیار صلابت خان کے ہاتھ مین رہا۔ اور اوسکا پایہ بڑا زبردست ہوگیا۔

۴۶۔ مرتضی شاہ کا صاحب خان کے پیچھے بیدر کو جانا اور اوسکے بھائی شاہزادہ برہان کا خروج

جب صاحب خان کی اس طرح بے عزتی ہوی تو اوس نے اپنے اعوان اور انصار اور دو تین ہزار سوار اور بہت سے ہاتیون کو ساتھہ لے بادشاہ سے ناراض ہوکر احمد نگر کو چہوڑا۔ اور بیدر کی طرف چلدیا مرتضی شاہ نے اس خیال سے کہ اگر لشکر اوس کے بولانے کے لیے بہیجا گیا۔ اور کہین باہم لڑائی ہوئی تو صاحب خان مارا جائیگا خود پالکی منگائی اور سوار ہوکر سایہ کی طرح اوس کے دنبال مین روانہ ہوا۔ اور اُس کے حال سے یہ مضمون ترشح ہوتا تہا ؎

گر دہد دستم کشم در دیدہ ہمچون توتیا	خاک راہے کان مشرف گردد از اقدام دوست

جب صاحب خان، بیدر مین پہونچا اور قلعہ کے نیچے تک چلا گیا تو اہل قلعہ نے بیگانہ لشکر کو دیکھکر قلعہ کے

دروازے بند کر لیے اور توپ گولے مارنا شروع کیے جس سے کچھ آدمی ضایع بھی ہو گئے
اسی مین مرتضی شاہ بھی وہان جا پہونچا - جب صاحب خان مجبور ہوا تو اوس نے مرتضی شاہ
سے کہلا بھیجا کہ میرا وصال دو شرط سے ممکن ہے ایک تو صلابت خان کو نکال دیجئے
اور دوسرے قلعۂ شہر بیدر فتح کر کے مجھے عنایت فرمائے - چونکہ مرتضی شاہ اوس پر دل و
جان سے شیدا ہو رہا تھا صلابت خان کو اوس نے بیدر کو بھیج دیا جو اوس کی جاگیر تھی - اور بیدر کو
محاصرہ کر کے اوسکی تسخیر کی فکر مین ہوا - اور چونکہ ابراہیم قطب شاہ کی طرف سے اوسے
اندیشہ تھا اس لئے میر ابوالقاسم کو اوس کے پاس بھیجکر پچھلے رنج و کدورت سے معذرت
چاہی اور مدد مانگی ابراہیم قطب شاہ کو بھی علی عادل شاہ کا اندیشہ ہو رہا تھا اس لیے مرتضی شاہ
کی دوستی کو غنیمت سمجھا اور امیر شاہ میر کو دس ہزار سوار دیکر مرتضی شاہ کی مدد کو بھیجا - اودہر
علی بریدشاہ نے تنگ ہو کر علی عادل شاہ سے مدد مانگی یہان یہہ ہو ہی رہا تھا احمد نگر سے
خبر آئی کہ مرتضی شاہ کا بھائی شاہزادہ برہان جو قلعہ لہارکین مقید تھا مہس سے نکلکر احمد نگر کو آتا ہی
مرتضی شاہ نے مرزا یادگار کنبی اور امیر شاہ میر سرشکر قطب شاہ کے ساتھ آٹھ سات ہزار
آدمی دیکر بیدر کے محاصرہ پر چھوڑا - اور صاحب خان کو لیکر احمد نگر کو روانہ ہوا اور صلابت خان
وغیرہ کو فرمان امتمالت بھیجکر بولایا - سعدی نے سچ کہا ہے ؎

خرابت کند شاہد خانہ کن ؛	بر د خانہ آباد گردان بزن ؛

۹۸۷ھ ۴۷ - مرتضی شاہ کا خوش اخلاقی سے بدل امرا کو راضی کر کے برہان کو شکست دینا

برہان الملک قلعہ لہارکین مین محبوس تھا مگر مرتضی شاہ نے اپنے بھائی کے لیے اچھی جاگیر دے رکھی تھی - اور اوسے کچھ تکلیف نہ تھی - چونکہ امرا صاحب خان کے ناشایستہ حرکات سے سخت بدل ہو گیے تھے اونھون نے برہان الملک کو یہ نیان کہلا بھیجین کہ آپ کا بھائی دیوانہ ہو گیا ہے سلطنت کے لایق نہین

ہے اگر آپ قلعہ سے نکل آئین تو ہم سب آپ کے تابع ہو جائینگے - جب برہان الملک کو یہ خبر پہنچی اور مرتضی شاہ کو دارالسلطنت سے باہر دیکھا تو برہان قلعدار کو گانٹھکر قید سے نکل آیا اور جو لوگ کہ صاحب خان کی وجہ سے مرتضی شاہ سے ناراض ہو رہے تھے اوس سے مل گئے اور پانچ چھہ ہزار سوار جنمین اوس کے پاس فراہم ہو گئے - اور شاہی چتر اوس کے سر پر لگا دیا - اور احمد نگر کو لے چلے مگر برہان ابھی احمد نگر پہونچا بھی نہ تھا کہ مرتضی شاہ تین ہزار آدمی سے وہان آگیا اور چونکہ مخلوق مین شہرت اوڑ رہی تھی کہ مرتضی شاہ مر گیا ہے اس لیے اوسی روز عصر کے وقت پردہ سے نکلکر عوام الناس کے دفعہ مظنہ کے لیے ہاتی پر سوار ہوا - اور شہر مین آیا - جب نعمت خان چاشنی گیر سمنانی کے بازار مین پہونچا - تو خواجہ زین الدین سمنانی ادویہ فروش کی دکان پر ہاتی ٹھہراکر کے اوس سے پوچھا کہ تیرے پاس کیا ہے اوس نے کہا کہ میرے پاس معاجین واشربہ اور قسم قسم کی دوائین جو چاہین سب موجود ہین مرتضی نظام شاہ نے کہا کہ تیرے پاس کوئی دیوانگی کی دوا ہے - اوس نے کہا کہ ہان جلاب وغیرہ ہر قسم کے موجود ہین اس پر مرتضی شاہ نے کہا کہ معلوم نہین مین دیوانہ ہو گیا ہون جو مشایخ کی طرح گوشہ نشین ہو کر بادشاہی کر رہا ہون یا میرا بھائی برہان دیوانہ ہے جس نے بلا وجہ دنیا کے مکروہات مین پھنسنے کے لیے مجھپر لشکر کشی کی ہے - خواجہ زین الدین نے کہا نہین آپ دیوانہ نہین ہین آپکے وقت مین سلطنت کا کام خوب چلتا ہے - برہان دیوانہ ہو گیا ہے کہ باوجود کمال فراغت کے ایسے شفیق بھائی پر خروج کیا ہے - اور اس فراغت کی قدر نہین جانتا ہے - مرتضی شاہ اس کلام سے خوش ہوا اور ہنسکر ایک - ہزار ہون کی تھیلی اوس کے حوالہ کی - اور آگے چلدیا - گو کہ مرتضی شاہ آٹھ برس کے بعد شہر مین باہر آیا تھا - مگر اپنے قدیمی ملازمون اور خدام کو بھولا نہ تھا جو لوگ سامنے آئے اون سے باتین کین اور پچھلے حال اونہین یاد دلائے اور پھر شہر کے اکثر حصہ کی سیر کر کے

قلعہ مین چلا گیا۔ ان باتون سے اوس نے اون امرا اور رعایا کو جو اوس سے اس وقت بد دل ہو رہے تھے اپنا کر لیا اور سب نے اوس کی پچھلی برائیون اور دیوانہ پن کی باتون کو دل سے فراموش کر دیا۔ دوسرے روز صبح کو برہان الملک بھی باغ بہشت بہشت مین آپہونچا۔ مگر مرتضی شاہ کی اس خوش اخلاقی اور اوس کے باہر پہرنے کی خبر چارون طرف مشہور ہو گئی تھی جو امرا کہ برہان الملک کے ساتھ ہو گئے تھے اون مین سے اکثر اوس کی رفاقت کو ترک کر کے مرتضی شاہ کے پاس چلے آئے۔ اور جب سہ پہر کو مرتضی شاہ سوار ہوا تو اوس کے علم کے نیچے دس ہزار سوار تھے۔ وہ کالے چبوترہ کے پاس گیا اور صلابت خان کو سر لشکر کر کے اور اسد خان کو اچھے اچھے ہاتی اور توپخانہ دیکر برہان کے دفعیہ کو بھیجا۔ برہان الملک کو شکست ہوئی اور وہ بیجاپور کی طرف کو بھاگ گیا۔

۴۸۔ سید مرتضی سر لشکر کا صاحب خان کو قتل کرا دینا	چو استعداد نبود کار از اعجاز نکشاید		مسیحا کے تواند کرد روشن چشم سوزن را

صاحب خان کو عروج باجی پن کے سبب سے ہرا تھا اوسے اپنے عروج اور اس خوش قسمتی کی کچھ قدر نہ معلوم ہوئی وہ اوس سے فائدہ اوٹھانے کے لایق نہ تھا ورنہ اوسے ایسا موقع حاصل تھا کہ سلطنت کا مالک ہو جانا کچھ مشکل نہ تھا جب اوس نے دیکھا کہ مرتضی شاہ نے صلابت خان کو فرمان استمالت بھیجکر بولایا ہے تو وہ مرتضی شاہ سے پھر بگڑ گیا۔ اور احمد نگر بھی نہ آیا تھا کہ اوٹھکر اپنے اعوان و انصار کو لے پٹن کو روانہ ہو گیا۔ یہ وقت بڑا نازک تھا۔ مرتضی شاہ نے اوسپر کچھ توجہ نہ کی۔ اور احمد نگر کو چلا گیا۔ جب شاہزادہ برہان بھاگ گیا اور مرتضی شاہ پھر گوشہ عافیت مین منزوی ہوا۔ تو صاحب خان کی پھر یاد آئی اس لیے سید مرتضی سر لشکر برار کو حکم بھیجا کہ وہ صاحب خان کو دلاسا و تسلی دے کر اوس کے پاس بھیجدے اور چونکہ اوس کی وجہ سے اوسے بڑا نقصان پہونچتے پہونچتے رہگیا تھا اس لئے

اس کے ساتھ سید مرتضی کو یہ بھی لکھا کہ اگر صاحب خان نہ آوے تو اوسے قتل کردے اور گھوڑے ہاتی لے کر ہمارے پاس روانہ کردے صاحب خان اس وقت حوالی قصبہ عنبر علاقہ برارین تھا۔ بحری خان ایک شخص امرائے برار سے رانجے مین رہا کرتا تھا صاحب خان نے اوسے پیغام بھیجا کہ اپنی بہن سے میری شادی کردے۔ بحری خان نے بڑا سخت جواب دیا صاحب خان اوس پر چڑھ گیا اور بحری خان بھاگ کر جالنہ مین پناہ گیر ہوا۔ اور جمشید خان حاکم جالنہ کے اتفاق سے سید مرتضی کو یہ سب کیفیت لکھ بھیجی۔ سید مرتضی تو پہلے ہی ناراض تھا اور یہ سن کر اور بھی ناراض ہوا۔ اور حسب الحکم شاہی خداوند خان کو بظاہر یہ حکم دے کر صاحب خان۔ کے پاس بھیجا کہ اوسے احمد نگر کو راضی کر کے بھیجدے اور خفیہ اوس سے کہدیا کہ تمام امرا صاحب خان سے ناراض ہو رہے ہین جیسے بن پڑے صاحب خان کو ٹھکانے لگا دے۔ خداوند خان جالنہ کو آیا اور جمشید خان اور بحری خان کو بھی ساتھ لے لیا۔ اور صاحب خان کے لشکر کو چلا جب یہ لوگ خیمے کے پاس پہونچے تو بطریق تمسخر کہا بھیجا کہ ہمین بادشاہ نے آپ کی خدمت مین بھیجا ہے اگر اجازت ہو تو سلام کو اندر آئین۔ صاحب خان شراب پی رہا تھا اندر بلوا لیا۔ مگر جب دیکھا کہ یہ لوگ مسلح ہین تو ہراسان ہو کر تعظیم کیلئے اوٹھا۔ اور ہر ایک سے ملا۔ جب خداوند خان کی نوبت آئی تو خداوند خان نے بغلگیر ہو کر ایسے زور سے دبایا کہ ہڈیان توڑ ڈالین اور زمین پر اوٹھا کر پٹک دیا۔ اور ایک خنجر سے کام تمام کر دیا۔ اوس کا لشکر پراگندہ ہو گیا۔ جب خداوند خان نے سید مرتضی کو جا کر اس واقعہ کی اطلاع دی تو اوس نے مرتضی شاہ کو لکھا کہ مین نے صاحب خان کے پاس آدمی بھیجے تھے مگر وہ اون سے لڑا اور مارا گیا۔ چونکہ یہان اوس سے سب لوگ ناراض تھے

مرتضی شاہ سے اس حقیقت کو اسطرح بیان کیا کہ تمام الزام صاحب خان پر ہی رہا۔ کچھ تو اس سبب سے اور کچھ اس وجہ سے کہ صاحب خان اب جوان ہو گیا تھا اوس کا وہ لڑکپن کا نرم نرم بدن اور جسم کا گدگدا پن بہی جاتا رہا تھا۔ مرتضی شاہ اس خبر کو سنکر چپ ہو رہا اور صاحب خان کا پہر کبہی نام نہ لیا۔

۴۹۔ علی عادل شاہ کا قتل | جب مرتضی شاہ نے علی برید شاہ کو آکر دبایا اور اوس نے علی عادل شاہ سے مدد مانگی تو علی عادل شاہ نے مدد دینا باین شرط منظور کیا کہ جو دو لڑکے اوسکے یہان ہین اونہین اوس کے حوالہ کر دیا جاے۔ مجبوری سب کچھ کراتی ہے اوس نے شرط منظور کر لی۔ علی عادل شاہ نے دو ہزار سوار اوس کی مدد کو بہیجدیئے۔ قطب شاہ کی فوج تو مانگی کی پکار تہی اپنی علحدگی کا بہانہ ہی ڈہونڈتی تہی وہ علی عادل شاہ کے آدمیون کو دیکہتے ہی چلدی مرزا یادگار کا بہی دل تہوڑا ہو گیا وہ بہی محاصرہ کو اوٹہا احمد نگر چلتا ہوا۔ علی برید شاہ کا پیچہا چہٹ گیا۔

مصرعہ۔ رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت۔

مگر اب ضرور ہوا کہ علی برید شاہ اپنے وعدہ کو پورا کرے تقاضے پر بیچارے نے اون دونو معصومون کو بیجاپور کو روانہ کیا۔ ایسی خبر کب چہپتی ہے ان لڑکون کو بہی معلوم ہو گیا کہ وہ کسی غرض سے علی عادل شاہ کے پاس بہیجے جاتے ہین جب یہ لڑکے یہان آئے تو علی عادل شاہ کے بعض حرکات سے وہ ناراض ہو گئے اور بڑے لڑکے نے کسی طرح بندوبست کر کے ایک خنجر اپنے پاس پایجامہ مین چہپا لیا۔ اب جب رات ہوئی اور علی عادل شاہ اوس کے پاس آیا۔ اور تنہا حجرہ مین اوسے لیے گیا تو اوس نے اوس چہری سے جو اوس کے پاس چہپی تہی ایک ہی وار مین بادشاہ کا کام تمام کر دیا ؎

اے گنہگار و گنہ جتنے کہ چہپا ہو کر لو		پہر خداوند کے آگے تمہین جانا ہوگا	

جبکہ پوچھیگا ہر اک بات کا وہ تمسے جواب	بولو اوس جا بھی کوی تم کو بہانا ہو گا

یہ حادثہ بروز پنجشنبہ ۲۳ صفر ۹۸۸ھ کو واقع ہوا۔ کیا تعجب کی بات ہے کہ ایسے مقتول کو بھی لوگون نے شہید لکھا ہے۔ رفیع الدین شیرازی نے جو منصب حوالداری محلات اور خوان سالاری اور خزانہ داری پر متعین تھا اس واقعہ کے سبب کو دوسری طرح بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ جب مسماۃ ثانی بی بی ہمشیرہ علی عادل شاہ اور زوجہ علی برید شاہ مر گئی اور اوس کی اولاد کوئی باقی نہ رہی تو علی عادل شاہ نے اپنی بہن کے جہیز کو طلب کیا۔ علی برید نے جواہرات کے سوا سب سامان بھیجدیا۔ اس لیے جواہر کا دعوے عادل شاہ کا اوس پر ایک عرصہ سے چلا آتا تھا۔ کامل خان نے علی عادل شاہ کی اجازت سے علی آقا کو بھیجکر وہ جواہرات بھی منگائے تو برید شاہ نے کچھ جواہر اور دو غلام جو علی عادل شاہ کی بہن کی خدمت مین رہا کرتے تھے بھیجدئے علی عادل شاہ نے اون مین سے بڑے کو خلوت مین اس لیے طلب کیا کہ جواہرات کا حال اوس سے پوچھے۔ کہ یکایک خواجہ سرا نے ایک خنجر علی شاہ کے سینہ مین ایسا مارا کہ پار ہو گیا علی عادل شاہ زخم کھاکر صحن مین نکل آیا اور گر پڑا۔ رفیع الدین اور افضل خان جو اوسیوقت اوٹھکر باہر آئے تھے شور و غوغا سنکر لوٹے جاکر دیکھا تو علی عادل شاہ کا کام تمام ہو چکا تھا یہ بھی مشہور ہوا تھا کہ کامل خان نے عادل شاہ کو اس سبب سے مروا دیا ہے کہ علی عادل شاہ نے ایک سید کی شکایت کے باعث کامل خان کے برسر دربار لات ماری تھی۔ مگر یہ دونو روایتین قرین قیاس نہین ہین۔ تاریخ فرشتہ کا بیان صحیح معلوم ہوتا ہے۔ یہ غیر ممکن ہے کہ ابراہیم عادل شاہ ثانی کے زمانہ مین فرشتہ ایسا جھوٹا بیان دل سے بنا کر لکھدے۔

۵۰۔ علی عادل شاہ کے بعد کے کارکنان سلطنت

گو علی عادل شاہ کثیر المباشرت اور پسران صبیح المنظر اور بلیغ العذار کے عشق مین ڈوبا رہتا تھا۔ اور خود سلطنت کے کاموں کو انجام نہین دیتا

تہا مگر اسی کے ساتھ اوس مین یہ بڑا کمال بہی تہا کہ کام کرنے والے آدمیون کو پیدا کرلیتا تہا
پہلے کشور خان اور مصطفےٰ خان کو اوس نے تمام اختیار دیے تہے اون کا حال
تم پڑہ چکے ہو کہ اونہون نے کیسے کیسے کارہاے نمایان کیے ہین - اب اوس نے
افضل خان شیرازی کو پیشوا مقرر کردیا تہا - یہ افضل خان بہی بہت اچہا کارکن تہا - اسے
گو اچہے معزز خاندان سے بتاتے ہین - مگر افضل خان کا باپ اوس کی آٹھ برس کی عمر مین
مرگیا تہا - اس نے یتیمی کے عالم مین ملا فتح اللہ شیرازی ایک بڑے نامی گرامی عالم سے علم تحصیل کیا - اور جب
فارغ التحصیل ہوگیا تو تلاش معاش مین ہندوستان کو چلا آیا - اور علی عادل شاہ کے زمانہ مین چند طلبہ لیکر بیجاپور مین
وارد ہوا - اور درس وتدریس جاری کردیا - رفتہ رفتہ اوس کے شاگرد بڑہے اور بادشاہ تک اوسکی علمی لیاقت کی خبر
پہونچی - علی عادل شاہ نے اوسے بلایا اور اپنے مصاحبون مین منسلک کرلیا - رفتہ رفتہ
اوس نے عادل شاہ کے دل مین وہ جگہ پیدا کرلی کہ تمام مہمات ملکی ومالی مین اوس کا مشیر
تدبیر ہوگیا - یہان تک کہ مصطفےٰ خان کے کرناٹک مین رہنے کے باعث وہ ہی پیشوا اور وکیل
سلطنت مقرر ہوا جب اوس کو یہ اختیارات مل گیے تو اوس نے اپنے دن علما کو جو اور
کے رفیق یا شاگرد تہے اطراف واکناف سے بلایا اور انہین سرکاری عہدے دیے
مرار خان کو اوس نے علاقۂ کوکن کا حوالدار اور معتبر خان کو سرنوبت کیا تہا اور شیخ سالم کو جو ایک
بڑا عالم تہا منصب سرخیلی دیا تہا - لطیف خان نسائی متخلص بہ صیلی کو جو بڑا فصیح تہا عمل استیفا
مہمات کارنگی حیدر خان لاری کو اوس نے سپرد کرکے تہین اور قلعون کے سرحجابی پر شیخ
نورالدین محمد لاری مقرر تہا جو قلعدارون کی عرضیان آتین اون کو بادشاہ کے پاس وہ پیش کرتا
اور حکم احکام جاری کیا کرتا تہا - خوان سالاری جسے دکن مین چاشنی گیر کہتے تہے اور خزانہ داری
اور حوالداری کا کام میر رفیع الدین شیرازی نبی عم افضل خان کو تہا اوس نے ۱۰۱۷ھ مین شاہان

بیجاپور کی ایک تاریخ لکھی ہے جس کا نام تذکرۃ الملوک ہے۔ سوائے ان عہدہ دارون کے شاہ کمال الدین فتح اللہ شیرازی جسے عقل حادی عشر کہا کرتے تھے اور سید طرابلس اور عزیز الدین فضل اللہ یزدی و میران سرفدائے و ملائے اصفہانی و میر مرشد قلی وغیرہ علما بھی اوس نے جمع کر رکھے تھے۔ جن سے اکثر اوقات مین علمیہ بحثین رہا کرتی تھین یہ سب افضل خان کے علم دوست ہونیکا نتیجہ تھا اور اون کے جمع کرنے مین اوس نے لاکھون روپیہ اوٹھا دیا تھا۔ پھر اس افضل خان نے دیوانی اور فوجداری کی عدالتون کا خوب بندوبست کیا تھا۔ تین سو برہمن ہرکارے اور سات سو جاسوس نوکر رکھے تھے تمام قلمرو اور سلاطین اطراف کی آناً فاناً مین وہ خبرین لاکر دیا کرتے تھے۔ غرض کہ اس وقت بیجاپور مرجع ارباب کمال ہو رہا تھا۔

۵۱۔ علی عادل شاہ کے عادات و اطوار وغیرہ۔

علی عادل شاہ بڑا سخی تھا۔ روپیہ پیسے کی اوس کے سامنے کچھ قدر نہ تھی۔ جو کچھ سامنے آجاتا اوس کے دیدینے مین کسی کے لیے اوسے کچھ عذر نہ ہوتا تھا۔ علما و شعرا صلحا فارس عراق اور آذربائیجان اور عربستان وغیرہ دور دور ملکون سے آتے اور ہزارون لاکھون روپیہ لیجاتے تھے دس ہزار آدمی فقط شیراز سے اوس کے پاس آکے اور مالا مال ہوکر گئے تھے ایک شاہ کمال الدین کے بولانے مین چالیس ہزار ہون خرچ ہوئے تھے۔ ایک درویش قلندر نام نے ایک مرتبہ ایک مصحف شریف نذر گذرانا اوسے اپنے ساتھ خزانہ مین لے گیا۔ وہان صندوقون مین روپیہ ظروف مسی کے اندر رکھا ہوا تھا صندوق کھلوا کر اوس قلندر سے کہا کہ جس قدر روپیہ تجھسے اوٹھ سکے لے لے اوس نے پانچ ہزار ہون کا برتن لے لیا۔ پھر ایک شاگرد پیشہ لوگون مین نیلمی نام ایک خادم نے کہا کہ میری دختر کی شادی ہے کچھ روپیہ عنایت ہو۔ اوسوقت اسّی ہزار ہون اضلاع سے آئے ہوئے تھے اوسے حکم دیدیا کہ جسقدر چاہیے ایک مرتبہ مین لیجاے۔ اوس نے سولہ توڑی ہزار ہزار ہون

کے لیے۔ اور سر اور کندہون پر اور گود مین اوٹھا کر لے چلا۔ اسقدر وزن ایک آدمی کی طاقت سے اوٹھانا نہایت مشکل تھا وہ چند قدم پر گر گیے۔ بعض تھیلیان پھٹ گیین اور لوگ دوڑے اور اون کے بیننے مین شامل ہو گئے۔ اور تین چار ہزار اون مین سے وہ بھی لے گیے ایسے واقعات بارہا ہوا کرتے تھے۔ اراکین دولت جب کبھی آتے تو اپنے متوسلین اور متعلقین کو ہمیشہ انعام واکرام کے لیے پیش کیا کرتے کسی کو نقدی کسی کو جواہر اور لباس عطا ہوتے اور بہتون کو جاگیرین بھی ملا کرتی تھین جسوقت کہ علی عادل شاہ تخت نشین ہوا تو باپ کے وقت کا ڈیڑھ کرور ہون خزانہ مین جمع تھا۔ اور خود اس کے عہد مین بے انتہا مال و دولت اپنے ملک اور لوٹ گھسوٹ سے حاصل ہوا مگر جس وقت کہ مرا ہے اوس سے چند روز پیشتر اکبر بادشاہ کا ایلچی آیا تھا اوس کی داد و دہش کے باعث اوس کے رخصت کرنے کے واسطے خزانہ مین روپیہ نہ تھا۔ یہان تک کہ علی عادل شاہ کا اخیر واقعہ پیش آیا اور ایلچی بے حصول جواب واپس چلا گیا۔ خلفاے راشدین کے زمانہ مین خلیفہ کو اس طرح کی بخششون کا مطلق اختیار نہ تھا بیت المال کا روپیہ صرف اونہین لوگون کا مال تھا جو اپنی محنت سے اوس کے مستحق ہوتے تھے۔ خلیفہ ایک پیسہ بھی کیسکو نہ دے سکتا تھا واقعی اس قسم کی بخششین بالکل ناجائز ہین مگر اس زمانہ مین یہ حق پرستی تو رہی ہی نہ تھی اس لیے اس قسم کی بخششون سے یہ فائدہ ہوتا تھا کہ بعض محنتی لوگون کو بھی کمال حاصل کرنے کے لیے خرچ کی مدد ملجاتی تھی اور وہ لوگ قسم قسم کے کمال حاصل کر لیتے تھے۔ پھر وہ ایسا سادہ مزاج تھا کہ غرور کا نام و نشان اوس کی طرف سے ہو کر نہین گذرا تھا۔ وہ اپنے ادنے سے ادنے خادم سے بے تکلف بات چیت کرتا اور ایسی خوش خلقی سے بولتا کہ اوس کا کناس یعنی پاخانے کا مہتر بھی یہ ہی سمجھتا تھا کہ بادشاہ مجھپر بڑا مہربان ہے۔ اس کی اس خوش خلقی سے اوس کے

مصاحب ایسے بیباک ہو گئے تھے کہ بادشاہ جب کوئی بات تجویز کرتا ہوتا تو عین گفتگو مین اوسکا
تطع کلام کر دیا کرتے تھے اور بادشاہ فقط اونکو یہی کہدیتا تھا کہ میری بات سن لو اگر تمہارا اعتراض
اوس کے اخیر پر رفع نہو تو پھر مجھپر اعتراض کرنا - وہ کھانے کے تکلفات کا بھی پابند نہ تھا جو کچھہ
سامنے آجاتا کھالیتا خدمتگار کھاتے ہوتے اونہین کے ساتھ کھانے مین شامل ہوجاتا - اور
اون کے ساتھہ بیٹھکر پیٹ بھر لیتا - اگر کھانا بے مزہ ہوتا اور نمک مرچ مناسب نہوتا تو باورچیون
سے کچھہ نہ کہتا - اور اگر کچھہ اس کا ذکر ہوتا تو کہتا کہ جو کچھہ خدا نے دیا اوسپر اوس کا شکر کرنا چاہیئے
رفیع الدین نے ایک روز کڑوی ککڑی اوسے دیدی اور اوس نے کھالی اوسپر کچھہ بھی اوسے
نہ کہا بلکہ اوس کی اطلاع اوسے ایسی کی کہ ایک قاش بچی ہوئی اوسے دیدی جو اوس سے
ہرگز نہ کھائی گئی - دس بارہ انڈے کی زردی اکثر کھایا کرتا تھا - رفیع الدین ایک مرتبہ بیس
انڈے لے گیا بادشاہ نے جب اونہین توڑا تو صرف دو انڈے اچھے نکلے اونہین کو
کھالیا - پھر بیس لایا اون مین بھی ایسا ہی اتفاق ہوا - جب اوس نے پھر اور انڈے
لانے کا قصد کیا تو کہا کہ اسوقت خدا کی مرضی اسیقدر کھانے کی ہے اور تکلیف نہ کیجئے
رقیق القلب بھی بڑا تھا - مطبخ مین اپنے واسطے جانور ذبح نہ کراتا تھا - گوشت اور تمام لوگون
کی طرح بازار سے خریدا جاتا تھا - اور اوس کا خاص کھانا مٹی کے برتنون مین کھانے کے
لیے دیا جاتا تھا - اوس کا لباس بھی بالکل سیدھا سادہ ہوتا تھا - قمیص سفید باریک کے
کپڑے پہنتا پانچ چھہ ہون مین سارا لباس تیار ہوجاتا تھا - سر پر ایک قلندرانہ مخملی
ٹوپی اور کندھون پر درویشون کی طرح ایک چوتھی چادر اوڑھتا - جس کے گوشہ آگے
کو سینہ پر پڑے رہتے تھے - بیرون مین چرمی جوتا اور ہاتھ مین ایک چھڑی ہوا کرتی تھی
اور گھر مین زمین اور فرش پر جہان بیٹھہ جاتا - اور اگرچہ مکانات بڑے بڑے عالیشان بنوائے

تھے اوراون مین جب کوئی ایلچی آتا تو بڑے بڑے پرتکلف فرش ومسند قالین ومخمل ورلفت ریشمین کے بچھاے جاتے اور دربار مین ایسی زیب وزینت دیجاتی کہ ناظرین کی آنکھین خیرہ ہوجاتی تھین - مگر اپنے رہنے کے مکانات مین ایک پورانا قالین سالہا - ال کا پڑا رہتا تھا - جب کسی سے ملاقات کرتا اوس کا بڑا ادب کرتا اور تواضع سے پیش آتا تھا - اور ہمیشہ شگفتہ وخندان رہتا - کتب بینی کا بھی بڑا شوق تھا - جہان کہین جاتا اوسکا کتب خانہ ساتھ چلا کرتا تھا - ایک مرتبہ شام کے وقت منزل پر پہونچے بارش ہورہی تھی - اپنے مطالعہ کی کتابون کے صندوق طلب کیے معلوم ہوا کہ خزانہ کے ساتھ کتب خانہ کسی دوسرے محفوظ مقام پر پہنچا دیا گیا ہے اوسی وقت آدمی کو بھیجا کتابین منگوائین اور جب تک کتابین نہ آئین تب تک چین نہوا - اُس کے کتب خانہ مین ساٹھ خوشنویس نقاش وغیرہ مقرر تھے وہ ہمیشہ کتابین لکھا کرتے تھے اپنے مرنے سے کچھ روز پیشتر سے اوسے غالباً قوائے جسمانی کے ضعف کی وجہ سے اپنے مرنے کا خیال ہوگیا تھا - اور سمجھتا تھا کہ میری زندگانی اخیر ہوگئی ہے - ایک روز خوش ہوکر بولا کہ میری مراد مل گئی ہے - رفیع الدین نے پوچھا کہ کیا بولا کہ شہادت - بیگمات حرم نے کپڑے طلب کیے تو اونہین سپید کپڑے دینے کا حکم دیا کہ سپید عورتون کا لباس ہے - پرکوٹھہ کے باغ مین جو دونوخندق کے درمیان تھا ایک مسجد موسوم بغالب بنائی تھی جس مین ۳۳ ۱ چراغ دان تھے - یہان ایک روز کہڑا ہوا تھا - اپنے دادا اسمعیل عادل شاہ کی تلوار منگائی اور اوس مسجد مین رکھوادی اور کہا کہ اب آئندہ ہمین تلوار باندھنا نصیب ہوگی افضل خان کو حکم دیا کہ مولانا مصطفے خان کو چار ہزار ہون دیدو کہ شیراز مین جاکر امیر سید احمد بن امام موسی کاظم کے روضہ کی تعمیر وغیرہ مین صرف کرے رفیع الدین خزانہ دار نے تصور کیا کہ شاید بادشاہ نے سمجھا کہ خزانہ مین روپیہ نہین ہے

جوانفضل خان سے روپیہ بھیجنے کو کہا۔ بادشاہ تاڑ گیا اور رفیع الدین سے کہا کہ ہماری موت تک خزانہ مین روپیہ رہیگا آپ کچھ غم نہ کیجئے اس کے وقت مین سوائے اور عمارات کے جنکا ذکر اوپر آچکا ہے حسب ذیل عمارتین اور بنائی گئی تھین۔

شاہ برج و ماہ برج ۔ ۔ ۔ ۔ سنہ ۹۶۷ھ

ہریا محل ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سنہ ۹۶۸ھ

گگن محل ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سنہ ۹۶۹ھ

باغ دوازدہ امام ۔ ۔ ۔ ۔ سنہ ۹۷۴ھ

باغ فدک ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سنہ ۹۷۶ھ

قلعہ بنگاپور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سنہ ۹۸۱ھ

جامع مسجد بیجاپور ۔ ۔ ۔ ۔ سنہ ۹۸۵ھ

سوارون کی فوج اس کے اخیر عہد مین ۱۰۰۰۰ ہزار اور پیدل ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ اور ۳۵۷ ہاتی تھے اور اس نے ۲۲ برس سلطنت کی۔

۵۲۔ بیجانگر کے ہیرے کا تذکرہ۔

یہ تو آپ پہلے پڑھ آئے ہین کہ بھوج ترمل راج نے ایک ہیرا ابراہیم عادل شاہ کو دیا تھا اور علی عادل شاہ نے اسے پرلوٹا کر رامراج کو دیا۔ اور اوس سے مدد مانگی تھی۔ یہ ہیرا دنیا کے ایک نامی ہیرون مین سے ہے اس لیے اس کا حال جہانتک معلوم ہے ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ اسکا وزن پندرہ مثقال اور آٹھ درم شرعی تھا۔ صورت اس کی مربع کف دست کے برابر اور اوس کے درمیان مین ایک سیاہ دھبہ یا خال تھا۔ کشن راے کے زمانہ سے بیجانگر کے راجاون کے پاس چلا آتا تھا۔ رامراج کے بعد جب سلطنت بیجانگر بگڑ گئی تو کوئی شخص اسے اوڑا لے گیا۔ پھر علی عادل شاہ کو خبر لگی کہ وہ ہیرا گوا مین ہے۔

اور وہان اوس کی قیمت ساٹھ ہزار ہون تشخیص ہوئی ہے - علی عادل شاہ نے ایک عورت کی معرفت اس پتھر کے مالک کو بیجاپور کو بولایا - اور اوسے خرید لیا - اور اس سبب سے کہ وہ منحوس مشہور تہا اوسے شاہ طہماسپ والی ایران کے پاس اس غرض سے بہیجدیا کہ امام ثامن علی موسی رضا کے روضہ مین اوسے نصب کردے - چندروز مین شاہ طہماسپ اور اوسکا جانشین اور بیٹا اسمعیل دونو مرگیے - تب اوس کے دوسرے بیٹے سلطان محمد نے امام موصوف کے ایک قبہ مین نصب کردیا - پہر عبداللہ خان اوزبک نے سمرقند سے خراسان پر یورش کی اور وہ الماس بہی لے گیا - اور عبداللہ خان کے بعد جب اوس کا بیٹا عبدالمومن خان بہی راہی عدم ہوا تو اوس ہیرے کو ایک شخص سلطان محمد بادشاہ روم کے پاس لے گیا - پہر چند مدت کے بعد امرا نے وہ الماس شاہ عباس بن سلطان محمد بن شاہ طہماسپ کو واپس کردیا اور غالباً اس وقت یہ ہیرا ایران مین ہی ہے -

۹۸۸ھ

۵۳ - ابراہیم عادل شاہ کی تخت نشینی اور علی عادل شاہ کی تجہیز و تکفین اور قصاص

علی عادل شاہ جس وقت مارا گیا تو افضل خان نے قلعہ کا دروازہ اندر سے بند کرلیا تاکہ جانشینی کی نسبت کوئی جہگڑا نہ اوٹھہ کہڑا ہو اگر آفنا مین یہ خبر تمام شہر مین پہیل گئی - اور اعیان و ارکان اور اکثر شہر کے امرا وغیرہ قلعہ کے دروازہ پر آئے - لیکن افضل خان نے کسی کو اندر نہ گہسنے دیا - صبح کی نماز کے بعد افضل خان وکیل السلطنت سے ایک شخص نے آکر کہا کہ امرا اور ارکین سلطنت اسلام کے بعد پوچہتے ہین کہ آپ نے جانشینی کے باب مین کیا فکر کی ہے - افضل خان نے کہا کہ مین سب صاحبون کی رضا کا تابع ہون - اس پر سب امرا نے صلاح کی اور میر مرتضی خان انجو کو قلعہ کے دروازہ پر بہیجا اوس نے جاکر کہا - کہ شاہ کمال الدین فتح اللہ کی رائے سے یہ قرار پایا ہے کہ شاہزادہ ابراہیم ابن شاہزادہ طہماسپ علی عادل شاہ کے برادرزادہ کو بادشاہ

کیا جائے - اور آپ وکیل السلطنت رہین اور باقی مناصب جس طرح آپ چاہین تقسیم کرین - افضل خان نرا ملا تھا اوس نے دیکھا کہ بادشاہ خرد سال ہے طرح طرح کے جھگڑے اوٹھینگے اون کو سنبھالنا میرا کام نہین ہے - اُس نے وکیل السلطنت کے عہدہ کے قبول کرنے سے انکار کیا - اور شاہ کمال الدین فتح اللہ و کمال خان و مرتضی خان و منجن خان پسر کو چک کشور خان کو جو کامل خان کا داماد تھا اندر بولالیا - اور شاہزادہ ابراہیم کو جس کی عمر ابھی دس برس کی بھی پوری نہین ہوئی تھی حرم سے نکالکر تخت پر بٹھایا اور چتر سبز زرنگار اوس کے سر پر بلند کیا - پھر اراکین نے زمین بوس ہو کر سلام کیا - اور تمام مخلوق کو معلوم ہو گیا کہ ابراہیم عادل شاہ ثانی تخت نشین کیا گیا - علی عادل شاہ کی اولاد نہ تھی اس لئے اوس نے شاہزادہ طہماسپ اپنے اندہے بھائی کے دونو بیٹون ابراہیم اور اسمعیل کو شاہزادون کی طرح پالا تھا - ان مین ابراہیم بڑا تھا - علی عادل شاہ نے اس شاہزادہ کو شوال ۹۸۷ھ مین اپنا ولی عہد قرار دیا تھا - اور اوسے زمانہ مین اوس کی ختنہ کی رسم بھی کی تھی - کہتے ہین کہ اس کے ختنہ کی خوشی مین تمام شہر مین روشنی کی گئی تھی - اور سڑکون پر آتش بازی چھوڑی گئی تھی اتفاقاً آتشبازی کے ٹوکرون مین آگ لگ گئی اور سات سو آدمی اوس سے اوڑ گئے - مگر اس شاہزادہ پر جو وہین قریب مین موجود تھا کچھ آنچ نہین آئی - اب علی عادل شاہ کا جنازہ غسل اور تکفین کے بعد اوس کے مان کے روضہ مین لائے اور بروز شنبہ اوس کو دفن کیا اوس کی قبر پر جو چوکنڈی بنی ہے یہ ۹۵۸ھ مین سلطان محمد عادل شاہ نے بنوادی ہے - دفن کے بعد قاتل کو حجرہ مین سے جو اوس نے بند کر رکھا تھا نکالا گیا اور قتل کر دیا گیا اور اوسے کے ساتھ دوسرے خواجہ سرا کو بھی اوس کے ہم صلاح ہونے کے باعث مار ڈالا گیا -

۵۴ - کامل خان کا متولی سلطنت ہونا

اس وقت مصطفے خان کے بعد بیجاپور کے امرا مین کامل خان کا ۹۸۸ھ

اور اوسکی ناعاقبت اندیشی

درجہ سب سے بڑھا ہوا تھا یہ وہ شخص ہے کہ جس نے علی عادل شاہ کو تخت نشین کیا تھا۔ بادشاہ کی خردسالی کے باعث یہ متولی سلطنت قرار پایا۔ اور ابراہیم کو چاندبی بی زوجہ عادل شاہ کے سپرد کیا کہ وہ اس کی تعلیم و تربیت کرے اور یہ قاعدہ مقرر کیا کہ چہارشنبہ اور جمعہ کے سوا ہر روز چاشت کے وقت ابراہیم عادل شاہ ثانی کو حرم سے باہر بولاتا اور تخت شاہی پر بٹھاتا۔ وہان تمام اراکین حاضر ہوتے اور بادشاہ کو سلام کرتے اور کامل خان بادشاہ کے روبرو ہر ایک کے واسطے مناصب وغیرہ تجویز کرتا سوائے اس کے تمام اعیان مملکت کو فرامین استمالت بھیجکر اور مہین ابراہیم کی سلطنت سے راضی کرلیا۔ اور ابراہیم کی خدمت مین تمام اپنے آدمی بہردے اور قلعہ کا قلعہ دار بھی ایک اپنا ہی آدمی مقرر کیا۔ یہ عام قاعدہ ہے کہ جو کوئی کچھ ترقی حاصل کرتا ہے اوس کے دوست بھی اوس سے حسد کرنے لگتے ہین بہت جلد دلون مین لوگ اس کے برخلاف ہوگیے۔ اور اس کے نکالنے کا بندوبست کرنے لگے۔ مگر اس نے حماقت کی کہ اون کے صاف کرنے سے پیشتر ہی بے اعتدالیان کرنا شروع کردین۔ اور اپنی حکومت جتانے لگا۔ خزانہ مین گیا اور اوس کے صندوق منگوائے اور اوس مین سے اچھے اچھے جواہر نکالے۔ اور ایک صندوق کا اسباب دوسرے صندوق مین رکھوایا۔ رفیع الدین خزانہ دار نے جب اس کی فردتیار کی تو اوسے منع کیا جس سے شبہ ہوا کہ وہ خود اون جواہرات کو ہضم کرنا چاہتا ہے۔ حرم کی کنیزون کو تنخواہین ماہوار ملا کرتی تھین۔ کامل خان نے خزانہ دار سے کہا کہ ہر ایک کی تنخواہ کا روپیہ الگ الگ تھیلیون مین بھر کر اور اوس پر نام لکھکر میرے پاس بھیجدے۔ مین خود اوسے جاکر تقسیم کرونگا۔ چنانچہ وہ تنخواہ خود لیکر گیا۔ اور محل شاہی سے بیس کنیزون کو منتخب کرکے ایک جدا محل مین رہنے کو حکم دیا۔ بعض شاہی خاندان والون کی تنخواہین روک لین کہ بعد تصفیہ حسب حیثیت

دیجائینگی - جب چاندبی بی نے ان باتون پر اعتراض کیا تو اوسے بھی دھمکا دیا اور گستاخانہ الفاظ کہے - اس وجہ سے شاہی حرم سرا مین ایک واویلا مچ گیا - اور اونہون نے کامل خان کے نکالنے کا ارادہ کیا - اور امرائے سلطنت سے فریاد کی اِس وقت حاجی کشور خان ابن کمال کشور خان شاہی امیرون مین بڑے پایہ کا آدمی تہا چاندبی بی نے روئی اور چرخہ دیکر اوس کے پاس پیغام بہیجا - کہ کامل خان وکالت کے لایق نہین ہے - اگر تجھے باپ کی میراث لینا ہے تو مین تجھے یہ منصب دیتی ہون ورنہ چرخہ پونی موجود ہے یہ لو اور زنانہ لباس پہنکر گہر مین بیٹہو - کشور خان کو جب یہ غیرت انگیز اور نوید آمیز پیغام پہونچا - تو اوس نے تمام اعیان اور اراکین کو اپنے ساتھ متفق کر لیا - اور کامل خان کے دفعیہ کے لیے مستعد ہوا -

۵۵ - حاجی کشور خان کا کامل خان کو قتل کرنا

کامل خان سے بھی یہ خبر کب چہپ سکتی تہی - اوس نے حال سُنا مگر حماقت سے کچھہ پروا نہ کی - افضل خان نے اوس سے کہا کہ تیرے برخلاف لوگ ایسی ایسی ملاحین کر رہے ہین مگر اوس نے اوسے بازیچۂ طفلان سمجھا - اور اوس کی نصیحت پر کان نہ دہرا - جب کشور خان نے سب تیاری کر لی تو اپنے چار سو سوار لیکر جب کہ کامل خان سبز محل مین بیٹہا ہوا دیواندار کے کام مین مشغول تہا - کشور خان قلعہ کے دروازہ پر آموجود ہوا اور اندر گسکر تہانہ دار کو قید کر لیا - اور سیدہا سبز محل کو آگے بڑہا - ابہی تک کامل خان کو یہ بہی خبر نہ تہی کہ یہ کس کی تحریک سے ہوا ہے وہ سنتے ہی نہایت مضطر ہوا اور گہبرا کر چاندبی بی کے پاس پناہ لینے کو حرم مین گہسا - ایک خواجہ سرا اوس کا دوست تہا اوس نے کہا مت کٹ گئی ہے چاندبی بی - نے تو کشور خان کو اشتعالک ہی دی ہے کیا موت آئی ہے جو اوس کے پاس جاتا ہے - یہ سنکر کامل خان لوٹ پڑا اور قلعہ سے باہر نکلنے کی تجویز کی - اور قلعہ کی دیوار پر چڑہکر خندق کے پانی مین کود پڑا اور پیر کر کنارہ پر نکل آیا -

اور اپنے مکان کو جو شہر کے باہر تھا شہر مین ہو کر چلا۔ اوس وقت اوسے کسی نے نہ پہچانا یہانتک کہ شہر کے حصار کے پاس آگیا۔ دروازہ شہر پناہ یارون نے پہلے ہی بند کر لیا تھا۔ اس لیے شہر پناہ پر چڑہا جس کا بارہ گز ارتفاع ہے اور اپنی پگڑی اور پٹکے اور اوڑہنے کی شال کو باندہا اور دیوار کے ایک کنگرہ مین باندہ کر نیچے لٹک گیا اور اپنے گہر پہونچ گیا۔ خدا کی قدرت ہزارون آدمی راستہ مین ملے مگر کسی نے اوسے اس درمیان مین نہ پہچانا۔ اب اوس نے نقد اور جواہر جو کچہ ممکن تہے وہ لیے اور فوراً لباس بدلکر آٹھ سات آدمی کے ساتھ مکان سے احمد نگر کو کوچ کر دیا۔ حاجی کشور خان وغیرہ دشمنون کو کامل خان کے اس فرار کا خیال بھی نہ تھا۔ وہ اوسے سبز محل ہی مین ڈہونڈتے رہے۔ اور ایک گھنٹہ کے قریب ادہر اودہر قلعہ مین تلاش کیا کیے جب معلوم ہوا کہ کامل خان نہ صرف قلعہ سے نکل گیا بلکہ حصار شہر سے باہر جا کر اپنے گہر پہونچ گیا تو اوس نے کامل خان کی گرفتاری کے لیے سپاہی روانہ کیے ابہی کامل خان دو کوس ہی نہ گیا تہا کہ حاجی کشور خان کے آدمیون نے اوسے جا پکڑا۔ اور اس خیال سے کہ کہین اوس کے رفیق نہ آجائین اور اوسے چہڑا نہ لین اوسی وقت اوسے قتل کر دیا۔ اور تمام مال و اسباب اوس کا لوٹ لیا۔ کہتے ہین کہ کامل خان یہان اپنے چند آدمیون کو لیکر خوب لڑا۔ اور جب زخمی ہو کر گر پڑا اور ایک شخص شیر بچہ اوس کا سر کاٹنے کو گیا۔ تو اوسپر ایک تلوار کا ہاتھ ایسا مارا کہ ذرہ کٹکر سینہ تک پہونچ گیا۔ باقی اور طاقت نہ پڑی اور شیر بچہ نے اوس کا سر کاٹ لیا۔ کامل خان کی حکومت صرف دو مہینے دس روز رہی۔ اس کی حکومت کی ایسی تہوڑی مدت ہوئی ہے کہ کسی طرح کی رائے قایم کرنا نہایت مشکل ہے گو اس پر مورخین نے تغلب سلطنت کا الزام لگایا ہے لیکن اسکے کامون سے صرف اتنا ہی مترشح ہوتا ہے کہ وہ خزانہ کا روپیہ جو مفت خورون کو دیا جاتا تہا اوسکو روکنا چاہتا تہا اور اوس کا یہ مقصود نہ تہا کہ ابراہیم کو کوئی نقصان پہونچائے

۵۶۔حاجی کشور خان کا وکیل سلطنت مقرر ہونا۔

اب منصب وکالت کا پھر جھگڑا اوٹھا کشور خان و مرتضی خان انجو اور اوس کا بھائی شاہ قاسم اور غالب خان سرنوبت اور معتبر خان چار پانچ آدمی اوس کے دمویدار تھے۔ رات بھر تمام عمائد و اکابر بادشاہی دولت خانہ مین گفتگوئین اور بحثین کرتے رہے نین چار روز تک کچھ طے نہین ہوا۔ اور یہانتک نوبت پہونچ گئی کہ گشت وخون ہونا شروع ہوجاے افضل خان سب سے الگ اپنے گھر مین چپ چاپ بیٹھا ہوا مگر سب کی خبرین لگائے ہوئے تھا۔ پانچوین دن رات کے وقت کشور خان چپکے سے افضل خان کے پاس آیا اور کہا کہ آپ میرے اُستاد ہین اور مین آپکا شاگرد ہون آپ کچھ میری مدد کیجئے ورنہ میرا کام بنا بنایا بگڑا جاتا ہے۔ افضل خان نے اس باب مین دست اندازی سے انکار کیا کشور خان نے کہا کہ اگر آپ مدد نہین کرتے تو اَب خونریزی ہوگی اور صدہا ہزارہا آدمی مارے جائینگے تب کچھ تصفیہ ہوگا۔ اگر خدا کی خلق پر آپ مہربانی کرین اور سلطنت کی خیر خواہی منظور ہو کہ جبکا آپ نے نمک کہایا ہے تو مجھے مدد دیکر اس جھگڑے کا تصفیہ کرا دیجئے لاچار افضل خان نے اوس کے ساتھ اتفاق کرلیا۔ جب پھر محفل منعقد ہوئی تو عین بحث کے وقت کشور خان نے غالب خان سے باواز بلند کہا کہ جو معاملہ طے ہوچکا ہے اوس پر عمل کیا جاے غالب خان اوٹھا اور مرتضی خان اور اوس کے بھائی شاہ قاسم کو مجلس سے ایک طرف کچھ راز کی باتین کرنے کو لے گیا اور وہان پکڑ کر روک لیا۔ اور دو تین روز کے بعد قلعہ مین قید کردیا اور معتبر خان کو اوس کے بیٹون سمیت نکالدیا۔ اور وہ اکبر بادشاہ ہندوستان کے پاس چلا گیا۔ اب مجلس سے ایک گوشہ مین کشور خان افضل خان کو لے گیا اور کہا کہ یہہ سب لوگ جو قید کئے گئے اور نکالے گئے ان کا یہ ارادہ تھا۔ کہ ابراہیم اور اوسکی مان کو مکہ معظمہ کو بھیجدین اور شاہ فتح اللہ کو قلعہ مین قید کردین

اور تمہین قتل کرڈالین یا اندہا کردین - اور رفیع الدین سے حساب کتاب کا مواخذہ کرین -
اور پسر میان علی کو جو اسمعیل عادل خان کا برادرزادہ ہے اور بندر گوا مین پیدا ہوا ہے اور جو
اسوقت بیجاپور مین موجود ہے بادشاہ بنادین اور مرتضی خان انجو اوس کا پیشوا ہو اور مین اور
شاہ قاسم وزیر مقرر کیے جائین - یہ مجھکو منظور نہ تہا کہ مین ایسی نمکحرامی کردون اور خیر خواہان
سلطنت کو تباہ و برباد ہونے دون - اور پہر مجھے بہی یہ لوگ کامل خان کے پاس پہونچا دین
آپ میری مدد کیجئے اور سلطنت کے کاروبار کو سنبہالیے - افضل خان نے پہلے تو انکار کیا -
مگر پہر سوچ کر کہ ایسا نہین کشور خان سے رنج ہوجائے جس سے کوئی اور آفت آئے راضی
ہوگیا - حاجی کشور خان وکیل سلطنت ہوا - اور اور امرا اور ارا کین مناسب مناصب پر مقرر ہوئے

۵۷ - صلابت خان اور نظام شاہی سلطنت کا امن چین اور صلابت خان کا اسلامی سکہ کو جاری کرنا -

جب صاحب خان مارا گیا تو صلابت خان احمد نگر مین بے کھٹکے
مالک ہوگیا - اور اب کوئی اوس کا معاند و معارض نرہا - اور
سلطنت کی تمام مہمات اوسی کی راے سے انجام پانے
لگین - اس کے زمانہ مین دو تین مرتبہ اکبر بادشاہ کے ایلچی آئے - اور اون کی اچھی تعظیم و تواضع
کی گئی اور وہ یہان سے خوش ہوکر واپس گئے - یہ شخص بڑا منتظم تہا - ملک کا ایسا اچھا بندوبست
کیا تہا کہ سلطان محمد شاہ اول بہمنی کے بعد ملک مرہٹ مین کبہی ایسا امن چین نہین ہوا تھا
جیسا کہ اس کے وقت مین ہوگیا تہا - چور اور قطاع الطریق عنقا کی طرح معدوم تہے - خواجہ نعمت اللہ
مہرانی و خواجہ عنایت اللہ وغیرہ کو سپاہ دیکر ضلع اسی کام پر متعین کیا تہا - کہ تمام ممالک محروسہ
مین پہرتے رہین اور گشت کیا کرین اور جہان کہین کوئی چور ملے اور ایک حبہ کی چوری بہی
اوس پر ثابت ہوجائے تو فوراً اوسے قتل کردین - گو بظاہر یہ حکم بڑا سخت ہے مگر اوس زمانہ کی
طرز حکومت کے لحاظ سے جب کہ جیلخانون کا کامل بندوبست نہ تہا اور چوری کرنے کے لیے کسی کا

قتل کوئی بڑی بات نہ سمجھی جاتی تھی چوروں کو قتل کرنا ایسا بُرا نہین تہا کہ جیسا اس وقت بُرا معلوم ہوتا ہے۔ اور بغیر اس کے چوروں کا انتظام بہی قریب قریب غیر ممکن تہا۔ اس انتظام کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک مین زراعت اور تجارت کو بڑی رونق ہوگئی باغات کی وہ کثرت تہی کہ کوسون تک جب نظر پڑتی تو باغات پر ہی پڑتی تھی۔ کہتے ہین کہ صلابت خان کے زمانہ مین پانچ لاکہہ صرف درخت آم اور املی کے سلطنت نظام شاہی مین زیادہ ہوگیے تہے۔ اسی پر اور درختون کا بہی قیاس کرنا چاہیئے۔ ایک باغ موسوم بہ فرح بخش جہانگیر خان نے نعمت خان سمنانی کی معرفت ۹۸۲ھ مین بنوایا تہا مگر مرتضی شاہ کو وہ عمارت پسند نہ آئی اس لیے صلابت خان کو حکم دیا کہ اوسے توڑ کر اور نقشہ کے بموجب عمارت بنائے۔ اگرچہ پہلے بہت روپیہ صرف ہوا تھا مگر اسکا خیال کچھہ نہوا۔ جب یہ باغ ۹۹۱ھ مین بکر تیار ہوا تو اوس وقت صلابت خان نے اوس مین بڑا جشن کیا۔ اس کے وقت مین یہان ارباب کمال بہی بکثرت جمع ہو گئے تہے ملا ملک قمی اور ملا محمد ظہری اسی صلابت خان کے تربیت یافتہ تہے۔ جو فارسی زبان کی شاعری مین نہایت مشہور و معروف ہین۔

محمد شاہ بہمنی کے زمانہ مین صرافون نے اسلامی سکہ مذہبی تعصب کی وجہ سے گلا ڈالا تھا۔ اس زمانہ مین یہ قصہ صلابت خان کے بہی گوش گذار کہین ہوگیا۔ اس پر صلابت خان نے چاہا کہ سلطنت نظام شاہی مین اسلامی سکہ کو رواج دے۔ اور ہندون کے سکہ کو دور کردے اس واسطے اوس نے جابجا ٹکسالین مقرر کین۔ اور ائمہ اثنا عشر کے نام کا سکہ مضروب کرایا۔ ایک طرف اوس پر مرتضی شاہ کا نام اور دوسری طرف ائمہ اثنا عشر کے نام تہے۔ مگر چونکہ سید مرتضی سردشکر برار سے اوس کی عداوت تہی۔ اوس نے علاقہ برار مین ضرب خانون کا کام نہ چلنے دیا۔ اور جب احمد نگر کے ہندو صرافون نے سنا تو انہین اپنے مذہبی تعصب مین دو مسلمانون

کی دشمنی سے اور مدد مل گئی اور اونہون نے وہ ہی کام شروع کر دیا - جو محمد شاہ بہمنی کے وقت مین کیا تہا - اور اپنے اپنے گہرون مین اسلامی سکہ کو گلانے لگے - صلابت خان کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اوس نے مجرمون کو بعد تحقیقات سزائین دین - مگر کچہ معتدبہ فائدہ مترتب نہ ہوا - اسی مین صلابت خان کی وکالت جاتی رہی - جس کا ذکر آیندہ آئے گا اور اوس کے بعد کسی نے اوس اسلامی سکہ کی پروانہ کی ہندوون نے اوسے بالکل گلاڈالا اور نام و نشان تک باقی نہ رکہا -

۵۸ - ابراہیم قطب شاہ کا امیر زنبیل کو بیجاپور پر گنات کاکن وغیرہ کا فتح کرنا

جب بیجاپور کے ان فسادون کی خبرین گرد و نواح مین پہیلین تو چارون طرف کے بادشاہ اوٹہہ کہڑے ہوے اور اونہون نے علاقہ بیجاپور کی فتح کا ارادہ کیا - سلطان قلی نے پرگنات کاکن و ناکاوی و قلعہ کلکور وغیرہ چند محالات پر اپنے زمانہ مین قبضہ کر لیا تہا - مگر سبحان قلی کے وقت مین یہ علاقہ عادل شاہی قبضہ مین چلا گیا تہا - اب ابراہیم قلی نے اس کی تسخیر کا ارادہ کیا اور امیر زنبیل کو سپہ سالار کر کے وہان بہیجا عالم خان کشور خان اور حیدر خان سرنوبت کو اوس کے ساتہہ کیا - اس وقت مین عادل شاہ کی طرف سے اس علاقہ پر ضیا دولت خان اور میان بدہو حاکم تہے - اونہون نے قطب شاہی فوج سے خوب مقابلہ کیا مگر شکست کہا کر بہاگ گئے اور یہ تمام علاقہ امیر زنبیل کے قبضہ مین آگیا - اسی زمانہ مین امیر زنبیل کو خبر ملی کہ ڈیڑہ سو ہاتی ساغر کے قلعہ سے بیجاپور کو جا رہے ہین - امیر زنبیل اون ہاتہیون کے چہیننے کے لیئے فوج لیکر دوڑا - کمین مخالفون کو بہی خبر مل گئی - وہ ہاتی تو لوٹا کر قلعہ مین لے گئے اور سید اشرف دوبر کی سردارون اور تین چار ہزار سوار سے محاربہ کو قلعہ سے باہر آیا - برکی فوج بہت ماری گئی اور سید اشرف گرفتار ہو گیا - چونکہ قلعہ نہایت مستحکم تہا اس لیے بعد ازان امیر زنبیل نے

شہر ساغر کو جلا کر خاک کر دیا - اور قلعہ کو چھوڑ کر ملکھیر اور ایتگیر کو جا گھیرا اور اون پر قبضہ کر لیا -

۵۹ - افضل خان کا امیر شاہ میر اور بہزاد الملک کو شکست دینا

۹۸۸ھ

اودہر صلابت خان نے مرتضی شاہ کو یہ سب حال سنایا اور یاد دلایا کہ علی عادل شاہ نے ہمارے مقابلہ مین علی برید شاہ کو مدد دی تھی اوس کا عوض اب لینا چاہیئے - اور اوس سے اجازت لیکر بہزاد الملک ایک چرکسی غلام کو سپہ سالار کیا - اور امیر الامرا سید مرتضی کو مع لشکر برار اور عادل خان بنکی و تہانی خان وغیرہ سردارون کو اوس کے ساتھ دیا اور پندرہ ہزار سوار کی بیڑ بہاڑ کی طرف لشکر احمد نگر سے چلا اودہر سے ابراہیم قطب شاہ نے بھی امیر شاہ میر کی سرداری مین نظام شاہیون کی امداد کو فوج بھیجی - یہ سب لشکر بھی حوالی شاہ درک مین پہونچ گیے حاجی کشور خان نے ابراہیم عادل شاہ سے اجازت حاصل کر کے افضل خان کو سپہ سالار بنایا - اور عین الملک کنعانی و خوندمیر و انکس خان وغیرہ امرائے حبشی کو جس مین اخلاص خان و دلاور خان و حمید خان بھی شامل تھے مدافعہ کے لیے بھیجا - جب افضل خان شاہ درک مین دشمن سے پانچ کوس کے فاصلہ پر پہونچا تو چند روز تک بے جنگ و جدال پڑا رہا - اور اپنی طاقت اور دشمن کی حالت کو دیکھتا رہا - جب یہ لوگ جو اوس کے ساتھ نامزد ہوئے تھے اپنی اپنی فوجین لیکر آ گیے - اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ سید مرتضی سر لشکر برار بہزاد الملک کی سپہ سالاری سے ناراض ہے اور وقت پر اوس کی امداد کرنے سے الگ ہو جائیگا - تو اول تو افضل خان نے ابراہیم قطب شاہ کی فوج پر حملہ کیا - اور اونہین شکست دیکر اون کے بہت سے ہاتی گھوڑے وغیرہ چھین لیے اسی عرصہ مین وہ عادل شاہی فوج بھی ان سے آملی جو علی برید شاہ کی مدد کے لیے بیدر کو پہلے بھیجی گئی تھی - اودہر سید مرتضی سر لشکر برار نے بہزاد الملک کی فوج سے آکر لڑائی مین دیدہ و دانستہ تاخیر کی - اور بہزاد الملک اپنی نوجوانی کے باعث غفلت مین شراب و کباب مین

مصروف رہا - اب موضع دارا سس مین جو شولاپور اور نلدرک کے بیچ مین ہے افضل خان اور بہزاد الملک سے مقابلہ ہوا - افضل خان نے اوسپر ایک ایسے وقت مین حملہ کیا کہ بہزاد الملک آرام کر رہا تھا فوج غافل پڑی ہوئی تھی بہزاد الملک کپڑے بھی نہ پہننے پایا کہ اوسے بھاگ کر سید مرتضی کے لشکر مین پناہ گیر ہونا پڑا ہاتی گھوڑے اور بہت سا سامان جنگ دشمنون نے چھین لیا - چونکہ علی برید شاہ کی نسبت صلابت خان کا خیال تہا کہ وہ عادل شاہ کو مدد دیگا - اس لیے اوس نے کچھ فوج بیدر کو بہیجدی تہی - اب افضل خان نے بیدر کا رخ کیا کہ علی برید شاہ کو محاصرہ سے نکالے - جب نظام شاہی فوج نے جو بیدر کے محاصرہ پر تہی بہزاد الملک کے شکست کی خبر سنی اور سنا کہ عادل شاہی فوج بیدر کو آرہی ہے تو وہ محاصرہ کو اوٹھا کر بہزاد الملک کے پاس کو چلدی - اور اس سب نظام شاہی فوج نے قلعہ دہارور مین جا کر پناہ لی - اب افضل خان کا ارادہ ہوا کہ اسی وقت دہارور پر بہی حملہ کیا جاے تاکہ مخالفون کی پست ہمتی اور شکستہ حالی سے جو اس وقت ہو رہی ہے فائدہ حاصل ہو اور اونہین کامل شکست ہو جاے - مگر یہان ایک اور جہگڑا پیدا ہو گیا - **قطعہ**

۶۰ - امرا کی کشور خان سے بدظنی اور اوس کا مصطفے خان کو قتل کرانا -	بدریا در مشو کہ امروز آشوب		جہان یک قطرہ بے طوفان ندارد
	بیا پان طے مکن کش ہر بن خار		کم از صد غول سر گردان ندارد

ابھی یہان یہ جہگڑا طے ہی نہین ہوا تہا - کہ وہان ایک اور فساد اوٹھ کہڑا ہوا جب اس فتح کا فتحنامہ بیجاپور مین پہونچا - تو کشور خان نے اس کی بڑی دہوم دہام کی اور شیرینی گاڑیون مین بہروا کر کوچہ و بازار مین تقسیم کرائی اور امراے فوج کو بادشاہ کے نام سے خلعت و انعامات بہیجے - مگر اسی کے ساتھ لشکر مین یہ خبرین بہی پہونچین کہ کشور خان قدیمی آدمیون کو نکال رہا ہے اور ہر مقام پر اپنے آدمیون کو بہرتا جاتا ہے اس سے امرا مین ایک ہل چل مچ گئی

اور اونہون نے دشمن کے مقابلہ سے اس وقت تامل کیا - شاہ درک مین جاکر پڑ گئے کہ دیکہین پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے - اسی مین کشور خان نے چاندبی بی سے بغیر پوچہے لشکر مین حکم بہیجا کہ اس وقت جو ہاتی لوٹ مین آئے ہین اونہین ہمارے پاس بہیجدو - ان ہاتہیون کی تعداد قریب سو کے تہی - اس کے سنتے ہی امرا کو پورا یقین ہوگیا - کہ کشور خان کا ارادہ کچہہ اور ہی ہے وہ ہمین خراب کردے گا - محفل مشورت خفیہ منعقد کی - بعض نے کہا چاندبی بی کو جس کی ہر کہ ومہ کے دل مین عظمت بیٹہی ہوئی تہی یہ لکہا جاے کہ مصطفی خان کو بنکاپور سے بولا کر وکیل السلطنت مقرر کرے - بعض نے کہا کہ اس وقت دشمن سامنے پڑا ہوا ہے ضرور ہے کہ پہلے اس کا تصفیہ ہولے - بعد ازان بیجاپور جاکر چاندبی بی کے اتفاق سے ہم خود اس کا بندوبست کرلینگے - لیکن یہ راز فاش ہوگیا - اور کشور خان کو یہ منصوبے معلوم ہوگئے - اوس نے دور اندیشی کی راہ سے مصطفے خان کا پہلے ہی بندوبست کیا - ایک شخص نورالدین محمد سید اور مشہد کا رہنے والا تہا اور مصطفی خان نے سفارش کرکے اوسے امارت کے درجہ کو پہونچایا تہا اور حوالی بنکاپور مین اوسے جاگیر دلوائی تہی مگر یہ سید احسان فراموش تہا - اور کشور خان سے ملا ہوا تہا - کشور خان کے پاس شاہی مہر رہا کرتی تہی اوس نے چاندبی بی سے چہپا کر ایک فرمان نورالدین محمد کے نام لکہا اور شاہی مہر لگا کر اوسے ایک شخص محمد امین غریب زادہ کو دیا - کہ وہ نورالدین محمد کے پاس لیجاے - اس فرمان مین لکہا تہا کہ اگر تو مصطفے خان کو قتل کرڈالے تو تجہے اوس کی جاگیر دیدیجائیگی - نورالدین محمد اس حکم کے دیکہتے ہی بہت خوش ہوا اور محمد امین کو قلعہ بنکاپور مین بہیجدیا - اور وہان کے نائک واڑیون کو جو اکثر زمندو تہے لکہہ بہیجا کہ مصطفے خان کا ارادہ ہے کہ تمہین قتل کرڈالے اور قلعہ کر نائک کو دیدے چاہیئے کہ تم اوس کا پہلے ہی کام تمام کردو کہ ارسے تمہارے قتل کی فرصت نہ ملے - اس حسن خدمت پر تمہارے

مناصب اور جاگیرات زیادہ کیے جائینگے۔ ہندو تو ایسے دغا و فساد کے معاملات کو جی جان سے پسند کرتے ہین وہ سب محمد امین کے حامی ہوگیے۔ شام کے وقت محمد امین قلعہ مین پہونچا اور کہا کہ مین مصطفے خان کے نام بیجاپور سے شاہی فرمان لایا ہون۔ مصطفے خان نے اوسے قلعہ مین بولا لیا۔ اور اچھی طرح ٹھیرایا۔ مگر محمد امین نے کہا کہ اب تو رات ہوگئی ہے صبح فرمان دکھاؤنگا۔ صبح کو مصطفے خان اوٹھا اور وضو کرکے سب دستور نماز پڑھکر وظائف واوراد مین مشغول ہوگیا۔ محمد امین چپکے سے اوس کے پاس گیا۔ کسی کو کیا خیال تہا کہ یہ ملک الموت اوس کی جان لینے کو جاتا ہے پہرہ والون نے کچھ منع نہ کیا۔ یہ پیچھے سے گیا اور کمان کی زہ کو مصطفی خان کی گردن مین ڈالکر ایسا کھینچا کہ تڑپ تڑپ کر عین عبادت کے وقت اوس بے گناہ کا دم نکل گیا۔ ایک روایت مین اس واقعہ کو دوسری طرح لکھا ہے کہتے ہین کہ کشور خان نے پانچ چھ امیرون کو فوج دیکر مصطفے خان کے قتل کو بھیجا مصطفے خان اور ان امرا کے درمیان کئی لڑائیان ہوئین۔ آخر مصطفے خان شکست کہاکر کسی ہندو کے پاس پناہ لینے کو گیا۔ ہندوون نے اس خیال سے کہ کہین کشور خان کے امیر قلعہ مین نہ گھس آئین دروازہ تو نہ کہولا مگر مصطفے خان کو رسی ڈالکر قلعہ کی دیوار سے اوپر کو کھینچا۔ کہ اسی مین کشور خان کے آدمی پہونچ گیے۔ اور اونہون نے مصطفے خان کی ٹانگ پکڑکر نیچے کو کھینچ لیا۔ اور قلعہ بنگالور مین لاکر پہلے تو قید کیا پہر مار ڈالا۔ لیکن پہلی روایت زیادہ تر قرین قیاس ہے۔

۱۰۔ مصطفے خان ارزانی کے حالات۔

مخلوق کو اس وقت مصطفے خان کے قتل کا بھی ایسا ہی افسوس ہوا جیسا کہ محمود کا ان بہمنی اور چنگیز خان نظام شاہی کا ہوا تہا اس کا اصلی نام سید کمال الدین حسین اردستانی تہا۔ پیسے اور ایرانی ہندوستان کو اس زمانہ مین

آیا کرتے تھے - اوسی طرح سے یہ بھی تلاش معاش مین یہان آیا - اور گھومتا گھماتا قطب شاہی عملداری مین چلا آیا ابراہیم قطب شاہ کا زمانہ تھا اوس نے ذی علم سمجھکر اسے نوکر رکھ لیا - اور اس کے حسن کارگذاری سے ایسا خوش ہوا کہ رفتہ رفتہ اوسے اپنا مدارالمہام کردیا - اور مصطفے خان خطاب دیدیا - ابتدا مین تو ابراہیم نے اس کو اپنا معتمد بنایا اور تمام کام اسی کے ہاتھ سے لینے لگا کہ جس سے اس نے بہت کچھ زر و مال پیدا کرلیا - مگر بعد مین اوس نے اپنے اختیارات کو اس کے ہاتھ مین بالکل دینا مناسب نہ سمجھا اور خود ہی کاروبار سلطنت کو اپنی راے سے انجام دینے لگا اور چاہا کہ اوسے معزول کرکے اوس کا مال و اسباب جو اوس نے بے انتہا جمع کرلیا تھا ضبط کرے کہ جس سے مصطفے خان کو اندیشہ پیدا ہوا اور اوس نے ارادہ کیا کہ کسی حیلہ سے بخیر و سلامت یہان سے نکل جاے کہ اسی مین رامراج کا جھگڑا پیش ہوگیا - مصطفے خان نے ابراہیم کو جہاد کے لیے مستعد کیا - اور جب مصطفے خان کی تحریک سے ابراہیم نے اوسے کامل اختیارات دیکر عادل شاہ کے پاس سفارت پر بھیجا - تو اوس نے ابراہیم قطب شاہ سے درخواست کی کہ جب آپ کو اس منصوبہ مین کامیابی ہوجاے تو مجھے مکہ معظمہ جانے کی اجازت دیدیجاے - اسے ابراہیم قطب شاہ نے منظور کرلیا - جب مسلمانون کو رامراج کے مقابلہ مین فتح ہوگئی تو مصطفے خان نے قلعہ کی کنجیان عادل شاہ کو بلا اجازت قطب شاہ دیدین اور حسین نظام شاہ اور ابراہیم قطب شاہ اوس سے سخت ناراض ہوگیے تہ مصطفی خان نے اپنے نکلنے کیلئے کشور خان پیشواے علی عادل شاہ اور مولانا عنایت اللہ پیشواے حسین نظام شاہ سے مدد مانگی - اور اگرچہ حسین نظام شاہ کے دباو سے ابراہیم قطب شاہ کا ارادہ تھا کہ مصطفے خان کو گولکنڈہ لیجاکر اوسکی سزا دے مگران دونو پیشواؤن کے دباؤ سے قطب شاہ کو کچھ نہ بن پڑی اور مصطفے خان

کو اسی جگہہ مکہ معظمہ جانے کی اجازت دینا پڑی - اور اوس کے عیال و اطفال کو چھوڑنا پڑا
اِس کی اوس دولت کا قیاس جو اوس نے گولکنڈہ مین جمع کی تہی اس سے خیال مین آتا ہے
کہ اوس کا اسباب آٹھ ہزار بیلون اور بارہ ہزار آدمیون پر لدکر گولکنڈہ سے کلبرکہ کو گیا تھا۔
بعدازان اس ضدین آکر ابراہیم قطب شاہ نے اوس کا مکان مسمار کرادیا - اور علی عادل شاہ
نے اوسے بولا کر اپنے یہان رکہہ لیا - اور ۲۲ ہزار سوار اوس کے ماتحتی مین دیدے -
اس کے پاس خزانہ اور اسباب اسقدر تہا کہ بڑے بڑے بادشاہون کے پاس کمتر ہوگا
اوس کے پاس صفہ ۱۸۰ جہاز تہے جو بحر ہند مین عرب سے بنگالہ تک جاتے تھے -
سلطان سلیمان والی روم اور شاہ طہماسپ والی ایران اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہندوستان
سے اور اوس سے خط و کتابت رہا کرتی تہی - یہ اونہین تحفہ تحائف بہیجا کرتا اور وہان سے
خلعت اسے آیا کرتے تہے کرناٹک کا ملک جو علی عادل شاہ کے زمانہ مین فتح ہوا وہ سب اسی
کے باعث سے ہوا تہا - اس نے کرناٹک کا نہایت عمدہ انتظام کیا تہا - اور دکن کے اور
دوسری سلطنتون کے برابر اوس ملک سے یہ روپیہ وصول کرتا تہا - مگر بڑا متکبر تہا اور
ادنی قصور پر سخت سزا دیتا تہا - کہتے ہین کہ اوس کا کوئی حکیم کسیقدر مومیائی با ہر رکہکر بہول
گیا اور فراشون اور اہل مطبخ نے اوسے پالیا اور باہم تقسیم کرلیا - جب اوس کی تحقیقات
ہوئی تو ۲۲ - آدمیون پر اوس کی چوری ثابت ہوئی - مصطفے خان نے اون سب کو اتنا پٹوایا کہ بہر
لوگ مر گیے - دکن مین ساٹھ برس رہا اور اس کے مطبخ مین ایک چینی کا برتن نہ ہوتا - جب
کبھی کوئی برتن ٹوٹ جاتا تو توڑنے والا اپنے جیب خاص سے مول لیکر حاضر کرتا تہا -
باقی جو حال اوس کا ہے وہ تم سب علی عادل شاہ کے عہد حکومت مین پڑہ آئے ہو -
اعادہ کی ضرورت نہین ہے -

۶۲- کشور خان کا چاندبی بی کو قید کرنا۔

چاندبی بی محبان اہل بیت سے تھی اس لیے بظاہر اوس نے سید مصطفے خان کے قتل سے بہت بُرا مانا۔ مگر درحقیقت چاندبی بی چاہتی تھی کہ اپنی مان خونزہ ہمایون کی طرح ابراہیم کو اپنے پاس رکھکر خود حکومت کرے اس واسطے جب مصطفی خان کے قتل کی خبر آئی تو چاندبی بی نے کشور خان کو علانیہ برا بھلا کہا۔ اور امرا کو کشور خان کے دفعیہ کی ترغیب و تحریض دی۔ جب کشور خان نے یہ سنا تو اوس نے چند روز توقف کرکے چاندبی بی پر یہ تہمت لگائی کہ وہ بیجاپور کی خبرین اپنے بھائی مرتضی نظام شاہ کو بھیجتی ہے اس بہانہ سے اوس نے چاندبی بی کو قلعہ ستارہ مین بھیجنے کے لیے بولایا اور جب وہ نہ آئی تو خدلوم حرم سے کہا کہ اوسے زبردستی نکال لائین۔ مگر اس حکم کی تعمیل نہ ہوئی اس لیے اوس نے اپنے آدمی بھیجکر بذلت تمام حرم سے اوسے نکلوایا۔ اور علی الاعلان اوسے ستارہ کو قید رہنے کے لیے بھیجدیا۔ اوس کے ساتھ کی کنیزون کو بیلون پر سوار کرا کر جب شہر سے نکالا تو وہ سروپا برہنہ تھین اور سربازار کشور خان کو کوستی اور روتی پیٹتی جاتی تھین عورتون کی گریہ وزاری سے شہر مین ایک تہلکہ مچ گیا۔ اور ہر کسی کے دل مین کشور خان سے نفرت پیدا ہوگئی۔ ممکن تھا کہ کشور خان یہ کام رات کے وقت کرسکتا تھا مگر اوس سے یہ بڑی غلطی ہوئی کہ اوس نے ایسا دن کہ کیا۔ علاوہ برین اس نے اون کنیزون کو حرم سے نکالدیا جو صرف عیاشی کے لیے علی عادل شاہ کے زمانہ مین جمع کی گئی تھین اور اون کو حکم دیدیا کہ جس سے چاہین نکاح کرلین۔ اس کو بھی مخلوق نے خلاف ادب سمجھا کہ بادشاہی عورتون کو ایسی اجازت دیدی گئی۔ پھر ایک روز سلطان ابراہیم کو خزانہ مین لیکر گیا اور چند جواہر اوس کی مان کے پاس بھیجدیے اوس کی مان بڑی بیگم صاحبہ کہلاتی تھی اوس نے بھی بُرا مانا کہ مجھے تحفہ میرے درجہ کے لایق نہ بھیجا۔ ابراہیم نے اپنی مان سے اس وقت

اپنے تئی سے دس سال کی عمر مین کیا اچھی بات کہی کہ جس سے اوس کی سراسر دانشمندی ٹپکتی ہے۔ اوس نے کہا کہ آپ کا غصہ بیجا ہے اگر یہ سلطنت ہماری ہے تو تھوڑی بہت کا کیا خیال ہے۔ سب ہمارا ہی تو ہے اور اگر سلطنت ہماری نہین ہے تو یہ بھی ہمارے پاس کون چھوڑ لیگا۔ صبر کرو اور ایسی باتین نہ کرو۔

۹۸۸ھ

۶۳۔ امرائے حبوش کی خروج سے کشور خان کا فرار اور قتل۔

جب مصطفے خان اور چاند بی بی سے کشور خان کو فراغت حاصل ہوگئی تو اب اوس نے لشکر برقا بو کرنے کا بندوبست کیا۔ میان بدھو دکھنی ایک شخص بادشاہی امراسے تھا اور کشور خان کا رفیق تھا اوسے کشور خان نے امرائے سرحد کا سرلشکر بنایا۔ اور اثنا نہ سپہ سالاری دیکر شاہ درگ کو روانہ کیا۔ جب امرائے دکھنی اور حبشی نے خبر سنی تو یہ لوگ میان بدھو کے استقبال کو آئے۔ اور بڑی تعظیم و تواضع کی میان بدھو نے عین الملک کنغانی اور آنکس خان کو گانٹھ لیا۔ اور کشور خان کی طرف سے اونہین راضی کر لیا۔ مگر حبشی راضی نہین ہوئے۔ اس لیے کشور خان نے اوسے ایک حکم شاہی بھیجا۔ کہ امرائے حبوش چونکہ بادشاہ کی اطاعت اور لشکر مخالف کے دفع مین کوشش نہین کرتے چاہیئے کہ اونہین پکڑ کر شاہ درگ کے قلعہ مین قید کر دو۔ اور اون کے ہاتی وغیرہ بیجاپور کو روانہ کرو۔ میان بدھو نے چاہا کہ کسیطرح اخلاص خان اور حمید خان وغیرہ کو کسی دھوکہ سے گرفتار کرلے اور اپنی سپہ سالاری کے قیام کیواسطے اس مین بہت کچھ کوشش کی۔ مگر اس مین اتنی لیاقت نہ تھی کہ اپنے بھید کو چھپا سکتا حبشیون کو خبر ہوگئی کہ میان بدھو کا یہ منصوبہ ہے۔ اس لیے اونہون نے ایک مجلس منعقد کی۔ اور میان بدھو کو ہی گرفتار کر لیا۔ اخلاص خان نے مشہور کیا کہ بیجاپور سے اوس کے بیٹا پیدا ہونے کی خبر آئی ہے اور ایک جشن کی تجویز کی اور میان بدھو کو بوجہ عزت سپہ سالاری کچھ ہاتی گھوڑے وغیرہ نذر

کرنے کے واسطے ضیافت کے بہانہ سے بولایا۔ جب وہ چند مخصوصون کے ساتھہ اخلاص خان کے گھر گیا تو دس نے اوس کے پاؤن مین آہنی زنجیرین ڈالدین اور اوس کا تمام اثاثہ سپہ سالاری چھین لیا۔ اور کشور خان کے بیٹے کمال خان سرنوبت اور کشور خان کے بھائی مغل خان سرخیل کو بھی گرفتار کرلیا اور ان سب کو قلعہ شاہ درگ مین قید کردیا۔ اور اوسی روز شاہ درگ سے بیجاپور کو چل کھڑا ہوا۔ سب لشکر مین ایک تہلکہ پڑگیا۔ عین الملک اور آنکس خان وغیرہ امرا اپنی اپنی جاگیرون کو چلدئے۔ ادہر کشور خان اس حال کو سنتے ہی گھبرایا۔ مگر بظاہر مقابلہ کا تہیہ کیا اور خفیہ اپنے دوستون کو بلا کر صلاح لی۔ بعض کی راے ہوئی کہ افضل خان کی تحریک سے امراے حبوش روٹھے ہین چاہیئے کہ اوس کے بھائی رفیع الدین کو آپ پکڑ کر تنگ کیجئے۔ بعض نے کہا کہ تنگ کرنے کے بجاے اوسے منت سماجت سے راضی کیا جاے۔ اور اوس کی معرفت افضل خان کو رضامند کرکے فتنہ فرو کیا جاے کشور خان نے اسی شق کو پسند کیا۔ اور رفیع الدین کی بہت خوشامد کی اور کچھہ شرطون پر رضامندی بھی حاصل کرلی مگر اخیر نتیجہ کچھہ نہ نکلا۔ اب کشور خان نے بادشاہ کو ضیافت کے بہانہ اپنے مکان پر لیجاکر بڑا جشن کیا تاکہ مخلوق کی نگاہون مین کچھہ وقر ہوجاے مگر مفید نہوا۔ جب بیجاپور کے کوچہ و بازار مین نکلتا تو عورات اور ادنی ادنی درجہ کے آدمی اوس پر لعنت و ملامت کرتے اور کہتے کہ یہ وہی پلید ہے کہ جس نے سید مصطفے خان آل رسول کو قتل کیا اور چاندبی بی زوجہ علی عادل شاہ کو اس رسوائی کے ساتھ قید مین ڈالا۔ کشور خان ان باتون کو اپنے کانون سے سنتا اور بجز خاموشی کے اور کچھہ نکر سکتا تھا۔ وہ جان گیا تھا کہ مخلوق کو مجھہ سے نفرت ہوگئی ہے۔ جب امراے حبش بیجاپور سے ایک منزل رہ گیے تو کشور خان نے جواہرات کے دو تومبر صندوق لیے اور روپیہ جسقدر ہوسکا اور کاس خان کی مرواریدکی

تسبیح بھی لی جس کی قیمت دو لاکھ ہون خیال کیجاتی تھی اور بادشاہ کو شکار کے بہانہ سے شہر کے باہر لے گیا۔ اور کلانع باغ کے قریب ایک ساعت تک توقف کرکے گرمی کے بہانہ سے بادشاہ کو تو لوٹا دیا اور آپ شاہپور کی سیر کے حیلہ سے ٹھیر گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا ارادہ بادشاہ کو اپنے قبضہ مین رکھنے کا تھا۔ مگر پھر کچھ اوس نے اپنے ضعف پر خیال کرکے اوسے بے سود سمجھا جب بادشاہ لوٹ آیا۔ تو کشور خان اپنے چار سو خاص سوارون سے زن و فرزند کو چھوڑ شکار کرتا ہوا احمد نگر کو چلا گیا۔ احمد نگر کے امرا اور رعایا بھی اوس سے ناراض ہو رہے تھے کیونکہ چاند بی بی اون کے بادشاہ کی بہن تھی اور اوسے کشور خان نے قید کیا تھا اس واسطے کشور خان نے وہان قیام مناسب نہ سمجھا اور گولکنڈہ کا ارادہ کیا۔ جب وہ گولکنڈہ مین آیا تو یہان ایک اردستانی مصطفے خان کے کسی متعلق نے اوسے قتل کردیا بیجاپور مین کشور خان کی حکومت کا زمانہ صفر چار مہینے دس روز رہے اس کے کام تو لیاقت سے خالی نہ تھے اگر یہ عوام کا منہ بند کردیتا اور اون کو مار مور کروا دیتا نہ مچانے دیتا تو غالباً اس کے رعب مین فرق نہ آتا۔ عورتون کی ہول پکار سے تمام مخلوق کو اوس سے نفرت ہوگئی اور اوس نے اون پر بیجا رحم کیا جس سے اوس کی بات بنی بنائی بگڑ گئی۔

۶۴۔ اخلاص خان کا وکیل السلطنت ہوکر نیک و بد کا انتظام کرنا۔

جب امرائے ثلثہ جو بوش اخلاص خان و دلاور خان و حمید خان کو کشور خان کے فرار کی خبر پہونچی تو بے دغدغہ بیجاپور مین چلے آئے۔ اور اخلاص خان نے وکیل السلطنت کا عہدہ لے لیا۔ اور چاند بی بی کو ستارہ سے بلاکر بادشاہ کی تعلیم و تربیت حسب دستور سابق اوس کے سپرد کردی اور چاند بی بی کی رائے کے بموجب افضل خان کو علی عادل شاہ کے عہد کے موافق پیشوا مقرر کیا۔ اور راسو پنڈت برہمن کو جو افضل خان کا دوست تھا مستوفی الممالک کی خدمت دی۔ چونکہ شاہی مہر کشور خان

کے ساتھ چلی گئی تھی اس لیے فرامین پر مہر ثبت کرنے کے لیے بحث پیش ہوئی۔ علی عادل شاہ کے پاس ایک عقیق یمنی کی انگوٹھی تھی اوسپر اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کندہ کیا ہوا تھا۔ رفیع الدین نے وہ علی عادل شاہ کے خون مین ڈوبی ہوئی لاکر دی اوسی سے چند روز کام لیا گیا بعد مین جب کشور خان کا غلام گولکنڈہ سے لوٹ آیا تو شاہی مہر بھی لیتا آیا اور پھر اوس سے حسب دستور کام لیا گیا۔ اخلاص خان نے چاندبی بی اور افضل خان کو اپنے اپنے کام پر اس لیے بحال کیا تھا کہ کشور خان کے حق مین جو مخلوق نے طعن و تشنیع مین زبان کھولی ہے اوس سے اوسے نجات ملجاے۔ مگر ان لوگون کے عروج سے اوسے کامل خان اور کشور خان سے بھی زیادہ اندیشہ تھا۔ کامل خان اور کشور خان تو امراے غریب سے تھے جو سلطنت کے تمام عہدہ ہاے جلیلہ کے مالک تھے مگر اخلاص خان حبشی تھا اوس کے دوست صرف دکنی حبشی تھے۔ دکنی گو بکثرت تھے مگر ذلیل سے تھے حبشی بھی تھوڑے تھے اور اون مین بھی اتفاق نہ تھا چاندبی بی نے اختیار پاتے ہی امراے غریب پر توجہ کرنا شروع کی۔ اخلاص خان کو کھٹکا ہوا۔ اور اوس نے اپنے دشمنون کو قتل کرنا شروع کیا مگر حماقت سے اول اوس نے کشور خان کے پس ماندون پر غصہ نکالا۔ کشور خان کے یاقوت نام حبشی غلام کو جو ابراہیم کی خدمت مین رہتا تھا مار ڈالا اور اوس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے شہر کے ہر دروازہ پر ایک ایک ٹکڑا بھیجدیا۔ اور ٹنگوا دیا۔ اور اوس کے بہت سے ہوا خواہون کو ٹھکانے لگا دیا۔ پھر حکم دیا کہ کشور خان کی عورتون کو بھنگی چمارون کو دیدیا جاے کیونکہ کشور خان نے شاہی حرم کی عورتون کو اور آدمیون کو دیدیا تھا۔ شہر والون کو یہ بہت برا معلوم ہوا۔ رفیع الدین نے غصہ مین آکر اوس سے کہا کہ کشور خان نے جو کام کیا تھا وہ شرع اور تہذیب کے خلاف نہ تھا۔ جو حرم کی کنیزین جمع ہوگئی تھین اون کا اوس نے حرم مین بلا ضرورت رہنا مناسب نہ سمجھکر اصیل اور شریف آدمیون سے نکاح کر دیا تھا اور اوس پر بھی

وہ بدنام ہوا تہا یہ تو بالکل انسانیت کے خلاف ہے کہ اوس کی بے گناہ عورتون کو ایسا ذلیل اور رسوا کیا جائے - اس پر بڑی بحث ہوئی آخر کو ان عورتون کو رفیع الدین نے کچھ تو اپنے گہرون کو بجوا دیا اور کچھ کنیزین وغیرہ شاہی حرم کے خادمون مین شامل کر دی گئین - اخلاص خان نے سردار منجن خان کشور خان بزرگ کے چہوٹے بیٹے کی آنکہین نکالنے کا بہی حکم دیا تہا مگر رفیع الدین نے اس کی تعمیل بہی نہ ہونے دی - رفیع الدین کی خبر اخلاص خان نے ابہی اس سبب سے نہین لی کہ اوس کا بہائی افضل خان ایک بڑی فوج کا مالک تہا - جب تک اوسکا پہلے بندوبست نہو تا تب تک رفیع الدین کا بندوبست کرنا مناسب نہ تہا - سوائے اسکے رفیع الدین کوئی فوجی آدمی نہ تہا - اس وجہ سے بہی اوس سے پرخاش زیادہ ضروری نہ تہی

۶۵ - محمد امین کا خطا در شاہ ابوالحسن و مرتضی انجو وغیرہ کی خلاصی ۹۸۸ھ

اس زمانہ مین عبدالمومن مغل زادہ کا جسے کشور خان نے محمد امین خان کا خطاب دیکر مصطفے خان کے قتل کے لیے بہیجا تہا کرناٹک سے کشور خان کے نام ایک خط آیا کہ جس مین لکہا تہا مین بنکاپور کے کام سے تو فارغ ہو گیا اب بلگانون کو جاتا ہون پہر وہان سے پنالہ جاؤنگا - اور جب وہان کا کام بہی ہو جائے گا تو حاضر ہونگا - اخلاص خان نے پوچہا کہ اس کا کیا مطلب ہے کشور خان نے امین خان کو کس کام کے لیے بہیجا ہے - رفیع الدین کو بہی یہ حال معلوم نہ تہا - مگر اوس نے کہا کہ قیاساً اس کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ محمد امین اون لوگون کے قتل کے لیے مامور ہوا ہے جو یہان موجود ہین - مصطفے خان کو بنکاپور مین اوس نے قتل کر دیا اور بلگانون مین ابوالحسن اور اوس کا بہائی رفیع الدین حسین ہین وہ اونہین قتل کرنے کو جاتا ہے اور بعد ازان پرنالہ مین مرتضی خان انجو اور اوسکا بہائی شاہ قاسم ہے وہ پہر اونہین قتل کرنے کو جاے گا - حضار مجلس نے اسکی راے کی تصدیق کی اس لیے سب کو ان باقی ماندون کے بچانے کی فکر ہوئی مگر

بہت جلد یہ خبر آئی کہ محمد امین خان جب مصطفے خان کو قتل کر کے انوار الدین محمد کے پاس آیا۔ تو وہان ایک حبشی خداوند خان نام نے اوسے قتل کر دیا۔ بعد ازان اخلاص خان نے حکم بھیجکر ابوالحسن و رفیع الدین پسران شاہ طاہر اور سید مرتضی انجو اور اوس کے بھائی شاہ قاسم کو بلگانون اور پرنالہ سے بولالیا۔

۶۶- افضل خان کا قتل ۹۸۸ھ

اسی زمانہ مین افضل خان بھی اپنے لشکر کی قلت کے باعث نظام شاہی اور قطب شاہی فوجون کے سامنے سے ہٹ کر بیجاپور کو چلا آیا۔ اس کا سبب یہ تھا۔ توڑ جوڑ لگانے کی لیاقت نہ تھی مگر چونکہ صاحب فوج تھا اور چاند بی بی کی اسپر بڑی توجہ تھی۔ اخلاص خان کو اس سے اندیشہ پیدا ہوا۔ اور بادشاہ کے نام سے امام الملک ایک محلدار کو بھیجکر اوسے بولایا۔ اور جبھی کہ وہ اپنے مکان سے چلا تو چند قدم آگے نکلکر اخلاص خان کے آدمیون نے اوسے روک لیا اور قید کر دیا۔ اصل مین شیعون کا مذہب اچھی طرح اوسے وقت ہوا کرتا ہے جس وقت کہ ان سنیون سے کسی موقع پر ضد و نفسانیت ہو جاتی ہے جب یہ نفسانیت جاتی رہتی ہے تو پھر ان کا شور و غل جو اصل مذہب ہے ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ کبھی کبھی یہ خود اور اکثر ان کی اولاد سنی ہو جاتی ہے۔ اس دکن کا بھی ایسا ہی حال تھا۔ علی عادل شاہ کی شروع عملداری مین ان کا مذہب خوب زور شور پر تھا مگر اس سے چند روز کے بعد کچھ تو ضد و نفسانیت کے رفع ہونے سے اور کچھ تقیہ اور کچھ سنیون کے میل جول کے باعث ڈھیلا پڑ گیا تھا اور بہت سے دکنی حبشی جو سنی تھے دربار رس ہو گئے تھے اور گو سنی درباری اور بیجاپور کے کارکنون مین سے سب ادنی و اعلی ایک ہزار سے زیادہ نہ تھے مگر جماعت کی قلت کے باعث مذہبی طور پر ان حبشی اور دکنیون مین خوب اتفاق تھا۔ اب اخلاص خان نے صلاح کی۔ کہ افضل خان ایک ایسا شخص ہے کہ کامل خان اور کشو خان

جیسے شخص دونو اوسے مانتے تھے - اور اب تمام غریب اوس کو اپنا حامی اور بزرگ سمجھتے ہین جب تک اسے اور اس کے بھائی رفیع الدین کو قتل نہ کردین تب تک اندیشہ رفع نہین ہوسکتا ہے - اِس پر سب نے متفق ہوکر رفیع الدین کی گرفتاری کی بھی بادشاہ سے اجازت لی - اور مطبخ مین آدمی بھیجکر اوسے کہلا بھیجا کہ بادشاہ نے طلب کیا ہے - جب یہ گیا تو اس کے ہاتھ باندہ کر بادشاہ کے روبرو کیا - ابراہیم تو اوس سے اکثر باتین کیا کرتا تھا - اوس نے جب اوسکی یہ کیفیت دیکھی تو اوسے بڑا برا معلوم ہوا اور کرسی پر سے اوٹھ کھڑا ہوا اور چہرہ برادواسی چھاگئی - اخلاص خان نے اس وجہ سے اوسے اوسیوقت جیلخانہ کو بھجوادیا جب وہ جیلخانہ گیا تو اپنے بھائی افضل خان کو دیکھا کہ گلے مین طوق ہے ہاتھون مین ہتکڑیان اور پیرون مین بھاری بھاری بیڑیان پہنے ہوئے جکڑا بیٹھا ہے کہان وہ فروشکوہ سلطانی اور کہان یہ ذلت و تباہی دل لرز گیا - اسی مین لوہار سامنے آیا اور وہ ہی زیور رفیع الدین کو پہنا دیا - ایک ساعت نہ گذری تھی کہ ایک شخص آیا اور افضل خان سے کہا کہ چلو اوس نے کہا رضینا بقضاء اللہ اور اوٹھ کر حکم کی تعمیل کی جبھی باہر آیا کہ اوسے کاٹ کر پارہ پارہ کردیا - لاش دو روز تک بازار مین پڑی رہی - بعد ازان شاہ فتح اللہ شیرازی کے نوکرون نے اوٹھا کر دفن کردیا - اگرچہ رفیع الدین کے قتل کی بھی تجویز کی تھی مگر بعض آدمی بیچ مین آپڑے اور اوسکی جان بچ گئی - البتہ اسو پنڈت بھی افضل خان کی دوستی کے باعث مارا گیا -

۶۷ - عین الملک کا اخلاص خان ولاور خان وحمید خان کو گرفتار کرنا اور مقصود خان کے ذریعہ سے اون کا چھوٹ جانا -

اب منصب پیشوائی کا پر جھگڑا پڑا - شاہ ابوالحسن اور مرتضی خان انجو تو یہان موجود تھے اور چاہتے تھے کہ پیشوا ہوجائین - مگر حبشیون اور دکھنیون کو یہ منظور نہ تھا - اونہون نے اس سبب سے مرتضی خان انجو اور اوس کے بھائی شاہ ابوالقاسم اور نیز شاہ فتح اللہ شیرازی کو خارج البلد

کردیا - اور عین الملک کو اوس کی جاگیر سے منصب وکالت کے طمع سے بولایا - عین الملک اس وقت فوجی لحاظ سے سب بقیہ سرداروں مین بڑا سمجھا جاتا تھا - جب وہ بیجاپور کے قریب آیا تو امرا سے ثلثہ اخلاص خان دلاور خان اور حمید خان اوس کے استقبال کو گئے - مگر اوس نالایق نے ان دوستون کی دوستی کا اعتبار نہ کیا اور ان کی جماعت قلیل کو دیکھکر انہین گرفتار کرلیا - اور پیرون مین زنجیرین پہنادین - اور تین روز کے بعد جیسے قیدیون کو ہاتیون پر سوار لیجایا کرتے تھے اونہین بھی ہاتیون پر سوار کرا کر اپنے ساتھ لیا اور شہر مین بادشاہ کے سلام کو آیا - جب الدپور دروازہ کے اندر پہونچا تو سنا کہ دستور خان قلعدار کو شاہی غلامون نے پکڑ کر اس سبب سے قید کرلیا ہے کہ وہ عین الملک سے ملا ہوا ہے اور قلعہ کے دروازہ کو بند کرکے لڑائی کے لیے مستعد ہین - عین الملک یہ سنتے ہی ایسا بدحواس ہوا کہ العود احمد کے مضمون پر عمل کر کے بغیر اس کے کہ اپنے قیدیون کی کچھ فکر کرے شہر سے باہر کو چلدیا اسی اثنا مین ایک بادشاہی غلام مقصود خان نام جو غالبًا اسی تاک جہانک مین نکلا تھا اس وقت وہان آگیا اور یہ دیکھکر کہ گو عین الملک دروازہ سے پار ہوگیا ہے مگر قیدیون کے ہاتی ابھی اندر ہی ہین آگے کو جھپٹا - اور بیچ مین آکر اونہین روک کر فورًا چھوڑا دیا - اور بادشاہ کی خدمت مین لے آیا - اب حبشیون کو پھر قوت ہوگئی - اس لیے عین الملک نے بیجاپور مین توقف مناسب نہ دیکھکر اپنی جاگیر کا راستہ لیا اور اس دو تین روز مین جو امر اکہ اس نے مقرر کئے تھے اونہون نے حبشیون سے بغاوت کی - جس سے ایک عجیب وغریب فتنہ وفساد پیدا ہوگئے -

۶۸ - قطب شاہی اور نظام شاہی فوجون کا بیجاپور آکر لوٹ جانا - ۹۸۹ھ

جب امیر زنبیل نے قطب شاہی علاقہ عادل شاہیون کے قبضہ سے مسترد کرلیا - تو اوس نے ابراہیم قطب شاہ کو اوس کی

اطلاع کی۔ اس وقت حاجی کشور خان بیجاپور سے بہاگا تہا۔ اور امرائے حبش بیجاپور مین داخل ہو گیے تہے۔ اس لیے ابراہیم قطب شاہ نے اور نظام شاہ نے اپنی فوجون کو حکم دیا کہ وہ بیجاپور پر حملہ کرین۔ اور ابراہیم قطب شاہ نے امیر زنبیل کو حکم بہیجا کہ وہ ملک مفتوحہ سے ایک لاکہہ ہون اور دو ہزار کنڈی غلہ لیکر اوس فوج سے ملجاے کہ جسے بیجاپور جانے کا حکم ہوا ہے اس پر عادل شاہی کارکنون نے جو گلبرگہ ساغر اور نلگندہ مین رہتے تہے موضع الملہ مین امیر زنبیل کو روکا۔ امیر زنبیل کے لشکر سے علی خان کشور خان طاہر محمد خان و رحیم داد پٹہان وحید خان سرنوبت نے ان لوگون کے دو ہزار آدمی قتل کر کے اونہین دفع کر دیا اوس کے بعد یہ لوگ پہر آئے مگر پہر اونہین شکست ہوئی۔ اب امرائے حبش نے پانچ ہزار سپاہی مرزا نور الدین محمد کو دیکر امیر زنبیل کی روک کو بہیجا کہ وہ امیر شاہ میر کے لشکر سے اوسے ملنے نہ دے۔ مگر اسے بھی قطب شاہی فوج نے شکست دی اور بیجاپوری بیجاپور کو لوٹ گیے۔ اور امیر زنبیل اپنی فوج سے مل گیا۔ اب حاجی کشور خان اور عین الملک بھی امیر شاہ میر اور سید مرتضی سے قولنامہ لیکر اون کے لشکر مین داخل ہو گیے کہ جس سے امرائے حبش کی شوکت مین فتور عظیم برپا ہو گیا امرائے حبش کو یہ معلوم تہا کہ سید مرتضی سر لشکر نظام شاہ اور شاہ ابو الحسن ابن شاہ طاہر سے نہایت دوستی ہے۔ اس لیے اونہون نے سید مرتضی کو لکہا کہ اگر آپ امیر شاہ میر سر لشکر قطب شاہ کو گرفتار کر کے اوس کے لشکر کو تباہ کر دین تو ہم شاہ ابو الحسن کو قید سے چہوڑ کر پیشوائے سلطنت بیجاپور کیے دیتے ہین۔ سید مرتضی اس پر راضی ہو گیا۔ لیکن امیر شاہ میر کو بھی اس کی خبر لگ گئی۔ اور اوس نے اپنی احتیاط کی اور سید مرتضی کو لعنت اور ملامت کر کے پہر راضی کر لیا مگر بیجاپور کے قریب برکی لشکر نے نظام شاہی اور قطب شاہی سپاہ کو رسد کی طرف سے نہایت تنگ کیا۔ کہ جس سے اونہون نے بھی بہتر سمجہا کہ بیجاپور کے محاصرہ سے علاقہ بیجاپور کو خراب کرنا بہتر ہے

اور پرگنات گلبرگہ مرچ راے باغ وہونکری وپنالہ وستارہ وغیرہ خوب غارت کئے۔ اور نلدرگ کی فتح کے لئے مصمم ارادہ کرکے اوس طرف پہونچے۔ اب سید مرتضیٰ وغیرہ امراے نظام شاہی۔ نے امیر شاہ میر سے کہا کہ اگر ابراہیم قطب شاہ کو تم سیان بلالو تو بادشاہ کی موجودگی سے لشکر کا انتظام اچھا ہوجائیگا اور تمام کام درست ہوجائینگے

۷۰۔ ابراہیم قطب شاہ کا رای راؤکو وکیل السلطنت کرنا اور ابراہیم قطب شاہ کی موت۔

۹۸۹ھ

جب ابراہیم قطب شاہ نے امیر شاہ میر کو نظام شاہی فوج کی امداد کو بھیجا تھا۔ تو ایک رائے راو برہمن زادہ کو جو بڑا خوبصورت اور ذی فہم تھا اپنا وکیل السلطنت کردیا تھا۔ اور عزیز الملک وشریف الملک وبرلاس خان وافضل خان وغیرہ بڑے بڑے سردارون کو دس ہزار سپاہ سے اوس کی ماتحتی مین دیدیا تھا۔ اوس کی خدمت مین ہزار مشعلچی سرکار سے مقرر تھے اور نوبت نقارہ امارت کا سامان بھی اوسے سب مل گیا تھا۔ اور ابراہیم قطب شاہ کے یہان سے ہر روز پاؤ سیر مشک وعنبر وعود اور دو من صندل اور انواع واقسام کی اور خوشبوئین اور کئی ہزار پان اوسے ملا کرتے تھے۔ اور بادشاہ کے ایسے مقربون مین سے ہوگیا تھا کہ گویا وہ ہی سلطنت کرتا تھا۔ یہ ہندو ہی باوجود اس کے کہ بتون کو پوجتا تھا۔ مگر اس زمانہ مین باظہار خیر خواہی فوج لیکر سرحد مرتضیٰ نگر پر گیا۔ اور وہان ہندوون کو قتل کیا۔ اور ایک لاکھ ہون اور سو۔ نے چاندی کے بتون کو بتخانہ مین سے نکال لایا اور تین لاکھ ہون اور ملک سے خراج وصول کیا۔ اور بڑے تحفے تحائف لیکر خدمت شاہی مین حاضر ہوا۔ جس روز رای راؤ اوس فتح سے واپس آیا اوسی روز ابراہیم قطب شاہ کی طبیعت بگڑی بخار آگیا۔ ہر چند علاج کیا مگر افاقہ نہوا۔ چند روز بعد بروز پنجشنبہ یکم ربیع الثانی ۹۸۹ھ کو نماز ظہر کے وقت انتقال کیا۔ جنازہ حسب دستور باغ نگر مین دفن کیا گیا۔ اسکی مزار پر ۹۸۸ھ لکھے ہین مگر واقعات کے لحاظ سے اس کی موت ۹۸۹ھ مین ثابت ہوتی ہے اور یہی تاریخ فرشتہ

مین ہے - علی عادل شاہ کا قتل ۲۳ صفر ۹۸۸ھ کو ہوا اور اس مین کسی طرح کا شک نہین ہے اب جو حالات کہ علی عادل شاہ کے قتل سے اب تک گذرے ہین یہ ممکن نہین ہے کہ ایک مہینا ۷ روز مین وہ گذرے ہون اون کے لئے ایک سال چاہیئے ہے - ہماری راے مین مزار پر کا کتبہ کچھ مدت بعد لگایا گیا ہے اس سے بجاے ۹۸۸ھ کے اوس مین ۹۸۹ھ غلطی سے درج ہو گئے ہین - تاریخ قطب شاہی مین ۹۸۸ھ درج ہین - اگرچہ تاریخ فرشتہ کی بہ نسبت ایسے واقعات مین تاریخ قطب شاہی زیادہ اعتبار کے قابل ہے مگر اس مقام پر مجبوراً ہمین تاریخ فرشتہ کی تقلید کرنی پڑی ہے - اس بادشاہ کی کل عمر اکیاون برس کی ہوئی اور تاریخ قطب شاہی کے بموجب اوسکی مدت سلطنت تیس برس نو مہینے اور تاریخ فرشتہ کی رو سے بتیس سال سے زاید ہوتی ہے -

(۱۷) ابراہیم قلی قطب شاہ کے عادات اور اوس کی اولاد وغیرہ

یہ بادشاہ بھی اپنے باپ کی طرح شیعہ مذہب تھا مگر جمشید کی طرح غالی نہ تھا - دل کا سخی اور علما کی قدر کرتا تھا - اس کے وقت مین اہل فضل و ہنر بھی یہان جمع ہو گئے تھے جو مسافر اور تاجر آتے اور نذر دیتے اونہین خلعت اور انعام دیتا - تاجرون کے جانور اگر کسی طرح راستہ مین مرجاتے تو اون کی قیمت سرکار سے دلوا دیتا - اوس کا باورچی خانہ ہر وقت گرم رہتا - اور کثرت سے مخلوق کو وہان سے کھانا پکا پکایا ملتا تھا - جس وقت وہ بادشاہ ہوا ہے تو اوس کی عمر اونیس بیس سال سے زاید نہ تھی - مگر عقلمندی سے بگڑی ہوئی سلطنت کو سنبھال لیا - اور جو امرا اوس پر قابض ہو گئے تھے اونہین نکال دیا - اور ہمیشہ گردنواح کے بادشاہون کی لڑائی جھگڑون مین شامل ہوتا رہا - اس کو ملک کی خبرون کے معلوم کرنے کا بڑا شوق تھا کوئی خبر اوس سے نہین چھپ سکتی تھی جا بجا جاسوس مقرر کر رکھے تھے - ملک کا خوب انتظام کیا تھا کہ تانگانہ کے لوگ من ذردی مین بڑے مشہور و معروف تھے لیکن اس کے

وقت مین چور لوچکے کا نام تک نہین رہا تھا - سونا اوچھاتے چلے جائے کوئی نہین پوچھتا تھا کہ تیرے مُنہ مین کے دانت ہین - مگر اپنے ماتحتون پر حد سے زیادہ سختی کرتا اور ادنی سے جرم پر بڑی بڑی سزائین دیتا - اور اتنے کوڑے لگواتا کہ پیرون پر کوڑون کے لگنے سے آدمیون کے ناخن اوکھڑ جاتے - ان ناخنون کو برتنون مین رکھوا کر اپنے روبرو منگاتا اور یہ تصدیق کرتا کہ سزا اوس کے حکم کے مطابق دیدی گئی اس کے وقت کی عمارتین حسب ذیل ہین -

قلعہ گولکنڈہ ۔ مساجد و مدارس .. .. .. لنگر دروازہ امام

ریاض مثل .. .. باغ ابراہیم شاہی

باغ گلشن .. .. حوض حسین ساگر

کٹورہ کنکور .. .. کٹورہ بدویل

اوس کے تیس بچے پیدا ہوئے اون مین سے چھ لڑکے اور ۱۳ لڑکیان سن بلوغ کو پہونچین - عبدالقادر مشہور بہ شاہ صاحب سید محمد گیسو دراز کے خاندان کی ایک لڑکی کے پیٹ سے تہا - ابراہیم نے اوسے دیو رکنڈہ مین قید کر دیا تھا اور تاریخ قطب شاہی مین لکھا ہے کہ وہ وہین بیس برس کی عمر مین اپنی موت سے مرگیا تھا - مگر تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ اوسے ابراہیم قطب شاہ نے زہر دیکر مروا دیا تھا لیکن آیندہ معلوم ہوگا کہ ان دونو کتابون کی تحریر مین بڑا شک ہے اور غالب ہے کہ وہ اس وقت نہین مرا تھا - باپ کے بعد ایک مدت تک جیتا رہا - دوسرا مرزا حسین قلی جو اس وقت بیس برس کا تھا باپ کے بعد چھ برس اور زندہ رہا - مگر محرم ۹۹۴ھ مین نام پلی کے مرض مین پیر سنے کے لئے گھوسا اور ڈوبکر مرگیا - اور لنگر فیض اثر مین مدفون ہوا - اس کی وجہ کچھ نہین معلوم ہوتی کہ اس شاہزادہ کے ہوتے محمد قلی چھوٹے کو تخت نشین کیون کیا گیا - تیسرا محمد قلی تہا جو بروز جمعہ ۱۴ رمضان ۹۷۳ھ کو پیدا ہوا تھا - جس کی تاریخ ولادت کسی شاعر نے اسطرح نظم کی ہے ؎

سال مولودش رایافت فلک	باعث روزے اہل عالم ۹۷۳ھ

چوتھا عبد الفتاح ۹۷۵ھ مین پیدا ہوا تھا اور علم تجوید مین اپنا نظیر نہ رکھتا تھا۔ علت صرع سے ۱۰۰۳ھ مین مرگیا۔ پانچوان مرزا محمد خدا بندہ جو محمد قلی کا حقیقی بھائی تھا۔ ۹۷۶ھ مین پیدا ہوا۔ اس نے اپنے بھائی سے بغاوت کی اور ۱۰۰۸ھ مین گولکنڈہ مین قید کیا گیا اور ۱۰۲۰ھ مین مرگیا۔ چھٹا محمد امین اس وقت نو برس کا تھا۔ باپ اس کو بہت پیار کرتا تھا اوس کے ختنہ کی شادی مین دو لاکھ ہون کے قریب خرچ کئے تھے محمد قلی کو بھی اس سے بڑی محبت تھی اور اوس کے گھر بھی جایا کرتا تھا۔ یہ لڑکا ۱۰۰۴ھ مین اپنی موت سے مرگیا۔

۹۸۹ھ (۷۲) محمد قلی قطب شاہ کا تخت نشین ہوکر نظام شاہی فوج کی مدد کو جانا۔ اور عادل شاہ سے صلح۔

باپ کے بعد ابو الفتح محمد قلی قطب شاہ تخت نشین ہوا۔ اور اون امرا کو جو افواج نظام شاہی کی امداد کو گئے تھے تسلی آمیز خط لکھا اور باپ کے مرنے اور اپنے تخت نشینی کی اطلاع دی جس وقت خط پہونچا ہے تو قطب شاہی لشکر موضع تندگانون مین تھا۔ امیر شاہ میر نے یہ حال سب سے چھپایا اور سید مرتضی و جمشید خان و خداوند خان و بحری خان و بہزاد الملک امرائے نظام شاہی کو بلا کر اون سے کہا۔ کہ اگر آپ قول و قسم کرین کہ کسی طرح دغا بازی اور بد عہدی نہ کیجائیگی تو مین گولکنڈہ جاکر قطب شاہ کو بلا لاتا ہون۔ اس پر سب نے قسمین کھائین۔ تب امیر شاہ میر نے ابراہیم کے مرنے اور محمد قلی کی تخت نشین ہونے کا سارا حال اون سے بیان کیا جس پر اونون نے از سر نو عہد کیا۔ اور سید مرتضی نے میرک معین سبزواری کو بغرض ادائے مراسم تعزیت و تہنیت گولکنڈہ کو بھیجا۔ اور امیر شاہ امیر بھی لشکر کو حوالی قندرک مین چھوڑ کر محمد قلی کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور فتوحات کی ساری کیفیت محمد قلی کو سنا کر اوس سے کہا کہ ایسے وقت مین جب کہ آپ ابھی تخت پہ بیٹھے ہین مرتضی شاہ کی مدد خود جاکر کرین اور اوسے اپنا بنالین تو بہت

مناسب ہے۔ آپ کے جانے سے قلعۂ نلدرک فتح ہوجائیگا۔ محمد قلی نے امیر شاہ میر کو وکیل السلطنت کیا اور اوس کی رائے سے خود ہی نلدرک کو گیا۔ اور قلعہ کا محاصرہ ہوا۔ محمدی حیدری اور نوگزی نظام شاہی آئین اور توپ لیلی مجنون لگائی گئین۔ قلعہ کی دیوارین کتنے ہی جگہ چھید ہو گئے۔ سید مرتضی نے بنظر ترحم وزیر الملک قلعہ کے سردار کو لکھا۔ کہ قلعہ خالی کردو اور سخت نقصان سے بچ جاؤ مگر اوس نے نہ مانا اس پر بہرانیون نے توپین مارین اور قلعہ کی دیوار بعض جگہہ سے توڑ لی۔ اور قریب تھا کہ قلعہ فتح ہوجاے یکایک خبر آئی کہ بیس ہزار برکی سوار لشکر کے پاس آ گئے ہین۔ اور بہمنی بنگاہ کو لوٹنا چاہتے ہین۔ اس سبب سے حملہ مین توقف کیا گیا۔ اور اہل قلعہ نے دیوار کی مرمت کرلی۔ اور چونکہ قلعہ والے مجبور ہو گئے تھے اس لئے وزیر الملک نے ابراہیم عادل شاہ کو یہ سب حالات لکھے اور مدد چاہی شاہ فتح اللہ شیرازی نے یہ تمام کیفیت ابراہیم عادل شاہ کو سنائی۔ اور صلح کی ترغیب دلائی جس سے ابراہیم عادل شاہ نے محمد قلی کو صلح کے لئے لکھا۔ اور محمد قلی بعد صلح قلعہ نلدرک سے گولکنڈہ کو چلا آیا۔ فقرات ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ مین جو حالات کہ مذکور ہوے ہین وہ ہم نے تاریخ قطب شاہی سے لئے ہین۔ مگر انہین حالات کو تاریخ فرشتہ مین دوسری طرح لکھا ہے جو زیادہ قرین قیاس ہے کیونکہ وہ دوسرے سلاطین کے تمام حالات سے زیادہ تر مطابق ہین اونہین ہم آئندہ لکھتے ہین جہان اختلاف معلوم ہو وہان ناظرین خود اپنی اپنی رائے سے کام لے لین۔

(۷۳) محمد قلی قطب شاہ اور بہزاد الملک کا حملہ بیجاپور پر

جب ابراہیم قطب شاہ سنہ ۹۸۹ھ مین مرگیا تو اوس نے تین بیٹے چھوڑے محمد قلی۔ خدا بندہ۔ سبحان قلی۔ محمد قلی جو سب سے بڑا تھا بارہ برس کی عمر مین تخت نشین ہوا اور شاہ مرزا اصفہانی کی بیٹی سے جو سادات طباطبائی سے تھا نکاح کیا۔ اور اوسکی تحریک سے نظام شاہی خاندان سے محبت بڑہانے کے لئے خود سید مرتضی کی مدد کو گیا۔ اور

نظام شاہی سردارون سے یہ ٹھیرایا کہ پہلے قطب شاہ اور نظام کے سردار ملکر شاہ درک اور شولاپور کو فتح کرکے نظام شاہ کو دیدین اور پھر یہی سب فوجین گلبرگہ اور اتیکر پر قبضہ کرین اور قطب شاہ اونھین لے لے - اس لئے محمد قلی قطب شاہ نے اور بہزاد الملک و سید مرتضی نظام شاہی سردارون نے ملکر شاہ درک کا محاصرہ کیا - اور تین طرف سے توپ اور ضربزن اور منجنیق نصب کئے - اور خوب گولے مارے محمد آقا ترکمان یہان قلعہ دار تھا اوس نے خوب مقابلہ کیا - جب مخالفون نے دیکھا کہ قلعہ لڑائی سے قبضہ مین نہین آتا تو محمد قلی قطب شاہ نے محمد آقا کو رشوت دینا چاہی مگر اوس نے کہا کہ بادشاہ نے ایسا مضبوط سرحدی قلعہ مجھ فقیر میرے اعتبار پر مجھے دیا ہے اگر مین دغابازی کرون تو خدا کو کیا منہ دکھاؤنگا - ایسے لالچ مجھے نہ دیجئے جب چار مہینے گذر گئے اور قلعہ فتح نہ ہوا - اور محمد آقا کا یہ جواب آیا اور فوج کے بکثرت آدمی مارے گئے تو محمد قلی قطب شاہ بہت تنگ ہوا - اور شاہ میرزا کو جو اوسے بولا کر لایا تھا نہایت برا بھلا کہا - بہزاد الملک اور سید مرتضی بھی لڑائی سے ناراض تھے - سید مرتضی کو بہزاد الملک کا تقوت پسند نہ تھا اور اس واسطے وہ نہین چاہتا تھا کہ اوس کے نام سے فتح ہو اور اس شکربنجی کے باعث بہزاد الملک بھی کشیدہ خاطر تھا - جب اونھون نے محمد قلی قطب شاہ کی ناراضی کا حال سنا - تو اونھون نے بھی بادشاہ کی مرضی کے موافق اپنی ناراضی ظاہر کی اور کہا کہ بیجاپور مین اسوقت بڑی ابتری پھیل رہی ہے جو محنت اور جانفشانی یہان کیجاتی ہے وہ وہین جاکر کرنا چاہئے محمد قلی تو بہانہ ہی ڈھونڈتا تھا دوسرے روز وہان سے بیجاپور کو کوچ کر دیا - اور یہ متفقہ فوج راستہ مین لوٹ مار کرتی ہوئی بیجاپور پہونچی - اسوقت ان فوجون مین چالیس ہزار سوار مسلح و مکمل تھے - اور عادل شاہی فوج بیجاپور مین دو تین ہزار آدمی سے زیادہ نہ تھی - امرائے حبش یہ دیکھتے ہی قلعہ نشین ہو گئے اور عین الملک و انکس خان وغیرہ امرا کو تولنا مہ بھیجکر بولایا - یہ لوگ

سات ہزار خاصہ خیل سے آموجود ہوئے اور دروازہ اللہ پور کی طرف قیام کیا۔ اور لڑائی جاری ہوگئی۔ غلبہ اکثر قطب شاہی اور نظام شاہی فوجون کو ہوتا تھا۔ اسی مین بارش کے باعث بیس گز قلعہ کی دیوار بھی گر گئی۔ اور چونکہ عین الملک و آنکس خان امرائے ثلثہ سے دل مین مخونف تھے وہ بھی قطب شاہ سے مل گئے۔ اب بہزاد الملک اور محمد قلی قطب شاہ نے چاہا کہ صبح کو حملہ کرین۔ سید مرتضی نے بہزاد الملک کے حسد سے ایسی کارروائی کی کہ اون کا ارادہ پورا نہ ہوسکا۔ اور بیجاپوریون نے فرصت پاکر کسیقدر دیوار درست کرلی۔

(۴۷) محمد قلی قطب شاہ اور بہزاد الملک کی واپسی بیجاپور سے

یہ حبشی سب غلام تھے۔ امرائے غریب ان کو ذلیل سمجھتے تھے کچھ تو اس سبب سے اور کچھ اور دیگر اسباب سے وہ بیجاپوریون امداد کو نہین آتے تھے اس لئے امرائے ثلثہ نے صلاح کرکے چاندبی بی سے کہا کہ ہم تو سب غلام ہین اور اشراف ہماری حکومت سے راضی نہین ہین بہتر ہے کہ کسی اصیل و شریف کو مہمات ملکی سونپدی جائین تاکہ ملک مین جو ابتری پھیل رہی ہے وہ رفع ہو۔ چاندبی بی تو یہ بات خدا سے چاہتی تھی۔ اوس نے ان کی رائے کے بموجب شاہ ابوالحسن ابن شاہ طاہر کو خلعت و منصب امیر جملگی عنایت کیا۔ شاہ ابوالحسن نے ادہر تو امرائے برکی کو فرامین اضافات بھیجکر کرناٹک سے بولایا۔ اودہر سید مرتضی کو جو خاندان شاہ طاہر کے معتقدین مین سے تھا لکھا کہ کسی طرح صلح کرادیجائے۔ سید مرتضی تو چاہتا تھا کہ بہزاد الملک کی کسی طرح نیک نامی نہو۔ اوس نے اول تو عین الملک و آنکس خان کو جو حبشیون سے ناراض ہوکر چلے آئے تھے خفیہ پیغام بھیجکر ملامت کی۔ اور سمجھایا کہ اپنے بادشاہ سے نمک حرامی نہ کرنا چاہیئے اب شاہ ابوالحسن حبشیون کے بجائے وکیل السلطنت ہوگیا ہے جس سبب سے کہ تم لوگ چلے آئے تھے وہ باعث رفع ہوگیا چاہیئے کہ پھر اپنے بادشاہ سے جاملو۔ اس سبب سے عین الملک اور آنکس خان رات کو کوچ کرکے دروازہ اللہ پور

کے پاس آئے اور ابراہیم عادل شاہ کو اخلاص آمیز عرضیان بھیجین - اودہر امرائے برکی کی فوجین بھی آگئین اور ایک مہینے کے اندر بیس ہزار سوار جمع ہوگئے - کہ جس سے فریقین کی قوتون مین زمین و آسمان کا تبدیل ہوگیا اب امرائے برکی کے تاخت و تاراج سے قطب شاہی اور نظام شاہی فوجون مین قحط پڑا - اور اون کو نہایت تشویش ہوئی - جب دکھنیون نے دیکھا کہ محمد قلی طول محاصرہ سے خوب تنگ ہوگیا ہے تو اونہون نے موقع پاکر محمد قلی سے کہا کہ دکن کے بادشاہون کا یہ قاعدہ رہا ہے کہ جب کوئی بادشاہ خود لڑائی پر جاے اور اوسے مدد کی ضرورت ہو اور مانگے تو دوسرا بادشاہ خود مدد کو جایا کرتا ہے اور اگر بادشاہ خود موجود نہو تو دوسرا بادشاہ خود مدد کو نہین جاتا ہے - یہ ہرگز آپ کو مناسب نہ تھا کہ شاہ میرزا کے کہنے سے آپ خود مدد کو آئے اور مرتضی شاہ یہان موجود بھی نہین ہے - اس بات کا محمد قلی کے دل پر بڑا اثر ہوا - اوس نے گولکنڈہ جانیکا قصد مصمم کرلیا - اب عادل شاہیون کو صلح کی کیا ضرورت تھی اس لئے دشمنون نے بغیر صلح کے اوسی طرح سے بیجاپور پر سے کوچ کیا کہ جیسے نلدرگ کے محاصرہ سے بے نیل مرام لوٹے تھے - اور باہم یہ ٹھیرایا کہ قطب شاہ اپنی فوج گلبرگہ پر لیجاے اور اوسے اپنے قبضہ مین کرلے اور نظام شاہی فوج شاہ درگ کو لے لے

(۵۰) سلطنت بیجاپور کی خلاصی دشمنون سے ۹۹۰ھ

چونکہ مرتضی نظام شاہ تو گوشہ نشین تھا اور فوج کے سپہ سالارون مین اتفاق نہ تھا اس وجہ سے نظام شاہی فوج نے شاہ درگ کا ارادہ نہ کیا - بلکہ اونہون نے راستہ مین علاقہ کلہر اور مریخ کو تاراج کرکے احمد نگر کا راستہ لیا - البتہ محمد قلی قطب شاہ نے حوالی گلبرگہ مین پہونچکر اپنے ایک سردار امیر زنبیل کو سات ہزار سوار اور بہت سے ہاتی دیکر سرحد پر مقرر کیا کہ وہ عادل شاہی علاقہ پر اپنا قبضہ کرلے - اور خود گولکنڈہ جاکر شاہ میرزا کو اس بزم مین قید کردیا کہ وہ شاہانہ اعزاز کے خلاف اوسے بہکاکر جنگ گاہ مین

لے گیا۔ مگر چند روز کے بعد اوس کو معاف کر دیا۔ اور حکم دیا کہ جہاز مین سوار کرا کر اوس کے مال و اسباب سمیت او۔ سے اصفہان کو بھیجدین لیکن شاہ مرزا اپنے وطن کے پہنچنے سے پہلے ہی راستہ مین مر گیا۔ اب امیر زنبیل نے گلبرگہ کے قرب وجوار مین مار پیٹ شروع کی اور چند مقامات پر قبضہ بھی کر لیا۔ امرائے حبش نے اس لئے اپنے آپ مین سے دلاور خان کو بیس ہزار سوار سے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ اور نیز عین الملک و آنکس خان کو بھی دس ہزار سے ساتھ کیا۔ علاوہ برین مرہٹون کی فوج بھی اوس کے ساتھ تھی۔ مرتضیٰ نظام شاہ نے بھی مرزا یادگار و رستم خان و شمشیر خان کو دو تین ہزار سوار سے قطب شاہی فوج کی امداد کو روانہ کیا۔ اور یہ فوج دلاور خان کے آنے سے پیشتر قطب شاہی فوج سے مل گئی۔ یہان قطب شاہی فوج دو پہاڑیون کے مابین پڑی تھی اور لشکر کے گرد درخت کاٹکر لکڑیون کا ایک مضبوط حصار بنا لیا تھا۔ سوائے اس کے ایام بارش بھی آ گئے تھے اس لئے فریقین چھ مہینے تک ایک دوسرے کے مقابل پڑے رہے۔ جب برکی فوج بیٹھے بیٹھے تنگ ہو گئی تو بلا اطلاع دلاور خان اونہون نے دس ہزار آدمی سے قطب شاہی فوج کو لوٹنا شروع کیا۔ رحیم داد پٹھان اور طاہر محمد خان قطب شاہی نے نکلکر اون کا مقابلہ اور اون کو شکست دیکر دلاور خان کے لشکر تک تعاقب کیا۔ اس لئے دلاور خان بھی فوج لیکر مقابل ہوا۔ اور دونو لشکر لڑائی مین مشغول ہو گئے۔ دلاور خان کے میمنہ اور میسرہ والے منتشر ہو گئے لیکن جب قطب شاہی فوج لوٹ پر پیل پڑی تو دلاور خان نے مرزا یادگار بیگ اور امیر زنبیل کو تنہا پاکر دو تین ہزار آدمی سے اون پر حملہ کیا اس سبب سے یہ لوگ بھاگ نکلے۔ صلابت خان قطب شاہی وہین مارا گیا۔ اور میدان سے ۱۲۰ ہاتی اور سامان جنگ عادل شاہیون کے ہاتھ لگا۔ اس وقت باوجود ایسے اختلال کے سلطنت بیجاپور اپنے پاس پڑوس کے دشمنون سے اس سبب سے بچ گئی کہ احمد نگر مین مرتضیٰ شاہ کرنے بن بیٹھا ہوا

اپنی اوقات واہیات مین گذار رہا تھا - اودھر ابراہیم قلی کی زندگی نے وفا نکی - اور محمد قلی بچا تھا - اوسے ابھی اپنی سلطنت ہی سنبھالنا مشکل ہو رہی تھی - امرا اوس کے قابو مین نہ تھے کرناٹک کی طرف بھی کوئی حاکم ذی قدرت نہ تھا - ورنہ ایسے خطرات کی حالت مین سلطنت بیجاپور کا بچنا قبیل محالات سے تھا -

(۷۶) دلاور خان کا بیجاپور کی حکومت اخلاص خان سے چھین لینا -

جب دلاور خان کو ایسی فتح ہوئی اور اثانہ شاہی دشمنون کا ہاتھ لگ گیا اور جانا کہ اخلاص خان کے پاس کچھ فوج نہین ہے - اور عادل شاہی فوج کے سردار جو لشکر مین ہین وہ سب میرے کہنے مین ہین تو اوسکے خیالات پلٹ گئے اور وکالت کے چھیننے کا مصمم ارادہ کر لیا - اور حیدر خان تھانہ دار قلعہ بیجاپور کو مواعید دلفریب دیکر ملا لیا - اور بہت جلد بیجاپور کو آیا اور قصبہ الند پور کے قریب قیام کیا - اور اخلاص خان کے ساتھ ایسے اخلاص اور چاپلوسی کی باتین کین کہ اوسے بالکل غافل کر دیا - جس سے اخلاص خان نے دلاور خان کو ناچیز سمجھکر قلعہ اور شہر کی کچھ حفاظت نہ کی بلکہ دلاور خان سے کہا کہ کسی روز بادشاہ کو مین تمہارا سلام کرا دونگا - دلاور خان کو اس سے اپنے حصول مقصود کی اور بھی امید ہوئی - اور اپنا کام خوب درست کر لیا - اور موقع کا منتظر ہوا ایک روز اخلاص خان دیوان خانہ کے کام سے فارغ ہوکر اپنے گھر کو گیا - اور بفراغت تمام سو گیا - دلاور خان یہ خبر سنتے ہی اپنے بیٹون کو نے ساتھ سو سوار اور پندرہ ہاتی سے بیجاپور کے اندر آیا - اور ہوا کی طرح سے قلعہ مین جا کر بادشاہ کو سلام کیا - حیدر خان نے قلعہ پر تمام قبضہ کرا دیا - اور دلاور خان نے تمام اپنے آدمی قلعہ مین مقرر کر کے اخلاص خان کے مقابلہ کا سامان کیا - اخلاص خان بھی سنتے ہی تین چار سو سوار لیکر دفعیہ کو آیا - اب اندر دلاور خان اور باہر اخلاص خان بتمام اور خانیون اور اخلاص خانیون مین لڑائی جاری ہوئی - دونو طرف سے

تیر و تفنگ چلنے لگے - دلاور خان کے گلندازون نے توپون مین پتھرون کے روڑے اور لوہے اور تانبے کا خورہ بھر بھر کر مارا جس سے اخلاص خانیون کو بہت نقصان پہونچا - دلاور خان کی طرف کا صرف ایک آدمی مارا گیا - مگر اخلاص خان کے طرف سے پچاس ساٹھ نامی آدمی ضائع ہوئے جب رات ہوگئی تو اخلاص خان اپنے گھر کو چلا گیا اور بلیل خان حبشی کو جو مصطفے خان کا قدیمی غلام تھا اور اوس کے قتل کے بعد اخلاص کا نوکر ہو گیا تھا قلعہ کے محاصرہ پر چھوڑ گیا - غرض ایک مہینے تک اسی طرح روز لڑائی ہوتی رہی کچھ تصفیہ نہوا - دلاور خان نے بلیل خان کو بڑے بڑے وعدہ دیکر اپنی طرف کر لیا اور قلعہ مین بولا لیا - اخلاص خان نے ایک اور حبشی کو محاصرہ پر مقرر کیا - ایک تو دلاور خان پہلے ہی بادشاہ اور شاہی خزانہ پر قابض تھا اب بلیل خان بھی اوس کے پاس گیا اس سبب سے اخلاص خان سے لوگون کو اخلاص نہ رہا اور یہان تک نوبت پہونچ گئی کہ بلیل خان قلعہ سے اور اخلاص خانیون کو لوٹ مار کر پھر قلعہ مین اطمینان سے چلا جاتا - چار مہینے اور اسی طرح گذر گئے بیجاپور ان روز کی لڑائیون سے ویران مطلق ہو گیا - اخلاص خان کے طرفدارون کا راستہ کہلاتا اون مین سے تقریباً سب کے سب اپنی اپنی جاگیرون کو چلے گئے - مگر اخلاص خان نے بھاگنا ہرگز مناسب نہ سمجھا - اور اپنے گھر مین بیٹھا رہا - یہان تک کہ دلاور خان کے آدمیون نے جا کر اوسے گرفتار کر لیا اور دلاور خان نے اوس کی آنکھین نکلوا ڈالین -

(۷۷) دلاور خان کا بیجاپور کو آنا تاریخ بیجاپور مین اس واقعہ کو بالتفصیل اور کچھ دوسری طرح سے لکھا ہے چونکہ وہ زیادہ تر قرین قیاس ہے اس لئے ہم اوسے بھی بعینہ درج کرتے ہین - جب دلاور خان نے فتح کی خبر بیجاپور کو بھیجی تو اخلاص خان نے جانا کہ اب دلاور خان آئیگا - اس لئے اوسے فکر ہوئی اور اوس نے دلاور خان کو لکھ بھیجا - کہ جب تک حکم نہو تم اوسی جگہہ رہو - اور لوٹ مین جو ہاتی وغیرہ

ملے ہین اونہین حضور مین بہیجدو - جب یہ حکم دلاور خان کے پاس پہونچا تو اوس نے تمام سردارون کو اکٹھا کیا - اور یہ حکم دکھا کر کہا کہ آپ اس کا مقصد سمجھتے ہین - اخلاص خان کا اس سے یہ مطلب ہے کہ ہمین سب کو باہر رکھے - اور حمید خان کو بھی جسسے مجھسے تعلق ہے نکالکر خود اکیلا بادشاہی کرے اس مین آپ سب بھائیون کی کیا رائے ہے چونکہ لوٹ کے ہاتی انہین سردارون کے قبضہ مین تھے اور ایک مدت سے باہر پڑے پڑے پریشان ہو رہے تھے بیجاپور کی یاد لگی ہوئی تھی - اس لئے سب نے بالاتفاق کہا کہ صلاح ماہمہ آنست کان صلاح شماست جو آپ کا ارادہ ہو وہ ہمین بدل وجان منظور ہے اور آپ کے ساتھی ہین - دلاور خان نے کہا کہ ہمین سب کو بیجاپور چلنا چاہیئے اور وہان جاکر ہم سب اپنا اپنا بندوبست کرلین - چنانچہ اسی خیال سے دس روز کا راستہ پانچ روز میں طے کرنے کے ارادہ سے چلے - سب اخلاص خان کو خبر لگی تو اوس نے متواتر حکم بہیجے کہ ابھی مت آؤ - مگر دلاور خان نے ایک نہ مانا جب شہر سے آٹھ دس کوس رہ گئے تو ایک شاہی معزز خدمتگار ملا کہ حکم شاہی یہ ہے کہ آج کا دن اچھا نہین ہے کل شہر مین آنا - مگر دلاور خان یہ کہکر کہ اپنے خداوند کے کفش کو دیکھنا ہی ہماری خوش قسمتی ہے آگے چلدیا - جب شہر کے پاس آیا تو اخلاص خان طوعاً و کرہاً بادشاہ کو ساتھ لیکر استقبال کو گیا اور امرا کو بعزت تمام شہر مین لایا -

(۷۸) امرائے شدہ کے بیہی رنج دمساو -

جب اخلاص خان دلاور خان حمید خان بطفیل مقصود خان عین الملک کے قید سے چھوٹ گئے تو پہر وہی امورات سلطنت کے مالک ہو گئے تھے - چند روز تک تو یہ تینون شاہ ابوالحسن کے وساطت سے چاندبی بی سے حکم احکام لیتے اور تعمیل کرتے رہے - اس وقت اخلاص خان نے دشمنون کے دفعیہ مین بڑی کوشش کی - یہان تک کہ اوس کے ہاتھ مین ایک زخم بھی آگیا جس سے اوسے کچھ دنون گھر مین بیٹھنا پڑا -

جب دشمن بیجاپور سے چلے گئے تو اوس وقت تک یہ تینون بڑے اتفاق سے رہتے تھے او غلامانِ ترک وغیرہ امرا کو دارالسلطنت سے حتی الامکان نکال دیا تھا۔ یہان تک کہ مقصود خان سے محسن کے درپے بھی ہو گئے تھے۔ شاہ ابوالحسن بھی اپنی تجویز مین تھا کہ کسی طرح مستقل ہوجاے اور اِن کو دفع کرے۔ مگر انہون نے اس کے اوضاع کو دیکھکر پہلے ہی بندوبست کیا اور قید کرکے ایک قلعہ مین بھیجدیا۔ اور بے کھٹکے خود حکمرانی کرنے لگے۔ اخلاص خان اِن سب مین زیادہ فوج والا اور ذی رعب تھا اس لئے جب انہون نے ملک کو باہم تقسیم کیا تو اخلاص خان نے دوسرے شریکون سے جاگیر اور فوج دونون زیادہ لین اس سبب سے دلاور خان اور حمید خان کو بھی ضرور ہوا کہ فوج کی تعداد بڑہائین۔ اور جب اس طرح خرچ بڑہا تو اونہون نے اخلاص خان سے کہا کہ ہماری جاگیر مین بھی اضافہ کیا جاے مگر یہ اضافہ اوس کو دینا منظور نہ تھا۔ اوس نے نہ دیا۔ جس سے باہم رنج پیدا ہوا۔ اور ایک دوسرے نے اپنی اپنی فکر کرنا شروع کی۔ بدمعاش تو ہمیشہ اور سب جگہہ رہا کرتے ہین۔ اونہون نے ان دوستون کے باہم رنج کو اور اشتعالک دی اور نوبت یہان تک پہونچ گئی کہ جب دربار مین آتے تو ہر ایک اپنے اپنے سپاہیون کو ساتھ لیکر آتا۔ ایک ہاتی پر اخلاص خان اور حمید خان کے درمیان جھگڑا اوٹھہ کھڑا ہوا اخلاص خان حمید خان سے ہاتی مانگتا تھا۔ حمید خان کہتا تہا کہ میری جاگیر تھوڑی ہے جاگیر میری زیادہ کردے دلاور خان ان دونون مین بہس مین چنگاری ڈال جمالو دور کھڑی کا مضمون کر رہا تھا۔ اخلاص خان تند مزاج اور شریر تہا۔ حمید خان سادہ دل کریم النفس تہا۔ اخلاص خان جو کسی کو نقصان پہونچانا چاہتا حمید خان اکثر اوس کی روک کیا کرتا تھا مگر چوٹ توڑ مکر و فریب نہین جانتا تھا۔ دلاور خان ہوشیار اور مدبر اور بڑہا لکھا آدمی تہا۔

(۷۹) اخلاص خان کو قید کرکے

کچھہ تو بخوشی اور کچھہ بناخوشی اور ۲ برس کے قریب گذر گئے لیکن

دلاور خان اور حمید خان کا بیجاپور کی حکومت پر متصرف ہونا۔

اب ایسا رنج بڑھگیا کہ آیندہ اتفاق سے گذرنا غیر ممکن ہوگیا۔ دلاور خان اور میدخان ایک طرف ہو گئے۔ اور اخلاص خان سے کہا کہ جب تک ملک علی السویہ تقسیم نہو تب تک تم قلعہ مین مت آؤ اور فریقین نے اسباب جنگ کی خوب تکمیل کی۔ اخلاص خان نے اپنے مکان سے قلعہ کی جانب کو توپین لگا دین اور شہر کی آمد و رفت کے راستہ مسدود کرائے دلاور خان اور حمید خان بھی قلعہ کے نیچے اپنے سامان جنگ سے مکمل ہوکر پڑ گئے۔ قلعہ سے حیدر خان نے توپون کے منھ اخلاص خان کے گھر کی طرف کو کردے اور آپس مین گفتگو اور بحثین شروع ہوئین۔ ان بحثون مین کبھی کبھی توپین بھی چلائی جاتی تھین اور مخلوق کی جانین ضائع ہوتی تھین۔ شہری آدمی بارہا ہلاک ہوہو جاتے تھے دلاور خان اور حمید خان کا مقصد لڑائی کرنا نہ تھا وہ یہ چاہتے تھے کہ اخلاص خان اون سے فوج اور جاگیر مین زیادہ نہ رہے کہ جس سے کسیوقت نقصان اوٹھانا پڑے۔ ان دونو نے مخلوق کی خرابی اور تکلیف کو دیکھکر باہم صلاح کی۔ اور چار آدمی منتخب کئے۔ حیدر خان و شیخ سالم و مولانا دوست محمد خان و رفیع الدین شیرازی۔ اور انھین اخلاص خان کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ سرحد پر دشمن موجود ہین اور یہان ہمارے آپس مین یہ جھگڑے اور فساد ہو رہے ہین۔ اگر ایسے وقت مین کوئی دشمن آگیا تو یہ ملک نہ ہمارا ہوگا نہ تمہارا۔ سب دوسرون کے ہاتھ مین چلا جائیگا۔ اور ہم پر قیامت تک کی بدنامی رہیگی۔ چاہیئے کہ اس فساد کو دور کرو۔ اور ملک کو برادرانہ تقسیم کرلو چونکہ آپ ہم دونون سے بڑے ہین اس لئے ایک لاکھ روپیہ کا ملک اپنے دسترخوان کے خرچ کے لئے زیادہ دے لو" گو ان لوگون نے خوب سمجھایا مگر اخلاص خان کی مرضی تھی کہ وہ ہی اکیلا مالک رہے اور کوئی اوس کا سہیم و شریک نہ ہو اسلئے اوس نے جواب مناسب نہ دیا۔ بلکہ لڑائی کا اور بھی زیادہ سامان کیا جب اس کی خبرین

اطراف سلطنت مین پہیلین تو اپنی اپنی جاگیرون سے اور سردار اور امرا بھی آ گئے اور اکثرن نے یہ چاہا کہ کسی طرح فساد رفع ہوجاے مگر اخلاص خان کی بدمزاجی اور ناعاقبت اندیشی سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ دو مہینے تک اسی طرح فساد ہوتا رہا۔ دلاور خان آدمی عقلمند اور ملنسار تھا۔ لوگ اوس سے راضی اور اخلاص خان سے ناراض ہوتے گئے۔ یہان تک کہ اخلاص خان کے آدمی اوسے چھوڑنے لگے۔ اوس کی فوج کے بہت آدمی شہر سے باہر چلے گئے عین الملک اور آنکس خان جو پہلے اوس کے پاس اوترے تھے اب اوس سے جدا ہوکر دلاور خان اور حمید خان کے عقب مین آپڑے اب اخلاص خان کے پاس بجز معدودے چند اور قدیمی رفقا کے اور کوئی نرہا۔ جب یہ حالت ہوگئی تو دلاور خان اپنی مسلح اور مکمل فوج سے اخلاص خان کے گھر کے پاس آیا اور وہان رات کو قیام کیا۔ اس سبب سے جو معدود فوج اوس کے پاس رہی تھی وہ بھی چلتی ہوئی۔ اخلاص خان اکیلا رہگیا۔ مگر بتقاضاے عزت فرار کو عار سمجھا وہین ٹہیرا رہا۔ اور اپنے بیٹون کو لے رات کے وقت حمید خان کے گھر گیا۔ حمید خان نے دلاور خان کی وجہ سے اوس کی معمولی خاطر کچھ نہ کی صرف یہ ہی کہا کہ آپ گھبرائیے نہین تمکو جانی نقصان کچھ نہ پہونچایا جائیگا۔ اگر آپ چاہینگے تو مکہ معظمہ کو جانے کی اجازت دیدیجائیگی۔ اس سے اخلاص خان مطمئن ہوکر اپنے گھر چلا گیا۔ دوسرے روز دلاور خان نے شہر کے دروازون پر احکام بھیجدیے کہ اخلاص خان شہر سے باہر نہ جانے پاے اور خود حمید خان کو ساتھ لیکر بڑی دھوم دھام سے سوار ہوکر دربار شاہی مین آیا۔ اور ایک شاہی محلدار کو اخلاص خان کے پاس بھیجا کہ آپ مکہ معظمہ جانے کا سامان درست کرین اخلاص خان اس وقت حمید خان کے دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا وہ سنتے ہی اپنے گھر آیا۔ اور سامان درست کیا۔ جب رخصت ہوکر چلا تو احمد خان خزانہ دار اپنی فوج کو ساتھ لیکر اخلاص خان کے ہمراہ ہوا۔ جب یہ لوگ مرتضی آباد مرج مین پہونچے تو

اوس نے اخلاص خان سے کہا کہ جب تک دریای سفر کا موسم نہ آئے آپ یہین قیام کیجئے۔ اور اوسے وہان قلعہ مین مع زن و فرزند مقید کر دیا اور حقوق صحبت دیرینہ کو فراموش کر کے بیرحمی سے چند روز کے بعد دلاور خان نے اوسکی آنکھین پھوڑوادین جب تک دلاور خان برسر حکومت رہا اخلاص خان اسی قلعہ مین قید رہا۔ بعد ازان ابراہیم عادل شاہ نے وہان سے اوسے لاکر کچھ تنخواہ مقرر کر دی تھی ۱۰۰۶ھ مین اپنی موت سے مر گیا۔ اسکی حکومت بیجاپور مین دو برس رہی۔ اگرچہ بیجاپور خاص مین اس کے وقت مین کچھ کچھ جھگڑے رہے۔ مگر سلاطین اطراف سے جب صلح ہو گئی تھی تو پھر علاقہ بیجاپور مین کوئی جھگڑا اس کے عہد مین نہ ہوا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک داری کی حیثیت سے وہ بُرا نہ تھا۔ تند مزاجی سے اوس کا کام بگڑ گیا۔ اگر استمالت اوس کو آتی ہوتی تو مدتون حکومت کرتا۔

(۸۰) دلاور خان کا تن تنہا حکومت بیجاپور پر قابض ہونا اور سرکشون کا بندوبست کر کے مذہب سنت و جماعت کو رواج دینا۔

دلاور خان اور حمید خان مین کچھ دنون تک تو اتفاق رہا روز دونون دربار مین آتے اور سلطنت کے مہمات کو انجام دیتے دلاور خان کی عزت زیادہ تھی اور وہ ہوشیار اور کہن سال تھا۔ حمید خان سادہ مزاج اور دلاور خان کو اپنا بڑا مانتا تھا مگر اسی کے ساتھ یہ بھی چاہتا تھا کہ سلطنت مین اگر وکالت کا عہدہ دلاور خان کو ملے تو سرسر نوبتی کا عہدہ اوس کے حصہ مین آئے۔ لیکن جب دلاور خان نے دیکھا کہ "در رویش در کلیسے نخسپند و دو بادشاہ در اقلیمے نہ گنجند" تو اوس نے اپنے استقلال اور استحکام کی فکر کی۔ اوس کے چار بیٹے تھے چارون کو اوس نے امیر بنایا اور منصب دیئے۔ بڑے بیٹے محمد خان کو بادشاہ کی تعلیم پر مقرر کیا۔ کہ وہ گلستان بوستان اور قرآن شریف اوسے پڑھایا کرے۔ دوسرے بیٹے کمال خان کو منصب سرسر نوبت دیکر بادشاہ کے ساتھ چوگان بازی وغیرہ کا شریک کر دیا۔ تیسرے بیٹے خیریت خان کو بادشاہ کی پاسبانی پر متعین کیا۔ چوتھے بیٹے عبدالقادر کو قلعہ بیجاپور کا تھانہ دار کیا۔ مگر چونکہ یہ بیٹا خرد سال تھا اس لئے

رومی خان دکنی ایک اپنے معتبر کو نیابتاً یہ خدمتِ مفوض کی اور ہر ایک بیٹے کو دو دو ہزار سوار دئے اور اپنے پاس چھ ہزار سوار رکھے۔ بلیل خان کو جس نے بڑی رفاقت کی تھی اپنا متبنیٰ کیا اور اوسے بھی بڑا مرتبہ دیا۔ جب حمید خان نے یہ بندوبست دیکھا تو اوسے بڑا کھٹکا ہوا۔ اور قبل اس کے کہ اپنا بندوبست کرے اوس نے علانیہ اپنی ناخوشی ظاہر کی۔ دلاور خان نے پہلے تو شہر کا بندوبست خفیہ خفیہ کر لیا اور پھر ایک روز حمید خان سے کہلا بھیجا کہ بلا حکم شاہی اپنے مکان سے باہر نہ نکلنا اور جو کچھ تمہارا مال و اسباب اور ہتیار وغیرہ ہین وہ حضور مین بھیجدو۔ حمید خان نے یہ سنتے ہی چاہا کہ سوار ہو کر شہر سے باہر چلا جاے مگر جب خبر ملی کہ شہر کے دروازے بند ہین اور جا بجا دلاور خان کے آدمیون نے اپنا استحکام کر لیا ہے تو مجبوراً خانہ نشین ہو گیا۔ تمام مال و اسباب سپاہی اکرے لیگئے وہ بیٹھا بیٹا دیکھتا رہا دم نہ مار سکا۔ کہتے ہین کہ حمید خان کے پاس اس قدر کثرت سے ہاتی گھوڑے اور سلاح و سلب تھا کہ کسی امیر کے پاس اوس کا نصف کیا بلکہ ربع بھی نہ تھا۔ جب یہ سامان سرکار مین داخل ہو گیا۔ تو دلاور خان نے حمید خان کو بھی گرفتار کرا کے ایک قلعہ مین محبوس کر دیا۔ اور عَلَم انا و لا غیری بلند کر کے اکیلا مستقل ہو بیٹھا۔ اور جو لوگ کہ صاحب داعیہ دیکھے اون کا قرار واقعی بندوبست کیا۔ ابوالحسن کو جو اب تک اخلاص خان کے حکم سے قید تھا۔ پہلے تو اندھا کیا اور پھر چند روز کے بعد معلوم نہین کس وجہ سے قتل کرا دیا۔ حاجی نوسر اپردہ دار علی عادل شاہ کو خدمت سے معزول کر کے اونی سپاہیون مین داخل کر دیا۔ اور چاند بی بی کی مداخلت تمام امورات سلطنت سے بالکل اوٹھا دی۔ اور ایسا بندوبست کر دیا کہ اوس کے پاس جانے کی کسی کو مجال نہ رہے۔ غالب خان قلعدار ادھونی نے جب کچھ سرکشی کی تو اوسے گرفتار کرا کے آنکھین نکلوا ڈالین بعد ازان ایک سو غریب اور ساٹھ حبشیون کے سوا اور جو غریب لوگ کہ کسی طرح سرکش معلوم ہوتے تھے

اور جو امرا یا تاجروں کے طور پر بیجاپور مین رہتے تھے سب کو خارج البلد کر دیا - اوپر تاریخ فرشتہ سے ہم نقل کر آئے ہین کہ اخلاص خان نے شاہ فتح اللہ شیرازی کو بیجاپور سے نکال دیا تھا - مگر تاریخ بیجاپور سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اوس کے بعد عرصہ تک وہان موجود تھا - جس سے ہمارے خیال کے بموجب یہ ثابت ہوتا ہے کہ اوسے بھی اسی دلاور خان نے بیجاپور سے ۹۹۱ھ مین نکالا ہے - اور اس سے ہمارے اس خیال کو اور بھی زیادہ تقویت ہوتی ہے کہ وہ اکبر کے پاس ۹۹۲ھ مین پہونچا تھا اور جتنے شاہی غلام یا خدمتگار سرا پردہ دار دربان وغیرہ تھے ان سب کو دور کر کے اپنے آدمی اون کے بجاے قائم کر دئے اور ایسا اچھا انتظام کیا کہ اوس کے حکم کے بغیر کوئی ذرہ بھی حرکت نہین کر سکتا تھا - اور مذہب امامیہ کے بجاے مذہب سنت وجماعت کو رواج دیا کسی تاریخ مین یہ نہین لکھا کہ اخلاص خان کے زمانہ مین کونسا مذہب جاری تھا مگر ہمین قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ علی عادل شاہ کے قتل ہوتے ہی امامیہ مذہب بھی بیجاپور سے رخصت ہو گیا تھا -

۹۹۱ھ (۸۱) بلیل خان کی کرناٹک پر چڑھائی اور ناکامیابی - جب دلاور خان نے امراے سلطنت کے دغدغہ سے نجات پائی اور اچھی طرح مستقل ہو گیا - تو اوس نے بیرونجات کے انتظام کیطرف توجہ کی - کرناٹک کے نئے مقبوضہ ملک مین مصطفے خان کے مارے جانے کے بعد بدانتظامی ہو گئی تھی اور راجگان مالابار نے سرکشی کی تھی - اس لئے اوس نے بلیل خان کو ایک بڑا لشکر دیکر اوس کے انتظام کے واسطے اسی سال روانہ کیا - ارسب نائک حاکم خبیرہ تو فوراً بلیل خان کے پاس حاضر ہو گیا - مگر ستکر نائک ضابطہ قلعہ کرور نے کچھ پروا نہ کی - اس لئے بلیل خان ارسب نائک کو ساتھ لیکر اوس کے ملک پر بڑھا - اور قلعہ کا محاصرہ کیا - اور مورچون کو نہایت بے تحاشہ خود بذات خاص دیکھنے بھالنے لگا - اتفاقاً کہ ستکر نائک کے آدمی نے

بلیل خان کو پکڑ لیا اور اوسے قلعہ مین لے گیا۔ شنکر نائک نے اوس کے پیرون مین دومن کی زنجیر ڈلوادی۔ جب اوس کی فوج نے دیکھا کہ ہمارا افسر قید ہوگیا تو وہ محاصرہ اوٹھا کر چلدیئے بلیل خان کے قید ہوجانے کی نسبت کسی نے کوئی وجہ و تفصیل نہین بیان کی ہے مگر قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ ارسب نائک کی سازش سے یہ قید ہوگیا ہوگا جو اوس کے ساتھ محاصرہ مین گیا تھا۔ ورنہ ایسے بڑے سردار کا قید ہوجانا چہ معنی دارد۔ غرض اب بلیل خان نہایت پریشان ہوا۔ مگر سرشتہ تدبیر کو اوس نے ہاتھ سے نہ دیا ؎

گرچہ منزل بس خطرناک است و مقصد ناپدید	ہیچ راہے نیست کو را نیست پایان غم مخور

یہان باھر سے کچھ سائیس جانورون کے لئے گھاس لایا کرتے تھے۔ اوس نے ایک سائیس کو راضی کیا۔ اور یہ ان قلعہ کو بھی بہت کچھ وعدہ وعید دیکر گانٹھ لیا۔ قضارا اوسی زمانہ مین کئی روز تک سخت بارش ہوتی رہی شنکر نائک نے حکم دیا کہ قلعہ کے مویشی کو باہر لیجا کر کہین ایسی جگہ رکھین جہان کیچڑ نہو اس لئے نگہبانان مویشی نے ارادہ کیا کہ گھاس بھی مویشی کے لئے جو قلعہ مین ہے باہر لیجائین۔ بلیل خان کو بھی یہ حال معلوم ہوگیا اوس نے اپنے سائیس دوست سے کہا کہ مجھے گھاس مین باندھ کر باہر لیجا۔ بلیل خان بڑا موٹا جوان تھا۔ مگر سائیس بھی خوب طاقتور تھا اوس نے گھاس کے گٹھے مین اوسے باندھا اور سر پر رکھا اور روز روشن مین لئے ہوئے باہر چلا گیا۔ وہان بلیل خان نے گھاس کے گٹھے سے نکلکر اپنی بیڑیان توڑین اور اوس سائیس اور دو چار دربانون کو جو اوس کے رہائی مین شریک ہو۔ لے ستے لیکر بھاگا۔ اور بیجاپور کی عملداری مین پہونچکر سواری لی اور بنکاپور کے قلعہ مین آکر دلاور خان کو اپنی رہائی کی اطلاع بھیجی۔ اور انتقام کے لئے مال و لشکر کی درخواست کی۔ مگر اس شکست سے جو نقصان پہونچا تھا اوس کی تلافی اوس وقت دلاور خان نے بعض وجوہات سے کرنا مناسب نہ سمجھکر اس معاملہ کو دوسرے وقت پر رکھا۔

(۸۲) دلاور خان کا ہمشیرہ ابراہیم عادل شاہ کا میران حسین ابن مرتضی شاہ سے نکاح کرانا۔	آسایشش دو گیتی تفسیر این دو حرف است	بادوستان تلطف بادشمنان مدارا

۹۹۲ھ

دلاور خان بڑا عقلمند تھا۔ لڑائی کو ناپسند کرتا تھا۔ میل جول سے کام نکالتا تھا اور محبت سے بیگانون کو یگانہ بناتا تھا۔ پہلے تو اوس نے اکثر امرائے بیجاپور سے خود رشتے پیدا کر لئے اپنی بیٹیان اور پوتیان اورون کو دین۔ اور اورون کی بیٹیان اپنے بیٹے پوتون کو کین۔ پھر اوس نے یہ چاہا کہ سلاطین گرد و نواح سے بھی رشتہ پیدا کرے کہ جس سے لڑائی فساد بالکل سوقوف ہوجاے اس لئے اوس نے ابراہیم عادل شاہ کی طرف سے صلابت خان وکیل السلطنت مرتضی شاہ کے پاس ایلچی بھیجا۔ اور اوس سے دوستی پیدا کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرتضی شاہ نے ۹۹۲ھ مین ایک خط بھیجکر ابراہیم عادل شاہ سے اوسکی بہن بی بی خدیجہ سلطانہ المشہور راجہ جیو کو اپنے بیٹے میران حسین کے لئے مانگا اور جب عادل شاہ نے اوسے منظور کر لیا تو اسی سال قاسم بیگ حکیم ابن قاسم بیگ بزرگ و میرزا محمد تقی وغیرہ امراے احمد نگر چار سو خاصہ خیل لیکر بڑی دھوم دھام سے دولہن کے لینے کے لئے بیجاپور کو آئے اور شاہپور مین بیجاپور کے پاس دولہ والے ٹھیرے چار مہینے تک فریقین کی طرف جشن اور ناچ تماشے ہوتے رہے بعد ازان پالکی روانہ ہوئی اور چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ دولہن کے پہونچانے اور اپنے بھائی مرتضی شاہ سے ملنے کو دولہن کے ہمراہ ہوئی اور شروع ۹۹۳ھ مین احمد نگر مین پہونچکر وہان بھی خوب جشن اور خوشیان منائی گئین بعد ازان شیخ سالم عرب نجفی و غیاث بیگ قزوینی جسے چنگیز خان کہا کرتے تھے دولہن کو پہونچا کے بیجاپور کو لوٹ آئے۔

(۸۳) صلابت خان اور سید مرتضی سرلشکر برار کی لڑائی اور سید مرتضی کا برار کو فرار	جب صلابت خان نے دولہن کے لینے کے واسطے بیجاپور کو آدمی بھیجے تھے تو اوس وقت جمشید خان شیرازی

کو بھی مرتضی شاہ کی طرف سے حکم بھیجا تھا کہ ان آدمیون کے ساتھ بیجاپور کو جاے۔ جمشید خان نے یہ حکم سید مرتضی حاکم برار کو دکھا کر اوس سے اجازت چاہی۔ سید مرتضی نے کہا کہ مرتضی شاہ نے مجھسے کہا ہے کہ جو فرمان میرا دستخطی نہو اوس پر عمل کرنا ضروری نہین ہے چونکہ اس پروانہ پر بادشاہ کے دستخط نہین ہین مین اجازت نہین دیتا۔ جمشید خان نے یہی جواب صلابت خان کے پاس بھیجدیا۔ اب اس پر بحث شروع ہوی۔ اور بہت سے ردو بدل کے بعد اس قدر دشمنی بڑہگئی کہ سید مرتضی برار کی فوج لیکر صلابت خان کے نکالنے کے لئے اسی سنہ ۹۹۲ھ مین احمد نگر کو آیا۔ مگر بعض عمائد نے بیچ مین پڑکر صلح کرادی۔ لیکن یہ صلح بہت جلد ٹوٹ گئی۔ اور پھر ایسی بحثین اور گفتگوئین پیدا ہوئین کہ سید مرتضی پھر ذیقعدہ سنہ ۹۹۲ھ مین پانچ چھہ مہینے بعد احمد نگر کو فوج لیکر آیا جب صاحب خان مارا گیا تہا اور مرتضی شاہ اکیلا ہوگیا تھا تو صلابت خان نے مرتضی شاہ کو اپنے قابو مین رکہنے کے لئے ایک اپنے دوست پاتری فتحی شاہ کو مرتضی شاہ سے ملا دیا تھا۔ اسے نرد و شطرنج خوب کھیلنا آتا تھا مرتضی شاہ رفتہ رفتہ اس سے ایسا مانوس ہوگیا تہا کہ اوسے اپنے کام مین لانے لگا تہا اس سے صلابت خان کے بہت سے مقصد حل ہوجاتے تہے جب اوس نے دیکھا کہ سید مرتضی فوج لیکر آرہا ہے تو باغ بہشت سے مرتضی شاہ کو فتحی شاہ کی وساطت سے پہلے باغ فرح بخش مین لے آیا اور پھر وہان سے بغداد محل مین جو قلعہ کے اندر تہا پہونچا دیا۔ جب سید مرتضی حوالی احمد نگر مین آیا اور چنور کے پاس احمد نگر سے چھ کوس پر ٹہرا۔ تو صلابت خان نے مرتضی شاہ سے کچھ ایسی باتین بنا کر کین کہ جس سے اوس نے صلابت خان کو شاہزادہ میران حسین کی سرداری مین فوج لیجا کر سید مرتضی کے دفعیہ کی اجازت دیدی۔ غرض جب لڑائی ہوئی تو سید مرتضی اور اوس کے رفیق خداوند خان کو کامل شکست ہوئی۔ اور صرف دس بارہ آدمی سے ایسے بہاگے کہ برار مین بھی نہ ٹہیر سکے۔ رہا نبور مین جاکر پناہ گیر ہوئے۔

(۸۴) شاہزادہ برہان کا احمدنگر سے کر براہ گجرات اکبر کے پاس جانا۔

شاہزادہ برہان برادر مرتضی شاہ اپنے بھائی کے خوف سے بیجاپور کو بھاگ آیا تھا اور ایک مدت سے یہان رہتا تھا۔ علی عادل شاہ نے اوسے اچھا وظیفہ مقرر کر دیا تھا اور اوس کا ارادہ تھا کہ مرتضی کو نکالکر برہان کو احمدنگر مین تخت نشین کرے۔ مگر اوس کی عمر نے وفا نہ کی یہ منصوبہ اوس کا دلکا دل ہی مین رہا۔ اب جب برہان نے دیکھا کہ مرتضی شاہ تو کونے مین پڑا ہوا ہے اور امرائے سلطنت مین آجکل فساد ہو رہا ہے قسمت آزمائی کرنا اچھا ہے اودہر بعض اراکین نے صلابت خان سے ناراض ہو کر چاہا کہ برہان کو لاکر مرتضی شاہ کی جگہہ بادشاہ کردین۔ اور صلابت خان کو قتل کر کے مرتضی شاہ کو معزول کردین چنانچہ وہ لوگ برہان کو بیجاپور سے فقیرون کے لباس مین احمدنگر کو لے گئے۔ اور چاہتے تھے کہ کل اس مہم کو سرانجام دین۔ مگر راز فاش ہو گیا۔ اور صلابت خان کے خوف سے شاہزادہ اوسی طرح کوکن کی طرف جان بچاکر بھاگ گیا۔ اور جب وہان بھی ٹھیرنا مناسب نہ دیکھا تو براہ گجرات اکبر کے پاس جاکر اوس کے ملازمون مین داخل ہو گیا۔

(۸۵) سید مرتضی وغیرہ امرائے برار کا راجہ علیخان والی خاندیس کے پاس ہو کر اکبر کے پاس جانا۔

میران محمد شاہ والی خاندیس ۹۸۴ھ مین بیمار ہو کر مر گیا۔ اور بجاے اوسکے اوسکا خرد سال بیٹا حسن خان خاندیس مین تخت نشین ہوا۔ راجہ علی خان محمد شاہ کا بھائی کچھہ عرصہ سے اکبر بادشاہ ہندوستان کے پاس چلا گیا تھا اور وہان وظیفہ پاتا تھا۔ جب اوس نے اپنے بھائی کی بیماری کا حال سنا تو اکبر سے اجازت لیکر وہ خاندیس کو چلا۔ اور جب یہان آیا تو امرائے خاندیس نے حسن خان کو معزول کر کے اوسی کو تخت نشین کیا۔ اس وقت بنگالہ سے سندہ کے قریب تک اور مالوہ اور گجرات کا تمام ملک اکبر کے قبضہ مین تھا راجہ علی خان نے شاہ کا لفظ اپنے نام کے ساتھ مستعمل نہین کیا۔ بلکہ اکبر کو تحفے وہدایا بھیجتا اور اپنے آپ کو اوس کا باجگذار ظاہر کرتا رہا۔ اور اسی سبب سے

مظفر حسین مرزا پسر ابراہیم حسین مرزا کو جو اکبر سے باغی ہوکر خاندیس مین رہتا تھا جب اکبر نے فرمان بھیجا تو راجہ علیخان نے اوسے گرفتار کرکے اوس کے پاس ۹۸۶ھ مین بھیجدیا۔ مگر پہر بھی دور اندیشی کی راہ سے حکام دکن سے بھی ارتباط و اتحاد پیدا کرلیا۔ یہ بادشاہ بڑا عاقل و عادل اور شجاع و عالم تھا۔ جب سید مرتضی اور خداوندخان برہانپور مین گئے اور اونہون نے چاہا کہ اکبر کے پاس جائین تو راجہ علی خان نے اس خیال سے کہ جب یہ لوگ وہان جائینگے تو اکبر سے مدد لیکر آئینگے اور ان کا راستہ میرے ہی ملک مین ہوکر ہوگا۔ جس سے میرا ملک خراب ہوگا سید مرتضی اور خداوندخان کو اکبر کے پاس جانے سے منع کیا۔ اور جب سید مرتضی نے اوسکا کہنا نہ مانا اور آگرہ کے قصد سے چلدیا تو راجہ علی خان نے اوس کے روکنے کے لئے فوج بھیجی۔ فریقین مین ایک بڑی لڑائی ہوئی۔ اور گوخاندیسیون۔ نے شکست کھائی اور سید مرتضی وغیرہ چلے گئے مگر اون کا مال و اسباب چھن گیا جب سید مرتضی وغیرہ اکبر کے پاس پہونچے تو اوس نے ان کے لئے جاگیرین مقرر کردین۔ اور یہ وہان رہنے لگے۔

(۸۶) مرزا عزیز کوکہ کی دکن پر تاخت اور راجہ علیخان اور محمد تقی نظیری کا اوسے بھگانا

۹۹۳ھ

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا ایک مدت سے ارادہ تھا کہ دکن کو تسخیر کرے اب جب کہ یہ لوگ اکبر کے پاس پہونچے تو اوس نے ان کے لئے جاگیرین مقرر کردین۔ اور اون کو اپنے مقاصد پر پہونچانے کی امید دلائی۔ راجہ علی خان اس کو سنکر بہت گھبرایا۔ اور جو اوس نے سوہاتی سید مرتضی سے چھین لئے تھے بغیر اس کے کہ اکبر بادشاہ طلب کرے اوس کے پاس بھیجدے اور معذرت چاہی۔ مگر چونکہ شاہزادہ برہان نے پہلے ہی دکن کی تحریص دلائی تھی اور اب سید مرتضی نے بھی اسکی ترغیب دی تھی اس لیے راجہ علی خان کی پیش بندی پر کچھ فائدہ مترتب نہوا۔ اور اکبر نے ان سب کو خان اعظم مرزا عزیز کوکہ کے پاس جو اکبر کی طرف سے الوہ کا اس وقت حاکم تھا

بھیجکر دکن کی تسخیر کا حکم دیا - اور شاہ فتح اللہ شیرازی کو عضد الدولہ کا خطاب دیکر سرانجام مہمات دکن کے لئے اوس کے ہمراہ کیا جب یہ سب لوگ مالوہ مین اکٹھے ہوئے اور اس کی خبر دکن مین پہونچی تو اس بیت پر عمل کرکے ؎

کار نہ این گنبد گردان کند		ہر چہ کند ہمت مردان کند	

صلابت خان نے ہمت کی - اور مرزا محمد تقی نظیری کو سپہ سالار کیا اور بہزاد املک کو ہمراہ کرکے اور بیس ہزار سوار جرار دیکر افواج اکبری کے مقابلہ کو روانہ کیا اب مرزا محمد تقی برہانپور مین آیا - اور راجہ علی خان سے ملاقات کی - اور ایسے فراز و نشیب اوسے سوجھاے کہ اوس نے اکبر کے مقابلہ مین دکنیون کے ساتھ ہونا ضروری سمجھا - جب عزیز خان کوکہ نے یہ حال سنا تو اوس نے علامہ الزمان شاہ فتح اللہ شیرازی کو راجہ علی خان کے پاس بھیجا کہ وہ دکنیون کو چھوڑکر اکبر کی طرف داری کرے - مگر اوس نے نہ مانا ؛ عضد الدولہ بے نیل مرام واپس گیا - شہاب الدین احمد خان جسے گجرات کی حکومت سے اکبر نے واپس بولاکر اجین کا حاکم اوسی زمانہ مین کردیا تھا مرزا عزیز کوکہ سے مخالف تہا - اس لیے یہ سب دکنی فوج جس کی تعداد تیس ہزار تہی مقام ہنڈیہ مین پہونچی جو مالوہ اور دکن کی سرحد پر اجین کے قریب ہے - اور فریقین ایک دوسرے کے قریب ایک مہینے تک پڑے رہے - جب مرزا عزیز نے دیکھا کہ میدان کی لڑائی مین وہ دکنیون کا مقابلہ نہین کرسکتا ہے تو اوس نے رات کو کوچ کردیا اور نہایت تیزی سے مشرق کی طرف کو پھیر کہا کر برار مین آیا اور تین روز تک ایلچپور اور بالا پور کو خوب لوٹا - جب مرزا محمد تقی اور راجہ علی خان - نے سنا تو وہ بھی اوس کے پیچھے دوڑے - مرزا عزیز نے اس سبب سے دکن مین توقف مناسب نہ دیکہا اور فوراً لوٹتا مارتا علاقہ نذر بار مین ہوتا ہوا مالوہ کو چلا گیا چونکہ اکبر کو اس زمانہ مین اور ہی چند انتظام درپیش تھے اور دکن کے حاکم بھی کچھ

ایسے کمزور نہ تھے اس لئے اکبر نے کچھ زیادہ توجہ نہ کی - شاہزادہ برہان کو ملک بنکش مین جو کابل اور سندہ کے مابین واقع ہے جاگیر دیدی اور وہ نیز اور سب دکھنی امرا بادشاہ کے پاس رہنے لگے - بعدازان راجہ علی خان برہانپور کو اور محمد تقی وغیرہ احمد نگر کو چلے آئے - یہ واقعہ سنہ ۹۹۳ھ کا ہے -

(۸) مرتضی شاہ کا جواہرات کو جلانا اور سیران حسین کے قتل کا ارادہ کرنا -

اس زمانہ مین فتحی شاہ رنڈی دست گرفتہ صلابت خان مرتضی شاہ کی مزاج پر بہت ہی حادی ہوگئی تھی - اوس کے بہت بڑی جاگیر تھی - اور خزانہ اور جواہر خانہ شاہی سے جو چاہتی وہ لے لیتی بیجانگر کی لوٹ سے دو تسبیحین آئی تھین جنہین مروارید یاقوت لعل و زمرد وغیرہ نہایت بیش بہا جواہرات کے دانون سے بنایا تھا - اون کی خوبی اور لطافت کی بڑی شہرت تھی - فتحی شاہ نے مرتضی شاہ سے اون کا سوال کیا - مرتضی شاہ کو تو کسی چیز کی کچھ قدر ہی نہ تھی اوس نے صلابت خان کو حکم دیدیا کہ وہ تسبیحین فتحی شاہ کو دیدین اوس نے مرتضی شاہ کو اوس کی قدر جتلائی مگر اوس نے کچھ نہ مانا اس لئے صلابت خان نے دوستون سے صلاح کر کے دو تسبیحین اونمین کے ہم شکل اور جواہرات کی بنوائین اور اوس کو دیدین مگر اوسے معلوم ہوگیا کہ وہ تسبیحین نہین ہین اس لئے اوس نے مرتضی شاہ سے اس کی شکایت کی مرتضی شاہ نے صلابت خان کو حکم دیا کہ تمام جواہرات میرے روبرو پیش کرو - صلابت خان نے وہ دونو تسبیحین چھپالین اور تمام جواہرات ایک مکان مین مرتضی شاہ کے روبرو لاکر رکھدئے - مرتضی شاہ نے صلابت خان وغیرہ کو رخصت کردیا اور خود فتحی شاہ کو لیکر اکیلا وہان گیا - مگر جب دیکھا کہ وہ تسبیحین نہین ہین تو تمام جواہرات کو اطلسی فروش مین جو وہان بچھے ہوئے تھے لپیٹا اور آگ لگاکر اپنے مکان کو چلتا ہوا - مرتضی شاہ کو جاتا ہوا دیکھکر خدام اندر آئے دیکھین تو جواہرات نہین ہین اور فروش گیند بنے ہوے جل رہے ہین

وہ جلدی سے دوڑے اور فرشون کو کھولکر دیکھا تو مروارید کے سوا اور کوئی چیز نہ چلی تھی۔ اونہون نے آگ فوراً بجھادی اور جواہرات نکال لئے۔ اس سے لوگون کو یقین ہوگیا کہ مرتضی شاہ دیوانہ ہوگیا ہے۔ اور پھر ہر کس و ناکس اوسے دیوانہ سمجھنے لگا یہان تک کہ اوسکا لقب ہی دیوانہ پڑگیا۔ اسی زمانہ مین کہین رنڈیون نے مرتضی شاہ سے جاکر کہدیا کہ لوگ تجھے دیوانہ کہتے ہین اور چاہتے ہین کہ تجھے معزول کرکے شاہزادہ میران حسین کو تخت نشین کرین۔ اس پر اوس نے ارادہ کیا کہ بیٹے کو قتل کرڈالے۔ صلابت خان کو یہ حال معلوم ہوگیا۔ جب مرتضی شاہ نے میران حسین کو طلب کیا تو صلابت خان نے بہانہ کرکر اوسے نہ دیا۔

(۸۸) علیخان قطب شاہی کی بغاوت اور رحیم داد خان اور طاہر محمد خان کا اوسے قتل کرنا

ابراہیم قطب شاہ کے عہد مین ایک شخص علی خان لُر یعنی لرستان کا رہنے والا تھا جو فارس مین ایک ملک ہے۔ ابراہیم نے اوس کی شجاعت اور جلادت کے باعث اوسے سلحداری سے سرداری کے مرتبہ کو پہونچادیا تھا اوسے طبل و علم و نقارہ دیکر ملک نائب کا خطاب عنایت کیا تھا۔ اور اوسے مرتضی نگر کی حفاظت پر مقرر کیا تھا۔ مگر راے راو برہمن نے جو یہان کا حوالہ دار تھا اور مالگذاری کے وصول کرنیکا اوس کو کل اختیار حاصل تھا اوسے مناسب جاگیر نہ دی۔ اسی زمانہ مین ابراہیم مرگیا۔ راے راو چونکہ صاحب اختیار تھا اس لئے علیخان نے اوسے دفع کرنے کے لئے راے بیجانگر سے ملاقات کی اور اوسے ترغیب دی کہ مرتضی نگر کو فتح کرلے۔ ابراہیم کے مرنے کے سبب سے اس زمانہ مین سلطنت قطب شاہی کی حالت کچھ متزلزل سی ہورہی تھی راے بیجانگر نے بھی جس سے مراد راے تلنگہ ہے ہمت کی۔ اور تیس ہزار پیادہ اور سوار اور پچاس ہاتی میسر تھا اپنے داماد کے ہمراہی مین علی خان کے ساتھ کئے اور یہ لوگ آتے ہی قلعہ کھم پر چڑھ دوڑے۔ اور محاصرہ کرکے اہل قلعہ کو نہایت تنگ کیا۔ راے راؤ نے

اپنے گرد و نواح سے جو فوج اپنی اور شاہی ہم پہونچ سکی سب اکٹھی کی اور ان کے مقابل ہوا۔
علی خان کو شکست ہوئی ایک ہزار آدمی اوس کے مارے گئے اور چار ہاتی گرفتار ہو گئے۔ اور
علی خان اور کرتیما دونو پنکنڈہ کے طرف چلے گئے۔ جب محمد قلی قطب شاہ نلدرک کی طرف عادل شاہ
کے ملک پر گیا ہوا تھا تو علی خان نے پھر ارادہ کیا اور جب راے پنکنڈہ سے مدد نہ مل سکی تو خود ہی آدمی اکٹھے کر کے
مرتضی نگر پر مکرر حملہ کیا۔ محمد قلی نے رحیم داد خان اور طاہر محمد خان پٹھانون کو اوسکے دفع کیلئے روانہ کیا۔ ان لوگون نے
ایک مہینے کا راستہ آٹھ دن مین طی کیا اور دشمن کے قریب نندگانو مین آموجود ہوئے۔ اس وقت علی خان کوندہ پلی کے علاقہ
مین تھا وہ سنتے ہی بھاگا اور قلعہ اونکی کو اپنے معتمد آدمیون کے سپرد کر کے اپنے آپ جنگل مین پناہ گیر
ہوا اس قلعہ کو ان پٹھانون نے جا کر لے لیا اور علی خان کے پیچھے جنگل مین چلے۔ علی خان نے
راستہ مین طاہر محمد خان پر جو چند آدمیون سے پیچھے آرہا تھا جنگل سے نکلکر حملہ کیا۔ مگر شکست
کھائی اب یہان افضل خان حوالدار ایک ہزار آدمی لیکر موضع سنتر اول مین شاہی فوج سے
اور آکر مل گیا۔ اس لئے علی خان مجبوراً بیدر نظام پٹن کو چلا گیا۔ اور اوسے خوب لوٹا۔ اس وقت
کشور خان مرتضی نگر کے پاس آکر ٹھیرا ہوا تھا علی خان سنتے ہی اوس پر آندہی کی طرح دوڑا اور کشور خان
کے لشکر کو لوٹ لاٹ افضل خان پر جا کر پھیل پڑا اور اوسے بھی تباہ کر دیا۔ لیکن اب طاہر محمد خان
اور رحیم داد خان پٹھان اپنی فوجون سے اوس کے پاس پہونچ گئے۔ اور وہ ایک ایسے مقام پر
پھنس گیا کہ جہان سے بجز لڑائی کے کسی طرف نکل سکنا ممکن نہ تھا۔ گو اوس کی فوج مقابلہ کے لئے
کافی نہ تھی مگر مجبوراً مقابلہ کرنا پڑا جس سے وہ مارا گیا۔ اور اوس کے سپاہی قتیل اور اسیر ہو گئے۔ پھر
علی خان کا سر کاٹا گیا اور محمد قلی کے حکم سے شہر شہر اوسکی حکومت مین عبرتاً للناظرین
پھرایا گیا۔ اور جو علی خان کی بغاوت سنہ ۶۰۰ھ مین شروع ہوئی تھی وہ ۶۰۴ھ مین ختم ہوئی اور اوس کے
جلد دمین طاہر محمد خان کو علم خان کا خطاب دیا گیا اور منصب مین اضافہ ہوا۔

(۸۹) ابراہیم عادل شاہ کی ہمشیرہ محمد قلی قطب شاہ سے شادی اور دیگر نظام شاہی سلطنت سے رشتہ پیدا کر لیا تھا۔ اب اوس نے چاہا کہ سلطنت نظام شاہی سے ربخ قطب شاہی سلطنت سے بھی رشتہ پیدا کرلے اِس لئے اِس نے

دلاور خان نے پہلے تو ابراہیم عادل شاہ کی بہن شاہزادہ میران حسین کو

یہان ایلچی بھیجے اور محمد قلی کو راضی کیا اور اوس کی حقیقی بہن چاند سلطان کو ابراہیم عادل شاہ کے لئے مانگا۔ جب محمد قلی نے منظور کر لیا تو ۹۹۵ھ مین خواجہ علی ملک التجار شیرازی کو دولہن کے لانے کے لئے روانہ کیا۔ محمد قلی نے جب سنا کہ خواجہ علی اِس لئے آتا ہے تو اوسی روز سے منزل بمنزل اوس کی مہمانداری کا حکم دیدیا کہ جس روز سے وہ ممالک قطب شاہی مین داخل ہو۔ اور جب وہ گولکنڈہ مین آیا تو بڑی دھوم دھام کے بعد چاند سلطان کا ابراہیم عادل شاہ سے غائبانہ نکاح پڑہوایا۔ مگر جب یہ خبر صلابت خان وکیل السلطنت نظام شاہی کو پہونچی تو اوس نے اس سے برا مانا اور کہا کہ ہماری بلا صلاح و مشورہ ایسا کیون کیا۔ ابراہیم قطب شاہ جب مرا تھا تو اپنے بیٹے کو وصیت کر مرا تھا کہ نظام شاہی سلطنت سے میل و ملاپ رکھے اور مہمات عظمیہ مین اوس سلطنت سے مشورہ لیتا رہے جب محمد قلی نے صلابت خان کی ناراضی کا حال سنا تو اوس نے دولہن کی پالکی بھیجنے مین تامل کیا۔ سوا اسے اس کے سب چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ خدیجہ سلطان کو میران حسین کے پاس پہوچانے کے لئے احمد نگر کو گئی تہی تو اوس وقت صلابت خان نے دلاور خان کو لکھا تھا کہ جب چاند بی بی کا علی عادل شاہ سے نکاح ہوا تہا تو علاقہ شولاپور جہیز مین سلطنت عادل شاہی کو دیا گیا تھا اب چاند بی بی احمد نگر کو لوٹ آئی اس لئے چاہیئے کہ شولاپور اب سلطنت احمد نگر کو لوٹا دیا جاوے۔ دلاور خان نے اوس سے انکار کیا۔ اس لئے صلابت خان نے میران حسین کو اور اوس کی دولہن کو دولت آباد کو بھیجدیا اور دولہا دولہن کو علیحدہ رکھا اور کہا کہ جب تک شولاپور واپس نہو گا تب تک دولہن دولہا کے سپرد نہ کیجائیگی۔

(۹۰) دلاور خان کی دہلی سلطنت نظام شاہی اور قطب شاہی کو اور صلابت خان کی خزولی اور چاند سلطان ہمشیرہ محمد قلی کے آجانے پر دونو سے صلح۔

دلاور خان نے اس پر کچھ کارروائی اس لئے نہ کی تھی کہ ملک کے امن چین مین کچھ فرق نہ آئے۔ مگر اب ابراہیم عادل شاہ اچھے بُرے کو سمجھنے لگا تھا اوسے بھی اس سے رنج ہوا۔ اس لئے دلاور خان نے ابراہیم بریدوالی بیدر کو گانٹھا کہ اگر تو میرا ساتھ دیگا۔ تو مین تجھے اوسہ۔ قندہار اودگیر بریدیہ حکومت کے قدیمی مقبوضات نظام شاہ سے دلا دونگا۔ اور پہر اچھی فوج لی اور نظام شاہ کی سرحد پر آیا اور کہلا بھیجا کہ یا تو شاہزادی کو میران سین کے حوالہ کیا جاسے یا پالکی واپس بھیجدی جاسے اور جب جواب مناسب نہ آیا تو دلاور خان نے عالم خان کو اوسہ کے محاصرہ پر ابراہیم بریدی کی مدد سے مقرر کیا۔ جب یہ خبر مرتضی نظام شاہ کو معلوم ہوئی تو وہ صلابت خان سے بزار نجیدہ ہوا۔ اور اوس سے بولا کر کہا کہ تو حرام خوار ہے یا حلال خوار۔ صلابت خان نے عرض کیا کہ مین آپ کے حکم کا تابع ہون جو حکم ہو اوسی کی تعمیل کرونگا۔ مرتضی نے کہا کہ مین تجھ سے نہایت ناراض ہون مگر مجھے تیرے حبس و قید کی قدرت نہین ہے اس لئے مجبور ہون۔ صلابت خان نے کہا کہ مجھے حکم ہو اور قلعہ بتایا جاسے تو مین وہان خود جاکر قید ہو جاؤنگا۔ مرتضی نے کہا کہ دندارا جپوری مین چلا جا۔ اب صلابت خان نے وہ کام کیا کہ دنیا مین شاید ہی کسی نے کیا ہوگا۔ یہ مادہ لوح فوراً اپنے گھر کو آیا۔ اور پاؤن مین بیڑیان قیدیون کی طرح ڈلوائین۔ اور پالکی مین بیٹھکر اپنے متعلقین سے کہا کہ مجھے دندارا جپوری کے قلعہ مین لیجا کر قید کردو۔ جب صلابت خان کے دوستون نے جن مین محمد قاسم فرشتہ بھی شریک تہا یہ حال سنا تو اونہون نے اس احمقانہ حرکت سے اوسے منع کیا۔ مگر اوس ترک سادہ دل نے کچھ نہ سنا اور دندارا جپوری کے قلعہ مین قید ہو کر بیٹھ گیا۔ بعد ازان مرتضی شاہ نے قاسم بیگ کو اپنا وکیل اور مرزا محمد تقی نظیری کو وزیر کر کے حکم دیا کہ ابراہیم عادل شاہ سے صلح کرلین

قاسم بیگ نے دلاور خان کے پاس متواتر خطوط بھیجے اور صلح کی التجا کی - دلاور خان کو خود لڑائی منظور نہ تھی - دوسرے جب مرتضی شاہ نے ایسی مروت کی تو پھر لڑنے کے کیا معنی تھے - اور پھر اسی کے ساتھ دولمن شاہزادہ میران حسین کو بڑی دھوم دھام کے جشن کے بعد دیدی گئی تھی تو دلاور خان فوج لیکر نظام شاہ کے ملک سے واپس ہوا اور محمد قلی قطب شاہ کے ملک کا رخ کیا اور حوالی کلیانی مین آکر ٹھیرا اس سبب سے محمد قلی گھبرایا اور جب اوسے معلوم ہوا کہ مطلب کیا ہے تو اوس نے

۹۹۶ھ چاند سلطان کی پالکی ۹۹۶ھ مین بڑی دھوم دھام سے امیر زنبیل الملخاطب بہ مصطفے خان استرآبادی کے ہمراہ ابراہیم عادل شاہ کے پاس بھیجدی جس سے لڑائی موقوف ہوئی اور ابراہیم بریدبیدر کو چلا گیا - اور ابراہیم عادل شاہ نے پہلے تو اپنے تمام بڑے بڑے امرا کو پالکی کے استقبال کے لئے بھیجا اور پھر نصف کوس تک آپ بھی استقبال کو گیا - بعد اران چار روز کے بعد شاہ درک پہونچا اور وہان ایک مہینے تک جشن کیا - اور شادی کے رسوم ادا کئے - اور مصطفے خان کو ۱۲ ہاتی اور بارہ ہزار ہون اور خلعت وغیرہ اور بہت سے تحف وہدایا دیکر رخصت کیا -

(۹۱) مرتضی شاہ کا اپنے بیٹے میران حسین کو قتل کرڈالنے پر پچھتانا

مرتضی دیوانہ کو پھر جنون اوٹھا اور چاہا کہ میران حسین اپنے بیٹے کو قتل کرڈالے اس لئے قاسم بیگ اور مرزا محمد تقی سے کہا کہ میران حسین کے دیکھنے کو میرا دل بہت ہوتا ہے اوسے میرے پاس بھیجدو - یہ بڑے خوش ہوئے اور فوراً شہزادہ کو قلعہ مین باپ کے پاس بھیجدیا - پہلے تو مرتضی نے اوس پر بڑی مہربانی کی اور بغداد محل کے ایک حجرہ مین اپنے پاس رکھا - پھر دوسرے روز لحاف اور توشک مین اوسے لپیٹ دیا اور مکان کو آگ لگاکر حجرہ کے دروازے کو خوب مضبوط بند کردیا - میران حسین نے جیسے تیسے اپنے آپ کو لحاف وتوشک سے نکالا - اور حجرہ کے دروازہ کے پاس آکر فریاد مچائی - فتحی شاہ وہان تھی اوسے رحم آگیا - اوس نے میران حسین کو دروازہ کھولکر نکالا اور قاسم بیگ اور محمد تقی کے پاس پہونچا دیا -

انہون نے اوسی وقت ایک پالکی مین اوسے بند کراور خفیہ چپا کے دولت آباد کو بھیجدیا۔ جب مرتضی وہان دو تین روز کے بعد پہر آیا اور بیٹے کی ہڈیان راکھہ مین نہ پائین تو فتحی شاہ سے پوچھا پہلے تو اوس نے کہا کہ اوس کی ہڈیان راکھہ ہوگئی ہونگی۔ مگر جب مرتضی نے اس بیان کو تسلیم نہ کرکے اوس پر سختی کی تو اوس نے اصل حقیقت کہدی۔ اس لئے مرتضی نے محمد قاسم اور مرزا محمد تقی کو بولا کر پوچھا اور جب انہون نے اوس سے اپنا عدم علم ظاہر کیا تو انہین خدمت سے معزول کرکے مقید کردیا۔ پہر جب محمد صادق اردوبادی کو وکیل کیا اور اوس نے بھی میران حسین کے قتل سے انکار کیا تو اوسے بھی قید کرکے سلطان حسین سبزواری کو جو احمد نگر مین پیدا ہوا تھا وکیل کیا۔ اور میرزا خان کا خطاب دیا۔

(۹۴) مرزا خان کا مرتضی شاہ کو معزول کرکے میران حسین کو تخت نشین کرنیکا ارادہ اور دلاور خان کی امداد۔

قاسم بیگ ایک نیک بخت آدمی تہا اوس کے سادہ پن سے لوگ بہت سرکش ہوگئے تہے اور زبردستی مہمات سلطنت مین دخیل بن بیٹہے تہے اور اونہین کے باعث سے مرتضی شاہ کو قاسم بیگ وغیرہ کے قید مین مدد ملی تہی۔ انہین مین سے ایک شخص اسمعیل دکنی تہا۔ مرتضی شاہ کا یہ بڑا معتمد ہوگیا تہا۔ اس لئے مرتضی نے اسے اب میران حسین کے قتل کے لئے حکم دیا۔ یہ خبر مرزا خان کو جب معلوم ہوئی اور چونکہ اوسے مرتضی شاہ کا پہلے سے بھی ارادہ معلوم تہا اور جانتا تہا کہ اوس کا حکم نہ ماننے سے مین بھی نکالا جاؤنگا۔ اس لئے اوس نے فتحی شاہ اور اوس کے اقارب کو روپیہ دے دلا کر خوب راضی کرلیا۔ اور خفیہ دلاور خان کے پاس بیجاپور مین یہ پیغام بھیجا کہ مرتضی تو دیوانہ ہوگیا ہے چاہتا ہے کہ اپنے بیٹے کو قتل کرڈالے اگر آپ کچھ مدد کرین تو باپ کو تخت سے ہٹاکر بیٹے کو مین تخت پر بٹہادون۔ چونکہ میران حسین سے ابراہیم عادل شاہ کا ایک خاص رشتہ ہوگیا تہا اور یہ امر انسانیت کے بھی موافق تہا اس لئے دلاور خان نے اس کو منظور کرلیا اور

ابراہیم عادل شاہ کو جمادی الاول ۹۹۶ھ مین لیکر تیس ہزار فوج سے احمدنگر کی طرف کوچ کیا۔ اب مرزا خان نے فتحی شاہ کی معرفت مرتضی شاہ سے کہلا بھیجا کہ ابراہیم عادل شاہ احمدنگر کی تسخیر کے لئے آتا ہے اسباب مین کیا کیا جاے چونکہ مرتضی شاہ کو کچھ حال تو معلوم ہی نہ تھا اوس نے مرزا خان کو حکم دیدیا کہ مناسب تدابیر عمل مین لاے۔ مرزا خان نے اس جرم کے بہانہ سے کہ ابراہیم عادل شاہ کی لشکر کشی کا باعث بعض امرا ہین بڑے بڑے امرا کو فوراً قید کرلیا۔ اور بجاے اون کے اپنے آدمی مقرر کردئے اور بہت بڑی فوج احمدنگر سے بھیجی۔ اس فوج نے قصبہ دانورہ مین جو احمدنگر کے قریب ہے قیام کیا۔

(۹۳) محمد قاسم فرشتہ کا مرتضی شاہ سے مرزا خان کے ارادہ کا حال بیان کرنا۔

مرتضی شاہ کو اس قیام سے کچھ شبہہ پیدا ہوا اور اوس نے محمد قاسم فرشتہ کو جو اس وقت قلعہ احمدنگر کی حفاظت پر مقرر تھا اس قیام کی وجہ دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ مرزا خان کو یہ معلوم تھا کہ محمد قاسم مرتضی شاہ کا بڑا خیر خواہ ہے اگر یہ لشکر مین گیا تو حقیقت حال کو فوراً دریافت کرلیگا اور ضرور بادشاہ سے آکر بے رورعایت عرض کردیگا۔ اس لئے اوس نے چاہا کہ لشکر مین جاکر اوس کا بندوبست کرے اور فتحی شاہ کو بارہ ہزار ہون دیکر مرتضی شاہ سے یہ حکم حاصل کیا کہ مرزا خان خود لشکر مین جاکر امرا کو لڑائی کی تحریص وترغیب دے اور نہایت تیزی سے ابھی محمد قاسم فرشتہ لشکر مین ہی موجود تھا کہ مرزا خان بھی وہان جا پہونچا۔ اور چونکہ راز فاش ہوگیا تھا اس لئے اوس نے چاہا کہ محمد قاسم کو گرفتار کرلے مگر اس کے ایک دوست کو اوس کے اس ارادہ سے خبر لگ گئی اور اوس نے محمد قاسم کو بادرفتار گھوڑون پر سوار کراکے فوراً سرشام لشکر سے بھگا دیا۔ مرزا خان نے بھی آدمی تعاقب مین بھیجے۔ مگر اون کے پاس مشعل کی روشنی تھی اور محمد قاسم کے پاس روشنی نہ تھی۔ اس لئے مرزا خان کے آدمی محمد قاسم کو نہ پکڑ سکے۔ اور وہ صبح ہی احمدنگر مین مرتضی شاہ کے پاس آگیا اور عقب سراپردہ سے

جاکر مرتضی شاہ سے تمام حقیقت کہہ سنائی۔ فتحی شاہ نے اوس کے بیان کی تکذیب کی۔ مگر جب اوسی وقت جاسوسون نے آکر بیان کیا کہ مرزا خان دولت آباد کو گیا ہے اور چاہتا ہے کہ میران حسین کو لاکر تخت نشین کرے تو مرتضی شاہ سنکر دریاے حیرت مین غرق ہوگیا۔ اور اوس وقت اوس سے علاج پوچھا۔ محمد قاسم نے کہا کہ دو صورت سے اس کا علاج ہوسکتا ہے ایک تو یہ کہ حضور خود سوار ہون اور جو دو تین ہزار خاصہ خیل موجود ہین اونہین سے پٹن کی طرف کوچ کیجئے اور مرزا خان کا جاکر وہان راستہ گیر لیجئے۔ اس خبر کے سنتے ہی تمام امرا مرزا خان کو چھوڑکر آپ کے پاس فوراً چلے آئینگے مرتضی شاہ نے کہا کہ کئی روز ہوے فلان خواجہ سرا میرے لئے کھانا لایا اوس کے کھاتے ہی میرے پیٹ مین درد پیدا ہوگیا۔ اور خون کے دست آنے لگے جس سے مین اس وقت گھوڑے پر سوار نہین ہوسکتا۔ غالباً مرزا خان نے کھانے مین زہر دلوا دیا تھا۔ تب مین نے کہا دوسرا طریق یہ ہے کہ اب قلعہ دندا راجپوری سے صلابت خان کو بلوائے اور پالکی مین سوار ہوکر یہ بہانہ شکار جنیر کے طرف چلئے راستہ مین صلابت خان حضور کو ملجائیگا۔ صلابت خان کے آتے ہی امرا اور فوج تمام آپ کی خدمت مین حاضر ہوجائینگے۔

(۹۴) میران حسین کا اپنے باپ مرتضی شام کو حمام گرم کراکر مار ڈالنا

یہ سنتے ہی مرتضی شاہ نے فوراً قلعہ دندا راجپوری کو احکام بھیجے۔ اور صلابت خان اور قاسم بیگ اور مرزا محمد تقی و حکیم محمد مصری کو طلب کیا۔ اور آپ بھی یہ چاہا کہ سوار ہوکر چلے۔ کہ اتنے مین فتحی شاہ اکبر پیرون پر پڑگئی اور ہاے ہاے کرکے رونے لگی۔ اور کہا کہ جبھی آپ قلعہ سے باہر نکلینگے کہی خاصہ خیل اپنی خیر خواہی بتانے کے واسطے آپ کو پکڑکر مرزا خان کے حوالہ کردینگے مرتضی کے دل میں بھی یہی سما گئی اور محمد قاسم کی راے پر عمل نہ کیا۔ ایسی خبرون کی ہر ایک کو ماک جھانک لگی رہتی ہے یہ بات تمام شہر مین اوسی وقت مشہور ہوگئی اس وجہ سے جسقدر سوار و پیادہ تھے جوق جوق پیدل بایکوس ہوکر

دولت آباد کی طرف چلے گئے۔ اودہر مرزا خان نے صلابت خان کے آنے کی خبر سنکر شاہزادہ
کو دولت آباد سے لیا اور دو منزلون کی ایک ایک منزل کرکے احمد نگر کو چلا۔ اس وقت
دلاور خان بھی ابراہیم کو لیکر احمد نگر سے پانچ کوس پر قصبہ پانوری مین آگیا کہ صلابت خان کے
سبب سے مرتضی شاہ کے پاس سپاہ جمع ہوکر میران حسین کے برخلاف کچھ نہ کرے۔ اب
مرزا خان احمد نگر مین آگیا اور چاہا کہ قلعہ کے دروازہ کو بند کرکے اوس وقت تک وہان پڑا رہے
کہ جب تک صلابت خان کے آنے کے بعد کوئی تصفیہ نہو جاے مگر جب دیکھا کہ قلعہ کے تمام
صغیر و کبیر دیوارون پر سے اوترا اوترا کر میران حسین کے لشکر مین جا ملے۔ اور قلعہ مین بجز فتحی شاہ
اور دو چار کنیزون کے اور کوئی نہ رہا۔ اور محمد قاسم فرشتہ جو قلعہ کا محافظ تھا وہ بھی خاموش بیٹھا ہے
تو مرزا خان اور میران حسین تیس چالیس اجلاف و اوباش کو لیکر ہاتون مین ننگی تلوارین لئے ہوئے
بغداد محل کی طرف جہان مرتضی شاہ تھا آیا۔ اور جسے قلعہ مین پایا قتل کردیا محمد قاسم شاہزادہ میران حسین
کے ساتھ لڑکپن مین پڑہا کرتا تہا جب شاہزادہ نے اوسے دیکھا تو اوسے قتل نہ کرنے دیا۔ اور اپنے
ساتھ بغداد محل مین لے گیا اور باپ کے ساتھ قولاً و فعلاً کوئی دقیقہ بے عزتی اور بے حرمتی کا باقی
نہ رکھا مرتضی شاہ خاموش تھا۔ اور حیرت سے اوس کی طرف دیکھتا تھا۔ جب میران حسین نے
ننگی تلوار کی نوک اوس کے پیٹ پر رکھکر کہا کہ کیا اسے تیرے پیٹ کے پار کردون تو اوس نے
ایک آہ سرد بھر کر کہا کہ اے مرد دو مین دو چار روز کا مہمان ہون مجھپر اگر ترحم کرے تو مروت سے
بعید نہین ہے اس کو سنکر شاہزادہ میران حسین مرتضی شاہ کے پاس سے چلا آیا۔ مرزا خان نے
اوس سے کہا کہ تیرے باپ نے ایک مدت دراز تک سلطنت کی ہے امراے سلطنت اور
رعایا اوس سے مانوس ہے اگر وہ زندہ رہیگا تو تجھے بادشاہی کرنا مشکل ہے ضرور ہے کہ اوسے
قتل کیا جاے اس۔ لئے گو باپ مرض الموت مین گرفتار تہا مگر اس ناخلف نے اوس کے مرنیکا

انتظار نہ کیا بلکہ ایک حمام مین اوسے بند کرکے نیچے آگ جلوادی اور تمام منفذ بند کرکے حکم دیا
کہ پانی اوسے پینے کو نہ دین کہ جس سے وہ تڑپ تڑپ کر صبح کو بتاریخ ۱۸ ماہ رجب سنہ ۹۹۶ھ کو ۹۹۶ھ
مرگیا - اور شیعون کے مذہب کے بموجب اوس کی تجہیز و تکفین کیگئی - اور باغ روضہ مین مدفون
ہوا - بعدازان برہان نظام شاہ ثانی نے اوس کی ہڈیان کربلاے معلی کو بھیجدین اور باپ
دادے کے قبرون کے پاس دفن کردیا -

(۹۵) ابراہیم عادل شاہ کا احمدنگر سے ناراض ہوکر واپس ہونا

جب میران حسین احمدنگر مین بقبضہ و ظفر داخل ہوگیا تو ابراہیم عادل شاہ نے
اپنے آدمی مبارکباد کہنے کے لئے اوس کے پاس بھیجے - اور یہ ارادہ
کیا کہ اپنی بہن کو جاکر دیکھے - مگر یکایک خبر پہونچی کہ میران حسین نے اپنے باپ کو نہایت بُری گت
سے مارڈالا - اس موحش خبر کے سنتے ہی ابراہیم کے بدن مین آگ لگ گئی اور ایک شخص حسین
کرد کو جو بڑا دلیر اور بیباک تھا میران حسین کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ ہماری غرض لشکر کشی سے صرف
یہ تھی کہ تجھے تخت نشین کرکے تیرے باپ کو کہین کسی قلعہ مین نگاہ رکھا جاے تاکہ وہ دہان اپنے
خداے ذوالجلال کی عبادت مین مشغول رہے - اگر ایسے ہی تجھے کچھ وہم پیدا ہوا تھا تو چاہیے
تہا کہ اوسے میرے پاس بھیجدیتا کہ مین اوسے بحفاظت تمام رکھتا اور تجھے کچھ نقصان اوس سے
نہ پہونچنے دیتا یا زیادہ سے زیادہ تجھے کچھ کرنا تھا تو اوسے اندہا کردیا ہوتا - مگر اب سنا جاتا ہے کہ تو نے
خداے قہار شدید الانتقام کے غضب کو فراموش کرکے اوسے مارڈالا ہے - خیر اسوقت
تو مین تجھے کچھ نہین کہتا ورنہ مخلوق سمجھیگی کہ میری لشکر کشی بطمع نفسانی تھی چونکہ پدر کشی کبھی مبارک
نہین ہوتی ہے تجھے اس بدی کی مکافات خدا کے یہان سے ملیگی - مین تجھ سے بغیر ملاقات
کے رخصت ہوتا ہون - پھر مرتضی شاہ کی رسم فاتحہ ادا کرکے ابراہیم عادل شاہ بیجاپور کو
لوٹ آیا -

(۹۷) مرتضی شاہ کی حالت پر رائے

تاریخ فرشتہ مین اون چند بادشاہون کے نام لکھے ہین کہ جنہون نے اپنے باپون کو قتل کیا ہے۔ اور بیان کیا ہے کہ اون مین سے کوئی ایسا نہ ہوا کہ جسے ایک سال بھی جینا اوس کے بعد نصیب ہوا ہو یہ بات تو یقیناً غلط ہے۔ جمشید قطب شاہ نے اپنے باپ کو مارا اور اوس کے بعد سات برس خوب بادشاہی کی۔ مگر ان اخلاقاً اور انصافاً پدرکشی اوس سے زیادہ مذموم ہے کہ جس قدر کسی بے گناہ کا قتل مذموم ہے۔ باپ سے زیادہ دنیا مین تعظیم و تکریم کے قابل خدا کے بعد کوئی نہین ہے۔ کسی کے احسان اس کے برابر نہین ہوسکتے۔ بیٹے کو نہ صرف تعلیم و تربیت کے ہی فوائد باپ سے حاصل ہوتے ہین بلکہ اوس کی جان کی بقا ہی لڑکپن مین صرف اوسی کی کوشش کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے رب العباد نے اپنے کلام پاک مین ماں باپ کی شان مین فرمایا ہے لاتقل لھما اُفٍّ یعنے والدین کے مقابلہ مین اف بھی مت کرو۔ اگر ماں باپ سے کسی طرح اولاد کے حق مین کوئی خطا بھی ہوجاے تو بھی اون کا حق اتنا برا ہے کہ ضرور اوسپر صبر و تحمل اور سوچ سمجھکر کام کرنا چاہیئے۔ اس مین شک نہین کہ اگر یہ مقدمہ عدالت مین جاتا اور میران حسین کو جو مرتضی شاہ نے مکان مین بند کرکے آگ لگا دی تھی قاضی کے روبرو پیش ہوتا تو وہ یقیناً مرتضی شاہ کے قتل کا فتوے دیتا۔ مگر جب میران حسین کو اپنے باپ پر غلبہ ہوگیا اور وہ اوس کے قبضہ مین آگیا تھا تو قتل کرنا اور پھر ایسی بری طرح سے ہرگز نہ چاہیئے تھا۔ درحقیقت اوس پر اخلاقاً سخت ظلم کیا گیا۔ مرتضی شاہ نے ۲۴ برس پانچ مہینے سلطنت کی۔ اس مین سے پندرہ سولہ برس وہ گوشہ نشین رہا۔ ایسا بادشاہ دنیا مین شاید کوئی بھی نہوا ہوگا جو اسقدر عرصہ تک عزلت گزین رہے اور پھر سلطنت کا مالک سمجھا جاے اور تمام امرا پر اوس کا کامل اختیار ہو۔ اس کا سبب یہ تھا کہ اس نے اپنے وزرا کو تمام اختیار دیدیا تھا اون کے کسی کام مین دخل نہ دیتا تھا۔ جس سے اون مین مرتضی شاہ سے

کچھ سستابی کی ضرورت ہوتی - اس کے سوا جب کوئی ایسی ضرورت ہوتی کہ جس سے اوس کی حکومت کو نقصان پہونچے تو وہ فوراً اوس کے تدارک کے لئے موجود اور مستعد ہوجاتا اس مین ایک لمحہ کی دیر نہ کرتا تھا - گو اوس کی بہادری جنون سے خالی نہ تھی مگر اوس کی بہادری اور دلاوری مین کسی طرح کا شک نہین - عین عالم جوانی مین خونزہ ہمایون سے عورت کو لیے دھل اور علی عادل شاہ سے بادشاہ کو ذلیل کرنا اور برار کی بادشاہت کو نیست و نابود کرکے اوس پر قابض ہوجانا کوئی ایسے چھوٹے کام نہین ہین - ہمارے نزدیک تو اس خاندان مین یہی بڑا بادشاہ ہے جو سب سے اخیر ہوا ہے - اسکے بعد بادشاہی گو اس خاندان مین ایک عرصہ دراز تک رہی مگر وہ بادشاہی نام کی ہی تھی فی الحقیقت اونھون نے بادشاہی اچھی نکی اور اگر کی تو دوسرون نے کی -

(۹۷) میران حسین کی بدوضعی اور دوستان مملکت کا قتل

اب میران حسین تو بادشاہ بنتا اور مرزا خان سلطنت کا مالک ہوا - اوس نے چاہا کہ دلاور خان کی طرح میران حسین کو توجو اس وقت سولہ برس کا لڑکا تھا گھر مین بٹھاے اور خود بادشاہی کرے - مگر میران حسین شوخ طبیعت اجلاف پیشہ اور ناعاقبت اندیش تھا اس لئے مرزا خان کا منصوبہ پورا نہ ہوسکا - میران حسین ہر روز جہان چاہتا وہان جاتا اور اراذل و اوباش کے ساتھ کوچہ و بازار مین مارا پھرتا - اپنی دائی زادون اور ہم عمرون کو بڑے بڑے مراتب و مناصب دیتا رات و دن ارباب نشاط مین اور شراب و کباب مین مصروف رہتا - مستی مین جسے چاہتا قتل کرڈالتا - مگر پھر بھی باپ دادا کے سبب سے مخلوق اوسے اپنا بادشاہ سمجھتی امرا اوس سے دبتے اور اوس کے حکم پر چلتے تھے - ایسی حالتون مین قاعدہ ہے کہ انواع و اقسام کی خبرین اور طرح طرح کی افواہین اڑا کرتی ہین کسی نے اوس سے کہدیا - کہ مرزا خان نے شاہ قاسم مرتضی شاہ کے بھائی کو قلعہ بیڑ سے بولایا ہے اور اپنے گھر مین اس غرض سے چھپا رکھا ہے کہ فرصت پاکر تجھے معزول کرے اور اوسے بادشاہ بنا ے

اس لئے میران حسین نے مرزا خان کو فوراً گرفتار کر لیا۔ مگر جب معلوم ہوا کہ شاہ قاسم کا قصہ غلط ہے تو مرزا خان کو چھوڑ بہر اوس سے بھی زیادہ اوس کو مرتبہ عنایت کیا۔ اس لئے مرزا خان نے دفع فتنہ کے لئے میران حسین سے کہا کہ وارثان مملکت کا وجود فتنہ و فساد کا باعث ہوا کرتا ہے۔ ضرور ہے کہ آپ شاہ قاسم کو اوس کی اولاد سمیت قتل کر دیجئے میران حسین نے فوراً حکم کر دیا کہ اولاد نرینہ نظام شاہی مین سے سب کو قتل کر دیا جائے پندرہ آدمی دستیاب ہوے اور ایک ہی دن قتل کر دے گئے۔

۹۹۷ھ (۹۸) مرزا خان کا میران حسین کو قتل کر کے اسمعیل بن شاہزادہ برہان کو تخت پر بٹھانا۔

میران حسین کے آنکس خان طاہر خان دور ضاعی بھائی تھے۔ جب اونھون نے دیکھا کہ مرزا خان کا اقتدار بہت زیادہ ہوتا جاتا ہے تو میران حسین کو اس خطرہ سے متنبہ کیا۔ مگر میران حسین بالکل چپلا اور سفلہ تھا۔ اوس نے اور تو کچھ بندوبست نہ کیا بلکہ زبانی لغویات بکنا شروع کر دیا کبھی کہتا کہ مرزا خان کی فلان شمشیر سے گردن مارونگا اور کبھی کہتا کہ فلان ہاتی کے پاون سے کچلوا دونگا۔ جب مرزا خان نے یہ باتین سنین تو اوس نے بنظر پیش بینی اس کے علاج پر کمر باندھی میران حسین گو بیوقوف تھا مگر اتنا وہ بھی سمجھ گیا کہ مرزا خان میرے قتل کے درپے ہے۔ اس لئے اس نے بھی اوس کے قتل کی فکر کی۔ ۱۲ جمادی الاول بروز پنجشنبہ ۹۹۷ھ کو میران حسین بہانہ ضیافت آنکس خان کے گھر گیا۔ کہ مرزا خان کو وہان بولا کر مار ڈالے۔ مگر مرزا خان بیماری کا بہانہ کر کے نہ آیا۔ اور آقا میر شیرازی کو جو اوس کا دوست تھا اور میران حسین اوسے اپنا رفیق جانتا تھا آنکس خان کے یہان بھیجا۔ آقا شیرازی وہان ایسے وقت پہونچا کہ میران حسین کھانا کھا چکا تھا اس لئے آنکس خان نے جدا اس کے لئے کھانا منگوایا جبھی کہ آقا میر شیرازی نے کچھ تھوڑا سا کھانا کھایا کہ مرزا خان کی ہدایت کے بموجب قے کرتا ہوا اوٹھ کھڑا ہوا۔ اور اپنے گھر کو چلا گیا۔ اس کے

بعد میران حسین بھی قلعہ کے باہر ایک باغ مین جہان رہتا تہا وہان کو چلا گیا۔ مرزا خان نے میران حسین سے کہلا بھیجا کہ آقا میر آپ کے بڑے امرا مین سے ہے مناسب ہے کہ اوسے اپنے پاس قلعہ کے باہر بولا کر رکھین اور اوس کا علاج کرائین۔ میران حسین نے اس کی اجازت دیدی دوسرے روز مرزا خان میران حسین کے پاس گیا اور کہا کہ آقا میر کی حالت بہت بُری ہو رہی ہے مناسب ہے کہ آپ اوس کی عیادت کے لئے تشریف لیجائین۔ میران حسین نے نشہ کی حالت مین کچہ نہ سوچا نہ سمجہا دو تین آدمیون سے مرزا خان کے ساتھ قلعہ مین چلا گیا۔ چونکہ وہان تمام مرزا خان کے آدمی تہے میران حسین کو بآسانی اونہون نے گرفتار کر لیا۔ مرزا خان نے میر طاہر نیشاپوری کو بہیجا کہ قلعہ لہا کر سے جا کر شاہزادہ برہان کے بیٹون کو لے آئے۔ دوسرے روز وہ دو لڑکے لایا۔ بڑے کا نام ابراہیم تہا مگر یہ چونکہ ایک حبشن کے پیٹ سے تہا اس لئے کالا اور کریہ منظر تہا۔ دوسرے کا نام اسمعیل تہا جس کی مان کوکن کے ایک نوائت کی بیٹی تھی یہ شکل کا اچھا تہا ابہی تک کسی کو اس معاملہ کی خبر نہ تہی۔ مرزا خان نے قاسم بیگ مرزا محمد تقی نظیری و مرزا صادق و میر عزیز الدین استرآبادی وغیرہ اعیان و افاضل غریب کو زبردستی اپنے گہرون سے بولایا۔ اور اونہین مشورت مین شریک کر کے اسمعیل چہوٹے لڑکے کو بوقت ظہر تخت نشین کیا۔ اس کی عمر اس وقت بارہ سال کی تھی۔

(۹۹) دکن مین ایرانیون کے نہ آنے کی وجہ اور شیعہ مذہب کے انقلاب کی بنا۔

ہمایون کا اوپر ذکر ہو چکا ہے یہ بادشاہ شیر شاہ افغان کے خوف سے ۹۴۷ھ مین ہندوستان سے بہاگ کر ایران کو چلا گیا تہا۔ وہان شاہ طہماسپ صفوی والی ایران نے اوس کی بڑی خاطر داری کی۔ اور بارہ ہزار آدمی اپنے بیٹے کو ہمراہ کر کے اس وعدہ پر اوسے افغانستان فتح کرا دینے کے لئے دیئے کہ قندہار ایرانیون کو دیدیا جاے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ایک عرصہ تک قندہار ایرانیون کے قبضہ مین رہا۔ چونکہ ہمایون کو

ایرانیون کے باعث پھر دوبارہ سلطنت نصیب ہوئی تھی اس سبب سے ایرانی کثرت سے
اوس کی سپاہ مین شامل تھے۔ اور پھر جب وہ ہندوستان کو آیا اور یہان کا بادشاہ ہوگیا اور
اوس کا بیٹا اکبر دکن کے سوا تمام ہند کا مالک ہوگیا تو ایرانیون کو احسان مندی یا خلا ملا کی وجہ
سے اس سلطنت مین کثرت سے ملازمت ملنے لگی۔ اس سبب سے دکن مین ان کی آمدورفت
سابق کے بہ نسبت کم ہوگئی۔ یہان تک کہ اس نصف صدی مین ایرانی اکثر وہی باقی رہ گئے
کہ جن کے باپ دادے یہان آئے تھے۔ پھر ان مین بھی دستور کے موافق شیعہ کچھ تھوڑے
ہی باقی تھے۔ اکثر سُنی ہوگئے تھے۔ اور جو کچھ نئے آئے تھے اون کی تعداد بہت ہی قلیل تھی
سوائے اس کے اکبر کی سلطنت مین اس چین کے سبب سے راستے صاف تھے۔ مسافر اور
تاجر شمالی ہند اور عرب سے بے تکلف یہان آتے تھے اور یہ سب سنی تھے اس وجہ سے شیعہ
مذہب یہان بہت ضعیف ہوگیا تھا۔ اور سنی کثرت سے پھیل گئے تھے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ
شیعہ امرا کے ہاتھ سے حکومت نکلجاے۔ دکن گرم ملک ہے خوراک و پوشاک یہان آسانی سے حاصل
ہوجاتی ہے اور تھوڑی مقدار مین کام چل جاتا ہے بلکہ ایک قلیل محنت سے بڑی آسایش و آرام کے
ساتھ بسر ہوسکتی ہے اس لیے یہان کے باشندے عیش و عشرت کے باعث سست اور کاہل الوجود
اور پست ہمت ہوجاتے ہین۔ ان لوگون مین ایسا کون تھا جو ایرانیون سے لڑکر اور اونکو نکالکر حکومت
چھینتا۔ اس لئے جب ایرانی خود بخود ضعیف ہوئے تو دو قسم کے لوگون کے حصہ مین حکومت آنا
ضرور ہوا۔ ایک تو وہ کہ جو شمال اور مغرب سے دکن مین آئین۔ دوسرے وہ کہ جو دکن مین مدت سے
بادشاہون کے پاس رہنے کے باعث صاحب عزت شمار کیے جاتے ہون۔ اور اہلکاری کا مدار
اونپر ہوا احمد نگر چونکہ پہلا مقام ہے جہان شمال سے لوگ آکر وارد ہوتے ہین اس وجہ سے اس وقت
یہان کی حکومت فریق اول کے حصہ مین آگئی۔ مگر بیجاپور چونکہ ایکدرجہ اس سے پیچھے جنوب کی طرف

کو ہے وہان شمال کا اثر کم ہوا۔ اور حکومت دوسرے قسم کے لوگون کے ہاتھ مین رہی۔ ان دونو فریقون کی تفصیل ہم آیندہ کرتے ہین۔

(۱۰۰) میران سید محمد جونپوری اور پٹھانون مین اون کے مہدویت کے اعتقاد کا پھیلنا

تاریخ کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدیون کی تعداد دہائیون تک پہونچ گئی تھی۔ اور بارہا اون کے معتقد کثرت سے ہوتے رہے ہین۔ ہندوستان مین بھی ایک مہدی گذرے ہین۔ اور اون کے معتقد اس وقت تک دکن مین موجود ہین اس فریق کے مہدی شہر جونپور مین ۸۴۷ھ مین پیدا ہوئے تھے اون کا نام میران سید محمد مہدی تھا۔ انہون نے شیخ دانیال جونپوری سے تعلیم پائی۔ اور اوس کے مرید بھی تھے۔ عنفوان شباب سے ہی ان کی طبیعت درویشی کی طرف مائل تھی اس وجہ سے لوگ ان کے بہت جلد معتقد ہونا شروع ہوئے۔ یہان تک کہ سلطان حسین حاکم دانا پور بو دلپت راؤ والی گوڑکا خراجگذار تھا ان کا معتقد ہوگیا۔ اور کچھ دنون بعد سلطان حسین ان کو لیکر دلپت راؤ کے مقابلہ کے واسطے گیا اور شکست کھاکر بھاگا مگر میران صاحب کے ہاتھ سے دلپت راؤ مارا گیا۔ بعد اس کے میران صاحب سات برس تک وجد کی حالت مین رہے اور بجز ادائے نماز فرایض کے اور کوئی کام نہ کیا۔ پھر پانچ سال کسی قدر ہوش مین اور کسیقدر بے ہوش رہے۔ پھر اپنے وطن سے ہجرت کرکے دانا پور کے جنگل مین گئے اور وہان اپنی مہدویت کے الہامات ظاہر کئے پھر چندیری مین تشریف لائے۔ اور وعظ و بیان شروع کیا بعد ازان مانڈو دار السلطنت مالوہ مین آئے۔ اس جگہ اون کی بڑی خاطر داری ہوئی۔ سلطان غیاث الدین جسے اوس کے بیٹے سلطان نصیر الدین نے قید کر رکھا تھا بڑا معتقد ہوگیا اور اونکے ساتھ بڑا سلوک کیا۔ جس سے تمام لوگ ان کے معتقد ہونے لگے اور گھر چھوڑ چھوڑ ان کے ساتھ ہوئے۔ پھر چمپانیر ملک گجرات مین گئے۔ وہان بھی بڑی عزت ہوئی۔ پھر دولت آباد ہوتے ہوئے احمد نگر پہونچے۔ اوس وقت احمد نظام الملک زندہ تھا وہ اولاد کی خواہش مین دعا کے لئے ان کے

پاس گیا اور ان کا معتقد ہوگیا۔ اتفاقاً شاہزادہ برہان ابن احمد نظام الملک اوسی زمانہ مین پیدا ہوا۔ جو آخر کو مہدوی فریق کو پسند کرنے لگا تھا۔ اور بہت سے مہدوی لوگون کو گجرات سے بولا کر اپنے ایام حکومت مین نوکر رکھا تھا اور اپنی ایک بیٹی ان میران صاحب کے پوتے کو دی تھی۔ غرض پھر میران صاحب بیدر گلبرگہ ہوتے ہوے اور لوگون کو مرید کرتے کراتے بیت اللہ کی زیارت کو تشریف فرما ہوئے۔ اسی جگہ جاکر آپ نے اپنی مہدیت کا دعوی سب سے پہلے کیا۔ پھر کچھ دنون بعد احمدآباد گجرات مین آئے اور یہان دوبارہ ۹۰۳ھ مین علانیہ اپنا مہدی موعود ہونا بیان کیا جس سے بہت لوگ ناراض ہوگئے یہان سے میران صاحب پٹن مین جاکر اوس کے قریب ایک موضع ولی مین گئے یہان ۹۰۵ھ مین تیسرے بار بڑے جوش و خروش سے مہدویت کا دعوے کیا اور تین سو ساٹھ آدمیون نے تصدیق کی۔ جب علما سے بحث ہوئی تو رنج بڑھا اور سلطان محمود والی گجرات نے ملکی اندیشہ سے ان کو اپنے ملک سے نکال دیا پھر سندہ مین ہوتے ہوے اور مصیبتین جھیلتے قندہار مین وارد ہوے پھر یہان سے قرہ ایک مقام مین جاکر اخیر منزل کی۔ ان دونو مقام کے حاکم ان کے معتقد ہوگئے تھے۔ ۹۱۰ھ مین بمقام قرہ ۶۳ برس کی عمر مین ان کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد میران صاحب کے معتقد گجرات کی طرف چلے آئے۔ اور یہان اس فریق کی ترقی ہوتی رہی۔ اگرچہ اس اعتقاد کے معتقدون کو بہت ایذائین پہونچین مگر پھر بھی سب کے معتقد اسی عقیدہ پر جمے رہے۔ جب شیر شاہی افغان اکبر کے وقت مین گجرات کی طرف آکر بناد گیر ہوے تو اون مین یہ عقیدہ پھیلا۔ مندرزی فرقہ کے لوگ تو اپنے تسنن پر ہی رہے مگر تیلی وغیرہ قومین مہدوی ہوگئین اور جب یہ لوگ راجہ جے پور کے علاقہ مین جا بسے تو یہ اعتقاد بھی وہان چلا گیا۔ اب ہندوستان خاص مین سوائے علاقہ جے پور کے یہ فرقہ اور کہین نہین ہے۔ اور جونپور مین تو جہان میران صاحب پیدا ہوئے تھے کوئی اس کا نام بھی نہین جانتا۔ چونکہ یہ لوگ اکثر سپاہی پیشہ اور بہادر ہوتے ہین اس وجہ سے

ان لوگون کو شاہان گجرات کے یہان اچھے اچھے عہدہ ملا کئے اور وہین سے احمد نگر مین آ آ کر پھیل گئے۔ اور معزز عہدہ اور جاگیرین حاصل کین۔ اہل تسنن کے بعض جہال انہین اپنے عقیدہ کے خلاف سمجھکر بے دین سمجھتے ہین جس سے باہم جدال وقتال تک کی نوبت پہونچ گئی ہے مگر یہ خیال غلط ہے یہ لوگ پورے مسلمان ہین صرف فرق یہ ہے کہ یہ میران سید محمد صاحب جونپوری کو مہدی موعود کہتے ہین گو یہ عقیدہ اونکا صحیح ہو یا غلط۔ مگر جب ہم دیکھتے ہین کہ ہندوستان مین صدہا درویش اور مشائخ ایسے موجود ہین جو اپنے پیرون کو کبھی ایسا بلکہ اس سے بھی بڑا بزرگ سمجھتے ہین تو کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ ان سے عداوت کی جائے اور اونہین اپنا بھائی نہ سمجھا جائے۔

(۱۰۱) مرزا خان کا میران حسین کو قید کرنے اور اسمعیل کو بادشاہ بنانے پر سنیون کا بلوہ۔

اس وقت نظام شاہی فوج مین بکثرت ہندوستان زاد مسلمان تھے جو اکثر پٹھانون کی سلطنت کی تباہی پر مغلون کے خوف سے شمال سے بھاگ کر گجرات اور دکن مین چلے آئے تھے ایرانی امرا نے انہین نیچے سے اوپر تو نہ اونٹھنے دیا تھا۔ مگر بہادری کے باعث عام لوگ ان کو حقیر بھی نہ سمجھتے تھے۔ ان نو واردون مین اپنی شجاعت کے باعث مہدوی اعتقاد کے پٹھان زیادہ معزز تھے سنیون کو اس فریق کے معتقدین سے شیعون کی مخالفت کے باعث کچھ زیادہ دشمنی بھی نہ تھی۔ بلکہ ان کو وہ اپنے ہی فریق مین سمجھتے تھے۔ جب سنیون نے اپنی کثرت کو دیکھا تو اونہین شیعہ امرا کے قبضہ مین رہنا کب گوارا ہو سکتا تھا ایک بادشاہ ابھی مارا گیا تھا۔ اور دوسرے کا کئی روز سے حال معلوم نہ تھا اس لئے عوام الناس مین ایک جوش اوٹھا اس وقت اون مین جمال خان حبشی نژاد مہدوی ایک امیر صدہ بڑا ذہین عاقل بہادر اور دلعزیز تھا۔ یہ ان کا سرغنہ ہوا۔ اور ایک جم غفیر کے ساتھ یہ لوگ قلعہ کے نیچے آئے اور شور مچایا۔ اور بولے کہ ہم نے اپنے بادشاہ کو جب سے روز روشن نہین دیکھا ہے یا تو اوسے ہمین دکھائے ورنہ ہمین اوس تک پہونچا دیجئے۔ جس وقت قلعہ کے اندر تخت نشینی کی مبارکباد بالا ہو رہی تھین اوس وقت

باہر یہان یہ شور وغوغا ہو رہا تھا۔ جب اندر اس دھندکا آواز گیا تو مرزا خان نے آدمیون کو بھیجکر کیفیت منگائی اور جب معلوم ہوا کہ یہ لوگ بادشاہ کو دیکھنا چاہتے ہین تو بجمال غرور و نخوت یہ جواب دیا کہ میران حسین کو سلطنت کی لیاقت نہین ہے۔ ہمارا تمہارا بادشاہ اسمعیل ہے وہ باہر آتا ہے اور تمہارا سلام ابھی لیتا ہے۔ اس وقت تک مرزا خان اگر عقل سے بندوبست کرتا تو کچھ نہ بگڑا تھا۔ جمال خان کو کچھ ابھی قوت نہ ہوئی تھی۔ بلکہ سب سے پہلے جمال خان صرف ۲۵ سوار سے قلعہ کے پاس آیا تھا۔ اگر اہل قلعہ اوس وقت ایک ایک مٹھی دھول بھی ڈالتے تو جمال خان کا کام تمام ہو جاتا۔ مگر اس نے ازراہِ حماقت یہ وقت کھو دیا۔ اور پھر اوس سے کچھ

علاج نہ ہو سکا سچ ہے ؎

کبھی سوچ کے کوئی کماتا نہین	گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین

(۱۰۲) جمال خان مہدوی سنیون کے سردار سے مرزا خان کی شکست ...

اب جمال خان نے وہ کام کیا جو ایسے نازک وقتون مین بڑے بڑے دانشمند کیا کرتے ہین۔ اوس نے وہان تمام ذی ہمتون کو بولایا اور کھڑا ہو کے مسلمانون کی طرح خطبہ پڑہا۔ اور کہا کہ "اے باشندگانِ دکن اور ساکنان احمدنگر ہوشیار ہو جاؤ اور جان لو کہ مرزا خان وغیرہ تمام امرا اے غریب قلعہ مین فراہم ہوئے ہین اور اونہون نے میران حسین نظام شاہ کو مقید کر لیا ہے اور چاہتے ہین کہ کسی دوسرے کو بادشاہ کرین۔ آپ سب صاحبون کو چاہیئے کہ اپنے بادشاہ کو قید سے خلاص کرین اور ان غریب اور غریب زادون کے تسلط سے اپنی جان چھوڑائین۔ نہین تو آپ یقین جان لیجئے کہ جب یہ معاملہ طے ہو گیا تو کہنیون کے زن و فرزند غلام اور کنیز بنا لے جائینگے۔ اور تمہاری عزت و شرم سب خاک مین ملجائیگی" بعد ازان حکم دیا کہ تمام شہر مین اسی بات کی منادی کر دین۔ دکنی تو پہلے ہی خون کے گھونٹ پیے بیٹھے تھے اور اوس پر یہ غیرت انگیز اور دل نشین الفاظ۔ اس کے

سنتے ہی ایک طوفان اوٹھا۔ اور کوچہ و بازار سے مسلمان فراہم ہونا شروع ہوئے دو تین
ساعت نہ گذری تھین کہ پچیس ہزار سوار پیادہ جمال خان کے جھنڈے کے نیچے آکر جمع ہو گئے۔
گو اس وقت ان بلوائیون کا سرغنہ مہدوی تھا مگر اوسے بھی وہ سنی ہی سمجھتے تھے اور اسی وجہ سے
جب یہ مجمع ہوگیا تو بادشاہی خواجہ سرا اور حبشی بھی جو سلطنت کے کامون پر بڑے حاوی تھے
ان مین ہی آکر شامل ہو گیے۔ اب تو اس سیلاب کا تھامنا کسی بڑے بلند فطرت کا کام تھا
مرزا خان کی ہمت و جرأت سے معاملہ آگے نکل گیا تھا۔ برہان نظام شاہ کے وقت مین یہان
سنی تھوڑے تھے شیعہ بکثرت اور ذی قدرت تھے۔ برہان شاہ خود بادشاہ تھا۔ ملا پیر محمد ایک
ادنی ملا تھا۔ مگر اب معاملہ بالکل برعکس تھا۔ مرزا خان کو اس وقت چاہیئے تھا کہ راستی اور سہولت
سے کام نکالتا۔ یہ تو نہ کیا بلکہ جو آدمی قلعہ مین موجود تھے انہین لڑائی کی ترغیب دی۔ اور ہر ایک
شخص کو ایک ایک اشرفی دیکر اپنے مامون محمد سعید اور کشور خان کے ہمراہ قلعہ سے باہر بھیجا
جو نتیجہ اس یک مشت آدمیون کا ایسے لشکر کے مقابلہ مین ہونا تھا وہ پہلے ہی معلوم تھا۔ وہ گئے
اور مارے گئے دس پندرہ آدمی بمشکل تمام قلعہ مین بھاگ کر زندہ بچے۔

(۱۰۳) میران حسین شاہ کا قتل اور جمال خان کا غریبون کے کہنے نکالنے مین اصرار۔

۹۹۷ مرزا خان نے یہ کام انہین غریبون کے بھروسہ پر کیا تھا جب یہ بھاگ گیے تو وہ سخت پریشان ہوا۔ اب اوس نے سوچا کہ دکھنیون کا شور و غل میران حسین کے سبب سے ہے چاہیئے کہ اوسے ہی قتل کر دین تاکہ دکھنی مایوس ہو کر خاموش ہو جائین اسوقت تک میران حسین کو تخت نشین ہوئے نو مہینے تین دن گذر چکے تھے۔ غریب زادون مین سے ایک شخص ذوالفقار خان تھا مرزا خان نے اوسے حکم دیا کہ میران حسین کا سر کاٹ کر نیزہ پر چڑھائے اور قلعہ کے برج پر نصب کر دے جب میران حسین کا سر کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا گیا تو دکھنی اور حبشیون کے بعض بڑے بڑے امرا نے

چاہا کہ اب اس قصہ کو طے کرین۔ مگر جمال خان بڑا مدبر تھا۔ اوس نے آکر کہا کہ آپ کا کیا خیال ہے کیا آپ یہ سمجھتے ہین کہ ہم میران حسین کے واسطے اپنی جانین دینے کو آئے تھے ہم تو صرف اپنے ننگ وناموس کے بچانے کو آئے تھے۔ بادشاہ میران حسین ہو یا اسمعیل ہمکو اس سے کچھ غرض نہین ہے غرض ہماری یہ ہے کہ امورات سلطنت کا اختیار غریبون کے ہاتھ مین نہ رہے۔ بلکہ ہمارے ہاتھ مین ہونا چاہیئے۔ کیونکہ بغیر اس کے ہماری عزت آبرو اور جان مال کیونکر قایم رہ سکتا ہے۔ اس نصیحت سے تمام سینون کے خیالات پھر پلٹ گئے۔ اب سب نے جمال خان کو اپنا بڑا بنایا۔ اور سرانجام مہمات سلطنت نظام شاہی کے لیے عہدون کی باہم تقسیم کی۔ اور سب نے باہم عہد و پیمان کئے کہ فلان فلان کام فلان کے ذمہ اور اہتمام سے ادا کئے جائین اور فتح ہونے پر اس اس طرح سے باہم رہین گے بعد اس کے جمال خان نے قلعہ کا باقاعدہ محاصرہ کیا۔ اور اس غرض سے کہ عوام الناس اس سے آزردہ نہو جائین اونہین سمجھانے کے لئے اتمام حجت کی ایک چھٹیر نکالی۔ کچھ لوگون کو قلعہ کے پاس بطور سفیر کے بھیجا اور اہل قلعہ سے کہا کہ جب تک آپ یہ سر جو نیزہ پر آپ دکھا رہے ہین نیچے نہ ڈالین تب تک اُس کی صحیح صحیح شناخت نہین ہو سکتی۔ کہ آیا فی الواقع یہ حسین شاہ کا ہی سر ہے یا اور کسی کا اس لئے آپ نیچے ڈالدیجئے اگر درحقیقت وہ حسین شاہ کا سر ہوگا تو ہم پھر اپنے اپنے گھرون کو چلے جائینگے مرزا خان نے جانکہ یہ سچ کہتے ہین اس لئے میران حسین کا سر نیچے ڈلوا دیا۔ گو پہلے سے بھی معلوم تھا اور اب بھی جمال خان اور باقوت خان حبشی نے پہچان لیا کہ یہ میران حسین کا سر ہے مگر دیدہ و دانستہ کہا کہ یہ میران حسین کا سر نہین ہے اور سر کو چادر مین لپیٹ کر ایک گوشہ مین چھپا دیا۔ اس سے یہ ہوا کہ عوام الناس جمال خان کی تائید مین قایم رہے اور اوس کی جمعیت کسی طرح منتشر نہ ہوئی۔

(۱۰۴) جلال خان کا مرزا خان اور غریبون کو قتل کرانا

اتفاقاً کچھ آدمی گھاس اور اوپلون کے سر بیل لدے ہوئے

قلعہ کے سامنے پہنچنے کو لیکر آ نکلے۔ جمال خان نے اونہین پکڑوالیا۔ اور تمام اینڈہن قلعہ کے دروازہ سے لگا کر انبار کرا دیا۔ اور اوس مین آگ لگوادی۔ جس سے قلعہ کا دروازہ جل گیا۔ جب تک دروازہ مین آگ رہی اوس وقت تک تو طرفین کے آدمی مجبور تھے کوئی نہ آیا نہ گیا۔ لیکن جب آگ بجھ گئی۔ تو مرزا خان نے اس اندیشہ سے کہ دشمن دروازہ پر قبضہ کر کے گھیر نہ لے اپنے تمام رفقا کو اکٹھا کیا۔ اور سب گھوڑون پر سوار ہو کر باہر نکلے۔ مگر جس قدر آدمی تھے کوئی تو شہر کے اندر اور کوئی شہر کے حوالی مین جا کر سب مارے گیے۔ مرزا خان کا پتا اوس وقت نہ چلا کہ کہان گیا۔ پھر دکنی حبشی قلعہ مین آئے اور جس کو پایا قتل کر دیا۔ قاسم بیگ و سید شریف گیلانی و اعتماد خان شوستری و خواجہ عبدالسلام تولی کے سوا تین سو آدمیون مین سے کسی کو زندہ نہ چھوڑا جب صبح ہوئی تو جمال خان اپنے اعوان و انصار کے ساتھ خود قلعہ مین آیا دیکھا تو کشتون کے پشتے لگے ہوئے ہین۔ حکم دیا کہ اون کی لاشون کو باہر میدان مین لیجا کر ڈالدین تاکہ کوّے اور گدھ کھا جائین۔ مگر کسی کو دفن نہ کرنے دین۔ میران حسین کو باغ روضہ مین دفن کرا دیا۔ اور کہدیا کہ جہان غریبون کو پائین قتل کر ڈالین اون کا مال لوٹ لین۔ مکانات جلا کر خاک سیاہ کر دین اب اس وقت ایک قہر خدا تھا۔ جوان بیچارے مسافرون پر نازل ہوا تھا۔ کہ کوئی نہین پوچھتا تھا کہ ان غریبون نے کیا ظلم کیا ہے وضیع و شریف تو نگر و گدا۔ نوکر و سوداگر مجاور و مسافر کوئی ہو مگر اوس پر غریب کا نام صادق آتا ہو جہان سامنے آتا فوراً قتل کر دیا جاتا۔ وہ لوگ کہ جن کے لیے سر کے اشارہ سے سلام لینا دشوار تھا اون کے سر گلی کوچون کی نالیون مین، پانوون کے تلے مارے مارے پھرتے تھے جن خاتونون کے چہرون پر مہ و مہر کی روشنی تک گران گذرتی تھی رند اوراوباش اون نازنینون کے بال کھینچتے ہوئے مستانہ وار لیے پھرتے تھے۔ چوتھے روز مرزا خان بھی جنہ کے حوالی سے گرفتار ہو کر آیا۔ پہلے تو اوسے جمال خان نے گدھے پر سوار کرا کے

شہر مین پھرایا - پھر ٹکڑے ٹکڑے کرکے جابجا بر سر بازار لٹکوا دیا - جمشید خان شیرازی اور اوس کے بھائی بھی توپ کے منہہ مین کا ٹکر بھر دئے گئے - اور اونہین اوڑوا دیا گیا - ایک ہفتہ تک یہی قتل عام ہوتا رہا - ایک ہزار غریب کے قریب تمام شہر و دیہات مین مارا گیا فرہاد خان حبشی ایک بڑا امیر تھا وہ اس حال کو سنکر اپنی جاگیر سے آیا اور اوس نے اون کے حال پر رحم کھایا - اور اوباشان دکن کو سزائین دین تب یہ قتل بند ہوا - اور وہ غریب جو اپنے قدیمی دوستی اور آشنائی کی وجہ سے دکھنی اور حبشیون کے یہان کہین چھپے چھپائے بیٹھے تھے بچ گئے -

۹۹۶ (۱۰۵) افواہ کہ دلاور خان ابراہیم کو معزول کرنا چاہتا ہے

دلاور خان وکیل السلطنت بیجاپور ایک عاقل آدمی تھا - مگر اسی کے ساتھ ابراہیم عادل شاہ کا خیر خواہ بھی تھا یا یون کہو کہ خود بادشاہ ہونے کی ہمت نہ رکھتا تھا - اور کچھہ دلاور خان پر ہی منحصر نہین ہے اس زمانہ مین علی العموم مسلمانون کی پہلی سی ہمت نہ رہی تھی - ورنہ دلاور خان عادل شاہی صلابت خان نظام شاہی کے بادشاہ ہونے سے اون کو کون مانع تھا - دلاور خان نے بیجاپور مین ایسا عمدہ بندوبست کیا تھا کہ ابراہیم عادل شاہ اوس کی اجازت بغیر پانی بھی نہین پی سکتا تھا - تمام امورات جزئی و کلی اوسی کے اختیار مین تھے دربار مین محلات مین اور ملک کے اطراف و جوانب مین سب جگہ اوسی کا حکم چلتا تھا - کسی دوسرے کو دم زدن کی مجال نہ تھی مگر پھر بھی اوس نے ابراہیم عادل شاہ کو بادشاہ بنائے رکھا - یہ قاعدہ ہوا کرتا ہے کہ ذی اختیار امرا کے اکثر حاسد پیدا ہو جایا کرتے ہین اور بے اختیار بادشاہون کی طرف داری مین اپنے لیے اختیار پیدا کرنا چاہتے ہین - اگر ہاتھ سے کچھہ ہو سکتا ہے تو ہتیار لیکر کھڑے ہو جاتے ہین اور اگر ایسا موقع نہو تو زبانی جھوٹی سچی افواہین ہی اڑایا کرتے ہین - خاصکر ایسے مقام پر کہ جہان ایک عرصہ دراز کے بعد دلاور خان

نے شیعہ مذہب کو دورا ور ایرانی امرا کو جو بالکل سلطنت کے مالک ہورہے تھے بے دخل کیا ہو
ایک افواہ اوڑی کہ دلاور خان کا ارادہ ہے کہ ابراہیم عادل شاہ کے بجاے شاہزادہ اسمعیل
برادر خرد ابراہیم عادل شاہ کو قلعہ مصطفےٰ نگر سے جہان وہ قید تھا نکالکر تخت نشین کرے۔ اس
افواہ کی ایجاد کرنے کی وجہ بجز اس کے اور کوئی نہین معلوم ہوتی کہ ابراہیم دلاور خان سے بدظن
ہوجاے۔ کیونکہ دلاور خان کا اس وقت بہی ابراہیم کی موجودگی مین ایسا کامل تسلط تہا کہ اوسے
ابراہیم کے معزول کرنے کی ضرورت نہین معلوم ہوتی تھی ۔ ایک مہینے تک شہر مین جا بجا
اسی بات کا تذکرہ تھا اور اہل قلم اس تذکرہ کو پھیلاتے تہے۔ اہل فوج نے جب اس خبر کو سنا تو
اون مین سے بہتون نے بادشاہ کی جانب داری کو دلاور خان کی رعایت سے مقدم سمجھا
جس کی وجہ صاف ظاہر ہے۔ ابراہیم اور اوس کی مان کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اونہین نہایت
تردد ہوا۔ یہان تک کہ اونہون نے نہ کہانا کہایا اور نہ رات بہر آرام کیا۔ اور تمام حرم مین ایک
تہلکہ مچ گیا۔ یہ واقعہ غالباً اوس وقت کا ہے جب کہ ابراہیم عادل شاہ اور دلاور خان احمد نگر سے
لوٹ کر رجب ۹۹۶ھ مین بیجاپور کو آئے تھے۔

(۱۰۶) دلاور خان کا ناراض ہوکر سلطنت کے کام سے کنارہ کش ہونا۔

جب یہ تمام حال اوس عورت نے جو دلاور خان کی طرف سے محلات
مین اس کام کے لیے مقرر تہی دلاور خان سے جاکر کہا تو دلاور خان
بعد فراغ کارہاے ضروری سلطنت حسب معمول ابراہیم عادل شاہ
کے سلام کو آیا۔ اور خلوت مین لیجاکر ابراہیم سے کہا کہ رات کو آپ اور آپکی والدہ کیون ایسے
مضطرب تہے ابراہیم عادل شاہ نے جو بات کہ واقع مین تہی وہ سچ سچ کہدی۔ اس پر دلاور خان
بے اختیار رو پڑا اور اتنا ہی کہکر نکل آیا کہ آپ کو باوجود اس قدر خیر خواہی کے ابہی تک میری
جانب سے ایسے بدگمان ہونے کی گنجایش باقی ہے اور آپنے مرکان پر آکر تمام اہلکاران شاہی

سے جو وہان حسب معمول موجود رہا کرتے تھے آواز بلند کہدیا۔ کہ آیندہ سے کوئی شخص میرے مکان پر نہ آئے۔ بلکہ قلعہ مین جایا کرین مین بہی اوسی جگہ آکر کام کیا کرونگا۔ اور اپنے ملازمون کو حکم دیدیا کہ سرکاری آدمیون کو اندر آنے مت دو۔ اور خود سلطنت کا تمام کام چہوڑ کر گہر مین بیٹہہ رہا۔ یہ خیر خواہی کہو یا حماقت اور پست ہمتی سمجہو۔ صلابت خان کی سادہ لوحی سے کسی طرح کم نہ تھی۔ کیونکہ صلابت خان مرتضی شاہ کے مقابلہ مین قید ہوا تھا جان صلابت خان کو عدول حکمی کے باعث طرح طرح کے اندیشہ بہی تھے۔ مگر یہان دلاور خان کو نافرمانی اور سرکشی مین ابراہیم سے کسی خطرہ کا بہی خیال نہ تھا۔ رومی خان بیجاپور کا قلعہ دار تھا جو پہلے دلاور خان کا دبیر اور دلاور خان کے بیٹے عبدالقادر کا خسر تھا۔ اور گو رومی خان کی مان نے شاہ طہماسپ ابراہیم کے باپ کو دودہ پلایا تھا مگر رومی خان دلاور خان کا بالکل مطیع تھا۔ اس وجہ سے قلعہ بالکل دلاور خان کے اختیار مین تھا فوج مین بہی کوئی ایسا شخص اس وقت بیجاپور مین نہ تھا جو دلاور خان کے برخلاف یکایک اوٹھہ کہڑا ہوتا

(۱۰۷) ابراہیم عادل شاہ کا دلاور خان کو راضی کرکے پہر اوسے سلطنت کا کام دینا۔

جب دلاور خان اس طرح سے سلطنت کے کامون کو چہوڑ کر گہر مین بیٹہہ رہا تو ہر شخص کو اپنے اپنے پس وپیش کی فکر ہوئی۔ تمام فوج اپنے اپنے سردارون کے حکم کی منتظر تہی۔ کہ ایک آن مین زمین و آسمان کو تہ و بالا کردے۔ بازار و قلعہ مین لوگون کے آنے جانے سے اندیشہ پیدا ہوگیا۔ یہان تک کہ رومی خان قلعدار اور رفیع الدین شیرازی جو اس وقت جامدار خانہ کا داروغہ تھا قلعہ مین نہ گیے۔ اس دلاور خان کی بددلی سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مخلوق اب دلاور خان کے گہر پر چڑہہ کر اوسے تباہ کردیگی۔ جب پانچ دن ہو گئے تو اوس کے سب بیٹے اور امیر حسین مستوفی الممالک جسے دلاور خان اپنا بیٹا کہا کرتا تھا اور یہ اسماعیل دبیر اور

رومی خان قلعہ دار سب ملکر دلاور خان کے پاس آئے۔ اور اوس کو سمجھایا کہ آپ سلطنت سے خود معزول ہو کر بیٹھے ہین یہ کیا لغو حرکت ہے دشمن ایک طرفتہ العین مین آکر تجھکو اور تیرے ساتھہ ہم کو تباہ کر دینگے۔ اور عیال و اطفال کنا سون اور چارون کے حوالہ ہونگے ذرا عقل سے کام لے۔ اور اس کا بندوبست کر۔ دلاور خان نے اس کو سنا اور حیرت مین غرق ہو گیا آخر دو تین روز کے بعد رومی خان نے جو تدبیر بتلائی تھی۔ اوسپر عمل کرنے کی اوسے اجازت دی۔ رومی خان کو اس قدر خوف تھا کہ اس کے سرانجام کے لئے خود تو قلعہ مین نہ گیا۔ ایک ہوشیار بوڑھیا کو ابراہیم کی مان کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ دلاور خان جس روز سے خانہ نشین ہوا ہے تمام کاروبار سلطنت ابتر ہو رہے ہین۔ ہر کسی کو خوف و ہراس پیدا ہو گیا ہے۔ سلطنت کے دشمن بہت ہوا کرتے ہین۔ اگر اس کا جلد انتظام نہ کیا جاے گا تو معلوم نہین کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور پاے گا۔ بہتر ہے کہ پادشاہ عالمیان خود صبح دلاور خان کے مکان پر تشریف لے جائین۔ اور اوسے راضی کر کے لے آئین تاکہ اوس کے دل مین جو خوف بیٹھا ہوا ہے اوس سے اوسے اطمینان حاصل ہو جائے۔ ابراہیم کی مان گو عام عورات سے کچھہ زیادہ عاقل تو نہ تھی۔ مگر اتنا ضرور جانتی تھی کہ فساد کے ہمیشہ دو پہلو ہوا کرتے ہین۔ معلوم نہین کہ انجام کیا ہو۔ اس لیے اوس نے ابراہیم کو اس کی اطلاع کی۔ دوسرے روز ابراہیم ایک ترکی گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور دلاور خان کے مکان مین حرم سرا تک گیا۔ دلاور خان سنتے ہی باہر نکلا۔ اور بادشاہ کے قدمون پر گر پڑا۔ اور رکاب پکڑ کر شہر کے دروازہ تک بادشاہ کے ساتھ چلا آیا۔ وہان سے ابراہیم اوتر کر سنگھاسن مین بیٹھہ گیا اور دلاور خان اوسی گھوڑے پر سوار ہو کر دونو بادشاہ و وزیر قلعہ مین داخل ہوئے پھر ابراہیم نے اپنے خاص کپڑے اوتار کر دلاور خان کو پہنائے جس سے سب کو معلوم ہو گیا

کہ یہ افواہین غلط اور مفسدون کی تراشی ہوئی تھین۔ اور دلاور خان پھر اپنا کام کرنے لگا۔

(۱۰۸) دلاور خان کا اپنے استحکام کی تدابیر کرنا اور بلیل خان کو مالابار کو بھیجنا۔

دلاور خان نے اخلاص خان کو قید کر کے پہلے اپنا خوب انتظام کیا تھا مگر جب ایک عرصہ تک کاروبار اچھی طرح چلتا رہا تو کچھ سست پڑ گیا تھا۔ اب اس ہنگامہ مین اوسے پھر ہوش آیا۔ اور اراکین مین سے خیر خواہ اور بدخواہ اوسے سب بخوبی معلوم ہو گئے اس لیے ازسر نو اپنا پھر استحکام کرنا شروع کیا۔ پانچ چھہ ہزار سوار جدید بھرتی کیے۔ اور فوج کے ساز و سامان کو خوب آراستہ کیا پھر ابراہیم کو شہر پناہ کے ایک برج پر لیجا کر بٹھایا اور تمام فوج کو اوسے دکھایا۔ بادشاہ اس کی اس حسن کارگذاری سے نہایت خوش ہوا اور دو لاکھ روپیہ کی مالیت کا خلعت اوسے اور اوس کے بیٹون کو عنایت کیا۔ پھر ایک فرمان اپنے ہاتھہ سے کارکنان سلطنت کے لئے بادشاہ نے لکھا اوس مین لکھا تھا کہ مین دلاور خان کی اس بات سے نہایت خوش ہوا ہون کہ اوس نے ایسا عمدہ لشکر مہیا کیا ہے۔ اور چونکہ دلاور خان پر اس فوج کا خرچ بہت بڑھ گیا ہے اس لیے حکم دیتا ہون کہ علاقہ شاہی مین سے وہ اس قدر ملک اپنی جاگیر مین اور لے لے کہ جو پانچہزار سوار کے لیے کافی ہو۔ اس سبب سے بادشاہ کے خدمتگارون اور منصبدارون اور اہل مجلس کے قبضہ سے کوئی سو قریہ نکل گیے۔ اور دلاور خان کے قبضہ مین آگیے جس کا یہ مطلب ہے کہ پانچ ہزار شاہی فوج کم ہو کر دلاور خان کی اوسیقدر فوج زائد ہو گئی۔ اس وقت جب سے دلاور خان نے زمام حکومت اپنے ہاتھ مین لی تھی تب سے حکومت بیجاپور مین کوئی جھگڑے فساد بھی نہ ہوئے تھے۔ اور فوج ایک عرصہ سے بیٹھے بیٹھے اوگتا گئی تھی سپاہی چاہتے تھے کہ اپنے دل کی امنگین نکالین۔ اس لیے دلاور خان نے

یہ بھی ضروری سمجھا کہ شاہی فوج کو دارالسلطنت سے نکالدے۔ رایان ملیبار نے مصطفیٰ خان کے مارے جانے کے سبب سے خراج بھیجنا چھوڑ دیا تھا۔ دس برس کا خراج چاہیے تھا جس کے سنڑے تین لاکھ ہون سالانہ کے حساب سے ساڑے اکتیس لاکھ ہون ہوتے ہین۔ سوائے اس کے انہون نے بلبل خان کو بہت پریشان بھی کیا تھا۔ اور بلبل خان اپنا انتقام لینے کے لیے ایک مدت سے مدد کی درخواست بھی کر رہا تھا اس لیے دلاور خان نے دس ہزار سوار بلبل خان کو دئے اور حکم دیا کہ مالابار کو جاکر یہ روپیہ وصول کرے اور اگر کوئی دینے مین عذر کرے تو اوس کا ملک فتح کرکے داخل ممالک محروسہ کرلے۔

(۱۰۹) صلابت خان اور دلاور خان کی جمال خان چڑھائی اور صلابت خان کی شکست اور دلاور خان اور جمال خان کی صلح۔

جب جمال خان نے مرزا خان وغیرہ کو قتل کرکے سلطنت نظام شاہی پر قبضہ کرلیا تو اوس نے بھی اسماعیل نظام شاہ ہی کو بادشاہ بنایا اور شیعون کا خطبہ موقوف کرکے عقائد مہدویہ کو رواج دینا شروع کیا اور ہندوستان کے تمام اطراف وجوانب سے مہدویون کو بلایا۔ اور اسماعیل کو بھی مہدی مذہب کی تعلیم ہونے لگی۔ جمال خان مہدویون کا خلیفہ تھا۔ اور یہ تمام اوس کی حمایت و اعانت مین جان دینے کو آحاضر ہوئے۔ صلابت خان، قلعہ کہرلہ واقع برار مین قید تھا۔ غالباً مرزا خان نے اوسے وہان قید کیا ہوگا۔ اوس کے رفیقا نے اوسے قید سے نکالا۔ اور اپنا سردار بنایا۔ امرائے برار جہان ابھی شیعہ امرا موجود تھے اور مذہب مہدویہ کے نہایت مخالف تھے وہ سب اوس کے ساتھ ہوئے اور جمال خان کے قلع و قمع کی تیاری کی۔ جب یہ سب خبرین بیجاپور مین پہونچین تو دلاور خان نے چاہا کہ ایسے وقت مین کچھ نظام شاہی ملک فتح کرلے۔ جو فوج کہ بیجاپور مین موجود تھی اوسے ساتھ لیا۔ بلبل خان کو جو کرناٹک کے بندوبست کے لیے گیا ہوا تھا فرمان بھیجکر نہایت جلد بولایا۔ اور لکھا کہ نظام شاہی

ملک مین ہم جانے نہ پائین کہ سب کام چھوڑ چھاڑ کر تم ہمارے پاس آجاؤ - اور ابراہیم کو ہمراہ لیکر
ماہ رجب ۹۹۷ھ مین سرحد نظام شاہی کی طرف روانہ ہوا - چونکہ عادل شاہ کی لشکر کا عطر اسقت ۹۹۷ھ
بالا بار مین گیا ہوا تھا اس لئے دلاور خان نے بلبل خان کے بغیر آگے بڑہنا مناسب نہ سمجھا
بلکہ شاہ درک مین ایک مہینے تک انتظار مین پڑا رہا - اودہر جمال خان نے جب دلاور خان کے
آگے نہ بڑہنے کی خبر پائی اور قرینہ سے معلوم کر لیا کہ عادل شاہی فوج اسوقت آگے نہین آسکتی
ہے تو اوس نے اس سے فائدہ اوٹھایا - اور صلابت خان کی طرف کو بڑہا جو احمد نگر کو آرہا تھا
پٹن کے قریب تلاقی عسکرین ہوئی اور صلابت خان شکست کہا کر برہانپور کی طرف بہاگ گیا -
جب جمال خان کو صلابت خان کی طرف سے اطمینان ہوگیا تو وہین سے اوس نے دلاور خان
کی طرف رخ کیا - دلاور خان بھی بلبل خان کے آنے سے مایوس ہوگیا تھا اوس نے اس سبب سے
کہ جمال خان کی روز بروز قوت بڑہتی جاتی ہے بہتر ہے کہ اوس کی روک کی جاے اس لیے
آگے کو بڑہا - آشتی کے میدان مین دونو لشکر ایک دوسرے کے مقابل آکر پڑ گئے - فریقین کو
ایک دوسرے کا خوف تھا - اودہر بارش بھی ہو رہی تہی - اس لئے بیس روز تک پڑے رہے
کسی نے حملہ کی جرات نہ کی - اب جمال خان نے دلاور خان کو صلح کے لیے لکھا - دلاور خان نے
دیکہا کہ اودہر تو لشکر نہین ہے - اودہر صلابت خان کی شکست ہوگئی - اور جمال خان صلح
چاہتا ہے اس لئے اوس نے جمال خان سے یہ شرط پیش کی - کہ خرچہ جنگ جسے نقل بہا
کہا کرتے ہین اور میران حسین مقتول کی بی بی کو دیدو تو صلح ہو سکتی ہے - جمال خان نے
اس بات کو فوراً منظور کر لیا - اور پالکی مع پچیتر ہزار ہون کے بہیجدی — جس سے صلح ہوگئی
اور فریقین اپنے اپنے ملکون کو واپس چلے گیے -

(۱۱۰) بلبل خان کا مالابار سے | جب فریقین مین صلح ہوگئی - اور دلاور خان کا ارادہ ہوا کہ میدان جنگ

خراج وصول کرکے لانا اور دلاور خان کا بلیل خان کو پکڑ کر اندھا کرنا ۔

سے کوچ کرے کہ اوسی روز بلیل خان لشکر جرار کے ساتھ آموجود ہوا اور رایان مالابار سے بہت سا روپیہ وغیرہ بھی وصول کرکے لایا ۔ دلاور خان بلیل خان کے اس توقف سے نہایت ناراض تھا اور اسوجہ سے جو اجناس کہ مالابار سے خراج مین آئی تھین محاسبون نے اوس کی قیمت کم لگائی اور دس روپیہ کی چیز کی ایک روپیہ قیمت تجویز کی ۔ اسطرح جو باقی نکلے وہ ان راجاون کے متعلقون سے طلب کرنا شروع کی جو بلیل خان کے ساتھ آئے تھے ۔ بلیل خان جب یہ نقد و جنس لایا تھا تو اوسے امید تھی کہ یہان میری بڑی نیکنامی ہوگی ۔ اور درحقیقت ہوئی بھی ۔ دلاور خان کے آدمیونکے سوا جو اور لوگ تھے کچھ تو اونہون نے دلاور خان کی مخالفت کے باعث اور کچھ واقعی جان کر بلیل خان کی تعریف کی ۔ ابراہیم عادل شاہ کی نیک مزاجی اور خوش خلقی مین شک نہین ۔ ایسی حالت مین جب امرا دلاور خان سے ناراض ہوتے تو بادشاہ کی خیر خواہی کے پیرایہ مین اپنے دلی رنج کا انتقام لیتے تھے ۔ بلیل خان اپنے ہاتھ رومال سے باندھ کر سیدھا ابراہیم کے پاس چلا گیا ۔ دلاور خان بھی وہان تھا ۔ اوس نے ناراض ہوکر پوچھا کہ تو نے کیون دیر کی ۔ جس سے بنا بنایا کام بگڑ گیا ۔ بلیل خان نے بادشاہ کی نیت کو پہچان کر دلاور خان کو جواب دیا ۔ کہ مین نے نافرمانی نہین کی ۔ جس وقت فرمان میرے پاس پہونچا ۔ تو مین ملیبار کے راجاؤنکو مغلوب کر چکا تھا صرف روپیہ وصول کرنے کی بحث باقی تھی اگر ایسے وقت مین مین چھوڑ کر چلا آتا تو یہ ساری محنت برباد ہوجاتی اور یہ روپیہ جو مین لایا ہون ایک جبہ بھی اس مین سے وصول نہ ہوتا ۔ اصل خطا تیری ہے ۔ جب تجھے معلوم تھا کہ میرے لشکر کے بغیر کام نہین چل سکیگا تو تو بادشاہ کو بیگانہ ملک مین کیون لے گیا ۔ اور دس پندرہ روز شاہ درک مین اور توقف کیون نہ کیا ۔ دلاور خان اس جواب سے دل مین تو سخت نادم ہوا ۔ مگر ظاہر مین اوس کے جو ۔ ب کی

تائید کی اور بادشاہ سے درخواست کی کہ اوس کا قصور معاف کیا جاے چنانچہ ابراہیم عادل شاہ نے اوسے خلعت عنایت کیا۔ جب دربار سے امرا رخصت ہوے تو دلاور خان نے بلبل خان سے بڑی میٹھی میٹھی باتین کین اور اپنے گھر پر ضیافت کے بہانہ لیجا کر کہا کہ اگر میں اس طرح سے نہ کہون تو لوگ کہین گے کہ دلاور خان اموات شاہی مین اپنے متبنیٰ بلبل خان کی رعایت کرتا ہی پھر ارسب نائک کے بیٹے کو جو بلبل خان کے ساتھ آیا تھا بادشاہ سے خلعت دلوایا۔ اور اور مالاباری راجاون کے لیے جو پھر بھی عنایتین کین اور نجوشی وخرمی سب کو رخصت کیا۔ جس سے بلبل خان دلاور خان کے دلی رنج کو بھول گیا جب لشکر بیجاپور مین گیا تو دلاور خان نے کسی ادنی خطا پر بلبل خان کو ماخوذ کیا اور پکڑ کر پہلے قید مین بھیجدیا۔ پھر پانچ چھہ مہینے بعد اوسے معدوم البصر کردیا اور تمام حقوق آشنائی و امداد سابقہ طاق مین رکھدیے۔

(۱۱۱) جمال خان کا باقی غزنیکو نکالنا اور صلابت خان کی وفات

جب جمال خان کو ان دونو اندرونی اور بیرونی دشمنون سے اطمینان ہوگیا تو وہ احمد نگر چلا گیا۔ اور اندرونی ملک کا بندوبست کیا۔ چونکہ اوسے غزنیون کی طرف سے بڑا اندیشہ تھا۔ اس لیے جو تین سو غزنیب کے قریب فرہاد خان کی سفارش کے باعث قتل نہ کیے گئے تھے اونہین بھی اوس نے احمد نگر مین رکھنا مناسب نہ سمجھا۔ اور عین عید الفطر کے روز سب کو پیادہ پا اور بے سروسامان بیجاپور کی طرف نکالدیا۔ جب یہ لوگ بیجاپور مین آئے تو دلاور خان نے اون کو نوکر رکھ لیا۔ محمد قاسم فرشتہ جس کی اوس کے دشمن بھی تعظیم وتواضع کیا کرتے تھے اسی زمانہ مین احمد نگر سے بیجاپور کو چلا آیا۔ اور ۱۹ صفر ۹۹۸ھ کو دلاور خان کی خدمت مین اکبر شاہی نوکرون مین داخل ہوگیا۔ صلابت خان اس وقت برہانپور مین تھا اور ستر برس کا بوڑھا ہوگیا تھا اوس نے جان لیا تھا کہ میرے اعضا مین قوت نہ رہی ہے اور زندگی کے ایام بہت جلد ختم ہونا چاہتے ہین اس لئے ایک عرضی اوس نے

اسمٰعیل نظام شاہ کے نام لکھی اور جمال خان کی بہت چاپلوسی اور خوشامد کی اور لکھا کہ مجھہ مین اب کچھہ دم باقی نہین ہے۔ مین ایک مدت سے احمد نگر مین رہا ہون وہ میرا وطن ہوگیا ہے میرے مرنے کے دن قریب ہین اگر آپ اجازت دین تو مین وہان آکر اپنے دن ختم کرلون۔ جمال خان نے اوسے دستور کے موافق قولنامہ بھیجدیا۔ اور وہ احمد نگر کو چلا آیا اگرچہ اوس سے کہا کہ کوئی خدمت قبول کرے مگر اوس نے ضعف کی وجہ سے منظور نہ کیا۔ آخر قصبہ ٹیرکا پو مین جو اوسی کا بسایا ہوا تھا ۹۹۸ھ مین انتقال کیا۔ احمد نگر کے مشرقی جانب کو ایک گنبد مین مدفون ہوا جو اوسی نے اپنے ایام حکومت مین بنوایا تھا۔ اس شخص نے مرتضیٰ شاہ کے اخیر زمانہ کی حکومت کو خوب سنبھالا تھا۔ بلکہ اگر غور کرین تو مرتضیٰ شاہ کی خرابی اسی کے نونے سے ہوئی۔ جب تک یہ رہا کوئی فتنہ نہ اوٹھا۔ ملک مین نہایت امن وچین رہا۔ اور ملک کی خوشحالی اور آبادی مین بڑی ترقی ہوئی۔

۱۱۲۔ شاہزادہ برہان کی احمد نگر کے قبضہ کے لیے امرائے برار سے توڑ جوڑ اور اکبر کے ایلچیون کا دکن کو آنا۔

یہ قاعدہ ہے کہ انقلاب حکومت کے وقت ملک مین بدامنی پھیل جایا کرتی ہے جمال خان گو عقلمند اور ذی ہمت آدمی تھا مگر اس قدر جاری بندوبست حیطہ امکان سے باہر تھا۔ ملک مین چارون طرف بدعملی ہورہی تھی۔ تاجر و مسافر کی آمد و رفت دشوار پڑگئی تھی۔ وہ اپنے نئے معتبر آدمی ملک کے بندوبست کو بھیجتا۔ قدیمی قابض اونہین دخل نہین دیتے تھے۔ شاہزادہ برہان برادر مرتضیٰ شاہ کا حال تم پڑھ چکے ہو وہ اکبر کے پاس چلا گیا تھا۔ جب اوس نے یہ سب حالات سنے تو اوس کا ارادہ ہوا کہ اکبر سے فوج لیکر دکن کی موروثی سلطنت پر قابض ہوجاے اوس نے اکبر سے اجازت چاہی اکبر نے اوسے اس شرط پر اجازت دی کہ جب وہ دکن پر قابض ہوجاے تو برار کا علاقہ جو تفال خان نے ۹۹۱ھ مین اکبر کو پیش کش کیا تھا۔ وہ اکبر کو

دیدے اور اسی کے ساتھہ فوج کے دینے کا وعدہ بھی کیا۔ اور چار ایلچیون کو سلاطین دکن کے پاس جانے کا حکم دیا۔ بہمن سے شیخ فیضی شاعر برہانپور کو اور خواجہ امین الدین احمد نگر کو اور میر محمد امین مشہدی بیجاپور کو مرزا مسعود گولکنڈہ کو آیا۔ برہان نے برار کا دینا توطہ عاً و کرہاً منظور کرلیا۔ مگر عاقبت اندیشی کے لحاظ سے فوجی مدد لینے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ اگر شاہی فوج میرے ساتھہ دکن کو جائیگی تو دکھنی امرا مجھہ سے بدظن ہوجائینگے۔ اور تمام دکن میرے خلاف اوٹھہ کھڑا ہوگا اس سے بہتر ہے کہ مین اکیلا ہی جاون اور سلطنت کے قدیمی امرا کو راضی کرکے اونہین سے کام نکالون۔ اکبر نے اسے منظور کرلیا اور شاہزادہ برہان کو ہنڈیہ کا علاقہ جاگیر مین دیدیا کہ یہان رہکر وہ اپنا انتظام کرے اب شاہزادہ برہان نے راجہ علی خان والی برہانپور کی رائے سے جسے اکبر نے برہان کی تائید کے لئے پہلے ہی لکھہ بھیجا تھا برار کے امرا کے توڑنے کا پہلے بندوبست شروع کیا۔ اور خواجہ نظام استرآبادی کو قلندرون کے لباس مین امرائے برار کے پاس بھیجا۔ خواجہ نظام جب برار مین آیا تو بعضے امرا نے اطاعت کا وعدہ کیا۔ اور بعضون نے انکار کیا جہانگیر خان حبشی برار اور خاندیس کی سرحد کا ایک جاگیردار تہا۔ مہدویون کا بڑا مخالف تھا۔ اوس نے برہان سے اطاعت کا وعدہ کیا۔ اور اوسے بولایا۔ اور ایک اپنا آدمی بھی ہنڈیا مین تحفے دیکر بھیجا۔ برہان بھی بڑا خوش ہوا۔ اور چند آدمیون کو ہمراہ لیکر جہانگیر خان کے پاس بے تکلف چلا آیا۔ مگر نہ معلوم اتفاقاً کچھہ جہانگیر خان نے دغا بازی کی ان دونون مین لڑائی ہوگئی۔ اور جہانگیر خان نے برہان کے ایک سردار چغتائی خان لنگ کو مار ڈالا جس سے برہان مغلوب ہوکر ہنڈیا کو پھر لوٹ گیا۔

۱۱۳ راجہ علیخان اور دلاور خان کی برہان کی امداد کے لیے آمد۔

اب شاہزادہ برہان نے راجہ علیخان کو اس سب کیفیت سے اطلاع دی۔ اور اوس سے اس معاملہ مین تدبیر پوچھی۔ اوس نے

کہا کہ اگر اکبر بادشاہ سے مدد لی تو سلاطین دکن جمال خان کی طرف ہو جاوینگے اور یہ معاملہ بہت بڑھ جائیگا - اور مجھ مین تن تنہا اس قدر گنجایش نہین ہے کہ جمال خان کو دفع کر کے تجھے احمد نگر پر قابض کرا دون میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ ابراہیم عادل شاہ سے استمداد کی جائے - شاہزادہ برہان پہلے بیجاپور مین رہ گیا تھا - اور اب اوس کے بہت دوست آشنا احمد نگر سے بھاگ کر بیجاپور مین پناہ گیر تھے جن سے اوس کی خط و کتابت کچھ رہا کرتی تھی اس لیے اوس نے بیجاپور کو خفیہ قاصد بھیجے - ایک خط محمد قاسم فرشتہ کے نام تھا - جو یہان سال گذشتہ سے ابراہیم عادل شاہ کے ملازمون مین داخل ہو گیا تھا اس وقت تمام دکن کا حل و عقد دلاور خان کے ہاتھ مین تھا - محمد قاسم اس خط کو اوس کے پاس لے گیا - اوس نے امداد کا وعدہ کیا - اور ابراہیم کو خط دکھا کر اوس کا جواب برہان کو لکھ بھیجا - اور فوراً لشکر کی تیاری کے لیے احکام جاری کر دئے - اور شاہی سراپردہ بمن پلی مین بیجاپور سے چھ کوس پر کھڑا کر دیا - جب لشکر فراہم ہو گیا تو بروز پنجشنبہ ۵ ربیع الآخر ۹۹۹ھ کو شاہ درک کی جانب کوچ کیا - اور امرائے برار کو فرمان بھیجے - کہ چونکہ باپ کے ہوتے ہوئے بیٹے کو تخت نشینی مناسب نہین ہے اس لئے ہم نے ارادہ کیا ہے کہ اسمعیل نادان بچے کو سلطنت کے کام سے معزول کر کے اوس کے باپ اور مستحق سلطنت کو تخت نشین کرین آپ کو چاہیئے کہ ہمارے ارادہ کی تائید کرین - اور ہر شاہزادہ برہان نے زمینداروں اور سرداران نظام شاہی کو دکن کے دستور کے بموجب تولنامہ بھیجکر اپنی اطاعت کے لیے آمادہ کیا - اور خود رہانپور مین راجہ علی خان کے پاس آگیا - راجہ علی خان نے برہان کی بڑی تعظیم و تواضع کی - اور اوسے بادشاہ بنا کر سبز چتر نظام شاہی اوس کے سر پر بلند کرایا اور فوج جمع کر کے اوس کی امداد کو برار کی جانب روانہ ہوا - اور قبل اس سے کہ جمال خان وہان آئے اوس نے امرائے برار کو برہان کی اطاعت کے لیے آمادہ کرنا شروع کیا -

۱۱۴ برہان کا ابراہیم عادل شاہ کو آگے بولانا اور دلاور خان کے قید سے ابراہیم کو آزادی کی خواہش

راجہ علی خان اور برہان جب سرحد برار پر آئے تو اونہین معلوم ہوا کہ جمال خان اون کے مقابلہ کو آنے والا ہے اور اس سبب سے امرائے برار اون کی رفاقت مین تساہل کرتے ہین - اونہون نے ابراہیم کو خط لکہا کہ آپ کی تکلیف کرنے کے ہم نہایت مشکور ہین - جہانگیر خان اور اوس کے توابع آپ کی قدم رنجہ فرمائی سے ہمسے آملے ہین مگر اور امرا جمال خان کی آمد آمد کی خبر سنکر خوف کہا رہے ہین اگر آپ شاہ درگ سے اور آگے بڑہ آئین تو جمال خان احمد نگر سے پھر نہ نکلیگا اور برار کے تمام سردار ہم سے ملجائینگے - ابراہیم عادل شاہ اس وقت بیس برس کا جوان ہوچکا تھا - قید کس کو اچہی لگتی ہے دلاور خان کے قید سے اوہ آزادی چاہتا تھا - دلاور خان کو بہی کسیقدر اندیشہ تھا - بعض امرا کہ جنکا دلاور خان نے سر نیچا کر رکہا تھا - اپنی سربلندی کے لئے اوسے گرانا چاہتے تھے - رومی خان بیجاپور کا قلعدار بہی اوس کے موافق نہ رہا تھا - جب لشکر شاہ درگ مین پڑا تہا تو اوس وقت بیجاپور سے خبرین آئین کہ شہر مین چوریان بہت ہوتی ہین - اور بادشاہ کی غیبت مین چورون نے سر اوٹہایا ہے دلاور خان نے موقع پاکر ابراہیم سے کہا کہ رومی خان قلعہ دار کے بجاے کوئی دوسرا شخص مقرر کیا جائے اوس سے انتظام اچہی طرح نہین ہوسکتا ہے مگر ابراہیم نے اسے نہ مانا - اور کہا کہ رومی خان قدیمی ملازم ہے اوسے ہی وہان رہنے دینا چاہیے اور لکہنا چاہیئے کہ ہوشیاری سے کام کرے - چونکہ دلاور خان کو معلوم تھا کہ ابراہیم کو ایسی باتین اوس کی مان سکہایا کرتی ہے اس لیے اوس نے چاہا کہ مان بیٹون کو کسی بہانہ سے جدا کردے - جب اس وقت برہان نے آگے جانے کی استدعا کی اور شاہ درگ سے بڑہنے کی ضرورت ہوئی تو دلاور خان نے اپنی عورت بچے وہان چہوڑدے اور ابراہیم کی مان سے کہا کہ وہ بہی وہان رہے - مگر اوس نے نہ مانا اور بیٹے کے ساتھہ ہوئی

جس کے سبب سے آیندہ دلاور خان کو بڑا نقصان پہونچا۔ اب دلاور خان شاہ درگ سے دارا سنگ کو (جسے اب دہارا سیون کہتے ہین) چلا اور راجہ علی خان اور برہان کو لکھا کہ مین آگے آتا ہون آپ بھی آگے آئے۔ تاکہ سرداران برار آپ سے مل جائین۔

۱۱۵۔ جمال خان کا امجد الملک کو برہان کے روکنے کا حکم دیکر خود دلاور خان کے مقابلہ کو آنا۔

جمال خان بڑا شجاع اور مدبر تھا اور اوس کے پاس اس وقت دس ہزار مہدی جمع تھے۔ امراے مہدویہ کو بولا کر اوس نے صلاح کی۔ جس کے بعد یہ مشورہ ٹھہرا۔ کہ سید امجد الملک مہدوی جو اس وقت برار کا سر لشکر تھا امراے برار کو اکھٹا کر کے راجہ علی خان اور برہان کو روکے اور جمال خان احمد نگر کی فوج کو لیکر خود دلاور خان کے مقابلہ کو جاے۔ اس لیے جمال خان نے سید امجد الملک کو کہا کہ سلاطین اطراف میسے استیصال کے درپے ہوے ہین اوسکی وجہ ایک تو بادشاہی حکومت نیوی ہے دوسرے ہم نے بادشاہی کے ساتھ مذہب مہدوی کو بھی ترقی دی ہے ان دونون باتون مین ہم تم شریک ہین چاہیے کہ جہان تک ہوسکے امراے برار کو تسلی دلاشاد یکر ایسی کوشش کرو کہ برہان برار مین ہرگز داخل نہ ہونے پائے اور اگر راجہ علی خان اوس کی امداد کو آئے تو تم فوج لیکر اوس کو دفع کرو مین بھی دلاور خان سے صلح کر کے متعاقب دہان آتا ہون اس کے بعد دلاور خان کو صلح کے واسطے پیغام بھیجا اور حد سے زیادہ اس مین کوشش کی۔ مگر دلاور خان نے نہ مانا۔ اس لیے جمال خان نے پھر صلح کے واسطے بمنت وسماجت درخواست کی۔ مگر پھر بھی اوسے پہلا ہی جواب ملا۔ اسی مین ایک شخص ننگ خان حبشی جو جمال خان کی فوج مین ایک امیر تھا جمال خان سے جدا ہو کر دلاور خان کے پاس آیا اور اوس کی ہدایت کے بموجب برہان کے پاس برار کی سرحد کو روانہ ہوگیا۔ جمال خان نے اس سے دیکھا کہ امرا میرے پاس سے اسی طرح بتدریج جدا ہوتے جائینگے۔ اور برہان سے ملتے جائینگے بہتر ہے کہ لڑائی کے ذریعہ سے عادل شاہ کے جھگڑے کو جلد مفروغ

کیا جاے اور اوس مقام سے کوچ کر کے پہاڑیون اور تالابون کے درمیان ایک مستحکم مقام پر آپڑا اور لڑائی کے ارادہ سے مورچہ جما دے۔

۱۱۶- دلاور خان کا عین الملک اور آنکس خان کی ترک رفاقت کے باعث جمال خان سے شکست کھانا۔

جمال خان کی منت وسماجت اور بہتک خان کے آنے سے دلاور خان کو کچھ ایسا خیال ہوا کہ جمال خان نانک دون کے جنگل کی طرف کو بھاگنے والا ہے اور شاید اسی خیال سے جب جمال خان اپنے پہلے مقام سے ہٹ کر پہاڑون اور تالابون کی طرف کو گیا تو جاسوسون نے دلاور خان سے آکر کہا کہ جمال خان اب بھاگنا چاہتا ہے اس سبب سے دلاور خان بغیر اس کے کہ ابراہیم عادل شاہ سے ملے اور صلاح لے تیس ہزار فوج سے جمال خان پر ایسی بے احتیاطی سے دوڑا کہ جب تین کوس سے اوس کا لشکر نظر آیا تو یہ اوسے معلوم نہ تھا کہ ابراہیم عادل شاہ کا یہ لشکر ہے یا جمال خان مورچہ لگائے پڑا ہوا ہے۔ چونکہ دلاور خان کی فوج اس یلغار سے تھک گئی تھی۔ اور کچھ سامان جنگ بھی درست نہ تھا اس لیے ابراہیم کی طرف سے ایک آدمی نے اس وقت دلاور خان کے کان مین آکر کہا کہ آج لڑائی موقوف رکھو۔ مگر دلاور خان نے کہا کہ مین جمال خان کو ابھی قید کر کے لاتا ہون اور کیچڑ پانی مین جو تالابون کی کثرت سے ہو رہی تھی فوج کو لے چلا جس سے سپاہ بے ترتیب ہو گئی۔ سوا اے اس کے ایسے نازک وقت مین برکی فوج کے پانچ چھ ہزار سوار لشکر نظام شاہی کے پیچھے جا کر روکنے کے لئے اپنے لشکر سے جدا کر دیے جب جمال خان نے دیکھا۔ کہ نجات کے تمام راستے مسدود ہو گئے۔ اور تیغ تیز کے سوا اب کوئی نہین رہا تو اوس نے بھی اپنے مہدوی پٹھانون کو سیدھا کیا۔ یہ لوگ ایسے بہادر تھے کہ پیچھے منہ پھیرنا ہی نہ جانتے تھے۔ گو تعداد مین قلیل تھے۔ مگر دلاوری اور

حمیت افغانی مین یکتا تھے۔ آج ۵ جمادی الاول ۹۹۹ھ کی تھی جب فریقین کا مقابلہ ہوا۔ تو عین الملک اور آنکس خان و عالم خان جو دلاور خان کے دو بڑے بڑے سردار دست راست اور چپ پر تھے ابتداے جنگ ہی مین اس وجہ سے کنارہ کر کے داراسنگ کو ابراہیم کے پاس چلدئے کہ ابراہیم عادل شاہ دلاور خان سے ناراض ہے دلاور خان نے گو اس وقت سمجھا کہ دست راست اور چپ کی فوج شکست کھا کر چلی گئی ہے مگر پھر بھی جمال خان پر حملہ کر کے اوس کی قلیل فوج کو منہزم کر دیا۔ لیکن جب دلاور خان کے آدمی لوٹ مین مشغول ہو گئے اور اوس کے ساتھ دو سو آدمی سے زائد اس وقت موجود نہ تھے تو جمال خان اور اُس کے داماد خداوند خان حبشی نے جو اسمعیل نظام شاہ کو لیے میدان مین کھڑے تھے دلاور خان پر حملہ کیا۔ دلاور خان نے کچھ ہاتھ پلاؤن چلائے مگر بہت جلد اوس کے آدمی منتشر ہو گئے۔ آخر وہ صرف سات آدمیون سے کہ جن مین سے ایک محمد قاسم فرشتہ بھی تھا۔ میدان سے داراسنگ کو بھاگا۔ راستہ مین اوسے خبر ملی کہ عین الملک وغیرہ کو شکست نہین ہوئی ہے بلکہ وہ اوس میدان سے ابراہیم کے پاس کو چلے گیے ہین کہ اوس سے ملکر دلاور خان کو غارت کر ڈالین۔ اس لیے دلاور خان مضطرب ہو کر نہایت تیزی سے دو تین ہزار آدمی سے جو اوس کے پاس اس وقت آکر فراہم ہو گیے تھے دوسرے راستہ سے داراسنگ کو چلا۔ اور امراے مذکورہ سے پیشتر ابراہیم کے پاس پہونچ گیا۔ اور چونکہ جمال خان کے تعاقب کا اندیشہ تھا۔ راتون رات چلکر شاہ درگ مین علی الصباح جا پہونچا۔ اب جمال خان نے اس غیر مترقبہ فتح مین دلاور خان کے تین سو ہاتی اور بے انتہا سامان جنگ لوٹکر دلاور خان کا تعاقب کیا اور جوالی داراسنگ مین آکر ٹھیرا۔ محمد قاسم فرشتہ لڑائی مین زخمی ہو گیا تھا اور ضعف کے باعث دلاور خان کے ساتھ سے داراسنگ مین رہ گیا۔ جمال خان

نے اوسے پکڑلیا۔ مگر بطائف الحیل اوس نے جان چھوڑالی۔ یا یون کہو کہ خدانے اوسے اس لیے بچادیا کہ یہ تمام حالات ہم تک پہونچادے۔

۱۱۷۔ جمال خان کا برہان کے مدافعہ کو اور دلاور خان کا جمال خان کے تعاقب مین جانا

۹۹۹ھ

جب ابراہیم عادل شاہ شاہ درک مین آکر داخل ہوگیا تو تمام سرداران فوج اوسکے پاس آکر فراہم ہوئے۔ اودہر جمال خان کو دارانگ مین پہونچنے پر چوتھے روز یہ خبر آئی کہ راجہ علی خان اور برہان شاہ دونون گئے اور امرائے برار بھی اونھین کے ساتھہ ہوگئے ہین اور اون کا ارادہ ہے کہ احمدنگر کو آئین۔ اس لیے جمال خان نے دارانگ مین قیام کرنا اور ابراہیم عادل شاہ سے لڑنا مناسب نہ سمجھا اور فوراً برہان کے مقابلہ کو کوچ کردیا۔ برہان اور راجہ علیخان کو اس خبر سے بڑا اضطراب ہوا۔ اور اونھون نے ابراہیم کو قاصدان سریع السیر کے ہاتھہ کہلا بھیجا کہ جمال خان کا تعاقب کرنا چاہیئے ورنہ بنا بنایا کام بگڑ جائیگا۔ اور اسی کے ساتھہ امجد الملک وغیرہ امرائے مہدویہ کو جن سے اونھین اندیشہ تھا پکڑ لیا اور اسیر کرکے قلعہ اسیر کو بھیجدیا۔ اب دلاور خان نے جمال خان کے تعاقب مین کوچ کیا اور انسی کوس تک متواتر چلا گیا۔ مگر حوالی قصبہ پاتری مین پہونچکر جب دیکھا۔ کہ جمال خان اوراوس کے لشکر کے درمیان آٹھہ منزل کا فاصلہ ہے تو خود تو وہان قیام کیا۔ اور آٹھہ ہزار سوار کی فوج کو جمال خان کے تعاقب مین بھیجدیا کہ غلہ و آذوقہ لوٹ کر اوسے تنگ کرین تاکہ برہان اور راجہ علی خان اوسپر بآسانی فتحیاب ہوجائین۔

۱۱۸۔ ابراہیم عادل شاہ کا دلاور خان کی حراست سے بھاگنا۔

دربزم دوریکدو قدح درکش و برو	ب	یعنے طمع مدار وصال دوام را

دلاور خان کو اس وقت یہ فکر لگی ہوئی تھی کہ کسی طرح برہان جمال خان کو مغلوب کرلے۔ مگر ابراہیم کی مانند اوراوس کے امرا دلاور خان کی تخریب کے درپے ہورہے تھے۔ اور اگرچہ دلاور خان جانتا تھا مگر اوسنے دیدہ و دانستہ غلطی کی وہ

اسی بہروسہ پر تہا کہ بادشاہ کے پاس تمام میرے آدمی مقرر ہین دوسرے سے اوس کی بات چیت ہی نہین ہوسکتی ہے۔ میرے برخلاف کوئی امر ہونا دشوار ہے ابراہیم بھی اپنے ارادے کے لیے فکر مین نہایت ہی مستغرق تہا۔ اور اوس نے عزم بالجزم کرلیا تھا کہ کیسا ہی خطرہ پیش آئے مگر کسی طرح آزاد ہوجاؤن **قطعہ**

وصال دوست طلب میکنی بلاکش باش	کہ خار و گل ہمہ بایک دگر تو اندبود
کسے بگردن مقصود دست حلقہ کند	کہ پیش تیر بلا ہا سپر تو اندبود

دو ہندو ابراہیم کی ماں کے پاس ایک مدت سے نوکر تہے کوئی اونہین جانتا بھی نہ تھا۔ ابراہیم نے ان کی معرفت عین الملک کے پاس پیغام بھیجا۔ کہ دلاور خان کی قید سے مجھے چھوڑا دو۔ ہندو تو ایسے کامون کو خوب کرسکتے ہین۔ اونہون نے دو چار مرتبہ کے آنے جانے مین تمام کام حسب مدعا درست کرلیا۔ لشکر شاہی جہان خیمہ زن تہا اوس سے آدہ کوس پر عین الملک اوترا ہوا تہا۔ ۱۴ رجب ۹۹۹ھ کی رات کو ایک پہر رات رہے جبکہ دلاور خان اپنے دائرہ مین پڑا سو رہا تھا ابراہیم اپنے خیمہ سے نکلا ابہی کسی کو خبر بھی نہ تہی اوس نے کفشدار خان ایک غلام سے سواری کا گھوڑا مانگا۔ مگر داروغہ جلوداران نے کہا کہ دلاور خان کے حکم کے بغیر گھوڑا نہین دیا جاسکتا۔ کفشدار خان نے اوس کے منہہ پر ایک طمانچہ مارا جس سے اونہین روشن ہوگیا کہ معاملہ کچھ اور ہے فوراً گھوڑے لاکر حاضر کردئے۔ ابراہیم اور اوس کے خاص غلام گھوڑون پر سوار ہوکر چلے۔ الیاس خان ابراہیم کا دایہ زادہ پہرہ پر تہا اوس نے بادشاہ سے سواری کا سبب پوچھا ابراہیم نے کہا ساتھ چلو یہ وقت گفتگو کا نہین ہے وہ بہی سمجھ گیا۔ اور ایک سو آدمی کو لیکر ساتھ ہولیا یہ سب نکلکر عین الملک کے لشکر کے قریب پہونچے۔ عین الملک آنکس خان علی خان حسب قرارداد اپنی فوجین لیے تیار تھے سب نے آکر سلام کیا۔ جب یہ خبر منتشر ہوئی تو جوق جوق لوگ

دلاور خان کے لشکر سے بادشاہ کے پاس جانے لگے۔ انہین کے ساتھ محمد قاسم فرشتہ بھی پیادہ ہی لشکر بادشاہ کے پاس حاضر ہوگیا۔ اور ایک چند ساعت مین تین ہزار آدمی ابراہیم کے پاس آکر جمع ہوگئے۔ یہ واقعہ ۱۴ رجب ۹۹۹ھ کا ہے۔

۱۴۹ - دلاور خان کا ابراہیم کی گرفتاری کو جانا مگر اپنے لشکر کی بددلی کے باعث بیدر کو بھاگنا	ہر چیہ ہست از قامت ناسازو دلاندام ماست	۵	ورنہ تشریف تو بر بالاے کس کوتاہ نیست

یہ محض غلط ہے کہ کوئی خرابی و تباہی ہم پر ہماری قسمت کے سبب سے آتی ہو اوس قادر و عادل نے سب کو یکسان بنایا ہے اب جو چاہے وہ اپنی بداعمالی سے خراب ہو جاے یا خدا کے قانون پر چلکر عظمت و عزت حاصل کرے۔ کہتے ہین کہ دلاور خان باوجود اس کے کہ اس وقت اوس کی عمر ستر برس کی تھی ایک دکھنی لڑکی پر عاشق تھا اور آج ہی اوسے اوس کا وصال میسر ہوا تھا۔ مخبرون کو کسی طرح ابراہیم کا راز معلوم ہوگیا اور وہ اوس کے پاس آدھی رات کو گئے مگر دلاور خان تک اون کی رسائی نہ ہوسکی آخر اوسے اوس وقت خبر ملی کہ جب ابراہیم نکلکر عین الملک کے پاس پہونچ گیا۔ یہ عشق کی حکایت تو یارون کی گڑھت ہے مگر فی الواقع دلاور خان نے غفلت کی اور مارا پڑا جس وقت دلاور خان کو ابراہیم کے بھاگنے کی خبر ہوئی تو فی الفور اپنے بیٹون اور بھانجون کو پانچ چھہ ہزار سوار اور بہت سے ہاتیون سمیت لیکر ابراہیم کے تعاقب مین چلا دلاور خان کا بڑا دبدبہ تھا جس وقت ابراہیم کے قریب وہ پہونچا تو بادشاہ نے عین الملک سے اوس کے دفع کو کہا مگر اوس نے دلاور خان سے خفیہ کہلا بھیجا کہ ابراہیم اتفاقاً ہمارے پاس چلا آیا ہے اگر آپ سے ہوسکے تو آپ لیجاے ہم کچھ نہین بولینگے۔ اس لئے دلاور خان نے ایک تیر کے فاصلہ پر اپنی کل فوج کو چھوڑا اور خود پانچ سو سوار اور چار ہاتی لیکر ابراہیم کے سامنے آیا۔ اور گھوڑے پر چڑھے چڑھے ابراہیم سے جا کر کہا کہ رات مین ایسے وقت آپ کیون چلے آئے۔ اب تشریف لے چلئے ۵

درشتی ونرمی بہم در بہ است		چورگ زن کہ جراح ومرہم نہ است	

آدمی کو نہ تو بالکل نرم ہونا چاہیے کہ گھول کر پی جائین اور نہ بالکل سخت ہونا چاہیئے کہ جس سے لوگ بددل ہوجائین - یہ وقت نرمی کا نہ تھا - دلاور خان کی اس نرمی سے لوگون کو حوصلہ ہوا اور ابراہیم کے اشارہ سے اوک خان ایک خاصہ خیل کے جوان نے گھوڑا کو دا کر دلاور خان کے ایک تلوار ماری - گو تلوار دلاور خان کے نہ لگی - مگر اوس کا گھوڑا چراغ پاون ہوگیا - اور وہ نیچے گر گیا - اوک خان چاہتا تھا کہ دوسرا وار کرے لیکن دلاور خان کا فیلبان بیچ مین ہاتی کو لے آیا کہ اتنے مین دلاور خان دوسرے گھوڑے پر سوار ہوکر اپنی فوج مین چلا گیا - اوس نے چاہا کہ لوٹ کر بادشاہ سے انتقام لے مگر اوس کی فوج بددل ہوگئی اور کسی نے ساتھ نہ دیا - جس سے وہ مضطرب ہوکر بیدر کی طرف کو بھاگ گیا - کمال خان اوس کا بیٹا راستہ مین باپ سے جدا ہوگیا اور دارا سنگ کی طرف جاتا ہوا پکڑا آیا اور قتل کیا گیا - دلاور خان کو غالباً اصلی حالات سے مطلق خبر نہ تھی ورنہ اس طرح بھاگ جانا بالکل حماقت پر دلالت کرتا ہے -

۱۲۰- ابراہیم عادل شاہ کا خود مختار ہوکر اہل السنت والجماعت کا خطبہ پڑھوانا -

ابراہیم عادل شاہ کی گو عمر اسوقت بہت کم تھی مگر دس برس سے علی التواتر انقلابات دیکھنے کا اوسے اتفاق ہوا تھا - اور غیرون کی حکومت اوٹھانے کے باعث اوسے استمالت کرنا خوب آگئی تھی - جو بادشاہون کا ایک ذاتی جوہر ہے - اسلئے گو عین الملک آنکس خان اور علی خان نے سخت خطا کی تھی - مگر پھر بھی اونہین ابراہیم نے خلعت استمالت عطا کیا - اور جس قدر لوگ خیر خواہی سے پیش آئے تھے اونہین علی قدر مراتب خوب انعام واکرام بانٹے - اس زمانہ مین جیسا ہم اوپر ذکر کر آئے ہین شمالی ہند سے آدمیون کی آمد ورفت بکثرت ہوگئی تھی اور ایرانی باشندون کی آمد قریباً مسدود ہوگئی تھی - اس لیے اب جو یہان تھے اون مین شاذ ونادر ہی شیعہ تھے - سو اسے اس کے دلاور خان ایک

پکا حنفی تہا اوس نے ابراہیم کو ایسے مذہب کی تعلیم دلوائی تھی اور ایسے ہی آدمی بادشاہ کی خدمت مین رکھے تہے جو حنفی مذہب تہے اس لیے ابراہیم حنفی مذہب ہو گیا تھا - مگر جب دلاور خان چلا گیا اور ابراہیم اب خود مختار ہو گیا تو امرا مین اس باب مین بحث ہوئی کہ ابراہیم سنی ہے یا شیعہ - کسی نے کہا حنفی ہے اور کسی نے سمجھا شیعہ ہے - مگر دوسرے خیال والون کو مذہبی تعصب زیادہ تھا اس سبب سے انکو ترجیح ہوئی - اور اذان کے وقت بعض سنی رکابی مذہب بھی شیعہ بن گیے اور اذان مین شیعہ مذہب کے طریقہ پر اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ بھی زیادہ کر دیا - ابراہیم اس کو سنتے ہی نہایت ناخوش ہوا - اور حکم دیا کہ انہون نے ہمارے مذہب کی اہانت کی ہے ان سے مواخذہ کیا جاوے - مگر جب اوس کو اصلی حقیقت معلوم ہوئی تو معاف کر دیا - اور ان لوگون کو مادام الحیات شیعیان مصلحتی کہتا رہا - بعد اس کے خطبہ چار یار کا حنفی مذہب کے موافق پڑہوایا - اور سلطنت کا مذہب دلاور خان کے وقت مین جو تھا اوسی کو قایم رکھا -

۱۲۱ - برہان اور راجہ علیخان کے مقابلہ مین جمال خان کا جمع ہونا اور قتل -

جب جمال خان دارا سنگ سے روانہ ہوا تو عادل شاہی برکی فوج نے اوسے بہت تنگ کیا جس سے اوس کے ہمراہی چھوڑ چھوڑ کر برہان شاہ کے پاس جانے لگے - مگر جمال خان اپنے معدودی سپاہ کے بہروسہ پر آگے ہی بڑہتا گیا - جب روہتگیر کے گھاٹ پر پہونچا تو دیکھا کہ برہان کے آدمیون نے اوسے روک لیا ہے - مجبوراً اوسے دوسرے راستہ سے جانا پڑا - اس راستہ مین پانی کی بڑی تکلیف ہوئی - اور گرمی بھی ایسی شدت سے پڑی کہ آدمی بے تاب ہو گیے - یہان پر معلوم ہوا کہ تین کوس پر ایک جگہ پانی ہے - جمال خان نے اودہر کو کوچ کیا - برہان اور راجہ علی خان وہان پہلے ہی پہونچ کر قابض ہو گیے - اس وقت سپاہ کی بدحالی اور بے تابی کی کچھ حالت نہ پوچھو کہ کیا گذری

وہ میدان جنگ تہایا محشر کا نمونہ تھا۔ بمشکل تمام ایک نخلستان کہین ایک کوس پر سامنے آگیا۔ جہان اس قدر پانی دستیاب ہوگیا کہ جانین بچ گئین۔ اب اور یہ تو مصیبت گذر ہی تھی۔ اودہر جمال خان اور اوس کے مشیرون کی یہ راے قرار پائی کہ ہمارے سپاہی ہر لحظہ و ہر ساعت بددل ہوتے جاتے ہین اور دشمن کو تقویت ہوتی جاتی ہے اس سے بہتر ہے کہ جہان تک جلد ہوسکے معاملہ کو مفروغ کیا جاے اور آج ہی جو کچھ کرنا ہے کر لیا جاے۔ اگرچہ نتیجہ کے لحاظ سے ہم راے دین تو جمال خان کا یہ کام محض مجنونانہ معلوم ہوتا ہے مگر محض نتیجہ پر راے اس موقع پر دینا مناسب نہین معلوم ہوتا۔ کیونکہ بعض اوقات پر ایسے امور غیر متوقعہ جدید پیدا ہوجاتے ہین کہ جن سے معاملات کی حالت بالکل برعکس ہوجایا کرتی ہے غرض آج رجب کی ۱۳ تاریخ تھی کہ جمال خان نے صفدر آراستہ کین۔ برہان اور راجہ علی خان بہی مجبورا سامنے ہوئے۔ مہدوی پٹھانون نے خوب کوشش کی۔ اور قریب تھا کہ میدان جیت لین۔ مگر ناگاہ برہان کے لشکر سے ایک گولی جمال خان کی پیشانی پر آکر لگی اور اوس کا کام تمام ہوگیا۔ یاقوت خان اور خداوندخان حبشی اور سہیل خان خواجہ سرا اوس کے دیکھتے ہی اسمعیل نظام شاہ کو لیکر فورا چلدئے۔ امراے برہان نے تعاقب کیا۔ اور یاقوت خان اور خداوندخان کو قتل کرکے سر کاٹ لے گئے۔ سہیل خان نے یہ دیکھکر اسمعیل کو ایک گانون مین چہوڑا۔ اور خود بیجاپور کا راستہ لیا۔ برہان کے آدمیون نے جب اسمعیل کو آکر پکڑ لیا تو پہر سہیل خان کی طرف کچھہ توجہ نہ کی اور بیٹے کو باپ کی خدمت مین لیجاکر حاضر کردیا۔

۱۲۲۔ برہان شاہ کا احمدنگر کو راجہ علیخان کا برہانپور کو اور ابراہیم عادل شاہ کا بیجاپور کو جانا۔

جب جمال خان مارا گیا تو برہان شاہ نہایت خوش ہوا۔ اور جس قدر فوج اور امرا تتے سب اوس کے پاس حاضر ہوگئے۔ راجہ علیخان نے اس لڑائی مین کوئی دو سو ہاتی اور تین ہزار گھوڑے لوٹے تتے جب

اوس نے دیکھا کہ برہان شاہ کی حیثیت اب اور کچھ ہوگئی ہے تو اوسے خیال ہوا کہ ایسا نہین کہین وہ اس غنیمت کا دعوے کرے اس لیے راجہ علیخان برہان نظام شاہ سے تین چار کوس کے فاصلہ سے برہانپور کی طرف کو جا پڑا مگر برہان شاہ نے احسانمندی کے باعث اوس سے استعاضہ کیا اور کچھ تحفے تحائف دیکر اوسے رخصت کیا۔ اور وہ برہانپور کو چلا گیا۔ پھر برہان شاہ اسمعیل کو اپنے ساتھ لیکر احمدنگر کو گیا۔ اور ۲ شعبان کو جاکر وہان اوس تخت پر بیٹھا جس کی وہ سالہاے دراز سے جستجو کر رہا تھا۔ سچ ہے مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَجَدَ فَوَجَدَ یہان پہونچکر اوس نے اپنے باپ دادے کے شیعہ مذہب کو پھر جاری کیا۔ اور مذہب مہدوی کو موقوف کرکے شیعہ مذہب کے طریق پر خطبہ پڑھوایا۔ اور حکم دیا کہ جہان کہین مہدوی کو کوئی دیکھے اوسے فورا قتل کردے۔ جس سے چند روز مین اس تمام مملکت مین کوئی مہدوی باقی نہ رہا اودہر جب حوالی پاتری مین ابراہیم عادل شاہ کو جمال خان کے قتل کی خبر پہونچی تو اوس نے طبل معاودت اوسی روز بجوادیا۔ اور مہمات سلطنت کو خود دیکھنے لگا اور ایک تہنیت نامہ برہان شاہ کے پاس بھجوایا۔

۱۲۳- برہان شاہ کا دلاور خان کی عرضی سے سلطنت عادل شاہی پر حملہ اور ایک قلعہ سرحد پر بنانا۔

دلاور خان تو بیجاپور کے محلات عادل شاہی مین رہا ہوا تھا۔ بیدر کے بریدیہ جو نپڑون مین اوس کی کب گذر ہوسکتی تھی۔ برہان شاہ سے اوسنے توڑ جوڑ لگائے اور اوسن کے پاس احمدنگر کو چلا گیا۔ برہان شاہ نے اوس کی بڑی خاطر تواضع کی اور اوسے اپنے امرا مین داخل کرلیا۔ دلاور خان تو عادل شاہی سلطنت کا شغال کوچہ خیز تھا۔ اوسے سارے حالات یہان کے معلوم تھے۔ اوس نے برہان کو شولاپور اور شاہ درگ کی فتح کرنے کی ترغیب دی۔ ابراہیم نے دل مین سمجھا کہ مین نے تو برہان کے ساتھ ایسی نیکی کی اور یہ میرے برخلاف ایسے منصوبہ

باندہ رہا ہے اوس کو نہایت رنج ہوا سوائے اس کے اسی زمانہ مین ابراہیم کے ایک بیٹا پیدا ہوا - اور دو مہینے کا ہو کر مر گیا - جس کی تہنیت اور تعزیت حسب دستور رشد آمد قدیم برہان شاہ کے یہان سے کچھ نہ ہوئی - یہ بھی اوسے ناگوار گذرا - اور اوس نے اپنے دل کا بخار یون نکالا کہ ملا عنایت اللہ جہرمی کو احمد نگر کو بھیجکر یہ پیغام دیا کہ دلاور خان ہمارا حرام خور غلام آپ کے یہان چلا گیا ہے دوستی کے لحاظ سے امید ہے کہ آپ اوسے اون ہاتیون سمیت ہمارے پاس بھیجدین جو اوس کی حماقت سے جمال خان کے ہاتھ لگ گیے تھے - اور آیندہ سے ہمارے دشمن کے دشمن اور دوست کے دوست رہین اور ہماری خوشنودی کو اپنی دوام دولت کا لازمہ سمجھین - اس سے برہان شاہ بڑا آزردہ خاطر ہوا - اور حالانکہ امرا ابھی اوس سے راضی نہ ہوے تھے - غرہ جمادی الثانی ۱۰۰۰ھ کو لشکر لیکر عادل شاہی ملک پر چڑھ دوڑا - ابھی تک ابراہیم عادل شاہ کا امرا پر پورا بھروسہ نہ تھا - رومی خان کو اوس نے وکیل السلطنت اور الیاس خان کو سرنوبت کیا تھا - اور اسیطرح سے اور امرا کو نئے نئے کام دیے تھے - امراے ثلثہ عین الملک آنکس خان علیخان اپنی خطا کو یاد کیے ہوے تھے - ابراہیم سے اور اون سے درحقیقت دل صاف نہین ہوے تھے - ابراہیم نے برہان کے روک کا کچھ بھی بندوبست نہ کیا وہ بے مزاحمت علاقہ بیجاپور مین کچھ دور تک چلا آیا - اور دریاے بھیمنورہ کے کنارہ منگلورہ تک پہونچ گیا - جو بیجاپور سے صرف تیس کوس پر ہے - جب برہان شاہ نے دیکھا کہ بیجاپور سے صداے برنخاست کا مضمون ہے - کہین کچھ دھوکا و فریب تو نہو - اس لئے دشمن کے ملک کے اندر جانا مناسب نہین ہے یہ خیال کرکے اوس نے لوٹنا چاہا - مگر دلاور خان نے اوس کی ہمت باندہی جس سے برہان شاہ تلہ بنانے کا بہانہ کرکے وہین ٹھیر گیا - اور یہ ارادہ کیا کہ دریا کے اوس طرف بناے اور یہی مقام عادل شاہی اور

نظام شاہی ملک کی سرحد رہے - اور رفتہ رفتہ شولاپور اور شاہ درگ کو بھی لے لے - دریائے بھینورہ اس زمانہ مین پایاب تھا اور وہان کسی زمانہ مین ہندون کے وقت مین ایک قلعہ بنایا گیا تھا - برہان شاہ نے اسی جگھہ پر قلعہ کی بنیاد ڈالی - اور جب دیکھا کہ بیجاپور سے مدافعہ کے لیے کوئی نہین آیا تو نہایت عجلت کے ساتھ اوس کی تعمیر شروع کی - اور جب بارش کی قربت کے سبب سے خیال ہوا کہ دریا مین پانی زیادہ ہو جائیگا - اور برہان شاہ کی فوج قلعہ تک جانہ سکے گی ممکن ہے کہ اوس وقت عادل شاہی فوج آئے تو قلعہ کا بچنا اوس سے محال ہوگا تو گو کہ قلعہ ناتمام تھا مگر اوس مین دروازے لگوا دئے اور توپ اور ضربزن اوسمین مہیا کر دئے -

۱۲۴ - ابراہیم عادل شاہ کا دلاور خان کو بولانا اور خلاف عہد اوسے گرفتار کرکے اندہا کرنا -

جب ابراہیم عادل شاہ نے خلاف عادت دشمن کا کچھہ بندوبست نہ کیا تو لیگانہ اور بیگانہ سب حیران ہوئے اور جابجا گفتگو مین ہونے لگین - برہان شاہ نے ایک مجلس منعقد کی اور اپنے امراسے اور نیز دلاور خان سے ابراہیم کی خاموشی کی وجہ دریافت کی کسی نے کہا کہ ابراہیم نوجوان ہے شراب و کباب لہو و لعب مین مشغول رہتا ہے مہمات جہانداری سے غافل ہے - کسی نے کہا کہ امرائے کبار اوس سے موافق نہین ہین - اس سبب سے وہ اون کی تسلی اور دلاسا کر رہا ہے - دلاور خان نے اس گفتگو کے بعد خیال کیا کہ ابراہیم کے پاس مین چلا جاؤن تو اس وقت وہ مجھے پھر اپنا قدیمی منصب دیدیگا اور تملقاً یہ سب خبر ابراہیم کو بھیجی اور کہلا بھیجا کہ تغافل سے دشمن دلیر اور قوی ہوتے ہین بہتر ہے کہ جلد معالجہ کیجئے - ابراہیم نے دیکھا کہ بے مانگے مراد ملی - دلاور خان کو پھانس لینا چاہیئے - اوس نے قاصد کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ قدر نعمت ، است بعد زوال - آپ کے جانے کے بعد یہان کوئی کام کا آدمی نظر نہین آتا جو برہان شاہ کو روکے مضئے ما مضئے - آپ یہان آجائے اور قدیمی خدمت لیجئے - اور اس کا

اپنی کوشش سے انتظام کیجئے۔ دلاور خان اس مژدہ کو سنکر نہایت خوش ہوا اور ابراہیم کے مافی الضمیر کو نہ پہچانا سچ ہے ؎

بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند	درآرد ہمہ مرغ وماہی بہ بند

فوراً ایک آدمی کو بیجکر درخواست کی کہ اگر بادشاہ عہد کرے کہ مجھے جانی اور مالی نقصان نہ پہونچاے تو مین بسر وچشم ابھی آنے کو تیار ہون۔ ابراہیم نے تحریری قولنامہ اسی مضمون کا بھیجدیا۔ جب یہ عہدنامہ پہونچ گیا تو دلاور خان برہان شاہ سے رخصت ہونے کو گیا۔ برہان شاہ نے منع کیا اور سمجھایا کہ تیرا جانا اچھا نہین ہے مجھے دغا کی بو آتی ہے۔ مگر دلاور خان نے کچھہ نہ مانا اور اپنے بڑے بیٹے محمد خان کو ساتھہ لیکر بیجاپور کو روانہ ہوا۔ جب بیجاپور کے اکابر واصاغر نے دلاور خان کی آمد آمد کی خبر سنی تو کئی کوس تک ہزارہا آدمی اوس کی پیشوائی کو گئے اور خوب دل کھولکر مبارکباد یان اور خیر مقدم ہوے مگر اس امر نے دلاور خان کے حق مین سم قاتل سے کم اثر نہ کیا۔ ابراہیم نے سوچا کہ اگر یہ شخص پھر اپنے کام پر بحال کیا گیا تو میرا کام ابتر ہو جائیگا۔ ضرور ہے کہ اس کا کام تمام کیا جاے اس وقت اوس کی حالت پر یہ مضمون صادق آتا ہے ؎

میل من سوے وصال وقصد او سوے فراق	ترک کام خود گرفتم ابر آید کام دوست

ابراہیم باغ دوازدہ امام کو جاکر قلعہ کو واپس آرہا تھا کہ دلاور خان اوس کے پاس حاضر ہوا اور پیادہ پا اوس کے ساتھہ کچھہ دور تک چلا کہ الیاس خان نے ابراہیم کے اشارہ سے اوسے گرفتار کرلیا۔ جب قلعہ مین پہونچے تو ابراہیم نے اوس شخص کو بولایا جو دلاور خان کے وقت مین آنکھین پھوڑا کرتا تھا۔ اور اوس کو حکم دیا کہ اب اپنا جوہر دکھلاے اور اوس نے دلاور خان کو اندھا کردیا۔

۱۲۵۔ دلاور خان کے اوصاف

کہتے ہین کہ جس وقت آنکھین پھوڑنے کو جلاد آیا تو دلاور خان نے

الیاس خان کی معرفت ابراہیم کو اپنا عہدیا دولایا اوس نے کہا کہ مین نے یہ اقرار کیا ہے
کہ ضرر جانی و مالی تجھے نہ پہونچا ونگا آنکھین پھوڑنا ضرر جانی و مالی نہین ہے سوائے اس کے
اقرار مین نے کیا ہے مگر مین تیری آنکھین نہین پھوڑتا ہون" واہ کیا معقول جواب ہے
غرض کہ آنکھین پھوڑکر ابراہیم نے دلاور خان کو قلعہ ستارہ مین قید کردیا۔ اور وہ وہین ۱۰۱۶ھ مین
مرگیا۔ ضرورت سب ناجایز باتون کو جایز کرادیتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ابراہیم پر دلاور خان
کے اس قدر حقوق تھے کہ جس کی انتہا نہین۔ دلاور خان کی ہی کوشش اور خیر خواہی کا
نتیجہ تہا کہ ابراہیم کی جان اور عادل شاہی سلطنت سلامت رہی۔ یہ شخص بڑا منتظم اور عاقل
اور آبادان کار تہا۔ آٹھ برس اس نے بیجاپور کی سلطنت کو نہ صرف قایم رکہا بلکہ اوس کو نہایت
مضبوط کردیا۔ جس وقت دلاور خان نے اس سلطنت کو لیا ہے اوس وقت اوس کی سخت
ابتر حالت ہورہی تھی۔ اور چارون طرف سے دشمن آنکھین دکہا رہے تھے۔ مگر جس وقت
اوس نے چھوڑا ہے تو اوس کا وہ دبدبہ تھا کہ دکن کے تمام بادشاہ اوسی کو اپنا بڑا مانتے تھے
دلاور خان کے وقت کے تفصیلی حالات اور ترقیون کے جو اوس نے کی تھین ابراہیم کے
سبب سے کسی نے نہین لکہے۔ مگر اندرونی ترقی بہت کچھ ہوئی ہوگی جس سے اس سلطنت
کا اس قدر رعب داب ہوگیا تھا۔ اس کے زمانہ مین اہل کمال بہت جمع ہوگئے تھے۔ دلاور خان
علم دوست اور سخی تھا۔ مرتضی شاہ کے بعد جس قدر اہل ہنر وہان سے نکلے اون مین سے
اکثرون نے دلاور خان کے پاس آکر ہی پناہ لی تھی۔ اگر وہ شیعہ ہوتا تو مصنف وراس کی بڑی
بڑی تعریفین تاریخون مین درج ہوتین جس کے مصنف شیعہ ہی ہوا کرتے تھے۔ مگر سنی ہونے
کے سبب سے کسی نے مطلق قلم نہ ہلایا اور اوس کے حالات اندرونی بالکل مخفی رہ گیے۔ صواعق
محرقہ کا ترجمہ فارسی مین اسی کے عہد مین ہوا ہے اور اور بہی کئی کتابین اسی کے عہد کی اب تک

مشہور ہین - ملا ملک قمی و ملا محمد ظہوری و محمد قاسم فرشتہ وغیرہ سب کو بیجاپور مین اسی نے رکھا تھا - اور اون کے وظیفہ مقرر کئے تھے -

۱۲۶- ابراہیم بابرہان کے دفعیہ کو فوج بھیجنا اور برہان کے لشکر مین قحط اور وبا اور تورنگ خان کا قتل

جب دلاور خان پھنس گیا تو ابراہیم کو کئی فائدہ ہوئے ایک تو برہان شاہ کا ایک اچھا مشیر ہاتھ سے جاتا رہا - اور اوس کے امرا مین بد دلی اور زیادہ ہوگئی دوسرے ابراہیم کے امرا جو دلاور خان کے سبب سے ابراہیم سے کشیدہ ہو رہے تھے اور برہان شاہ کی طرف رجوع تھے اون کی ہمتین پست ہوگئین - اور اب چار و ناچار ابراہیم کے دل سے مطیع بن گئے اس لئے ابراہیم نے برہان کے مدافعہ کی تیاری کی اور چھ سات ہزار برکی فوج مادیان سوار آگے بھیجکر حکم دیا کہ برہان شاہ کی رسد بند کروین - پھر یکم شعبان کو رومی خان دکھنی کو سرلشکر کرکے دس ہزار فوج سے روانہ کیا بعد ازان الیاس خان سرسر نوبت کو تین ہزار خاصہ خیل کے ساتھ ان کی مدد کو متعین کیا - امراے برکی نے دریاے بھینورہ کو عبور کیا اور نظام شاہی فوج کو لوٹ مار سے مانع ہوئے - برہان شاہ نے کئی مرتبہ آدمی ان کے دفعیہ کو بھیجے مگر اونمین شکست ہوئی - چونکہ برہان کو اپنے امرا کے اخلاص پر اعتماد نہ تھا - اس لئے خود غفلت کے وقت مین ان پر یلغار کیا - جس سے یہ لوگ بھاگے اور دریاے بھینورہ پر پایاب اوتر گئے - قضارا اوسی وقت ایک یہ اب آگیا اور برہان شاہ دریا سے آگے اون کے تعاقب مین نہ جا سکا - اور وہ رومی خان اور الیاس خان کے لشکرون سے بسلامت مل گیے برہان شاہ نے اسی کنارہ سے تو مین مارین مگر جب کچھ نتیجہ نہ ہوا تو اپنے لشکر گاہ کو لوٹ گیا - امراے برکی پھر اوسی دن اوس کے لشکر کے پاس پہونچے - اور لوٹ مار مچائی - جب کچھ روز اسی طرح گذری تو برہان شاہ کی رسد سب خرچ ہو چکی اور اوس کے لشکر مین قحط پڑ گیا اور باحتیاج کی ناداری کے باعث وبا پھیلی - بھوک اور وبا سے مخلوق مرنے لگی - مجبوراً

برہان شاہ نے قلعہ کو جو ابھی ناتمام تھا ایک شخص اسد خان گجراتی ترک کے حوالہ کیا۔ اور اوس کا حتی الامکان استحکام کرکے دو تین منزل پیچھے اپنے ملک کو چلا گیا۔ جب چند روز مین رسد وغیرہ آگئی اور وبا بھی جاتی رہی تو برہان شاہ نے وسط شوال مین قلعہ شولاپور کے محاصرہ کے لیے کوچ کیا۔ اور امرائے عادل شاہی کے مقابلہ کو تورنگ خان دکھنی امیرالامرا برار کو نہایت عمدہ لشکر دیکر بھیجا۔ تورنگ خان اوس زمانہ کی جنگی قواعد خوب جانتا تھا۔ ترنگ مین آکر ایسین معرکہ جنگ مین خود بھی گھس گیا۔ اور اعتماد خان شوستری سرنوبت عادل شاہ کے مقابل ہوگیا۔ دونوین سے کسی نے ایک دوسرے کو نہ پہچانا اور نیزہ بازی ہونے لگی اعتماد خان نے دیکھا کہ تورنگ خان کی گردن کھلی ہوئی ہے۔ اس لیے عین شاہ رگ پر نیزہ مارا۔ مگر وہ گرا نہین۔ لڑتا رہا۔ اور خون اوس کی گردن سے بہتا رہا۔ جب کثرت سے خون نکل گیا اور تورنگ خان مضمحل ہوگیا۔ تو آخر کو اعتماد خان نے ایک نیزہ اوس کے سینہ پر مارا کہ جس سے وہ زین سے نیچے آگیا ابھی تورنگ خان کے قتل کی خبر شہر نہین ہوئی تھی۔ کہ سہیل خان خواجہ سرا نظام شاہی نے جو اس وقت بیجاپور مین آکر عادل شاہ کے امرا مین داخل ہوگیا تھا نظام شاہ کی فوج پر حملہ کیا۔ برہان کی فوج اپنے سردار کے نہ دیکھنے کے باعث پریشان اور بیدل ہو رہی تھی فوراً بھاگ نکلی اور ایک کوس پر برہان شاہ کے پاس جا کر پناہ گیر ہوئے اور برہان کے سوہاتی اور چار سو گھوڑے چھن گیے اور چار سو سپاہی گرفتار ہوگیے۔

۱۲۷۔ برہان کے امرا کا اوسے تخت سے اوتارنیکا ارادہ اور ابراہیم سے اوسکی صلح۔

اس شکست سے برہان شاہ کے امرا اوس سے بہت بددل ہوگیے اور سپاہی اوس کی فوج سے بھاگنے لگے امرائے دکھنی و حبشی نے مشورہ کیا اور چاہا کہ برہان شاہ کو معزول کرکے بجائے

اوس کے اوس کے بیٹے اسمعیل کو قید سے نکالکر تخت پر بٹھایا مین - اس مشورہ کے سرغنہ
کامل خان دکھنی اور اوس کے بھائی تھے - مگر برہان شاہ کو قبل از وقوع اس واقعہ کی خبر
لگ گئی - کامل خان وغیرہ کو اوس نے پکڑکر قتل کرڈالا - اس سے دکھنی اور بھی متوحش
اور متنفر ہوگئے - برہان شاہ کو ایرانیون کی صحبت رہا کرتی تھی اوسے بھی امرد پرستی کا
چسکا لگا ہوا تھا - یوسف خواجہ سرا ایک نہایت خوبصورت لڑکے پر فریفتہ تھا دکھنیون نے
اوسے گانٹھا - کہ رات کے وقت خواب مین وہ برہان کو قتل کردے - برہان کو یہ بھی
معلوم ہوگیا - اور ایک مرتبہ رات کے وقت وہ نیند مین جان ڈالکر پڑگیا - یوسف
نے تلوار پر ہاتھ ڈالا - کہ یکایک برہان نے کودکر تلوار اوس کے ہاتھ سے چھین لی -
مگر چونکہ اوس کے عشق مین دل وجان دئے بیٹھا تھا اوسے قتل نہ کیا - اب برہان شاہ
اپنے حملہ اور قلعہ بنانے سے پشیمان ہوا - اور احمد نگر کے ارادہ سے لوٹکر قصبہ
کرور مالیان مین جو اوس کی عملداری مین تھا چلا گیا - رومی خان اور الیاس خان نے
اوس کا تعاقب کیا اس سے برہان نے جان لیا کہ بغیر صلح کے لوٹ جانا اچھا نہین ہے
صلح کا پیغام دیا - مگر ایک مہینے تک ابراہیم عادل شاہ نے صلح سے بالکل انکار کیا
سبب محمد قلی قطب شاہ اور راجہ علی خان نے دیکھا کہ بے فائدہ دو مسلمانون مین لڑائی
ہورہی ہے - اور ختم ہی نہین ہوتی تو محمد قلی نے مصطفی خان استرابادی کو اور راجہ علیخان
نے خواجہ عبد السلام تونی کو برسم رسالت بیجاپور کو بھیجا - اور صلح کے لیے سفارش کی
ابراہیم عادل شاہ نے اس شرط پر صلح منظور کی کہ برہان شاہ اپنے بنائے ہوئے
قلعہ کو خود مسمار کردے - اس شرط کو برہان نے منظور کیا - اور عہد نامہ کی تعمیل اور تکمیل
کے لیے شاہ نواز خان شیرازی ابراہیم عادل شاہ کی طرف سے قطب شاہی اور خاندیسی

سفیرون کے ساتھ برہان شاہ کے پاس گیا - برہان شاہ نے دربار منعقد کیا - اور ایلچیون کو بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ بولایا - پھر مصطفے خان اور خواجہ عبد السلام نے گفتگو کی ابتدا کر کے صلح کی تکمیل کرادی - بعد ازان سیزدہم محرم ۱۰۰۱ھ کو برہان شاہ موضع سکلسرہ مین خود آیا اور سب سے پہلے ایک پتھر قلعہ کی دیوار کا خود اپنا لگر گرادیا پھر تمام صغیر و کبیر دیوارین توڑنے اور عمارت کو ڈھانے لگے اور ایک طرفۃ العین مین قلعہ منہدم ہو گیا - جب اس عہدنامہ کی تعمیل ہو چکی تو بخاطر جمعی برہان شاہ احمد نگر کو چلا گیا - اور راستہ مین پرنیڈہ سے شاہنواز خان کو رخصت کر دیا - اور جو کام کہ بیہودگی سے شروع کیا گیا تھا اوس کا خاتمہ ایسا لغو ہوا - کہ جس سے رنج اور ندامت کے سوا کچھ وصول نہ ہوا -

۱۲۸ - برہان شاہ کا دکنی اور حبشیون کو پرتگالیون کے دفعیہ کو بھیجنا اور اکبر کے آنے کا خدشہ -

برہان شاہ جب احمد نگر صحیح و سلامت گیا - تو اوس نے پندرہ روز تک تو اپنے ہوش و حواس درست کیے پھر ۱۰۰۱ھ مین بریکدندہ کے پرتگالیون کے نکالنے کا ارادہ کیا - اور سندر جیول کو فوج بھیجکر حکم دیا کہ سمندر کے کنارہ کے اوس پہاڑی پر ایک قلعہ بناوین جس کے نیچے ہو کر پرتگالیون کے جہاز آیا جایا کرتے ہین اور پرتگالی جہازون کو وہان آمد و رفت نہ کرنے دین چنانچہ قلعہ کھورلہ وہان بنا کر نظام شاہی فوج نے توپ اور ضربزن اوس کے برجون پر چڑھا دئے - پرتگالیون نے یہ دیکھکر دن کا راستہ موقوف کر دیا - اور شب کے اندھیرے مین اپنا کام چلایا اور اپنے تمام بنادر مدد سے امداد طلب کر کے مسلمانون پر دو مرتبہ خشکی مارا اور دو دو تین تین ہزار دکنی فوج قتل کر دی - اس کی وجہ یہ تھی کہ پرتگالیون کے ہتیار اچھے تھے اور اوس زمانہ تک جو فنون جنگ مین ترقی ہوئی تھی اوس سے وہ ماہر تھے - بخلاف ہمارے مسلمان دلاورون کے کہ یہ وہ ہی قدیمی

۱۰۰۱ھ

تیر انگنی اور شمشیر بازی کے سوا کچھ نہ جانتے تھے - توڑہ دار بندوق اور توپ ہی ان کے پاس ہوتی تھی - مگر وہ بھی ایسی ہی خراب تھی کہ جس کو لاٹھی پونگی سے کچھ ہی تفوق حاصل تھا - برہان شاہ نے دکھنی حبشی سنیون سے نظام شاہی سلطنت کو چھینا تھا - اس لیے وہ ان کی خرابی کے درپے تھا اور غریبون کو چاہتا تھا - جب اوسے دکھنیون کے قتل کی خبر پہونچی تو دل مین خوش ہوا - مگر بظاہر کچھ افسوس کیا اور جن دکھنی حبشی امراسے اوسے اطمینان نہ تھا اون مین سے دس بارہ ہزار آدمی منتخب کرکے اس خیال سے پرتکالیون کے مقابلہ کو بھیجے کہ طرفین مین سے جو مارا جائے گا اوس سے اوس کو فائدہ ہوگا - اور بہادر خان گیلانی کو لشکر کرکے امراے غریب کے اتفاق سے رومالی اور دمن کے بندرون کو بھیجا جہان سے پرتکالیون کو مدد آتی تھی جو گجرات اور دکن کے بیچ مین واقع ہین - بہادر خان سے وہان ۷ شوال ۱۰۰۱ھ کو بروز چارشنبہ لڑائی ہوئی - پرتکالی اور زنگی مقابلہ پر آئے ادہر سے دکھنی حبشی تھے غالباً تلوار کی لڑائی ہونے لگی ہوگی - جس سے سو پرتکالی اور دو سو نصرانی مارے گیے - اور مسلمانون کو غلبہ رہا - اس کی برہان شاہ نے بڑی خوشی کی - اسی سال ذیعقدہ کے مہینے مین خبر آئی کہ اکبر بادشاہ نے نواب خانخانان کو فوج دیکر مالوہ کو بھیجا ہے - اور شاہرخ مرزا سابق بادشاہ بدخشان اور شہباز خان اکبری امرا سلطان پور اور نندربار کو روانہ ہوئے ہین - چونکہ برہان شاہ نے اپنے وعدہ کے بموجب علاقہ برار اکبر کو نہین دیا تھا اس لیے اوسے اندیشہ ہوا کہ اکبر نے شاید برار کی تسخیر کا ارادہ کیا ہے - چنانچہ برہان شاہ نے بہ نظر پیش بندی راجہ علی خان کے پاس عماد خان ایک اپنے معتبر کو بھیجا کہ اس باب مین مشورہ کرے

لیکن اکبر نے اس وقت کوئی کارروائی نہین کی جس سے اہل دکن کو کچھہ زیادہ تشویش کی ضرورت ہوتی -

۱۰۰۲ھ

۱۲۹ - پرتگالیون کے ہاتھہ سے دکھنی اور حبشیون کا قتل اور برہان کی خوشی -

برہان شاہ تومیران حسین کا باپ تھا - بہلا بدچلنی مین اوس سے بڑھکر کیون نہ ہوتا - غلمان اور نسوان کے ساتھہ مباشرت مین منہمک رہتا تھا - اور حکم دیدیا تھا کہ جہان کوئی خوبصورت عورت ملے خواہ وہ شوہردار ہو یا بے شوہر والی اوسے بادشاہ کے لیے پکڑلائین - شجاعت خان حبشی کی بی بی بڑی خوبصورت تھی - جب برہان شاہ کی استدعا پر اوس نے اپنی جورو کے دینے سے انکار کیا تو اوس بیچارہ کو زبردستی قلعہ مین پکڑوا منگایا اور شجاعت خان کو قید کردیا - شجاعت خان نے اس وجہ سے اپنے پیٹ مین خنجر مارکر اپنا کام تمام کرلیا - اس وقت فرہاد خان حبشی اور اسد خان تاج خان نصیر الملک ودولت خان دانی راے ودوست علی مولد قلعہ کھورلہ پر مامور تھے اونھون نے پرتگالیون کا خوب قافیہ تنگ کیا - قریب تھا کہ یہ لوگ وہان سے نکل جائین کہ اسی مین شجاعت خان کو خبر پہونچی - یک بیک تمام حبشی اور دکھنیون کو برہان شاہ سے نفرت ہوگئی - مسلمانون مین اوس زمانہ مین بھی ملکی لڑائیان بادشاہ کی خاطر سے ہوا کرتی تھین قومیت کا مطلق خیال نہ ہوتا تھا - جب وہ بادشاہ سے ناراض ہوتے تو لڑائی سے پہلے ناراض ہوجاتے تھے - کل دکھنی اور حبشی ہاتھہ پر ہاتھہ رکھکر بیٹھہ گئے اور یہ ارادہ کیا کہ احمدنگر جاکر برہان شاہ سے بغاوت کرین پرتگالیون کو اسکی خبر لگ گئی - وہ رات مین چھہ جہاز دمین بیٹھہ اس وقت چاردن طرف سے آکر یکدند مین جمع ہوگئے - اگر انسان ہرتے تو اسی کو کافی سمجھتے کہ مسلمانونکے واپس آنے سے اونکے مقصد فوت ہوجائے - بلکہ ممکن تھا کہ قلعہ گھورلہ بھی بلاتکلیف جنگ اون کے ہاتھ

آجاتا - مگر وہ اس وقت خونخوار درندوں سے کم نہ تھے۔ اونہوں نے ان غافل مسلمانوں کی قربانی کرکے دریا بہانا ضروری سمجھا۔ جمعہ کا دن اور (۱۶) ذی الحجہ کی تھی کہ علی الصباح چار ہزار پرتگالی قلعہ کی طرف کو آئے۔ تاج خان اور رانی راے ایک قلیل سپاہیوں سے قلعہ کے باہر اترے ہوئے تھے وہ اون کی آواز سنتے ہی خواب سے اوٹھے اور انکہیں ملتے قلعہ کو بھاگے۔ قلعہ کا دروازہ کھلا تھا اندر گھوسے پیچھے سے پرتگالی بھی آگیے اور دروازہ پر قبضہ کرلیا۔ اور اندر گھس آئے۔ اہل قلعہ برہان شاہ کے ماتم کے نشہ سے مدہوش ہورہے تھے لڑنے اور مرنے کا مطلق خیال بھی نہ تھا اودھر نیندمین سرشار تھے۔ ان بے رحمون نے آتے ہی بکریون کی طرح ذبح کرنا شروع کیا اور دس بارہ ہزار مسلمانون کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر پھینک دیا۔ فرہاد خان زخمی ہوکر پکڑا گیا باقی سب مارے گیے۔ بعد ازان قلعہ توڑ تمام توپ خانہ اور مال واسباب سب لے گیے جب یہ خبر برہان شاہ کو پہونچی تو وہ مارے خوشی کے پھولا نہ سمایا۔ اور اوسے عین فتح سمجھا۔ اور جو مناصب کہ ان کے قتل کی وجہ سے خالی ہوے۔ وہ تمام غریبون کو تقسیم کردے۔ مرتضیٰ خان انجو و شیخ عبدالسلام عرب و احمد بیگ قزلباش خان و خلیفہ عرب و اذبک بہادر و خواجہ اندق ماوراالنہری وغیرہ کو مناصب عنایت کیے اور چاہا کہ ان لوگون کو بندرجیول کو بھیجکر پرتگالیون کا استیصال کرے کہ وہان اسمعیل برادر ابراہیم عادل شاہ کا جھگڑا چھڑ گیا۔

۱۳۰ - منجھن خان کا ملیبار سے خراج وصول کرنے کو جانا

ابراہیم عادل شاہ کو جب برہان شاہ سے جھگڑے سے فرصت ملی تو اوس نے میہ خان حبشی خدام علی عادل شاہ کا اخلاص خان کا خطاب دیکر اپنا پیشوا مقرر کیا یہ شخص بڑا سیدھا آدمی تھا۔ بادشاہ کی رضاجوئی کو سب کام

پر مقدم سمجھتا اور اپنے ذاتی اغراض سے کوئی کام نہ کرتا تھا۔ سنہ ۱۰۲۰ھ مین ابراہیم عادل شاہ نے منجھن خان پسر کمال کشور خان بزرگ کو سر لشکر کیا اور بلیبار کو خراج وصول کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس نے وہان جاکر تمام رایان بلیبار سے کہلا بھیجا۔ کہ اگر خراج ماضیہ نہ دوگے تو تمہارے ملک چھین لیے جائینگے۔ چونکہ سب کو معلوم تھا کہ ابراہیم کی حکومت جم گئی ہے۔ اس لئے تمام راجاؤن کا ارادہ ہوا کہ اطاعت کرلین کنک نائک جو بلیبار کے بڑے راجاؤن مین سے تھا اور اوس کے پاس آٹھ ہزار سوار پیادہ رہا کرتے تھے منجھن خان کے پاس آکر حاضر ہوگیا۔ مگر اس سے اور راجاؤن سے کچھ دل صاف نہ تھے۔ اس لیے بنکٹا دری وارسب نائک وبھرہ دیوی وکشی زیر اس امر کا خوف ہوا کہ اگر ہم اطاعت کرین اور منجھن خان کے پاس حاضر ہون تو کہین یہ کچھ دغابازی کرکے ہمین گرفتار نہ کراوے اس سبب سے اون کے ارادے بدل گئے۔ اب سب نے اتفاق کیا۔ اور بیس ہزار فوج سے منجھن خان کے مقابل ہوئے۔ اور کوہستانی مستحکم مقامون مین جا پڑے۔ مسلمانون کو بہت تجربہ ہوچکا تھا کہ پہاڑی مقامات مین ہمیشہ نقصان ہوپہنچا کیا ہے منجھن خان آگے نہ بڑھا۔ اور کنک نائک کو ہمراہ لیکر قلعہ جرّہ کو چلا۔ ارسب نائک والی جرّہ بامداد دیگر رایان راستہ مین حائل ہوا اور کوہستان مین تین روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ پہاڑ کے سبب سے لڑائی کے فیصلہ مین دیر ہوئی۔ مگر مسلمان ہی غالب رہے۔ اور منجھن خان نے جاکر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ جس سے ارسب نائک نے خراج دیکر اطاعت کرلی۔ اور منجھن خان کے پاس حاضر ہوگیا یہ واقعہ ۱۰ ربیع الثانی سنہ ۱۰۲۱ھ کا ہے پھر دو تین مہینے مین میوری جونکٹا دری کے قبضہ مین تھا فتح ہوگیا۔ ابھی اور کچھ آئندہ نذر کرنے پائے تھے کہ ملکوان کا جھگڑا اوٹھ

کھڑا ہوا - اور منجھن خان کو بیجاپور آنا پڑا -

۱۳۱ - ابراہیم عادل شاہ کے بھائی اسمعیل کی بغاوت

دلاور خان نے اسمعیل برادر ابراہیم عادل شاہ کو قلعہ بلگوان مین قید کر دیا تھا - جب تک دلاور خان برسر حکومت رہا تب تک جیسے تمام دیگر مفسد سیر نیچا کئے ہوئے تھے اسی طرح سے اوس کے حسن انتظام سے شاہزادہ اسمعیل بھی چپ پڑا تھا - اب جب دلاور خان کی حکومت جاتی رہی اور اسمعیل بڑا بھی ہوگیا - اور امرا نے اوس کا ساتھ بھی دینے کو کہا تو اوسے بھی سلطنت کی ہوس ہوئی اور ابتدا اوس کی یون پڑی کہ جب ابراہیم عادل شاہ خود مختار ہوا تو اوس نے بھائی کے پیرون سے زنجیرین نکلوا دین اور ایکہزار ہون ماہانہ جس کے ساڑے تین ہزار روپیہ سکہ چہرہ شاہی ہوتے ہین مقرر کر دئے اور بجز اس کے کہ وہ قلعہ سے بلا اجازت کہین نہ جاسے اور کوئی قید نہ رکھی ابراہیم اوس سے یہانتک محبت کرتا تھا کہ ایک مرتبہ بلگوان سے آم آئے پوچھا کہ اسمعیل کو بھی دے گیے یا نہین جب معلوم ہوا کہ نہین دے گیے تو وہ ہی اوس کو بھیجدے اور حکم دیدیا کہ جو چیز وہان سے بھیجی جائے وہ ہمارے بھائی کو پہلے دیجایا کرے - بہلا اوس زمانہ مین محبت کی اس سے زیادہ اور کیا امید ہوسکتی ہے - اس محبت کا سبب یہ تھا کہ ان دونو کی مان ایک ہی تھی اور ابھی تک زندہ تھی - ابراہیم اوس کی بڑی عزت کرتا تھا - اور وہ دونو بھائیون مین دشمنی نہین چاہتی تھی - جب امرائے سلطنت نے دیکھا کہ بادشاہ نیک مزاج ہے اور رنگیلا جوان ہے تو اونہون نے اپنی حوصلہ آزمائی کے لیے اسمعیل کو بہکایا قلعہ بلگوین کا تھانہ دار و کوتوال اور تمام حشم و خدم اوس سے مل گیے - اور کتنے ہی بیجاپور کے امیر بھی اوس کا ساتھ دینے کو تیار ہو گیے - سادنت راو نمکواڑی نے جو قلعہ بلگوان کے بہرہ چوکی کے

۱۰۰۲ھ سپاہیون کا ایک بڑا عہدہ دار تھا اپنے بیٹی شاہزادہ اسمعیل کو دی تھی۔ اوس کے باعث سے اسمعیل کو اس قلعہ کے قبضہ مین بڑی مدد پہونچی۔ اور غالباً اوسی نے تہ ور کو بیجبری مین پکڑکر قید کرلیا تھا غرض کہ جب قلعہ قبضہ مین آگیا تو ۲ رمضان ۱۰۰۲ھ کو اوس نے بغاوت کے ٹھاٹھہ ڈالدئے۔ جب ابراہیم کو خبر ہوئی تو غالباً مان کے اشارہ سے اوس نے یہ نہ چاہا کہ بھائی کو مین کچھہ ایذا پہونچاؤن بلکہ راستی مین کام نکل جانے کہ بہتر سمجھا۔ اور شاہ نورعالم ایک اپنے معتمد کو جو شیخ المشایخ شیخ جنید کی اولاد مین تھا اس مضمون کا خط دیکر اسمعیل کے پاس بھیجا کہ تم کو معلوم ہے کہ اس وقت تمام سلطنت کے امرا میرے مطیع ہین اور کوئی دم نہین مارتا ہے مین نے جو تمہارا ارادہ ہے اوس کی تمام کیفیت سنی بہتر ہے کہ جو کچھہ ہوگیا اوس کا عذر اور آئندہ کو احتیاط کرو۔ ورنہ جو نقصان کہ پہونچے گا اوس کا گناہ میرے اوپر نہین ہے ؎

من انچہ شرط بلاغ است با تو می گویم	تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

جب یہ قاصد اسمعیل کے پاس پہونچا تو اوس نے اس خیال سے کہ اکبر کثرت سے امرا میرا ساتھ دینے کو تیار ہین شاہ نورعالم کو گرفتار کرلیا۔ اور بغاوت آمیز جواب بھیجدیا۔

۱۳۲۔ برہان شاہ اور عین الملک کا دعوہ اسمعیل کی امداد کے لیے اور عین الملک کا بیجاپور کو آنا۔

اب اسمعیل نے برہان شاہ کے پاس استمداد کے لئے آدمی بھیجا۔ برہان شاہ تو اپنے پہلی ناکامیابی کے باعث ابراہیم سے جلا ہوا تھا اور ایسے موقع کو خدا سے چاہتا تھا۔ اوس نے امداد دینا فوراً منظور ہی نہ کرلیا بلکہ اسمعیل کی کامیابی کے اچھی اچھی تدابیر اوسے بتائین اوس نے کہا کہ اپنے مقصد کے حاصل کرنے کے لیے چاہیے کہ امرائے بیجاپور کو جس طرح سے ہوسکے گانٹھنا ضرور ہے۔ عین الملک جو امیرالامرا ہے اور بلگوان کے

پاس اوس کی جاگیر ہے اگر آپ سے مل جائیگا تو چونکہ وہ اوں درجہ کا امیر ہے باقی تمام امیر آپکے ساتھ ہو جائینگے - یہ سنتے ہی اسمعیل نے عین الملک کو جو پرگنہ ہیگیری کا جاگیردار تہا - اور میر آنکس خان کے متبنیٰ لڑکے کو پیغام بہیجا — یہ دونوں اسمعیل کی طرف مائل ہو گئے مگر عین الملک کی یہ رائے ہوئی کہ یہ سلطنت ایک بادشاہ کے ہی ہاتھ مین نہ رہے بلکہ دو جدا جدا مستقل حاکم ہو جائین - اگر ابراہیم بیجاپور مین رہے تو اسمعیل بلگوین مین اپنا دارالسلطنت قایم کرے - اس لیے ابراہیم سے ظاہر مین بگاڑنا مناسب نہ سمجہا - اور اسمعیل سے کہا کہ جب آپکا کام درست ہو جائیگا تو اوس وقت بسر و چشم مین حاضر ہو جاؤنگا اودہر ابراہیم نے جب شاہ نور عالم کی گرفتاری کا حال سنا تو اوس نے الیاس خان کو پانچ چہہ ہزار فوج سے بلگوین کی تسخیر کے لیے روانہ کیا اسمعیل ابہی کمزور تہا وہ قلعہ مین متحصن ہو گیا - الیاس خان نے محاصرہ کیا - اس کے سوا ابراہیم نے عین الملک کو بہی بلگوین کی تسخیر مین مدد دینے کو لکہا - اوس نے ظاہرا ابراہیم کے حکم سے فوج بہیجدی - مگر باطن مین اس فوج نے اہل قلعہ کو رسد اور باہر کی چیزین پہنچائین - جب یہ حال ابراہیم کو معلوم ہوا تو اوس نے مشورہ کے بہانہ سے عین الملک کو بیجاپور کو بولایا - چونکہ ابہی عین الملک کو ابراہیم سے بگاڑنا منظور نہ تہا اس لیے اوس نے حسب دستور فرمان کا استقبال کیا اور رفع مظنہ کے لیے بعجلت تمام چند مخصوصون کے ساتھ بیجاپور کو چلا آیا - چونکہ عین الملک پنجندر بار رس ہندوؤن سے ملا ہوا تہا اور اونہین دستالیتا رہتا تہا اس اثنا مین ان لوگون نے عین الملک کی خیر خواہی کے حالات ابراہیم کو خوب سنا دئے تہے - اس لیے ابراہیم نے دربار کیا اور عین الملک کو بولایا - دربار کا یہ قاعدہ تہا کہ جب ایک کوئی امیر آتا تو اوس وقت شاہی امیر چند سپاہی لیکر دربار مین موجود رہا کرتے تہے اور چپ و راست کہڑے

ہوکر اس امیر کو پیش کیا کرتے تھے جب عین الملک اس طرح پیش کیا گیا تو اوسکو اپنے خفیہ جرم کے باعث بادشاہ سے بڑا خوف پیدا ہوا۔ اور ابراہیم کو اس خوف کا حال معلوم بھی ہوگیا۔ مگر بہ نظر احسن الامن اسا کے اوس نے نہایت مہربانی کی اور معمولی خلعت وغیرہ دیکر اوسے رخصت کیا۔ اس بولانے اور اس عنایت و نوازش کے ساتھ رخصت کر دینے سے ابراہیم کا یہ خیال تھا کہ عین الملک کے دل مین جو کدورت یا خوف ہوگا وہ رفع ہو جائیگا مگر ایسا نہ ہوا۔

۱۴۳۔ سلطنت بیجاپور مین ابراہیم کے برخلاف غدر

جب عین الملک بیجاپور سے اپنی جاگیر ہتیگری کو لوٹ کر آیا تو اوس نے وہ ہی پہلا طریق رسد رسانی وغیرہ کا جاری رکھا۔ اور شاہزادہ سے ترک تعلق نہ کیا جس سے یہ خبر اب طشت از بام ہوگئی۔ اس زمانہ مین حیات خان کوتوال بیجاپور کو باروت وغیرہ دیکر ابراہیم عادل شاہ نے الیاس خان کے پاس بھیجا تھا مراجعت کے وقت ہیگری مین اس کا گذر ہوا۔ عین الملک نے اوس کی بڑی خاطر تواضع کی۔ مگر حیات خان کو کوتوالی کی حکومت مین زبان درازی اور رشوت ستانی کی عادت ہوگئی تھی وہان بھی انہون نے اوس عادت کو نہ چھوڑا۔ اور عین الملک سے بعض الفاظ اشارہ کنایہ مین ایسے کہے کہ جس سے اوس کی ذمہ حرامخواری کا الزام لگتا تھا۔ اوسے ناگوار گذرا۔ جب اوس نے کچھ سخت جواب دیا تو اس کوتہ اندیش نے بالتصریح اوسے حرام خواری کا ملزم ٹھیرا دیا۔ اور کہا کہ مین بلگوین کو اسی واسطے گیا تھا کہ تیرے حالات کی تحقیقات کرون اب مجھے تیری نمک حرامی ثابت ہوگئی ہے اور مین بادشاہ سے جاکر عرض کرون گا۔ حیات خان کا تو اس سے مقصد یہ تھا کہ عین الملک سے دبا کر اس طرح کچھ روپیہ وصول کرون مگر وہ ڈر گیا۔ اور اوس نے خیال کیا کہ اب زیادہ کلیا مین گڑھ پھوڑنا مشکل ہے

حیات خان کو توقید کرلیا۔ اور علانیہ بغاوت کا ارادہ کرکے اکثر حکام بلاد و قلاع کو خطوط لکھے کہ شاہزادہ کی امداد کو مستعد ہوجائین۔ مریج کی فوج نے تھانہ دار مسمی بسدنائک کو قید کرلیا اور شاہزادہ کی علی الاعلان اطاعت کرلی۔ بیجاپور کا قلعہ دار خورشید خان، اسمعیل کا خفیہ طرفدار ہوگیا۔ اور اوس نے اپنے پاس اسمعیل کے آدمیون کو رکھا۔ پھر عین الملک نے برہان شاہ کو ایک عرضی لکھی اور ابراہیم کی شکایتین بیان کرکے تحریر کیا کہ اکثر امرا شاہزادہ اسمعیل کے طرفدار ہوگیے ہین اور چاہتے ہین کہ اوسے بادشاہ بنا کر دارالسلطنت کو لیجائین مگر آپ کے بغیر تشریف آوری کے یہ کام انجام نہین پاسکتا۔ اگر آپ تکلیف فرمائین تو اس نوازش کے عوض قلعہ شولاپور و شاہ درگ آپ کے نذر کیا جائیگا اور اسی کے ساتھ ایک مہری عہد نامہ بھی اسمعیل کے مہر سے مرتب کرکے روانہ کیا۔ برہان شاہ نے جب اسمعیل کی امداد پر عین الملک کو ایسا مستعد پایا تو فوراً لشکر جرار لیکر احمد نگر سے کوچ کیا۔ عین الملک نے بھی اوس فوج کو جو الیاس خان کی مدد کو بلگوین پر گئی تھی بلوالیا۔ اب تمام سلطنت مین ایک عظیم الشان ہنگامہ ہوگیا۔ جس کو دیکھو وہ شاہزادہ اسمعیل کا ہی دم بھرنے لگا۔ دیونائک کا بیٹا ابراہیم کے امیرون مین داخل ہوگیا تھا۔ عین الملک کے نام اوس کا ایک خط پکڑا آیا۔ اوس مین لکھا تھا کہ آپ کا خط پہونچا۔ رومی خان شہر کے اندر اپنے کام مین سرگرم ہے شہر کے اکثر عمائد نے یہان تک کہ ابراہیم کے خدمتگارون نے بھی اوس سے عہد کرلیا ہے کہ جب اسمعیل شاہ حوالی بیجاپور مین پہونچے تو اوسی وقت ابراہیم کو گرفتار کرلین یا خنجر سے اوس کی خبر لے لین۔ مین شہر کے باہر اپنے کام مین مصروف ہون آپ کا انتظار ہے جلد آئیے۔ سب کام درست ہوگیا ہے"۔ غرض کہ چارون طرف فساد کھڑے ہوئے۔ رایان ملیبار نے بھی بغاوت کی۔ اور قلعہ چندرگوٹی پر متصرف ہوگیے۔ بنگاپور کو

بھی آکر لوٹا - الیاس خان جو بلگوین کا محاصرہ کیے ہوئے تھا یا تو ڈر گیا اور یا انہین ملوا ہو
کا دل مین طرفدار ہوگیا - قلعہ بلگوین سے ابراہیم کے بلا حکم اوٹھکر چلدیا - اور کوچ کو چ
بیجاپور کو چلا آیا جس سے دارالسلطنت مین ایک تہلکہ عظیم ہوگیا - اور سب نے
یقین کرلیا کہ ہفتہ عشرہ مین اسمعیل آکر بیجاپور پر قابض ہوجائیگا -

۱۳۴ - حمید خان اور سہیل خان کا جاکر عین الملک کو قتل اور اسمعیل کو گرفتار کرنا -

اب قریب تھا کہ ابراہیم کو تخت سے اتار کر اوسکا کام تمام کردین مگر ابراہیم نے الیاس خان اور حاجی محرر رومی خان کو جنہوں نے شاہزادہ کی موافقت کا شک ہو رہا تھا فوراً گرفتار کرکے قید کردیا - اور اسی طرح سے دیونا نائک اور آپا بھ پنڈت کو جسے منصب کا ملکی ابراہیم نے دے رکھا تھا یکبارگی جیلخانہ پہونچایا - اور اوسی روز تمام امرائے سلطنت کے احضار کے لیے فرمان بھیجے - اور چاروں طرف سے امرا اور فوجین آنا شروع ہوئین - عالم خان دکھنی نے نہایت فرتی کی لشکر کی فراہمی کا انتظار نہ کیا اور صرف پچاس ہی آدمیون سے بیجاپور مین ابراہیم کی خدمت مین آکر حاضر ہوگیا - ابراہیم نے حمید خان کو جو ایک مدت سے قید مین تھا جیلخانہ سے نکالا - اور اوسکو بڑا مرتبہ دیا - اس سبب سے مخلوق کے دل پھر سے اور ابراہیم کی طرفداری کا لوگون کے دل مین پھر خیال پیدا ہوا - اور عین الملک نے جب دیکھا کہ بلگوین پر سے ابراہیم کی فوج بالکل چلی گئی تو اوس نے دس ہزار سوار اور بیس ہزار پیادہ لیے - اور برہان شاہ کو احمدنگر سے چلدیا تھا مگر ازراہ غرور اوس کا کچھ انتظار نہ کیا اور خود ہی بلگوین جا کر شاہزادہ اسمعیل کے سر پر سبز چتر لگایا اور اسکو بادشاہ بنایا - ابراہیم نے یہان سے حمید خان کو بروز چہارشنبہ ۲۴ ربیع الاول سنہ ۹۳۳ھ کو پیٹھ پر ہاکر بلگوین کو روانہ کیا - جب حمید خان غسال پور مین بلگوین کے قریب پہونچا تو عین الملک کا آدمی اوس کے پاس آیا

اور حمید خان سے شاہزادہ کی امداد کے لیے کہا حمید خان نو یہان سے تدبیر سیکھہ کر یہی گیا تھا۔ اوس نے کہلا بھیجا کہ مین لڑائی کے لیے نہین آیا ہون۔ بلکہ شاہزادہ عالم کی امداد کے لیے آیا ہون۔ اگر آپ جلدی سے بیجاپور کو چلین تو مین ساتھہ ہون۔ برہان شاہ کے احسان بغیر سلطنت ہاتھہ آجائیگی۔ اوس کا احسان لینا میرے نزدیک مناسب نہین ہے۔ عین الملک اس فریب کو نہ سمجھا اوس نے جانا کہ حمید خان سچ کہتا ہے برہان شاہ اس وقت پرینڈہ مین آچکا تھا۔ عین الملک نے اوس کا انتظار نہ کیا۔ اور قلعہ بلگوین کو چھوڑ شاہزادہ کو ساتھہ لے ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۰۰۳ھ مین حمید خان کے پاس کو چلا۔ جب ایک مسطح میدان مین مابین ہتکری و راے باغ کے آگئے۔ تو وہان ٹہیر گیا کہ ایک دربار منعقد کر کے حمید خان سے شاہزادہ کو سلام کرائے۔ اور وہان فرش وغیرہ خوب بچھوائے۔ عین الملک کا ایک عالی خان نام بیٹا تھا اوس نے حمید خان کے اوضاع سے جان لیا تھا کہ یہ ابراہیم کا طرفدار اور اسمعیل کا دشمن ہے اوس نے عین الملک سے کہا کہ مجھے حمید خان سے کھٹکا ہے ہوشیار رہنا چاہیئے۔ مگر عین الملک نے اوسے تسلیم نہ کیا۔ آج ۱۶۔ ربیع الثانی سنہ ۱۰۰۳ھ کی اور دن جمعہ کا تھا منابر پر اسمعیل کا خطبہ پڑہا گیا۔ اسمعیل نے اب اپنے آپ کو پورا بادشاہ سمجھہ لیا مگر یہ نہ دیکھا کہ دشمن کی فوج سر پر چلی آرہی ہے اوس کی کیفیت اور ارادہ کا دیکھا جاے کہ کیا ہے۔ جس وقت یہان ٹھنڈے ٹھنڈے چہکا دھو رہے تھے اور فرش بچھہ رہے تھے۔ اور اسمعیل شراب و کباب مین مشغول تھا کہ حمید خان نے قریب آکر توپ اور بندوق کے گولون سے سلام کیا ایسی حالت مین ہر کوئی جان سکتا ہے کہ اسمعیل اور عین الملک کو کیسا کچھہ اضطراب نہ ہوا ہوگا۔

عین الملک نے چاہا کہ فوج لیکر کچھہ حرکت مذبوحی کرے۔ مگر میان خان جو حمید خان کے

ساتھ تھا فوج لیکر آگے بڑھا اور عین الملک کے آدمیوں کو سنبھلنے سے پہلے ہی جالیا عین الملک اس تلاطم میں زخمی ہوکر گھوڑے پر سے گر پڑا اور اوس کا سر کاٹ لیا۔ اب سہیل خان شاہزادہ کی طرف کو چلا شاہزادہ چاہتا تھا کہ اپنی فوج سے نکلکر عالی خان اور آنکس خان کی فوج میں چلا جاے اور وہان سے برہان شاہ کے لشکر سے جا ملے مگر نشہ کے باعث گھوڑے پر سے گر پڑا۔ اور حمید خان کے آدمیوں نے اوسے گرفتار کر لیا۔

۱۳۵۔ شاہزادہ اسمعیل کا قتل اور برہان شاہ کی واپسی وغیرہ

جب لڑائی کا تصفیہ ہوگیا تو حمید خان نے عین الملک کا سر ابراہیم عادل شاہ کے پاس بیجاپور کو بھیجکر اسمعیل کے باب میں ہدایت چاہی۔ ابراہیم نے عین الملک کا سر شارع عام پر لٹکوا دیا۔ اور خانجی ابن شجاعت خان گردسر سلحداران کو لشکر میں بھیجا کہ اسمعیل کو اندھا کردے۔ مگر اوس کو آنکھیں پھوڑنے سے کچھ ایسا صدمہ پہونچا کہ وہ مرگیا۔ بعدازاں جب حمید خان لوٹ آیا تو عین الملک کا سر ایک بڑی توپ کے منہ میں رکھکر اوڑا دیا گیا۔ اور یسد نائک تھانہ دار قلعہ مرج کو جو اب سے نکلکر پھر قلعہ پر قابض ہوگیا تھا اور اون لوگون کو گرفتار کر رکھا تھا کہ جنھون نے اوسے قید کیا تھا ابراہیم نے حکم بھیجا کہ باغیون کو قتل کردے چنانچہ یسد نائک نے اون کے ساتھ سرغنون کو برابر ایک قطار میں بٹھایا اور سب کے سر کاٹکر بیجاپور کو بھجوا دی عالم خان کو اس جلد وہن ابراہیم نے مصطفی خان کا خطاب اور سہیل خان کو بڑا مرتبہ عنایت کیا اور تمام اپنے خیر خواہون کو علی قدر مراتب مناصب و مدارج عطا فرماے۔ جب برہان شاہ کو یہ تمام خبرین پہونچین تو نہایت خجالت سے احمد نگر کو لوٹ گیا۔ عالیخان یا غالب خان عین الملک کا بیٹا باپ کی وصیت کے بموجب جو اوس نے زخمی ہونے پر اوسے کی تھی

اور نیز انکس خان لڑائی سے پہلے اپنے مستورات کو لیکر بھاگ گیے تھے اور پنکنڈہ مین جاکر پناہ لی تھے - ان مین سے انکس خان چند روز کے بعد ابراہیم عادل شاہ کے پاس قولنامہ لیکر چلا آیا اور اوسکی جاگیر اوسے پھر مل گئی -

۱۳۶ - شہر حیدرآباد کا آباد ہونا | گولکنڈہ کی آبادی ابراہیم قطب شاہ کے بھی زمانہ مین بہت بڑہ گئی تھی اور اب جبکہ نظام شاہی سلطنت تباہی کے کنارہ لگ گئی اور خاندیس کی حکومت بھی اوجڑ گئی تو اکثر آدمی آوارہ ہوکر ادہر اودہر چلے گیے اور گولکنڈہ مین آپسے - محمد قلی قطب شاہ بیفکر دوست اور خوش مزاج آدمی تہا اوس کی عیش پرستی کے باعث گولکنڈہ کی آبادی اور بھی بڑہ گئی تھی اور ایسی گنجان ہوگئی تھی کہ اکثر بیماری پھیلتی رہتی تھی اور ایسی بڑی بادشاہت کے لیے اوسکی دارالسلطنت ایسی چھوٹی موزون بھی نہ تھی اس لیے محمد قلی کو فکر ہوئی کہ کہین دوسری جگہہ ایک شہر بساکر اوسے اپنا دارالحکومت بنائے - سنہ ۹۹۹ھ مین اتفاقاً وہ سیر و شکار کے لیے سوار ہوا - جب وہ تین چار کوس نکلکر اوس مقام پر آیا کہ جہان اب حیدرآباد آباد ہے تو اوس کو یہ میدان موسیٰ ندی کے کنارہ سرسبز دکہائی دیا اور شہر بسانے کے لیے نہایت پسند آیا - پہر منجمون کو بولاکر ساعت مسعود نکالی اور اس شہر کی بنیاد ڈالی - اوس شہر مین اوس نے نہایت بڑے چار بازار اور بڑے اونچے چار طاق بنوائے - اور ہر ایک بازار مین سڑکین اس طرح پر نکالین جو ایک دوسرے کو زاویہ قایمہ پر قطع کرتی تھین - اور اون کے تقاطع سے چوراہے بنتے تھے - پہر سڑکون کے کنارے پانی کی نہرین جاری کین - اون کے کنارہ کنارہ سایہ دار درخت لگوائے اور اپنے رہنے کے مکانات شمالی طرف کو تعمیر کرائے - کہتے ہین کہ اوس کی بنائی ہوئی مسجد جو دہ ہزار مکانین تھین اور

حمام اور خانقاہ مدرسہ مسجد لنگر خانہ مہمانخانہ بارہ ہزار کے قریب تھے اور جتنی عمارات تھین تمام چونہ اور پتھر کی بنائی گئی تھین - اس زمانہ مین محمد قلی ایک ہندو عورت بھاگ متی پر عاشق تھا اور اوس کا رتبہ بہت بڑہا دیا تھا - ہزار سوار اوس کے جلو مین چلا کرتے تھے اور دربار مین وہ بڑے بڑے امرا کیطرح آیا کرتی تھی اسی واسطے اس شہر کا نام اوسی کے نام پر بھاگ نگر اوس نے رکھا - مگر جب وہ مرگئی - اور مخلوق نے اوسے شرم دلائی - تو پھر اس کا نام سترہ برس کے بعد حیدرآباد رکھدیا - لیکن پھر بھی اچھی طرح اوس کا نام حیدرآباد قطب شاہی سلطنت کے اخیر دم تک عالم مین نہ پھیلا - اور اوس وقت تک عوام مین بھاگ نگر ہی مشہور رہا - جب تک کہ یہان مغلون کی عملداری نہین قایم ہوئی - مگر حیدرآباد کی آبادی محمد قلی کے ہی ایام حکومت مین ایسی کثرت سے ہوگئی تھی کہ دکن مین ایک بڑا نامی شہر سمجھا جاتا تھا اوس کے باغات اور تفرج گاہین چارون طرف دس دس کوس تک پھیل گئی تھین - اور مذکورہ ابراہیم پٹن بھونگیر پتلپور جسے اب پٹن چرو کہتے ہین اوس کی چارون حدین ہوگئی تھین - اور حوالی بلدہ کے دیہات و قصبات سے چار لاکھ ہون یا اٹھارہ لاکھ روپیہ چہرہ شاہی وصول ہوتے اور کل اخراجات مطبخ شاہی اور انعام واکرام سادات مین صرف ہوتے تھے -

۱۳۰ - ابراہیم برید اور قاسم برید ثانی والیان بیدر -

علی برید نے ۹۸۰ھ مین کوئی دوا مقوی باہ کھائی تھی اور بوڑہاپے مین نوجوانی کے مزے لینے کا ارادہ کیا تھا کیونکہ خدا کی دی ہوئی طاقت کو عیاشی مین اوڑا دیا تھا اور قدرتی بوڑہاپے کے وقت سے پہلے ہی طاقت جوانی زائل کرچکا تھا - مگر اس دوا نے کچھ ایسی گرمی کی کہ جان پر آبنی - اور ۳۸ برس کی حکمرانی کے بعد مرگیا - اس وقت اوس نے دو بیٹے ابراہیم اور قاسم چھوڑے - ابراہیم چونکہ

بڑا تھا۔ امرا نے باپ کی جگہ اوسے تخت نشین کیا۔ سہیل خان دکھنی امرائے برید یہ
مین سے ایک شخص تھا وہ ابراہیم برید کے برخلاف تھا اوس نے چاہا کہ قاسم
برید کو تخت پر بٹھائے۔ اور اس غرض کے لیے ابراہیم عادل شاہ سے استعانت کی۔ اور
رات مین قاسم برید کو لیکر کوہیر کی طرف کو بیدر سے بھاگ گیا۔ مگر ابراہیم عادل شاہ
کے یہان خود اوس وقت جھگڑے فساد ہو رہے تھے وہ مدد کیا دے سکتا تھا۔
اس لیے سہیل خان دکھنی نے ہی خود کچھ آدمی جمع کیے اور اطراف بیدر مین غارت
کرنے لگا۔ ابراہیم برید نے تین ہزار آدمی اون کی تنبیہ کو بھیجے۔ جس سے سہیل خان
اور قاسم برید بیجاپور کو جان بچا کر چلے گیے مگر وہان بھی کچھ دال نہ گلی۔ تو پھر ابراہیم برید سے
قول و قرار لیکر اوس کے پاس چلے آئے چونکہ قاسم کے اطوار سے ابراہیم برید کو خطرہ معلوم
ہوتا تھا اس لیے چند عرصہ کے بعد قاسم کو اوس نے قید کر دیا۔ جب ۹۸۸ھ مین کشو خان
عادل شاہی بیجاپور سے بھاگ کر احمد نگر کو گیا۔ اور وہان سے پھر گولکنڈہ کو واپس ہوا تو بیدر
مین بھی اوسکا گذر ہوا تھا اس وجہ سے بعض لوگون نے ابراہیم عادل شاہ سے کہا تھا
کہ کشو خان اپنا کچھ مال و اسباب ابراہیم برید کے پاس چھوڑ گیا ہے وہ ابراہیم برید سے
لینا چاہیئے اگرچہ یہ بات محض غلط تھی۔ مگر ابراہیم برید کے انکار کو ابراہیم عادل شاہ نے
نہ مانا اور چاہا کہ اوس پر ۹۸۹ھ مین لشکر کشی کرے۔ مگر عادل شاہی عملداری مین خود ہی فتنہ
و فساد اوٹھ کھڑے ہوئے کہ جس سے عادل شاہ کا ارادہ دل کا دل ہی مین رہ گیا
اسی سبب سے جب قطب شاہ اور نظام شاہ نے بیجاپور پر اوس وقت لشکر کشی کی۔ تو
ابراہیم برید بھی اون کے ساتھ ملدرک اور بیجاپور کو مدد کے لیے گیا۔ جب وہان سے
لوٹ کر آیا تو ۹۹۰ھ مین خاتونان حرم کی سفارش سے قاسم برید کا قصور معاف کر کے

اوس کو قید سے چھوڑ دیا۔ پھر جب دلاور خان نے میران حسین کو ابراہیم عادل شاہ کی بہن نہ دینے کے باعث سلطنت نظام شاہی پر چڑھائی کی تو ابراہیم برید اوسہ اور گیر قندہار دلا دینے کے وعدہ پر اوس کی مدد کو اوسہ کے محاصرہ کو گیا۔ لیکن جب وہ قصہ رفع ہو گیا تو بے نیل مرام لوٹ آیا۔ اور اپنے دل مین نہایت پریشان ہوا۔ اور سوچ مین تھا کہ کیا کرے اسی زمانہ مین مرزا عزیز کوکہ سپہ سالار اکبر بادشاہ نے دکن مین تاخت کی ابراہیم برید نے سنی ہونے کے باعث اوس کی امداد پر کمر باندھی تاکہ اکبر کے خیر خواہون مین شامل ہو جائے۔ اور دکنی بادشاہون کے مقابلہ مین اوس کو وقعت حاصل ہو مگر مرزا عزیز کوکہ کو اپنی تاخت مین جب کامیابی نہ ہوئی تو ابراہیم برید چپکا اپنے گھر مین بیٹھا رہا بعد ازان اخیر ۹۹۴ھ مین کل سات برس حکومت کر کے مر گیا اور شہر بیدر کے مغرب جانب کو اپنے باپ دادون کے مقبرون کے پاس مدفون ہوا۔ ابراہیم برید کا کوئی بیٹا نہ تھا اس لیے امرا نے اوس کے بھائی قاسم برید کو ہی تخت نشین کیا۔ اس نے دلاور خان کو اپنے پاس چھ مہینے تک رکھا اس سبب سے ابراہیم عادل شاہ اس پر لشکر کشی کرنا چاہتا تھا مگر چونکہ اوسی زمانہ مین اسمعیل برادر ابراہیم عادل شاہ نے اپنے بھائی سے بغاوت کی۔ اس وجہ سے قاسم برید کو کچھ تکلیف نہ ہوئی۔ پھر یہ بھی تین برس اور کئی مہینے حکومت کر کے ۹۹۸ھ مین مر گیا۔ اور اپنے بھائی کے قریب دفن کیا گیا۔

۹۹۸ھ برہان شاہ کی شکست اور بیماری کے باعث ابراہیم اپنے بیٹے کو ولی عہد کرنا۔	قاسم برید ثانی کے بعد اوس کا بیٹا علی برید ثانی باپ کے ملک کا مالک ہوا۔ اس وقت برید یہ سلطنت مین صرف حوالی بیدر کے آٹھ محال یا پرگنہ باقی رہ گیے تھے۔ اوس کی خود مختاری صرف

اس سبب سے تھی کہ پاس پڑوس والون کو اپنے دوسرے معاملات سے فرصت نہ تھی
اب عادل شاہ نے چاہا کہ اوس کا ملک اپنی حکومت مین داخل کرے۔ علی برید کو
اوس نے لکھا کہ امیر برید کے زمانہ مین بیدر عادل شاہی حکومت مین داخل ہوگیا تھا
اور یہ مقام اوسے اوسہ قندہار کلیان کے دینے کے وعدہ پر دیدیا گیا تھا۔ مگر چونکہ
اوس نے وعدہ پورا نہ کیا۔ اور وہ قلعے نظام شاہی حکومت مین چلے گیے اس لیے
چاہیئے کہ قلعہ بیدر ہم کو دیدو۔ اس پیغام سے علی برید کو سخت تشویش ہوئی۔ اور اوس نے
برہان کو لکھا کہ آپ میری مدد کیجیے ورنہ میرا ملک لینے کے بعد ابراہیم عادل شاہ آپ کو
بھی نقصان پہونچائے گا۔ ادھر چونکہ قلعہ چندرگوٹی کا بلوہ ونیکٹادری راے پنگنڈہ کی
تحریک سے ہوا تھا۔ اس لیے اوسکو یقین تھا کہ اب جب کہ ابراہیم عادل شاہ خانگی
دشمنون سے فارغ ہوگیا تو اپنے قدیمی مقبوضات کے استرداد کی کوشش کریگا اور مجھسے
بھی ضرور پرخاش کرے گا۔ اس لیے اوس کو بڑی فکر ہوئی۔ عالی شاہ نے اوس سے
کہا کہ برہان شاہ سے آپ ملجائیے اور اوس کے اتفاق سے ابراہیم پر لشکرکشی کرکے
شمال جنوب سے اوس کا کچھ ملک چھین لیجیے۔ تاکہ اوس کی طاقت کم ہوجائے اور
اوس سے پھر اندیشہ نہ رہے۔ راے پنگنڈہ نے اس راے کو پسند کیا اور برہان شاہ
سے کہا کہ دو ابراہیم کی قوت بہت زیادہ ہے اگر اس کا تدارک نہ کیا گیا تو سلاطین دکن کو
اوس سے نقصان پونچے گا شاہ درگ اور شولاپور آپ لے لیجیے۔ اور بنکاپور اور مدگل
مین لیے لیتا ہون۔ برہان شاہ کی تو یہ آرزو ہی تھی اوس نے فوراً غرہ جمادی الاول ۹۳۳ھ
کو دس بارہ ہزار سوار مرتضیٰ خان انجو سپہ سالار کو دیکر شاہ درگ اور شولاپور کی فتح کے لیے
بھیجے اور اخلاص خان مولد اور شیخ عبد السلام وغیرہ امراے نظیب کو ساتھ کیا اور کہا

کرین بھی اچھا ہوتے ہی برار کی فوج لیکر آتا ہون - ابراہیم عادل شاہ نے دیکھا کہ برہان شاہ کا حملہ علی برید کی تحریک سے ہوا ہے اس لیے اوس نے اپنے سالے محمد قلی قطب شاہ کو اپنی مدد کے لیے آمادہ کیا - اور بیدر پر اوسے حملہ کو بھیجا - مگر علی برید نے وٹھل ناڈری کو لکھا کہ بنکاپور اور مدگل کی تسخیر کو ملتوی کرکے آپ محمد قلی کی عملداری پر تاخت کیجئے کہ جس سے وہ میرے ملک پر نہ آئے - اس سبب سے محمد قلی نے بیدر کو چھوڑ کر ناتک کا رخ کیا - غرض مرتضیٰ خان وغیرہ جب پرینڈہ مین آئے تو معلوم ہوا کہ ابھی تک کرناتک کے راجا نے کچھ بھی نہین کیا - اس لیے اس فوج نے آگے بڑھنا مناسب نہ سمجھا مگر قبل اوران کے ساتھ کے تاراجی فوج عادل شاہی عملداری مین لوٹ مار کرنے لگی - ابراہیم عادل شاہ نے پہلے ہی امرائے سرحد کو برہان شاہ کے ملک مین غارت کا حکم دے رکھا تھا اب اور بھی روک کے لیے کچھ برکی فوج بھیجدی - اسی جنگ تاراجی مین اوذبک بہادر ایک نظام شاہی سردار مع بہت سے سپاہیون کے مارا گیا جس سے برہان شاہ کی فوج مین بددلی اور احمد نگر مین برہان سے ناراضی پیدا ہوئی - اور برہان کو بھی جمادی الثانی ۱۰۰۳ھ مین رنج کے باعث بخار زیادہ ہوگیا اور اسی کے ساتھ سودا التہیہ اور اسہال خونی کا بھی زور ہوگیا - کہ جس سے اطبا کی علاج سے ہمت ٹوٹ گئی - برہان شاہ نے مجبوراً اپنے بڑے بیٹے ابراہیم کو بولا کر ولی عہد کیا - اور اسمعیل کو مہدوی اور غریبون کے دشمن ہونے کے باعث قتل کرادیا -

۱۳۹ - اخلاص خان کی بغاوت اور برہان شاہ کی موت

اسی مہین ۹ رجب کو ایسی خبر آئی کہ جس سے لوگون کو خیال ہوا کہ شاید برہان مرجائے - اخلاص خان ایک حبشی زادہ تھا اور اس وقت لشکر مین اوس کے مقابلہ مین کوئی امیر نہ تھا - اوس نے تمام سنی امرا کو متفق

کرلیا۔ اور چاہا کہ جمال خان کی طرح مرتضی خان وغیرہ امرا سے غریب کو قتل کرڈالے اور مرتضی خان کے لشکر مین مشہور کرادیا کہ برہان شاہ مرگیا جس سے غریبون مین ایک بڑی ہل چل مچ گئی مگر مرتضی خان بہی ہوشیار تہا وہ فوراً مسلح ہوگیا۔ اور اپنے رفقا کو ساتھ لیکر احمد نگر کو چلدیا۔ بہادر خان گیلانی کو برہان شاہ کے مرنے کا یقین ہوگیا اس لیے وہ اور نیز قمر لباش خان وغیرہ بہت سے امیر حبشی دکہنیون کے خوف سے اپنے ساتہیون سمیت بیجاپور کو بہاگے شیخ عبد السلام نے حبشی اور دکہنیون کی دوستی پر اعتماد کیا اور وہین ٹہیرا رہا۔ مگران بلوائیون سے دوستی کے خیال کی کب امید ہوسکتی ہے انہون نے اوس بیچارہ کو مار ڈہرا۔ جب اخلاص خان کو یہان سے فراغت حاصل ہوئی تو اب وہ برہان شاہ کے استیصال کے لیے احمد نگر کو چلا برہان شاہ نے پہلے تو اوسے نرمی سے پہیرنا چاہا۔ مگر جب اوس نے نہ مانا تو ایک پالکی مین سوار ہوا اور ابراہیم کے سر پر چتر اور آفتاب گیر لگاکر اوس کے مدافعہ کو نکلا۔ اور ہمایون پور مین جسے اوس کی مان خونزہ ہمایون نے آباد کیا تہا اوسی روز آکر قیام کیا۔ دوسرے روز لڑائی ہوئی۔ اخلاص خان شکست فاش کہاکر پرینڈہ کو بہاگ گیا۔ مگر اس لڑائی کی محنت سے برہان شاہ کی بیماری ایسی قوی ہوگئی کہ دوسرے روز ۱۸ شعبان ۱۰۰۳ھ کو طائر روح نے پرواز کیا۔ برہان شاہ نے چار سال سولہ روز بادشاہی کی احسان فراموشی عیاشی اور ناخدا ترسی دوست و دشمن مین تمیز نہ کرنا اس کی صفتین نہین۔ اس نے اپنے عہد مین جو بڑا کام کیا وہ یہی تہا کہ اوس شیعہ مذہب کو اور چار برس احمد نگر مین زندگی دے گیا جو مرتضی شاہ کے بعد یہان سے رحلت کرگیا تہا۔ غریبون کا بڑا قدردان تہا مولانا ظہوری نے ساقی نامہ اپنے مخترعات سے اسے کے نام پر لکہا ہے جس مین قریب چار ہزار بیت کے ہین۔ اکثر فارسی کے

شعرا اوسکو پسند کرتے ہین - برہان شاہ نے ۱۰۰۱ھ مین چاہا تھا کہ ہندوون کے سکہ کے بجاے جو اس وقت تک تمام دکن مین مروج تہا اسلام کا سکہ جاری کرے - اور اماموں کے نام کا سکہ زر سرخ پر مسکوک کرایا - مگر چونکہ اوسے موت نے فرصت نہ دی اس لیے اور نیز اوس کے بعد کے ہرج مرج کے باعث اوس کے سکہ کا رواج نہ ہوا - سواے اس کے ہندوون نے بھی اوس کے سکہ کو تعصب کے باعث گلا کر فنا کر دیا - ہندوون کو ہمیشہ اسلامی سکہ سے تعصب رہا ہے اور اون کو اس وجہ سے کہ مسلمان یہ پیشہ نہین کرتے ہمیشہ سکہ اسلامی کے برباد کرنیکا موقع ملا رہے پہر اسی برہان نے برہان آباد ایک شہر بہی اپنے نام پر احمد نگر کے قریب آباد کیا تہا جو چند روز کے بعد تباہ ہو گیا -

۱۴۰ - محمد قلی قطب شاہ کا حملہ کرناٹک پر اور موسلمورک و نندیال و کلکوز و جنگل ہری وکندی کوٹہ وغیرہ علاقجات کی فتح -

اوپر ہم لکھہ آئے ہین کہ راے پنکنڈہ کی مملہ آوری کی وجہ سے محمد قلی قطب شاہ نے اوس کی عملداری پر فوج کشی کی تہی اب اوس کا حال سنئے محمد قلی نے خود لشکر کیا - اور پہلے موسلمورک پر چڑہائی کی - یہ مقام راے پنکنڈہ کے توابعات سے تہا - اہل قلعہ نے محمد قلی کو توپون سے جواب دیا - اس پر قطب شاہی فوج نے اوسے محاصرہ کر کے اول تو اہل قلعہ کو خوب تنگ کیا - اور پہر دیوارون پر چڑہکر اندر گہس گیے اور بڑے قتل کے بعد اوس پر قبضہ کر لیا - اس زمانہ مین ہمراج رامراج کا داماد اور نرسم راج رامراج کا بہانجا نندیال اور کمور کے قلعون پر قابض تہے - جب محمد قلی کا موسلمورک پر تبضہ ہو گیا تو اوسے اپنے معتمد سردار کے پہر کر کے ملک امین الملک کے سپہ سالاری مین نندیال اور کلکور کو فوج بہیجی اور پیچہے سے

خود بھی وہان جا پہونچا۔ چونکہ محمد قلی قطب شاہ کی قوت کو یہ لوگ دیکھ چکے تھے انہون نے کامل اطاعت اختیار کرلی۔ بعدازان محمد قلی نے اطراف وجوانب مین اور فوجین بھیجین اور جن لوگون نے اطاعت نہ کی اون کو خوب سزا ئین دین کہ جس سے راے جنگل مری اور چودھری علاقہ حرول و نندنات و دول و چتور و کندی کوٹہ سب مطیع و فرمان بردار ہوگیے مگر معلوم نہین کہ نرسم راج راے کندی کوٹہ نے پھر کیا کیا۔ جس سے محمد قلی نے ملک امین الملک کو اوس کے تنبیہ کے لیے فوج دیکر روانہ کیا۔ اوس نے پہلے تو اوس کے علاقہ مین خوب قتل و غارت سے ملک کو تباہ کیا۔ اور پھر جب محمد قلی بھی وہان پہونچ گیا تو پھر توپون سے اوس قلعہ کو ڈہانا شروع کیا اور جو بت خانہ کہ اس قلعہ پر مدت ہاے دراز سے بنا ہوا تھا اور جس مین سونے کی مورتین رکھی رہا کرتی تین حیدری توپ کے گولون سے ڈہا دیا اس پر نرسم راج مجبوراً قلعہ سے باہر آیا اور تحفے تحائف دیکر جان و مال کی امن کا خواستگار ہوا۔ اور محمد قلی کا قلعہ پر قبضہ ہوگیا۔ یہ واقعہ شروع ۱۰۰۳ھ کا ہے۔

۱۴۔ محمد قلی قطب شاہ کا پنکنڈہ پر محاصرہ اور ناکامیاب واپس ہونا

چونکہ وینکٹ پتی نے جو رام راج کی سلطنت کا وارث سمجھا جاتا تھا بیجانگر کو چھوڑکر پنکنڈہ کو اپنا دارالحکومت بنایا تھا اور یہ محمد قلی کے ملک کی عین سرحد پر تھا اور اوس نے قطب شاہی علاقہ مین دست اندازی بھی کی تھی۔ اس لیے جب علاقہ مابین فتح ہوگیا تو محمد قلی نے راے پنکنڈہ کے قلع قمع پر کمر باندہی اور پنکنڈہ پر پہونچا۔ وینکٹ پتی اس وقت غالباً لڑائی کے لیے تیار نہ تھا وہ فوراً قلعہ مین متحصن ہوگیا۔ اور محمد قلی نے اوس کا محاصرہ کیا۔ وینکٹ پتی نے جب دیکھا کہ اس وقت زور سے کچھ کام نہین چلتا تو اوس نے براہ چالاکی کو پیراج تیما اور اپنے پیشوا اور پادیا حتی ایک معتمد سردار کو تحفے دیکر محمد قلی کے پاس کامل اطاعت قبول کرنے

کے وعدہ پر بھیجا۔ محمد قلی نے خوش ہوکر اوس کی درخواست کے بموجب محاصرہ اوٹھا لیا۔ اب وینکٹ نے نہایت ہی جلد اور بڑی احتیاط سے تین روز کے اندر کثرت سے غلہ اور مایحتاج قلعہ مین جمع کرلیا۔ اور اسی عرصہ مین جگدیو راو وگلرنگ ستی وستوا براج ومیا سامی دار وغیرہ سردار کو تیس ۳۰ ہزار پیادہ اور سوار اور چار ہزار بندوقچی لیکر قلعہ کے مدد کو آ گئے۔ جب اس طرح وینکٹ پتی نے اپنا استحکام کرلیا۔ تو چوتھے روز محمد قلی کے مقابلہ کو تیار ہوا اور اودھر کملند راجہ اودگیر کو بھڑکایا۔ جس سے اوس نے محمد قلی کے علاقہ مرتضی نگر مین لوٹ مار کے لیے اپنے داماد اوریاس راے کو بیس ہزار فوج سے بھیجا۔ اب فریقین کی حالتون مین بڑا فرق ہوگیا تھا۔ قلعہ کے استحکام مین اب کچھ شک باقی نہ تھا۔ محمد قلی کے پاس رسد کم تھی۔ سوائے اس کے بارش کا موسم سر پر آگیا تھا۔ اور دریاے کشنا بیچ مین حائل تھا جس سے برسات مین آنا جانا سخت دشوار تھا اس لیے محمد قلی نے گنڈی کوٹہ منیجر خان سرنوبت کے حوالہ کیا اور موسلمورک مین آسیر اؤ اور نندیال مین جگت راو وغیرہ نایکواڑیون کو مقرر کیا۔ اور حیدر خان اور خانخانان اور ساباجی وغیرہ سردارون کو مرتضی خان کی سپہ سالاری مین وہان چھوڑا اور خود دارالسلطنت کو واپس چلا آیا۔

۱۶۱۰ء - اردہا خان قطب شاہی سردار کی کملند راجہ اودگیر پر فتح۔ اور رستم خان کی شکست۔ لیمراج اور منوہر راج سرکرنا ٹ مین

محمد قلی نے حیدرآباد مین آتے ہی پہلے مرتضی نگر کا بندوبست شروع کیا۔ اور افضل خان جو وہان کا حوالدار یعنی حاکم تہا راجہ اودگیر پر ایلغار کرکے براہ اہنبول فوج لیکر پہونچا اور اودگیر مین تاخت وتاراج شروع کردی۔ راجہ اودگیری اوس کے پیچھے ہی پیچھے وہان آیا اور عصر کے وقت فریقین کا سامنا ہوگیا۔ چونکہ کملند کی فوج بہت تہی اس لیے

اوس نے افضل خان کو ایک میدان مین گھیر لیا۔ اور اگر اوس وقت اژدہا خان ایک سردار پانچ سو سوار کماندار لیکر نہ آجاتا تو افضل خان کا کام تمام ہوچکا تھا۔ مگر اژدہا خان کے آجانے اور مسلمانون کے ذاتی دلاوری سے ہندوون کو شکست ہوئی اور اون کے تین ہزار آدمی میدان مین رہے باقیون نے بھاگ کر جان بچائی۔ اودھر جب وینکٹ پتی نے دیکھا کہ بارش اور دریا سے کشنا کی سیلابی کے باعث راستہ مسدود ہورہا ہے تو تمراج اور گلرنگ پتی۔ اور منوبراج کے اتفاق سے ایک لاکھ سوار و پیادہ لیکر کندی کوٹہ پر آیا۔ اور سنجر خان کو محصور کیا۔ مرتضیٰ خان نے اس سبب سے اپنے ہمراہیون کو لیکر بیجانگر کی عملداری مین لوٹ مار مچائی۔ اور کرپاک تک چلا گیا جہان اوس زمانہ مین ایک بڑا بت خانہ تھا اور وہ ایک بڑا نامی مقام تھا۔ اوسے خوب لوٹا اور حوالی سے بہت روپیہ وصول کیا۔ اس پر وینکٹ پتی نے یلمتراج اور منوبراج کو دس ہزار سوار دیکر مرتضیٰ خان کے دفعیہ کو بھیجا۔ مرتضیٰ خان کے پاس فوج بہت تھوڑی تھی۔ اس لیے ہندوون نے اونہین آکر گھیر لیا۔ گو اس جگہ مسلمان اپنی بہادری کے باعث بچ گئے۔ مگر حیدرآباد مین بڑی تشویش ہوئی۔ رستم خان ایک شخص احمد نگر سے محمد قلی قطب شاہ کے پاس چلا آیا تھا۔ اور بڑے بڑے وعدے کیا کرتا تھا محمد قلی نے اوس کی درخواست پر اوسے اور غضنفر خان سرنوبت کو پانچ ہزار سوار دیکر مرتضیٰ خان اور سنجر خان کی مدد کو بھیجا۔ جب یہ رستم خان وہان پہونچا۔ تو غالباً مرتضیٰ خان کو جو دو مہینے سے ہندوون کا مقابلہ کر رہا تھا اوس کی سپہ سالاری سے بچ ہوا۔ اب جب دونون سردارون نے طریق جنگ کی نسبت مشورہ کیا تو مرتضیٰ خان نے کہا کہ چونکہ مسلمان تھوڑے ہین اور ہندو کثرت سے ہین اس لیے ہمین جنگ قزاقی کرنا چاہیے

ہندوون کو مارین اور رسد لوٹین اور بھاگ جائین میدان کا مقابلہ ہماری طاقت سے باہر ہے۔ رستم خان کی راے اس کے برخلاف ہوئی رستم خان نے کہا چونکہ مین سپہ سالار ہون میری راے سے لڑائی لڑنا چاہیے۔ غرض کہ رستم خان نے وینکٹ پتی کی فوج پر حملہ کا ارادہ کیا۔ اور جو ندی کہ فریقین کے درمیان تھی اوسے عبور کرکے ہندوون کے سامنے ہوا۔ مسلمان ایسے مقام پر تھے کہ جہان بکثرت دلدلی زمین تھی لڑائی شروع ہوئی ہندوون نے عین ہنگامہ جنگ مین ایک زرد گاے لی۔ اور اوس کے اوپر طرح طرح کے رنگ لگاے اور اوس کے بدن اور سینگون پر رنگا رنگ کے خط کھینچے اور یہ جادو بنا کر مسلمانون کے لشکر کی طرف بھگا دیا۔ مسلمان اس طلسمات کو دیکھکر ڈرے اور ہندوون کے دل بڑہے۔ رستم خان پر اس جادو نے وہ اثر لیا۔ کہ نمک کی طرح اوس کا زہرہ پگلنے لگا۔ اور فوج کو چھوڑکر ایک بھاگ نکلا۔ اس وقت ہندوون نے اپنے دل کی مراد خوب پوری کی۔ مسلمانون کو خوب قتل کیا۔ مرتضی خان نے اپنے آدمیون سمیت بمشکل جان بچائی مگر تمام اسباب اور سامان جنگ ہندوون نے چھین لیا۔ جب اس شکست کی خبر محمد قلی کو پہونچی تو اوس نے حکم دیا جس سے کہ رستم خان کو زنانہ کپڑے پہناکر اور منہ سرخ وسفید کرکے عملداری سے نکال دیا گیا اور مرتضی خان وغیرہ کو دل دہی کے لیے کچھ خلعت وغیرہ بھیجے۔

۱۴۲۔ اعتبار خان قطب شاہی کی فتح راجہ نرسانید والی ایتکیر پر۔ اوشہر کا لڑہی تک تاخت وتاراج

اب محمد قلی قطب شاہ نے اعتبار خان یزدی کو جسے افضل خان کے بجاے اوس نے مرتضی نگر کا حوالدار کیا تھا حکم دیا کہ علم خان وحاتم خان، وسا باجی وبھالی راو وغیرہ سلحداران غریب وترکمان کے ساتھ جن کی جاگیرین اس علاقہ مین تھین

علاقہ کرناٹک پر حملہ کرے۔ اس لیے اس نے اپنی سرحد پر بڑھکر لوٹ مار مچادی۔
یہان قلعہ ایتکیر کا قلعہ اوس وقت بڑا قلعہ گنا جاتا تھا۔ جس کا دورچہ فرسنگ کا بتاتے ہین
اور ایک بلند پہاڑی پر بنا ہوا تھا اوس کی راے کا نام نرسانید تھا۔ یہ ضرور ہے کہ راے
پنکنڈہ کے ساتھ مسلمانون کے مقابلہ مین یہ بھی شریک ہوگا۔ مگر تاریخ قطب شاہی مین
جیسے اس تاریخ والا اور کسی اسباب کا ذکر نہین کرتا ہے اسی طرح اسکا بھی کچھ ذکر نہین
ہے۔ نرسانید نے جب مسلمانون کی تاخت وتاراج کی خبر سنی تو اوس نے پچاس ہزار
پیادہ اور دو تین ہزار سوار اور کئی ہزار بانکاری اور بندوقچی جمع کئے۔ اور ایک روز رات مین
دس ہزار پیادہ بانکاری دیکر اپنے ایک سردار کو مسلمانون مارنے کے لیے بھیجا۔ اور اونھون
نے آکر لشکر کو چاردن طرف سے گھیرا اور چاہتے تھے۔ کہ بان مار کر لشکر کو تباہ کردین۔
مگر اتفاقاً اوس وقت بارش آگئی۔ اور تمام بان اونکے بھیگ گئے کہ جس سے بان آگ
نہ لے سکے۔ اور مسلمانون کو خبر ہوگئی۔ انھون نے اوٹھکر اون کی خوب خبر لی۔ جب
اعتبار خان نے دیکھا۔ کہ ہندوون کو اس قدر جرات ہے تو اوس نے اپنا خوب انتظام
کیا۔ اور علم خان وخانخانان وسابا جی کو پانچ ہزار سوار دیکر اور ابوالخیر بیگ ومہدی قلی بیگ
واسکندر آقا وحسن علی فردوسی وکلب علی بیگ وغیرہ سلحداروں کو اون کے ہمراہ کرکے
حملہ کا حکم دیا۔ دوسرے روز میدان مین مقابلہ ہوگیا۔ ہندوون نے اپنی کثرت کے باعث
مسلمانون کو بیچ مین لے لیا۔ اور سخت نقصان پہونچایا کتنے ہی نامی آدمی مجروح
اور مقتول ہوئے۔ اعتبار خان بھی تیار تھا۔ وہ اس حالت کے دیکھتے ہی اپنے
بقیہ کل فوج سے کمک کو آگیا۔ خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ تین چار ہزار ہندو مارے
گئے۔ اور اہل اسلام کی فتح ہوگئی۔ پھر تو اعتبار خان اپنی فوج کو لیکر آگے بڑھا اور شیر کا سری

تک چلا گیا۔ جو یہان سے کتنے ہی دنون کا راستہ تہا۔ اور نہایت آباد مقام تہا۔ اور وہان خوب تاخت وتاراج کرکے لوٹ آیا۔ اور ایسا رعب داب بٹہایا کہ پھر وہان کے راجاؤن مین سے کسی نے لوٹتے وقت پھون بہی نہ کیا۔ اس کے بعد کئی سال تک اعتبار خان نے اوس طرف تاخت کی۔ مگر تاریخ مین اوس کی تفصیل مطلق نہین ہے۔

۱۴۴۔ محمد قلی کے پٹہان اور ہندو جاگیرداردن کی بغاوت اور امین الملک کا اوسے فرو کرنا

محمد قلی کا مزاج عیش دوست تہا وہ تفصیلی کامون کی طرف توجہ بہت ہی کم کرتا تہا۔ اپنے ملازمون پر چہوڑ دیا کرتا تہا۔ اس زمانہ مین ملک امین الملک میر جملہ کو اوس نے بڑا اختیار دے رکہا تہا۔ یہی مالگذاری تحصیل کیا کرتا تہا۔ جب اس کے محلدار علاقہ مرتضی نگر مین مالگذاری کی تحصیل کرنے کو گیے۔ اور اونہون نے علم خان پٹہان اور بہاے راو جاگیردارون پر جاکر نہایت سختی کی تو انہون نے اس گھمنڈ مین آکر کہ ابہی بادشاہ کی نہایت خیر خواہی کرکے ہندودن پر ہم نے فتح حاصل کی ہے اوس سختی کی برداشت نہ کی اور محمد قلی کی ناقدردانی کے باعث سرکشی پر آمادہ ہوگیے۔ اور جو اپنے ساتہہ کے جاگیردار تہے اونہین بہی اپنا ہم راے کرلیا۔ اور علاقہ مرتضی نگر مین ایک فساد مچادیا۔ اور اعتبار خان کے مقابلہ کو تیار ہوگیے۔ جب لڑائی ہوئی تو اعتبار خان کی فوج مین بہت سے سلمدار اور پٹہان سپاہی نکلکر باغیون سے مل گیے۔ اور اعتبار خان کے ساتہی کثرت سے بہاگ گیے اس وجہ سے اعتبار خان نے بہاگ جاکر جان بچائی۔ جب یہ خبر محمد قلی کو پہونچی اور اعتبار خان کی عرضی اوس نے پڑہی تو اوس نے فوج کی تیاری کا حکم دیا اور تمام ارکین کو جمع کرکے اس حال کو اون سے بیان کیا۔ چونکہ ملک امین الملک کی وجہ سے بغاوت برپا ہوئی تہی اوس نے درخواست کی کہ مجھے ہی اس بغاوت کے فرو کرنے کے

اجازت دیجائے - اس لیے محمد قلی نے اُس کی درخواست قبول کر کے دس ہزار آدمیون سے مرتضیٰ نگر کو روانہ کیا اس نے سر حد مرتضیٰ نگر پر پہونچتے ہی مفسدون کو گرفتار اور قتل کرنا شروع کیا - اور جب کپیا نیچودھری مرتضیٰ نگر حاضر ہوا تو چونکہ اوس نے پہلے بھی سرکشی کی تھی اور اب اس بغاوت مین بھی اوس نے کمی نہین کی تھی اوسے فوراً قتل کر دیا - اور اوس کے ساتھ بہت سے مقدم اور چودھریون کو مروا دیا - جب عظیم خان و خانخانان بہادر راو وغیرہ باغی سردارون کو معلوم ہوا کہ ملک امین الملک ایک زبردست فوج سے آگیا تو باوجود اس کے کہ ان کے پاس بھی چھ سات ہزار آدمی تھے اور قلعہ اون کی کو خوب مضبوط کئے پڑے تھے مگر اوس کے خوف سے بے لڑے بھڑے تمام مال و اسباب چھوڑ چھاڑ کر ناٹک کو بھاگ گئے - ملک امین الملک ان کے تعاقب مین رائے پنکنڈہ کی عملداری مین دور تک چلا گیا مگر اس زبردست فوج کو دیکھکر رائے مذکور نے باغیون کا ساتھ نہ دیا اس لیے امین الملک لوٹ آیا اور چودہ زمیندار سرکش کہ باغیون کے ساتھ متفق ہو گئے تھے اونہین پکڑ کر دو سو چودھری اور نایکواڑیون کا سر اڑا دیا اور جب وہان حسب دلخواہ انتظام ہو گیا تو پھر محمد قلی کی خدمت مین مع مال و اسباب حاضر ہو گیا - یہ واقعہ اخیر ۱۰۰۳ھ یا شروع ۱۰۰۴ھ کا ہے -

۱۴۵ - شاہ صاحب مصنوعی کا خروج قطب شاہی عملداری مین

ابراہیم قلی قطب شاہ کا ایک بیٹا تھا جس کا نام عبد القادر عرف شاہ صاحب تھا - ابراہیم قلی نے اس کی شادی شاہ خلیل اللہ ابن شاہ نعمت اللہ ولی کے خاندان مین کرائی تھی جو ابھی تک بیدر مین رہا کرتے تھے اور ان مین سے اکثر سنّی ہو گئے تھے - اس شادی کے دو برس بعد یہ شاہزادہ بیمار ہوا - اس زمانہ مین باپ نے شاہ صاحب کو دیو رکنڈہ کے قلعہ مین قید

کر رکھا تھا بیماری کا حال سنکر امین خان کے ہمراہ ابراہیم قطب شاہ نے کچھ طبیب بھیجے مگر کچھ آرام نہ ہوا شاہزادہ مر گیا۔ یہ تاریخ قطب شاہی والے کا قول ہے مگر فرشتہ کہتا ہے کہ ابراہیم نے اوسے زہر دیکر مار ڈالا۔ ہمارے نزدیک صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن طبیبون سے ابراہیم نے زہر دینے کو کہا تھا انھون نے ازراہ ترحم اوسے نہ مارا بلکہ اوسکی موت مشہور کر کے اوسے چھپا دیا۔ اور ابراہیم سے کہدیا کہ وہ مر گیا۔ اس واقعہ کے بعد اس کی بی بی بیدر کو چلی گئی اس زمانہ مین ایک شخص بیدر مین ظاہر ہوا جو کہتا تھا کہ مین شاہ صاحب ہون۔ شاہ نعمت اللہ کے خاندان والون نے اس کی تصدیق کی۔ اور یہان تک اون کو اس پر اعتبار ہوا۔ کہ اُنھون نے اس شخص کو اپنے خاندان کی بیٹی بہی دیدی۔ یا یون کہو کہ جو شاہ صاحب کی بی بی تھی وہ یہی اس کی بی بی تھی۔ جس سے کامل تصدیق ہوتی ہے کہ وہ ابراہیم قطب شاہ کا اصلی بیٹا تھا۔ محمد قلی کی حکومت مین غریب اور شیعہ مذہب کے لوگون کو بڑا دخل تھا اس لیے پٹھان اور ہندو ہمیشہ فتنہ اوٹھانا چاہتے تھے۔ چند آوارہ اور خاطر آزردہ لوگ اس کے ساتھی ہو گئے اور اونھون نے اوس کی اطاعت پر کمر باندہی اور چاہا کہ محمد قلی کو نکالکر اوسے قطب شاہی تخت کا مالک بنائین۔ جب یہ خبر محمد قلی کو پہونچی۔ تو اوس نے بوڑہون اور پرانے اہلکارون کو جمع کیا۔ اونھون نے گواہی دی کہ شاہ صاحب جب مرا ہے تو ہم موجود تھے اور اوس کی تغسیل و تکفین ہمارے سامنے ہوئی ہے۔ چونکہ یہ بہت مشہور ہو گیا تھا کہ وہ شخص یقینی ابراہیم ہی کا بیٹا ہے اس لیے محمد قلی کو بڑی تشویش ہوئی اور اوس نے علی برید ثانی کو لکھا کہ اس مفتری کو قید کر لیا جاے۔ چونکہ علی برید محمد قلی کے ایک حملہ کی بہی جان نذر کر تا تھا اور ابراہیم عادل شاہ کا لگ اوسے کھٹکا ہو رہا تھا اس لئے اوس نے چاہا کہ محمد قلی کی خواہش کے مطابق

اوسے گرفتار کرلے - مگر شاہ نعمت اللہ کے خاندان والون نے اوسے فوراً وہان سے بیجانگر کی عملداری مین بھجوا دیا - یہان پر خداوند خان حبشی کوئی جاگیردار تھا اور خیرات خان پسر دلاور خان بھی کہین یہین رہتا تھا یہ دونو اوس کی مدد کو موجود ہوگئے اور دو تین ہزار سوار اور بہت سے پیادہ فراہم کرکے قطب شاہی عملداری مین آگے کو بڑھے اور دریائے کشنا کے کنارہ آکر چیر شاہی اوس کے سر پر لگایا اور اوسے بادشاہ بنایا اور دارالسلطنت کے امرا اور سردارون اور تمام قلعون کے نایکواڑیون کو خطوط لکھے اور اون سے طرح طرح کے وعدے وعید کئے - اس وجہ سے بہت سے سردار خفیہ خفیہ اوس کے بادشاہی کی طرف مائل ہوگئے - اور محمد قلی کے نکالنے کی تدبیرین سوچنے لگے محمد قلی بھی غافل نہ تھا - اوس نے اعتبار خان کو کہا کہ وہ اوس کے سر راہ علاقہ پانگل مین جاکر حفاظت کرے - اب شاہ صاحب نے ایک قاصد بھیجا - اور محمد قلی سے کہا کہ وہ سلطنت سے کنارہ کشی کرے - اس پر اوسے بڑا غصہ آیا - اور حسین معمور خان وعبدالکریم وغازی خان وعلی قلی خان ویکجہت خان واللہ قلی بیگ وغیرہ امرا اور حوالداروں اور سلحداروں کو پانگل کی طرف روانہ کیا مگر وہان ان کے جانے سے پہلے ہی اعتبار خان نے دو ہزار آدمیون سے اوس کے چھ ہزار آدمیون کو شکست دیدی اور خداوند خان حبشی کو گرفتار کرلیا - جس سے شاہ صاحب بھاگ کر قلعہ سمیل مین پناہ گیر ہوا - اور جب دیکھا کہ یہان بھی امن نہین مل سکتی تو بیجاپور کی عملداری مین چلا گیا اور ابراہیم عادل شاہ کے ملازمون مین داخل ہوکر پھر کبھی حکومت کا خیال بھی نہ کیا - یہ واقعہ ۱۰۰۴ھ کی ابتدا کا معلوم ہوتا ہے

۱۴۶ - ابراہیم نظام شاہ کی تخت نشینی اور ابراہیم عادل شاہ پر فوج کشی

جب برہان شاہ مرگیا تو اوس کا بیٹا ابراہیم نظام شاہ تخت نشین ہوا - اور برہان شاہ کی وصیت کے بموجب میان منجھو جاگی

دکھنی ہو برہان شاہ کا اتابک تہا ابراہیم نظام شاہ کا وکیل السلطنت ہوا - اور اپنے اقارب اور اعوان کو امرا مین داخل کیا - اخلاص خان مولد نے اتنی بڑی حرامخواری کی تہی - مگر جب اوس نے ابراہیم نظام شاہ اور میان منجہو سے عفو تقصیرات کی درخواست کی اور قولنامہ طلب کیا تو اوسکی سرکشی اور فتنہ و فساد کے اندیشہ سے میان منجہو کو قولنامہ بہیجنا پڑا جب وہ احمد نگر مین آیا تو اوس نے حبشیون اور مولدون کا اپنا گروہ جدا ہی بنایا - اب احمد نگر مین دو فریق ہو گئے ایک میان منجہو کا اور دوسرا اخلاص خان کا اور آپس مین ضد و فساد شروع ہوا کبہی تو ایک فریق کتا کہ اکبر کے مقابلہ کو جائین کبہی دوسرا فریق رائے دیتا کہ عادل شاہ کو روکین - کبہی ایک دوسرے کے درپے ایذا ہوتے - ابراہیم نظام شاہ حبشن کے پیٹ سے تہا - حبشی اوس کے ندیم و مصاحب بن گئے - میان منجہو مجبور چپ ہو رہا - جب ابراہیم عادل شاہ نے احمد نگر کے یہ فساد دیکہے تو اوس نے بہ نظر دور اندیشی ۲۰ شعبان ۱۰۰۳ھ کو فوج لیکر بطریق سیر و تماشا بیجاپور سے احمد نگر کی طرف کو کوچ کیا - ملک گیری کی نسبت تو اوسکا مطلق خیال نہ تہا صرف اپنی سرحد کی حفاظت منظور تہی اور اسی وجہ سے ایک دو کوس سے زیادہ روزانہ نہین چلتا تہا بلکہ بعض جا کئی کئی روز قیام کرتا تہا تاکہ اس توقف مین اگر فساد رفع ہو جائے تو کوئی ضرورت کشت و خون کی نہ پڑے - اخلاص خان کی رائے تہی کہ ابراہیم عادل شاہ سے لڑائی کیجائے میان منجہو کہتا تہا کہ ابراہیم عادل شاہ اپنے ملک مین ہے اوس نے ہمارا کوئی بگاڑ نہین کیا ہے بہتر ہے کہ تحف و تحائف بہیجکر اوس سے صلح اور اکبر کے مقابلہ کے لیے فوج فراہم کیجائے - اخلاص خان نے نہ مانا اور چونکہ ابراہیم نظام شاہ بہی اخلاص خان کی جانب مائل تہا اس لیے میان منجہو نے رکوت کیا - اخلاص خان تیس ہزار فوج سے ابراہیم نظام شاہ

کو لیکر عادل شاہ کے مقابلہ کو چلا ابراہیم عادل شاہ بھی اس وقت شاہ درگ مین پہونچ گیا تہا اوس نے بھی تیس ہزار فوج دیکر حمید خان وشجاعت خان کو روانہ کیا ۱۸ ذیقعدہ ۱۰۳۳ھ کو یہ فوج شاہ درگ سے چلی ابراہیم عادل شاہ نے حکم دیدیا تھا کہ جہان تک ممکن ہو مصالحت کیجائے - لیکن اگر دشمن نہ مانین تو لڑائی کا اختیار ہے -

۱۴۷ - ابراہیم نظام شاہ کا قتل

یکم ذی الحجہ ۱۰۳۳ھ کو نظام شاہی فوج عادل شاہی عملداری مین گھس آئی - نظام شاہی فوج کا دستور تہا کہ توپین اور ضرب زن لشکر کے چاروں طرف لگاکر اونہین زنجیرون اور رسیون سے باندہ دیا کرتے تھے جب انہون نے ایسا ہی کیا اور نظام شاہ مورچہ جماکر بیٹہ گیا - تو حمید خان نے بھی اپنی فوج کے مورچہ جمادئے - دست چپ پر شجاعت خان اور شرزہ خان کو اور دست راست پر سہیل خان خواجہ سرا اور عنبر خان حبشی کو مقرر کیا - اور مقصود خان گرجی غلام شحنہ فیل کو جو ہاتہیون کا سردار تھا آگے رکہا - میان منجھو نے جان لیا تہا کہ نظام شاہ کی حالت اچھی نہین ہے - اوس نے خفیہ حمید خان کے پاس پیغام بہیجا کہ ہمارا بادشاہ نوجوان اور ناتجربہ کار ہے بعض شریر مفسد اوس کے مصاحب بن گئے ہین شراب اور نشہ بازی کی حالت مین اس سے جو چاہتے ہین وہ کرا لیتے ہین یہ ذی الحجہ کا مہینا ہے لڑائی اس مہینے مین حرام ہے آپ براہ مہربانی ہمین چند روز کی مہلت دین کہ ہم اپنے بادشاہ کو سمجہالین اور صلح پر آمادہ کردین اور ابراہیم عادل شاہ کے سر کی قسم بہی دی - اس لیے جب نظام شاہ کا لشکر آیا تو حمید خان بچ کر ایک کوس الگ لوجا اوترا - نظام شاہ نے اس پر خیال کیا کہ عادل شاہی فوج خائف ہے - جب رات ہوئی تو میان منجھو نے فسخ جنگ کے لیے بہت کہہ کہا - مگر اوس نے ایک نہ سنی دوسرے روز آخر لڑائی ہوئی - اخلاص خان کی فوج کی حالت -

اچھی تھی جس سے اوس کے انتظام کی خوبی ظاہر ہوتی ہے - اوس کی فوج نے
عادل شاہی فوج کو ایسا لیا کہ قلب اور میسرہ دونو شکست کہا کر بھاگے اور اسّی ہاتھی
میدان جنگ مین چھوڑ گئے نظام شاہی فوج نے تین کوس تک تعاقب کیا - اس وقت
نظام شاہی فوج کی طرف سے عادل شاہی فوج کی طرف کو تیز ہوا چل رہی تھی اور توپون
کے دھوئین اور گرد کے سبب سے عادل شاہی فوج ڈھک گئی تھی اس سبب سے گو
عادل شاہ کے قلب اور میسرہ پر بالکل شکست ہوگئی تھی اور میمنہ مین بھی ابتری پڑگئی تھی
مگر تاہم میمنہ کے کچھ آدمی اس سبب سے باقی تھے کہ اونھین اپنے بھاگی ہوئی فوج
کی خبر نہ تھی - دونو فریق کو اپنی اپنی فتح کا خیال ہو رہا تھا - نظام شاہی فوج فتح کا خیال
کر کے لوٹ مار مین پڑ گئی - جس سے ابراہیم نظام شاہ کے پاس چند مخصوصون کے سوا
جن کی تعداد صفر سو کے قریب ہوگی اور کچھ ہاتھیون کے علاوہ اور کوئی نہ تھا - سہیل خان
اور عنبر خان نے جو میمنہ مین کھڑے ہوئے تھے دیکھا کہ ابراہیم نظام شاہ صرف چند
آدمیون سے فتح کے خیال سے آگے بڑھا آرہا ہے - سہیل خان کے پاس اسوقت
ایک ہزار فوج تھی اور مقصود خان شحنہ بھی ستر ہاتھیون سے اسی وقت پاس آگیا تھا
اپنی کثرت اور دشمن کی قلت کو دیکھکر یہ لوگ ابراہیم نظام شاہ پر چلے - ابراہیم کے ہمراہیون
نے کہا کہ ہم نہایت قلیل ہین اور دشمن کے آدمی بہت زیادہ ہین بہتر ہے کہ پیچھے کو ہٹ
جائین - مگر ابراہیم نظام شاہ نے جوانی کے گھمنڈ اور شراب کے نشہ مین کہا کہ میرے
چھوٹے بھائی اسمعیل نے دلاور خان کی لڑائی فتح کی تھی مین سہیل خان خواجہ سرا سے
کیسے پیچھے ہٹ جاؤن اور تلوار غلاف سے نکال دس بارہ ہاتھیون سے عادل شاہی فوج پر حملہ کیا مگر
اول ہی ہلہ مین عادل شاہی فوج کے ایک سپاہی نے اوسکے ایسا نیزہ تیر خانہ پر مارا کہ ابراہیم کے سخت زخم آیا

اور پرینده کی طرف کو بھاگا۔ مگر قلعہ کے پاس پہونچکر گھوڑے پر سے گر پڑا اور جان جان آفرین کو تسلیم کی ۵

دمے چند بشمر دو ناچیز شد		زمانہ بخندید کو تیز شد	

سہیل خان نے ابراہیم نظام شاہ کی لاش اوٹھوا کر ایک پالکی مین ڈلوائی اور احمد نگر والون کو دیدی جو اوسے احمد نگر لے گیے۔ جب یہ خبر نظام شاہی فوج کو معلوم ہوئی جو اب تک اپنی فتح کے خیال سے لوٹ مین مصروف تھے تو فوراً احمد نگر کو بھاگے اور نظام شاہی فیل خانہ و توپخانہ عادل شاہیون کے ہاتھ لگ گیا یہان شاہ درگ مین پہلے میسرہ اور قلب کی فوج جب بھاگ کر آئی تو اوس نے شکست کی خبر سنائی اور اوس کے بعد جاسوسون نے بھی آکر اونہین کے قول کی تصدیق کی۔ جس سے ابراہیم عادل شاہ کے لشکر مین بڑا ولولہ ہوگیا۔ لیکن جب تیسرے روز صبح کو مکرر خبر آئی تو معلوم ہوا کہ ابراہیم نظام شاہ مارا گیا اور تشویش رفع ہوئی۔

۱۴۸- ابراہیم عادل شاہ کی واپسی بیجاپور کو اور ادھونی کی خلاصی اور موے مبارک رسول مقبول صلعم

اس وقت نظام شاہی فوج کو ایسی شکست ہوئی تھی کہ اگر ابراہیم عادل شاہ چاہتا تو احمد نگر کی سلطنت کا بہت سا حصہ فتح کر سکتا تھا۔ مگر کچھہ تو اوسکو خود ہی ملک گیری کا خیال نہ تھا اور کچھہ اس وجہ سے کہ کرناٹک کے رایان نے اخلاص خان کی تحریک سے سر اوٹھایا تھا سوا سے اس کے اوسکے دوست محمد قلی قطب شاہ نے ایک سردار رستم خان کو کرناٹک کی عملداری مین سخت شکست دی تھی۔ اس لیے ابراہیم عادل شاہ نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ فقط قلعہ قندہار پر قبضہ کر کے فوراً واپس چلی آئی چنانچہ یہ لوگ انیسوین ذی الحجہ مین بیجاپور شاہ درگ پہونچ گیے ابراہیم نے سہیل خان اور سنبر خان کو صلہ حسن کارگذاری مین

اضافہ منصب اور جاگیر عطا کی - اور بیجاپور کو کوچ کر دیا - جب دریاے بھیورہ کے کنارے
۳۰ ذی الحجہ کو پہونچا تو برسم عزاے حضرت امام حسین یا اس سبب سے کہ یہ دن کسی خوشی کے
کام کے لیے مناسب نہین سمجھی جاتے وہان قیام کیا - یہان خبر آئی کہ رایان کنڑہ نے
موقع پاکر ادھونی کا محاصرہ کیا ہے اور اہل قلعہ نہایت تنگ ہو رہے ہین - ابراہیم نے
فوراً فوج روانہ کی اور جب ایام عاشورہ ختم ہو گیے تو خود بھی بیجاپور کو چلا اور ۱۴ محرم ۱۰۰۴ھ کو
وہان پہونچا ابراہیم نے شہر مین پہلے ہی سے آرایش کے لیے احکام بھیجے تھے چنانچہ
اللہ پور کے دروازہ سے قلعہ کے دروازہ تک جو ڈیڑھ کوس ہے تمام در و دیوار پر مخمل و زربفت
کے غلاف چڑھائے گئے اور پردہ ڈالے گئے تھے - اور قلعہ کے دروازہ کے سامنے
اور صفا بازار مین تو نہایت ہی زیب و زینت دی گئی تھی اور تمام دکانون مین حسین اور خوبرو
اچھے اچھے لباس پہنکر بیٹھے ہوئے تھے - پھر باہر اللہ پور کے دروازہ سے تین کوس تک
چوبین دکانین نصب کی گئی تھین اور انکو بھی مخمل و زربفت سے آرایش دی گئی تھی اور اوس مین
لولیان خوش آواز گانے بجانے مین مصروف تھین - چارون طرف اپنے بادشاہ کے
آنے کی خوشی مین وہان ایک مجمع عام تھا راستہ اور بازار مین کثرت خلایق سے چلنے
پھرنے کی گنجایش نہ تھی - ابراہیم نے یہان پہونچکر خوب خوشیان منائین جشن کیے
چند روز مین ادھونی کی طرف سے یہ خبر آئی کہ فوج شاہی کی آمد کی خبر سنتے ہی بغیر
لڑے بھڑے تمام حملہ آور بھاگ گیے اور قلعہ والے محاصرہ سے نکل آئے معلوم ہوتا ہے
کہ مفسدون کو یہان بھی ابراہیم عادل شاہ نے کچھ سزا نہ دی - اسی پر اکتفا کیا کہ وہ لوگ
اوس کے ملک کو چھوڑ کر چلے گیے - دوسرے سال یکم محرم ۱۰۰۵ھ کو ایک شخص میر محمد صالح
ہمدانی بیجاپور مین چند عدد موے مبارک رسول مقبول صلعم کے لیکر آیا - ابراہیم نے

اوس کی بڑی تعظیم وتواضع کی اور ایام عشرہ مین اونہین قلعہ مین منگا کر رکھوایا - اور دس بارہ ہزار ہون میر محمد صالح کو دے اور جب محرم کا مہینا ختم ہوگیا تو میر محمد صالح کی درخواست پر اوسے حج خانہ کعبہ اور زیارت اماکن متبرکہ کربلاے معلا وغیرہ کے لیے زاد راہ بھی عنایت کیا - اور دو بال لیکر تبرکاً ایک طلائی ڈبیہ مین رکھہ لیے - اون کو جمعہ کی رات اور نیز اور ایام متبرکہ مین نکالکر زیارت کرائی جاتی تھی -

۱۴۹ - میان منجھو کا احمد شاہ کو تخت نشین کرنا -

۱۰۰۳ھ

میان منجھو تو ابراہیم نظام شاہ سے پہلے ہی الگ تھا - ابراہیم کے قتل کی خبر سنتے ہی بھاگا اور احمد نگر مین جاکر قلعہ اور خزانہ شاہی پر فوراً قابض ہوگیا - اوپر لکھہ آئے ہین کہ جب برہان نظام شاہ اول مراتو مین شاہ اوس کا بڑا بیٹا تخت نشین ہوا تھا - اور سلطان محمد خدابندہ شاہ علی و محمد باقر و عبد القادر و شاہ حیدر اوس کے دوسرے بیٹے حسین شاہ کے خوف سے ادہر اودہر بھاگ گئے تھے ایک مدت دراز کے بعد ایک شخص حوالی احمد نگر مین آیا - اور کہنے لگا کہ میرا نام شاہ طاہر ہے اور مین شاہزادہ محمد خدابندہ کا بیٹا ہون میرا باپ فلان تاریخ بنگالہ مین مرگیا ہے حوادث روزگار سے مصیبتین اوٹھاکر اپنی موروثی سلطنت مین پناہ لینے آیا ہون - اوسوقت مرتضی شاہ کا عہد اور صلابت خان کی حکومت کا زمانہ تھا - صلابت خان نے اس کی تحقیقات کی - مگر طول زمان کے باعث حق و باطل کی تحقیق نہ ہوسکی کہ جس سے کوئی اس باب مین تصدیق وانکار کرتا - مگر صلابت خان نے ازراہ احتیاط اوسے ایک قلعہ مین قید کردیا اور جو لوگ کہ شاہزادہ محمد خدابندہ کو خوب پہچانتے تھے اونہین آگرہ مین برہان شاہ کے پاس بھیجکر دریافت کیا کہ آپ وہان ایک عرصہ سے رہے ہین شاہزادہ محمد خدابندہ کا اگر کچھہ حال معلوم ہو تو اوس سے اطلاع دیجیے - یہان ایک شخص نے

اسطرح کا دعوی کیا ہے - برہان نے لکھا کہ محمد خدا بندہ میرے پاس یہان رہتا تھا اور وہ میرے ہی پاس مرگیا ہے اوس کی اولاد ذکور و اناث جو ہے وہ یہان موجود ہے اگر کسی شخص نے اوس کے بیٹے کا اپنے آپ کو ہم نام بتایا ہے تو وہ غلط ہے - لیکن چونکہ یہان عوام الناس مین مشہور ہوگیا تھا کہ وہ خدا بندہ کا بیٹا ہے اس لیے صلابت خان نے بہی ضروری سمجھا کہ اوسے کسی قلعہ مین قید رکہے تاکہ کوئی فساد پیدا نہ ہو - اور وہ قلعہ مین ایک عرصہ تک رہا اور مرگیا - اوس کا ایک بیٹا تھا احمد نام - جو اس وقت بارہ برس کا تھا اور قلعہ دولت آباد مین قید تھا - میان منجھو نے اخلاص خان وغیرہ کو قلعہ مین بولایا اور بادشاہ بنانے کے لیے سب کی راے دریافت کی - چاند سلطانہ کی راے تھی کہ بہادر شاہ ابن ابراہیم نظام شاہ مقتول کو جو اس وقت ڈیڑہ برس کا تھا بادشاہ کیا جاے اور امرا سے جوش بھی اسی کو چاہتے تھے - مگر جب میان منجھو نے سمجھایا اور کہا کہ بادشاہ ایسا ہونا چاہیے جو کچھ اپنے آپ کو سمجھتا بھی ہو ؎

جہانبانی و پاے گاہ قوی		خداوندی و تاج و تخت شہی	
کسے را سر کو بہ نگام جنگ		شتابد شتاب و بداند درنگ	

اس نادان بچے کو بادشاہ بنانے سے کیا فائدہ ہے - شاہی خاندان کا ایک لڑکا بارہ سال کا دولت آباد مین ہے میرے نزدیک وہ اس سے بہتر ہے - اس سبب سے امرا سے جوش راضی ہو گیے - اور میان منجھو نے خواجہ نظام استرآبادی میر سامان کو دولت آباد بہیجا اور احمد کو منگا کر ۱۰۰۳ھ مین عین عید الضحی کے روز بادشاہ بنایا - اور خطبہ ائمہ اثنا عشر کا پڑہوا کر مناصب اور اقطاع باہم تقسیم کر لیے اور بہادر شاہ کو جو چاند بی بی کے پاس پرورش پاتا تھا بزور و تعدی لیکر قلعہ جوندر مین قید رہنے کو بہیجدیا -

۱۵۰- اخلاص خان کا موتی شاہ کو بادشاہ بنانا اور میان منجھو کا شاہزادہ مراد سے مدد طلب کرنا

اب جب حقیقت حال کھلی اور معلوم ہوا کہ احمد شاہ خاندان شاہی سے نہین ہے تو اخلاص خان وغیرہ تمام امرائے حبش میان منجھو سے بگڑ گیے اور کالے چبوترہ پر فوج جمع کر کے میان منجھو سے لڑنے کو مستعد ہوئے میان منجھو نے احمد شاہ کے سر پر چتر شاہی لگایا۔ اور میان حسن کو سات سو سوار دیکر دشمنون کے مقابلہ کو بھیجا طرفین سے خوب خوب حملے ہوئے اور کتنے ہی آدمی مارے گیے۔ اخلاص خان کی طرف سے قلعہ پر گولہ باری ہو رہی تھی اتفاقاً ایک گولہ احمد شاہ کے چتر پر آ کر لگا۔ میان منجھو کے آدمی یہ دیکھتے ہی گھبرائے۔ اور میان حسن بھاگا اور قلعہ مین جا کر پناہ گیر ہوا۔ اخلاص خانیون کو غلبہ ہو گیا اور اونہون نے آکر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ دولت آباد مین آہنگ خان حبشی اور حبشی خان مولد کو برہان شاہ نے قید کر دیا تھا اخلاص خان نے حاکم دولت آباد کے پاس آدمی بھیجکر اونہین چھوڑا لیا۔ پھر بہادر شاہ کو قلعہ چوندہ سے بولایا۔ مگر وہان کے قلعہ دار نے میان منجھو کے حکم بغیر دینے سے انکار کیا۔ اس لیے حبشیون نے میان موتی ایک طفل مجہول النسب کو احمد نگر کے بازار سے پکڑا اور شاہی خاندان سے منسوب کر کے اوسے بادشاہ بنایا اور اوسکے نام کا خطبہ پڑھوایا جس سے ان کے پاس دس بارہ ہزار آدمی جمع ہو گیے۔ اب میان منجھو نہایت پریشان ہوا۔ اور شاہزادہ مراد حاکم گجرات کو مدد کے لیے لکھا۔ ابھی میان منجھو کی عرضی گجرات مین پہونچی بھی نہ تھی کہ یہان خود امرائے حبشی کے درمیان مناصب اور اقطاع کی نسبت جھگڑا اوٹھ کھڑا ہوا اور آپس مین کٹنے مرنے لگے۔ جب امرائے دکھنی نے ان کی یہ نااتفاقی دیکھی تو وہ انہین چھوڑ میان منجھو سے جا ملے۔ جس سے اوس کی طاقت بہت بڑھ گئی ۱۰۰۴ھ

اور اوس نے ۲۵ محرم ۱۰۰۰ھ کو قلعہ سے نکلکر ان کے بادشاہ کو قید کر لیا۔ اور امرائے حبشی ادہر اودہر متفرق ہو گئے۔

۱۵۱۔ شاہزادہ مراد اور خانخانان کا حملہ احمد نگر پر۔

۱۰۰۱ھ مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہندوستان نے اپنے بیٹے شاہزادہ مراد کو مالوہ سے گجرات کی حکومت پر بھیجا اور صادق محمد خان کو اوس کی وکالت پر مقرر کیا تھا اور بجاے شاہزادہ کے مالوہ مین مرزا شاہرخ سابق والی بدخشان کو حاکم کیا تھا۔ اور شہباز خان کنبوہ کو جو تین سال سے قید تھا جیلخانہ سے نکالکر اوسکا وکیل مطلق بنایا تھا۔ جب اکبر کے چارون ایلچی دکن سے لوٹ کر گئے تو اونہون نے جاکر بیان کیا کہ مغلیہ حکومت کو وہان کوئی نہین مانتا

۱۰۰۲ھ اسلیے اکبر نے ۱۰۰۲ھ مین دوسرے بیٹے شاہزادہ دانیال کو دکن کی تسخیر کے لیے حکم دیا اور مرزا عبدالرحیم خانخانان کو اوس کے ہمراہ کیا۔ مگر پھر کچھ راے پلٹ گئی۔ اور خانخانان کو ہی بھیجا۔ جب خانخانان ماندو مین آیا۔ اور برہان شاہ نے سنا تو اوس نے عنایت خان شیرازی کو خانخانان کے پاس بھیجا۔ اور اظہار اطاعت

۱۰۰۳ھ کیا۔ اس بین ۱۰۰۳ھ مین مرگیا۔ اب جب میان منجھو نے شاہزادہ مراد سے مدد

۱۰۰۴ھ طلب کی اور قلعہ احمد نگر دینے کا وعدہ کیا اور اکبر کا ایک فرمان شاہزادہ کے نام تسخیر دکن کے لیے پہونچا تو شاہزادہ مراد آٹھ ہزار سوار سے احمد نگر کو روانہ ہوا۔ اور مرزا عبدالرحیم خانخانان بھی ماندو سے باتفاق لشکر شاہرخ مرزا و شہباز خان کنبوہ و راجہ جگناتھ عموی راجہ مانسنگھ و راجہ درگا و راجہ رامچند وغیرہ کے دکن کو متوجہ ہوا۔ اور راجہ علیخان والی خاندیس کو بھی جو ہزار فوج سمیت بحسن تدبیر اپنے ساتھ متفق کر کے قلعہ کالنہ کے قریب شاہزادہ مراد سے ملحق ہو گیا۔ اب شاہزادہ مراد کی تیس ہزار فوج ہو گئی جس مین

مغل وراجپوت وافغان بہادر تھے اوس نے براہ سلطان پور ونذر بار احمد نگر کو کوچ کیا اور بے معارض ومعاند حوالی احمد نگر مین پہونچ گیا۔ اور جب وعدہ میان منجھو سے قلعہ احمد نگر اور ملاقات کا خواستگار ہوا۔

۱۵۲۔ احمد نگر کا محاصرہ اور چاند بی بی کا بہادر شاہ کا خطبہ پڑھوانا۔

اب میان منجھو حیران وپریشان ہوگیا ہر چند چاہا کہ بلاے خود خواندہ کو کسی طرح سے ٹالے۔ مگر جب دیکھا کہ اس کا دفعیہ اکیلے ممکن ہی نہین ہے تو قلعہ مین غلہ واذوقہ دیا اور خیل وحشم سے اوسے مستحکم کیا۔ اور انصار خان کو جو اوس کے انصار مین سے تھا قلعہ اور چاند بی بی کو مع جواہرات اور خزانہ کے سپرد کیا۔ اور خود فراہمی سپاہ اور طلب کمک کے لیے عادل شاہ اور قطب شاہ کی سرحد کی طرف کو احمد شاہ کو ہمراہ لیکر قلعہ اودگیر مین چلا آیا۔ مگر چاند بی بی نے اس وجہ سے کہ انصار خان میان منجھو کا آدمی ہے کہین مغلون سے ملکر قلعہ اون کے حوالہ نہ کردے محمد خان ابن محب اللہ دایہ زادہ مرتضی شاہ کو بھڑکایا کہ اوسے قتل کرڈالے چنانچہ اوس نے اوسے مار ڈالا۔ اور اوسی روز بہادر شاہ ابن ابراہیم نظام شاہ کے نام کا غائبانہ شہر وقلعہ مین خطبہ پڑھوایا۔ ایک شخص شمشیر خان حبشی تھا کہ اوس کی اولاد سترآدمی سے زیادہ تھی اوسے اور نیز افضل خان تفرشی وغیرہ کو قلعہ مین بولالیا۔ غالباً اسی ہنگامہ مین جب کہ میان منجھو احمد نگر سے نکلا اور اوسکا نائب انصار خان مارا گیا میان موتی شاہ اخلاص خان کے ہاتھ پہر پڑگیا۔

۲۳ ربیع الثانی ۱۰۰۴ھ کو شاہزادہ مراد مع امراے کبار کے احمد نگر کے شمال مین حوالی نمازگاہ مین بعزم جنگ پہونچا۔ اور کالے چبوترہ کے میدان مین آکر کھڑا ہوا۔ اہل حصار نے ایسی توپین ماریں کہ مراد کے لشکر مین کھل بلی پڑگئی۔ مگر چونکہ شام ہوگئی تھی۔ اس لیے لڑائی

ملتوی رہی - اور مغلون کی فوج رات کو باغ ہشت بہشت مین پڑی رہی جو برہان نظام شاہ کا بنایا ہوا تھا - اور تمام رات اپنی ہوشیاری مین کاٹی - اسی روز شاہزادہ نے شہر احمدنگر اور برہان آباد مین امن کی منادی کرادی - اور تمام متوطنین کی تسلی اور تشفی کی کہ جس سے رعایا اور تاجر اپنے اپنے کامون مین مشغول ہوگئے - دوسرے روز شاہزادہ مراد اور امرائے عظام شاہرخ مرزا والی بدخشان و نواب سپہ سالار خانخانان و شہباز خان کنبوہ و محمد صادق خان و سید مرتضی سبزواری و راجہ علی خان وغیرہ قلعہ کے گرد گھومے اور اپنے اپنے مورچہ اور النگین تجویز کرلین - ۲۷ ربیع الثانی ۱۰۰۴ھ کو شہباز خان خبیث بدذات شہزادہ سے بے پوچھے سوار ہوا اور نالایقی سے سپاہ کو حکم دیدیا کہ شہر کو لوٹ لین یہ کہنا تھا کہ ایک طرفۃ العین مین تمام منازل و مساکن احمدنگر اور برہان آباد کے تباہ و برباد ہوگئے اور سیکڑون شیعے مارڈالے گیے - اور تعصب مذہبی کے باعث جو جو کام نہ کرنے تھے کیے گیے - اب شہباز خان نے چاہا کہ لنگر دوازدہ امام کو غارت کرے کہ اسے مین شاہزادہ مراد کو خبر ہوگئی - شاہزادہ مراد اور خانخانان نے اوسے بڑی لعنت اور ملامت کی - اور کتنے ہی تاراجیون کو عبرتاً للناظرین سزا دی مگر چونکہ ساکنین احمدنگر کے مال و متاع سب غارت ہوچکے تھے وہ رات کو شہر چھوڑکر ادہر ادہر چلے گیے اور شہر ویران ہوگیا -

۱۵۳ - احمدنگر کے پانچ دعویدار اور خانخانان کا اخلاص خان کو شکست دینا اور آہنگ خان کا احمدنگر مین جانا -

اس وقت احمدنگر کی سلطنت کے پانچ دعویدار تھے اول جانبی بی نے بہادر شاہ ابن ابراہیم نظام شاہ کو بادشاہ مان رکھا تھا - دوسرے میان منجھو نے احمد شاہ کو تخت و تاج دیدیا تھا اور حوالی بیرمین پڑا ہوا تھا - تیسرے اخلاص خان نے موتی شاہ کو شطرنج کا

شاہ قرار دیا تھا جو اسوقت دولت آباد مین تھا۔ چوتھے آہنگ خان حبشی اپنی الگ ہی ڈہائی چانول کی ہنڈیا بیجاپور کی سرحد پر پکا رہا تھا۔ شاہ علی ابن برہان شاہ اول ابہی تک زندہ تھا۔ عمر اوس کی ستر برس کی ہوگئی تہی اور بیجاپور مین رہا کرتا تھا۔ آہنگ خان نے اوسے بولا کر چتر شاہی دے رکہا تہا۔ پانچوین مغل تہے جو فوج لیکر احمد نگر کا محاصرہ کیے ہوئے تہے۔ اِن مین اخلاص خان نے اسوقت جرات کی اور دس ہزار سوار سے احمد نگر کو چلا کہ مغلون کو نکال دے۔ خانخانان سپہ سالار نے دولت خان لودی کو پانچ چہہ ہزار سوار سے اوس کے دفعیہ کو بہیجا۔ یہ شخص بڑا بہادر اور اکبری فوج کے منتخب سپاہیون مین سے تہا دریاے گنگ کے کنارہ متخاصمین کا مقابلہ ہوا دکنی شکست کہا کر بہاگے دولت خان نے اون کا تعاقب کیا۔ اور قتل و غارت مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکہا کہین اسی فوج کے سامنے شہر پٹن بہی آگیا۔ اوس وقت یہ مقام نہایت آباد تھا۔ انہون نے جا کر اوسے ایسا لوٹا کہ دہان کے باشندون کے پائجامہ تک اوتروالیے۔ چونکہ میان منجہو نے بہادر شاہ کو قید کر رکہا تھا چاندبی بی اوس سے ناراض تہی۔ اس لیے چاندبی بی نے آہنگ خان کو راضی کیا۔ اور اپنی امداد کے لیے احمد نگر کو بولایا۔ آہنگ خان کے پاس سات ہزار آدمی تہے وہ اس حکم کے پہونچتے ہی فوراً چل کہڑا ہوا۔ یہ بڑا بہادر آدمی تہا جسوقت احمد نگر چہہ کوس رہا تو اس نے وہان کے خبر جاسوسون کی معرفت منگائے اونہون نے آکر بیان کیا۔ کہ احمد نگر کے شرقی جانب کو مغلون کی فوج نہین ہے وہ سمت بالکل خالی ہے۔ اب آہنگ خان نے شاہ علی اور اوس کے بیٹے مرتضی کو ساتھ لیا تین ہزار سوار اور ایکہزار پیادہ اور تیز پنچانہ لیکر اندہیری رات مین چاندبی بی کے پاس کو چلا۔ اتفاقاً اوسی روز صبح کو شاہزادہ مراد سوار ہوا تاکہ حصار کے گرد گہوم کر مورچون وغیرہ کا انتظام کرے

جب وہ شہ تی جانب کو آیا اور اوسے خالی پایا تو خانخانان کو اوس کی نگرانی کے لیے مقرر کر گیا۔ اور وہ جواب تک باغ بہشت مین خیمہ زن تہا اسی روز وہان آگیا۔ آہنگ خان کو اس کی مطلق خبر نہ تہی اوس نے سمجہا تھا کہ راستہ خالی ہے بلا مزاحمت مین اندر قلعہ مین چلا جاؤنگا۔ جب وہ یہان آیا تو خانخانان اوس وقت اوپر بالاخانہ پر عبادت کے مکان مین تھا اوس کے دوسو پیرہ دار تیر اندازون نے تیر مارنا شروع کیے دولت خان لودی جو خانخانان کا میر شمشیر تہا چار سو جوان سے اوسر کے آگے آیا اور لڑائی ہونے لگی۔ دولت خان کا بیٹا شیر خان بہی چہہ سو آدمیون سے باپ کی مدد کو آگیا۔ آہنگ خان نے دیکہا کہ یہان ٹہیر کر لڑنا اپنے جان کہونا ہے۔ بہتر ہے کہ نکلجاے۔ شاہ علی نے ضعف پیری کے باعث آگے جاتا اور چند روزہ زندگی کو تاج شاہی کی امید موہوم پر کہونا مناسب نہ سمجہا اور معاودت کا ارادہ کیا۔ اس لیے آہنگ خان نے اوس کے بیٹے مرتضیٰ کو چار سو آدمی سے ساتہہ لیا اور خانخانان کے لشکر کے درمیان ہوکر قلعہ مین چلا گیا اور شاہ علی باقی لشکر سے لوٹا دولت خان نے تعاقب کیا۔ اور نوسو آدمی قتل کر دئے۔ بمشکل باقی دکنیون نے بہاگ کر جان بچائی۔

۱۵۴۔ سہیل خان کی سپہ سالاری مین مہدی قلی سلطان قطب شاہی اور میان منجہو اخلاص خان فتحاوت شاہی کا اکٹہا ہونا۔

اس وقت میان منجہو اخلاص خان آہنگ خان وغیرہ یہ تدبیرین کر رہے تہے کہ جس سے ہر ایک اپنے مخالف کو غارت و تباہ کرے اور اپنے بادشاہ کو سب پر غالب کر کے ایک بادشاہ قرار دے۔ جب یہ سب خبرین ابراہیم عادل شاہ کو پہونچین تو اوس نے خیال کیا کہ اگر مغلون نے احمد نگر کی سلطنت لے لی تو ضرور ہے کہ وہ آگے قدم بڑہائینگے اور بیجاپور کو بہی نہ چہوڑینگے۔ اس لیے مجبوراً احمد نگر والون کی

مدد کیجانا چاہیئے اوس نے ان سب فریقون کو لکھا کہ آپس مین لڑائی کرنا اور دشمن کو قوی کرنا اچھا نہین ہے۔ اس وقت سب کو چاہیئے کہ آپس مین اتفاق کر کے مغلون کو نکال دین بعد مین جو شخص کہ سلطنت کے لایق ہو اوسے بادشاہ بنالین۔ اس وقت کی لڑائی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خود ہی سب کے سب تباہ ہو جائینگے اور اگر بالفرض کوئی ایک دوسرے پر غالب ہی آگیا تو مغلوب مغلون سے ملجائینگے اور اُن کی تقویت کے باعث اس غالب کو بھی خاک مین ملا دینگے۔ جب یہ نصیحت ان سلاطین ثلاثہ کے گوش زد ہوئی تو سب نے اوسے پسند کیا اور بساط منازعت کو طے کر کے سب متفق ہو گیے اور سب نے ابراہیم عادل شاہ سے امداد طلب کی۔ میان منجھو نے اپنے بیٹے حسن اور شاہ محمود اور مرتضی خان انجو کو اوس کے پاس بھیجا اور چاند بی بی سے بھی استعانت کی متواتر درخواستین پہونچین۔ یہان تو ابراہیم نے فوج پہلے ہی تیار کر رکھی تھی سہیل خان خواجہ سرا کو جس کی بہادری اسوقت خوب مشہور ہو گئی تھی۔ سپہ سالار کر کے تیس ہزار فوج سے روانہ کیا۔ اور محمد قلی قطب شاہ نے بھی مہدی قلی سلطان ترکمان کے ہمراہ چھ سات ہزار سوار اور بہت سے پیادے بھیجے اور شاہ درک کے مقام پر میان منجھو اور اخلاص خان بھی اپنی اپنی فوجون سمیت سہیل خان سے آکر مل گیے جس سے سہیل خان کے پاس ساٹھ ستر ہزار دکھنی فوج ہو گئی۔ رامراج کی لڑائی کے بعد اس قدر کثرت سے دکھن مین فوج کبھی اکٹھی نہین ہوئی تھی۔

نظم

۱۴۵۔ شاہزادہ مراد کا قلعہ نین سرنگ لگوانا اور چاند بی بی کا اونہین کمود دانا۔	شہنشاہ ملکست در عقد کسے کز روی جہد آنکہ پا را بر سر ناز و تنعم می نہد بادشاہی در چمن دادند گل را از نا گل	دست را آغوش با شمشیر و خنجر می کند کردگارش در جہان سردار و سرور می کند با وجود ناز کی از خار سر بر می کند

چاند بی بی کا نام اوپر تم پڑھ آئے ہو وہ حسین نظام شاہ فاتح بیجانگر اور خونزہ ہمایون کی بیٹی اور علی عادل شاہ ثانی بیجاپور کی بی بی تھی - سب سے پہلے لڑکپن مین اوس نے بیجانگر کی لڑائی دیکھی - پھر علی عادل شاہ کے زمانہ مین بیجاپور مین رہی اور اوس کے بعد جب بیجاپور مین بادشاہ گردی ہوئی تو کمال خان کشور خان اخلاص خان اور دلاور خان کا دور دکھا اور طرح طرح کی مصیبتین اوٹھائین - اور ابراہیم عادل شاہ کو مان کی طرح پالا - پھر احمد نگر مین آئی تو صلابت خان اور مرتضی شاہ کے بعد مرزا خان اور جمال خان اور برہان شاہ ابراہیم نظام شاہ اخلاص خان اور میان منجھو کے جھگڑے سب اوس کی نظرون کے سامنے گذرے - اس وقت نظام شاہی خاندان مین درحقیقت سلطنت کا اگر کوئی لایق اور حقدار وارث تھا تو یہی عورت تھی - وہ بہادر بھی تھی اور عاقلہ بھی تھی گو مسلمان عورتون کے عام پاکدامنی کے باعث اوس کی عصمت کوئی بڑی فخر کی بات نہین تھی تاہم جب یہ خیال کیا جاے کہ وہ بادشاہزادی اور خود مختار تھی تو البتہ وہ ایسی تھی کہ ایسی پاکدامنون کی مثالین شاذونادر ہی ہوا کرتی ہین - افسوس کہ مسلمانون کی پردہ نشینی کی سختی نے اوسے سلطنت سے محروم رکھا ورنہ ایسی لایق اور بہادر عورتین دنیا مین بہت ہی کم دیکھنے سننے مین آئی ہین - جب مغلون نے قلعہ کا محاصرہ کیا تو اوس نے اون کے دفعیہ پر کمر باندھی - جب مغل سرکوب بناتے تو وہ بھی آدمیون کو مقرر کرتی اور قلعہ کے برجون کو اوس کے مقابلہ مین خوب بلند کرا دیتی - جب وہ خندق محیط قلعہ کو مٹی پتھر سے پاٹ کر اندر جانے کا راستہ کرتے تو وہ اوسے خالی کرا دیتی - جب وہ مورچون کو اپنے آگے بڑھاتے تو وہ ایسی توپین مارتی کہ مغلون کو پیچھے ہی ہٹنا پڑتا - اور راتون کو قلعہ سے نکل نکل شبخونون سے تنگ کرتی اور مغلیہ فوج کو قتل و غارت کر کے اوس کی

فوج پھر قلعہ مین گھس جاتی - غرض جو تدبیر مغل قلعہ شکنی کی کرتے وہ اوسکا انسداد کرتی اسیطرح تین مہینے گذر گئے اور قلعہ فتح نہین ہوا - جب سہیل خان کے لشکر کی خبر مغلون کو پہونچی تو اونہین بڑا اندیشہ ہوا - شاہزادہ مراد نے خانخانان اور صادق محمد خان وغیرہ امرائے اکبری کو بولایا - اور ایک محفل مشاورت منعقد کی - اوس مین بحث ومباحثہ کے بعد یہ رائے ٹھہیری کہ لشکر دکن کے پہونچنے سے پیشتر ہی کسی طرح قلعہ کو فتح کر لینا چاہیئے اس لیے اس مشورہ کی تجویز کے مطابق شاہزادہ نے محاصرہ کا خوب بندوبست کیا کہ اہل قلعہ کی آمد ورفت کے سب راستے بند کر دیئے تاکہ کسی طرح باہر کی اندر اور اندر کی باہر خبر نہ جا سکے - اور نقب لگانے کا حکم دیا - چنانچہ شاہزادہ وغیرہ کے مورچون سے پانچ نقب قلعہ کی دیوار کے نیچے تک پہونچ گئے - اور اوس مین باروت بھر دی گئی - اور اون کے سوراخ پتھرون سے بند کر کے گچی کر دی گئی - دوسرے روز کہ یکم رجب ۱۰۰۴ھ کے اور روز جمعہ کا تھا شاہزادہ نے بعد نماز جمعہ سرنگ اوڑانے کا ارادہ کیا - خواجہ محمد خان شیرازی جو شاہزادہ کے لشکر مین تھا اوسے یہ حال معلوم تھا - چاندبی بی نے براہ دوراندیشی اوسے اپنا خیر خواہ بنا رکھا تھا اس لیے اوس نے ہم مذہبی کے باعث اہل قلعہ پر رحم کھایا - اور اندھیری رات مین قلعہ کے نیچے جاکر سرنگون کی جگہ اور شاہزادہ کے ارادہ سے چاندبی بی کو مطلع کر دیا - چاندبی بی اوسی وقت اوٹھ کھڑی ہوئی اور سرنگون کی تلاش کرانے لگی - دوسرے روز جمعہ کی نماز تک دو نقب معلوم کر لئے اور اون کی باروت نکال کر پھینک دی اور اتنا پانی اوس مین ڈالدیا کہ آگ کے بجائے وہان سے پانی کی نہر بہہ گئی - پھر اور نقبون کی تلاش شروع کی -

۱۵۶۔ شاہزادہ مراد کا سرنگ اوڑا کر قلعہ پر حملہ اور چاند سلطانہ کا اوسے روکنا۔

شاہزادہ مراد یہ چاہتا تھا کہ دکن کی فتح میرے ہی نام ہو۔ خانخانان کا اوس مین نام نہ ہو۔ اس لیے جب جمعہ کا دن ہوا اور سرنگ اوڑانے کا وقت آیا تو مرزا عبدالرحیم خانخانان کے بلا اطلاع اپنے امرا صادق محمد خان وغیرہ کو لیکر قلعہ کے نزدیک گیا اور سرنگون مین آگ دینے کا حکم دیا۔ تین سرنگ جن مین بارود تھی اوڑ گئے اور پچاس گز قلعہ کی دیوار ٹوٹ گئی اور اوس کے پتھر اور اوس کے اوپر کے آدمی وغیرہ آسمان کو ایسے اوڑ گیے کہ جیسے آسمان مین کبوتر اوڑتے ہون اور پھر جہان کہین وہ پتھر اور کڑیان وغیرہ گرین اون سے اہل قلعہ کو نقصان پہونچا مگر چونکہ قلعہ والون کو سرنگ لگنے کا حال معلوم تھا اس لیے اونہون نے اپنی بہت احتیاط کر لی تھی وہ نقصان نہ پہونچا کہ جس کا ایسے وقت مین اندیشہ ہو سکتا تھا۔ جب مرتضی خان پسر شاہ علی و آہنگ خان و شمشیر خان و محمد خان دایہ زادہ و افضل خان وغیرہ چھوٹے بڑے امرا نے اتنا بڑا رخنہ دیکھا تو قلعہ کے دروازون کی طرف کو بھاگے اور ادھر اودھر گوشون مین چھپ رہے۔ ادھر شاہزادہ اور اوس کے امرا اس خیال مین کھڑے تھے کہ باقی دو نقب بھی اوڑین تو حملہ کیا جاوے۔ مگر اونہون نے کتنی دیر انتظار کیا اور سرنگون نے آگ نہ لی تو حیران کھڑے کے کھڑے رہ گیے اور اس شش و پنج مین ہوئے کہ کیا کیا جاوے چونکہ چاندبی بی کو یہ حال پہلے سے معلوم تھا کہ دو نقب جو باقی ہین وہ خالی ہو گیے ہین اوڑینگے نہین۔ اور اوس نے اوڑنے کا وقت آجانے کے باعث دیوار کے شگاف کے بند کرنے کا بھی بندوبست کر لیا تھا اس لیے جبھی کہ سرنگ اوڑ گئے اوس جوانمرد عورت نے برقع پہن یک تلوار گلے مین حمائل کی۔ اور دوسری تلوار ہاتھ مین لی

اور برہنہ پا اوپچی بن نہایت ہی سرعت کے ساتھ تھیلے اور ٹوکرے مٹی اور پتھر کے بھرے
ہوئے جو اوس نے تیار کر رکھے تھے لیکر شگافون کے مقام پر آکھڑی ہوئی — اور
بآواز بلند تمام اہل قلعہ سے کہا کہ اے مردان بکوشید تا جامہ زنان نہ پوشید کسی کو ہمیشہ
جینا نہین ناموری کے ساتھ مرجانا بدنامی کے بجینے سے ہزار درجہ بہتر ہے جس وقت
کہ یہ دشمن اندر گھس آئینگے تمہین قتل و غارت کرڈالینگے تمہارے زن و فرزندان کے
ہاتھون مین جائینگے اون سے جو اون کا دل چاہیگا وہ سلوک کرینگے - ایسے وقت مین
ہرگز نامردی نہ کرنا چاہیئے - جس وقت کہ یہ عورت وہان آئی اور ایسی غیرت دلائی تو احمدنگر
مین کوئی چھوٹا بڑا عورت مرد امیر غریب ایسا نہ تھا کہ جو اوس کی مدد کو نہ اوٹھ کھڑا ہوا ہو مرتضی
خان آہنگ خان وغیرہ بھی نکل آئے اور اس کے حکم اور راے کے بموجب شگافون
کی مسدودی مین مصروف ہوئے - اور ایک طرفۃ العین مین توپین اور زنبورزن اور دیگر
آلات جنگی وہان لاکر لگا دیئے جس سے وہ شگاف دہلیز دوزخ کا نمونہ بنگیا - ادہر تو احمدنگر
والون نے رخنہ کے بند کرنے کا بندوبست کیا اور ادہر جب شاہزادہ کو دوسرے سرنگون
کے اوڑنے سے مایوسی ہوئی تو اوس نے فوج کو حملہ کا حکم دیا - اور ایسی سخت
کوشش کی کہ اوس سے زیادہ امید ہی نہین ہوسکتی تھی مگر اس عورت کے سامنے
کسی کی پیش نہ گئی - جس قدر ادہر سے سخت حملہ ہوا اوسی قدر ادہر سے سخت روک
اور مزاحمت ہوئی - یہان تک کہ طرفین کے جوان مردون کے خون سے زمین بن نالے
بہدیئے - اور چار گھنٹہ کامل لڑائی ہوتی رہی بعد ازان شام ہوجانے کے باعث مجبوراً
شاہزادہ مراد کو نامراد لوٹنا پڑا - اور مغلون کے لشکر کے ہر صغیر و کبیر کے منہ سے اوس
عورت شیردل کی تعریف و تحسین بے ساختہ نکلنے لگی اور اس تاریخ سے اوسے بجائے

چاندبی بی کے چاند سلطانہ کہنے لگی - جب رات ہوئی اور مغل اپنے لشکر مین لوٹ کر آرام کرنے گئے تو گو آسمان کے سورج اور چاند نے مغرب کے پردہ مین مُنہ چھپا لیا مگر یہ نامور چاند ویسے ہی رات بھر گھوڑے پر سوار شگاف کے مقام پر کھڑی رہی اور کسی کو روپیہ دیا کسی سے وعدہ وعید کیے اور کسی کو میٹھی باتون سے پُسلایا اور دیوار بنوائی پتھر مٹی کوڑا کرکٹ ڈنگر ڈھور حتیٰ کہ آدمیون کی لاشون سے رات ہی رات مین دیوار تین گز اونچی کرائی - اور ایسا مستحکم سد سکندری کر دیا کہ صبح کو دشمن کی ہمت پھر حملہ کی نہ ہوئی سچ ہے ؎

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد		خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد	

۱۵۷ - شاہزادہ مراد اور چاند سلطانہ کے مابین برار کا علاقہ دینے پر صلح ۱۰۰۴ھ

اگرچہ چاند سلطانہ نے بڑی جوان مردی کی - اور قلعہ کی دیوار کو پھر درست کر لیا - مگر وہ عاقلہ یہ بات جانتی تھی کہ ان ایک مشت آدمیون سے قلعہ کی حفاظت تا بکے - دشمن بڑا زبردست ہے - بدون امداد کام نہ چلے گا - اس لئے اوس نے سہیل خان کو خط لکھا کہ قلعہ کی حالت بہت ابتر ہو رہی ہے اب تک تو دلاوری اور دل دہی سے مین نے قلعہ بچایا - اب قلعہ مین رسد نہین رہی ہے - تم جلد آؤ - اگر دیر کرو گے تو قلعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا - یہ خط جو جاسوس لیے جاتا تھا اتفاقاً کہین مغلون کے ہاتھ پڑ گیا خانخانان اور صادق محمد خان نے اوس خط کو دیکھا اور پھر ویسے ہی اوسے جاسوس کو دیدیا اور ایک خط اپنی طرف سے بھی سہیل خان کو لکھا کہ یہ جھگڑا مدت سے ہو رہا ہے آپ جلد آئے تاکہ اس کا کچھ تصفیہ ہو جائے - جب یہ خط سہیل خان کے پاس پہونچے تو وہ بیر سے جہان اس وقت پڑا ہوا تھا فوراً احمد نگر کو روانہ ہو گیا - مغل بی بی اب تنگ ہو گئے تھے اور دکھنی فوجین جو ادہر اودہر لوٹ مار کر رہی تھین وہنون نے مغلون کی رسد بند کر دی تھی - شاہزادہ اور صادق محمد خان گھبرا گئے تھے

اونہون نے خانخانان کو مشورہ کے لیے بولایا - اول تو خانخانان نے دخل دینے سے انکار کیا مگر جب صادق محمد خان نے اپنے مکابرہ پر ندامت کا اظہار کیا تو اوس نے بادشاہ کی خیر خواہی کے باعث شاہزادہ کو صلاح دی کہ دکن کا لشکر کوچ بہ کوچ چلا آرہا ہے - اس وقت لڑائی لڑنا خالی از دشواری نہین ہے بہتر یہ ہے کہ آپ برار کی طرف چلے جائین اور جب اوس طرف قبضہ ہوجاے اور وہان کی رعایا ہماری حکومت سے راضی ہوجائے تو پھر یہان آکر احمد نگر کو فتح کیا جائے - چونکہ شاہزادہ وغیرہ تمام امرا رسد کی تنگی سے گھبرائے ہوئے تھے اونہون نے خانخانان کو صلح کا مختار کر دیا - خانخانان نے سید مرتضی سرداری کو جو امراے اکبری مین مدت سے داخل تھا چاند سلطانہ کے پاس صلح کا پیغام دیکر بھیجا - جب چاند سلطانہ نے مغلون کی گھبراہٹ دیکھی تو صلح سے استغنا کیا - مگر پھر راضی ہوگئی یہ صلح نہایت خفیہ ہوئی نہ صفر سہیل خان وغیرہ کو بلکہ احمد نگر کے اور امرا کو بھی بھید نہ کھلا - بعد ازان فریقین کے ایلچی آئے اور یہ عہد نامہ لکھا گیا کہ کچھ پرگنات بیدر اور کل برار کا علاقہ جو تفال خان کے قبضہ مین تھا وہ شاہزادہ کو دیدیا جائے - اور حسین شاہ کے وقت مین جس قدر ملک مہور سے بندر جیول تک اور پریندہ سے دولت آباد اور سرحد گجرات تک تھا وہ حاکم احمد نگر کے پاس رہے جب فریقین کی عہد نامہ پر مہرین ہوگئین اور سہیل خان احمد نگر سے چھ کوس پر پہونچ گیا تو شاہزادہ مراد اور خانخانان اوائل شعبان ۱۰۰۴ھ مین براہ کوتل چتور بظاہر دولت آباد کی تسخیر کو چلے اور وہان سے ہوتے ہوئے برار کو چلے گئے - یہ خفیہ عہد نامہ چاند سلطانہ کے حق مین گو اس وقت نہین مگر آگے چلکر بلاے جان ہوگیا - کیونکہ اس صلح سے بوجہ مجبوری - کے اگرچہ اس وقت

کسی نے انکار پر زیادہ اصرار نہ کیا لیکن کسی نے اوسے پسند نہ کیا۔ اور خاصکر اس سبب سے اور بھی پسند نہ کیا کہ اوس مین یہ لوگ شامل نہ ہوئے۔

۱۵۸۔ بہادر شاہ کا احمد نگر مین بادشاہ ہونا اور شاہزادہ مراد کا برار مین انتظام۔

جب سہیل خان کے لشکر مین فوج مغلیہ کے واپسی کی خبر پہونچی تو امرائے دکھنی وحبشی نے میان منجھو اور احمد شاہ کی رفاقت چھوڑی اور احمد نگر کو چلے گیے۔ اب میان منجھو نے چاہا کہ احمد شاہ بادشاہ ہو۔ اور احمد نگر مین کچھ ہاتھ پاؤن مارنے کا ارادہ کیا۔ مگر آہنگ خان نے چاندبی بی کی رائے سے احمد شاہ کو قلعہ سے باہر نکال دیا۔ اور میان منجھو کو قلعہ مین آنے سے روک کر کسی شخص کو جوندکو بھیجا۔ اور شعبان ۱۰۱۷ھ مین بہادر شاہ ابن ابراہیم نظام شاہ کو منگا کر بادشاہ بنایا۔ میان منجھو لڑنے کو کھڑا ہو گیا۔ جب ابراہیم عادل شاہ نے سنا تو بپاس داری چاندبی بی اور نیز مصلحت وقت کے لحاظ سے فساد برپا ہونا مناسب نہ جانکر مرتضی خان دکھنی کو بہ تعجیل احمد نگر کو بھیجا۔ اور میان منجھو سے کہا کہ اس وقت مین ایسی آرزوئین کرنا ملک مین خلل ڈالنا ہے تم سہیل خان کے ساتھ یہان چلے آؤ جیسا مناسب ہوگا ویسا کیا جاویگا۔ میان منجھو نے بھی جان لیا تھا کہ اگر عادل شاہ کی نافرمانی کرتا ہون تو میری بات چلنا مشکل ہے اس لیے سہیل خان کے ہمراہ احمد شاہ کو لیکر بیجاپور چلا گیا۔ ابراہیم نے احمد شاہ کے لیے کچھ جاگیر مقرر کردی اور میان منجھو اور اوسکے بیٹے میان حسن کو اپنے امرا مین داخل کر لیا۔ اسطرح احمد شاہ کے نام کی سلطنت بھی آٹھ مہینے رہی۔ ادھر شاہزادہ مراد اور خانخانان برار کو گیے۔ اور ایک مقام پر بالاپور کے قریب چھاونی ڈالی۔ اور اوس جگہ قصبہ شاہ پور آباد کر کے اوسے عجالتہً دارالحکومت بنایا۔ اور پرگنات کو اپنی جاگیر مین تقسیم کر دیا۔ اور سپاہ کو آرام کے لیے تھوڑے تھوڑے

فاصلہ پر بھیجدیا - چونکہ ابھی دکن مین پاون اچھی طرح نہ جمے تھے اور اونکی صلح پر اعتبار نہ تھا اس لیے اکبر نے راجہ علیخان سے قرابت پیدا کرنا مناسب سمجھا - اور اوس کے بیٹے کی بیٹی سے اپنے بیٹے شاہزادہ مراد سے شادی کرلی - اور راجہ علیخان کو تین چار ہزار سوار سے بخاطر داری برار مین رہنے دیا - شاہزادہ مراد اور شہباز خان کنبوہ سے احمد نگر کے تاراج اور نیز صلح کے وقت رنج ہوگیا تھا اس لیے شہباز خان شاہزادہ سے بغیر رخصت لئے مالوہ کو چلا گیا - اور شاہزادہ مراد نے برار مین اچھی طرح اپنا انتظام کرلیا -

۱۵۹ - قطب شاہی تاریخ مین واقعات کی تاریخ نہ لکھنے سے دقتین - اور مکندراج راے کشمکوٹہ کی بغاوت -

جس وقت ادہر یہ جھگڑے ہو رہے تھے تو محمد قلی قطب شاہ اپنی عملداری مین بیکار نہین بیٹھا تھا بلکہ وہ بڑا بھاری کام کر رہا تھا ابراہیم قطب شاہ کے زمانہ مین رامراج کی لڑائی کے بعد ایک شخص بہائی بلندر کشمکوٹہ یا قاسم کوٹہ کا راجہ ابراہیم کا مطیع ہوگیا تھا اور ہر سال معمولی خراج بھیجا کرتا تھا - جب وہ مرگیا تو اوس نے مکندراج ایک بارہ برس کا بیٹا چھوڑا - محمد قلی نے اوسے باپ کی جگہ گدی نشین کردیا - اور امرا اور راجہ ہاے قاسم کوٹہ کو لکھہ بھیجا - کہ مکندراج ہمارے طرف سے اپنے باپ کی جگہ وہان کا راجہ مقرر کیا گیا ہے - اس لیے تمام رائے اور سردار وہان کے اوس کے مطیع ہوگیے بعد ازان مکندراج محمد قلی کی خدمت مین حاضر ہوا - اور بادشاہ نے اوسے رین زرد اور کلاہ و کمر و آفتاب گیر عنایت کیا اور اوسے اپنے وطن کو بعزت تمام رخصت کردیا مکندراج مدت تک راج کرتا رہا - اور معمولی خراج باپ کی طرح بھیجتا رہا - قطب شاہی تاریخ مین لکھا ہے کہ مکندراج اور بہائی بلندر نے تیس سال تک خراج بلا زر و حیلہ بھیجا - مگر

یہ تعداد تیس سال کی محض غلط ہے کیونکہ اوسی تاریخ قطب شاہی سے ثابت ہوتا ہے کہ بہاے بلندر نے راجمندری کی فتح کے بعد اطاعت قبول کی تھی۔ اور اس فتح کی تاریخ ہے (معبد کافران بدست آمد) جس سے ۹۷۹ھ نکلتے ہین اور یہ بہی قطب شاہی تاریخ سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ واقع جس کا ذکر ہم کر رہے ہین احمد نگر پر اکبری فوج کی چڑہائی سے پہلے کا ہی اور یہ چڑہائی ۹۸۰ھ مین ہوئی ہے اس لیے کسیطرح تیس سال باپ بیٹون کی اطاعت کو نہین ہو سکتے۔ یہ بحث ہم نے صرف اس لیے لکہی ہے کہ قطب شاہی تاریخ کی اٹکل پچو تحریرات کا حال ہمین بتانا منظور ہے کہ جس سے ہم کو سخت دقت ہر مقام پر آکر پڑتی ہے۔ اور پاس پڑوس کی سلطنتون کی تاریخون سے بغیر مدد لیے کام نہین چلتا اور اوس سے بہی کامل تشفی نہین ہوتی۔ اور اسباب اور نتائج واقعات کے اچہی طرح نہین نکل سکتے۔ غرض جب محمد قلی نے اکبری فوج کے مقابلہ کے واسطے اپنی فوج کا عظر احمد نگر کو بہیجدیا۔ تو مکندراج کو دیا در نے بہکایا۔ اور محمد قلی سے بغاوت پر آمادہ کردیا مکندراج نے پہلے توبر لاس خان اور غضنفر خان وغیرہ چند مسلمان سردارون کو جو غالباً دہان ایسے رہتے ہونگے جیسے آجکل انگریزی زرخرید دیسی ریاستون مین رہا کرتے ہین فریب سے قید کر لیا اور دیوراج اپنے داماد کو جو محمد قلی کا طرفدار اور خیر خواہ تہا مار ڈالا۔ اور پہر خراج دینے سے انکار کر کے وینکٹادری راے پنکنڈہ کو لکہا کہ آجکل قطب شاہی فوج احمد نگر کو اکبری فوجون کے مقابلہ کو گئی ہوئی ہے۔ اور ایک بڑا حصہ فوج کا شمالی مغربی سرحد پر پڑا ہوا ہے جو اسوقت وہان سے کسی طرف جنبش نہین کر سکتا ہے۔ ایسے مین اگر آپ اور ہم بالاتفاق کوشش کرین تو ممکن ہے کہ قطب شاہی عملداری کو خاک مین ملادین اس لیے ضرور ہے کہ آپ میرا ساتھہ دیجئے۔

۱۶۰- مکندراج کی بغاوت اور امین الملک کا اوسے شکست دیکر قاسم کوٹہ پر قبضہ کرنا۔

اس وقت محمد قلی کی حالت بڑی نازک تھی اوس کی اچھی فوج تو احمد نگر گئی ہوئی تھی اور باقی عمدہ فوج کا ایک بہت بڑا حصہ شمالی مغربی سرحد پر مغلون کے ڈر سے پڑا ہوا تھا۔ اب جب کہ شمال مشرق مین مکندراج نے سر اوٹھایا تو اوس کی موافقت کی خاطر جنوب مغرب مین وینکٹادری مرتضیٰ نگر پر فوج لیکر چلا۔ مگر محمد قلی بڑا بیدار مغز تھا۔ اُس نے برلاس خان کی عرضی پہونچتے ہی میر زین العابدین رستمداری کو سر لشکر کیا۔ و عبدالکریم حوالہ دار وغیرہ امرا اوس کے ساتھہ کئے اور کستمکوٹہ کو روانہ کیا۔ کہ مکندراج کو تسلی و دلاسا دیکر راہ پر لائے اور جب عمال مرتضیٰ نگر نے لکھا کہ وینکٹ پتے دو لاکھہ سوار اور پیادہ اور ہزار ہاتی لیکر مرتضیٰ نگر پر بڑہ رہا ہے تو عادل خان نیکی کو سپہ سالار کیا اور بہت سی سپاہ اور دو سو ہاتی اور کچھہ توپین لیکر اوس کی روک کو بھیجا۔ میر زین العابدین نے مکندراج کے پاس آدمی بھیجے اور اوسے نصیحت کی۔ مگر چونکہ ہندوون کو معلوم تھا کہ آجکل مغل احمد نگر پر پڑے ہوئے ہین اور قطب شاہی فوج اودہر گہری ہوئی ہے تو اونہون نے اس موقع سے فائدہ اُٹھائے بغیر رہنا مناسب نہ سمجھکر قطب شاہی امرا کی ایک نہ سنی۔ جب محمد قلی نے دیکھا کہ بغیر تلوار کے کام نہ چلے گا تو خود مکندراج کی تنبیہہ کے لیے جانیکا ارادہ کیا۔ مگر امین الملک کی رائے سے غالباً یہ مناسب سمجھکر کہ بادشاہ دارالسلطنت سے کہین نہ ہلے خاموش ہو رہا۔ اور امین الملک کو اوس کی تادیب کے لیے مقرر کیا اور ہری چند بہای، بلند رکے بہای اور ہری چند کے بیٹے سنکراج اور علم خان کو جو غالباً خطا معاف کرا کر محمد قلی کے پاس آگیا ہوگا اور نیز مجاہد خان وغیرہ کو ساتھہ کیا۔ اس لیے مکندراج نے اپنے گرد نواح کے راجاؤن سے مدد منگائی اور تیس ہزار پیادہ اور تین ہزار سوار لیکر حدود

راجمندری مین مسلمانون کے مقابلہ کو بڑھ آیا۔ امین الملک نے ہر چند چاہا کہ وہ اطاعت اختیار کرے مگر اب بھی اوس نے نہ مانا۔ اس لیے طرفین سے فوجین تیار ہوئین میر زین العابدین سر لشکر قلب مین کھڑا ہوا۔ اور امین الملک پیچھے مدد کے لیے تیار رہوا۔ جب ہندوون نے حملہ کیا تو سب سے پہلے علم خان اور سنکراج اپنی فوجین لیکر اون کے مقابل ہوئے مگر ہندون نے یہان خوب بہادری کی۔ اور مسلمانون کے صفین توڑ دین اور علم خان اور سنکراج کو میزون سے مار ڈالا۔ اور قریب تھا کہ ہندون کی فتح ہو جاے مگر امین الملک نے پیچھے سے تازہ دم فوج لیکر مدد کی اور لڑائی کا پانسا پلٹ دیا۔ مکند راج شکست کھا کر بھاگا۔ اور کسٹمکوٹہ مین جا کر بیچارہ برلاس خان اور غضنفر خان قیدیون کو قتل کر ڈالا۔ اس سے امین الملک نے وہان بھی اوس کا تعاقب کیا اب مکند راج نے دیکھا کہ مسلمانون سے لڑنا جان کھونا ہے اس لیے وہ سیدھا کول اور مدورہ کی طرف کو اپنا ملک چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اور کسٹمکوٹہ پر قطب شاہی فوج کا بلا مزاحمت کامل قبضہ ہو گیا۔

۱۶۱۔ محمد قلی کی وینکٹ پتے راے پنکنڈہ سے مصالحت۔ اور راجہ رامچندر راے بتاپور کی اطاعت۔

جب وینکٹ پتے راے پنکنڈہ نے دیکھا کہ عادل خان زبردست فوج سے مرتضی نگر آ گیا ہے اور فوج ابھی آنیکا انتظار ہے اور سنا کہ مکند راج کو کسٹمکوٹہ مین شکست ہوئی ہے تو اوس نے حملہ مناسب نہ سمجھکر لشکر کشی کا عذر اس طرح کیا کہ کچھ تحفے تحائف محمد قلی کو بھیجے اور لکھا کہ مرتضی نگر کی طرف مین اس لیے آیا تھا کہ کہم کے تالاب کا مجھے دیکھنا منظور تھا۔ محمد قلی نے اس عذر کو اس وقت غنیمت سمجھا۔ اور اوسے مصالحت آمیز خطوط لکھکر ٹال دیا۔ اور عادل خان بنگی کو لکھ بھیجا کہ لڑائی کی چھیڑ چھاڑ نہ کرے۔ جب ادھر سے خوف

جاتا رہا تو محمد قلی نے امین الملک کو حکم دیا کہ مکند راج کو جہان تک ہو سکے گرفتار یا قتل کر دیا جائے اس لیے امین الملک نے اوس کا تعاقب کیا۔ مکند راج پتاپور مین چلا گیا اور ساحل مالابار کے جنگل مین پناہ لی۔ اس لیے حوالی پتاپور کا جنگل مسلمانون نے کاٹنا اور مکند راج کا نکالنا چاہا اور جنگل مین آگ دینا شروع کر دی اب مکند راج نے پریشان ہو کر راجہ رامچندر سے پناہ مانگی جو دہان کا بہت بڑا راجہ تہا۔ رامچندر نے کہا کہ ہم اکیلے قطب شاہی فوج کا مقابلہ نہین کر سکتے۔ مادہو سنگھ ایک اکبری فوج کا سردار راجپوتون کی فوج لیے بنگالہ مین پڑا ہوا ہے اوس سے امداد مانگنا چاہیئے۔ چنانچہ دونون نے مادہو سنگھ کو لکھا۔ اور اوس نے ان کی امداد کے لیے کچھ فوج بھیجدی۔ امین الملک اور میر زین العابدین نے اس لیے رامچندر کی عملداری پر تاخت و تاراج شروع کی۔ اور جب مادہو سنگھ نے کسی وجہ سے اپنی فوج واپس بولالی۔ تو رامچندر نے مجبور ہو کر بوعدہ اداے خراج سالانہ اطاعت اختیار کر لی۔ اور مکند راج بنگالہ کی طرف بھاگ گیا۔ اور جب امین الملک کو کامل اطمینان حاصل ہو گیا تو اوس نے سرحد کی حفاظت کے لیے ملک نائب اور آسی رائو کو علاقہ ویلور کے دو سردارون کے ساتھ وہان چھوڑ دیا اور کشٹمکوٹہ کو چلا آیا اور اوس کے اکثر حصہ پر قبضہ کر لیا۔

۱۶۲۔ راجمہندری مین رویلوار قوم کا بلوہ اور عادل خان اور زین العابدین کا اوسے فرو کرنا

جب امین الملک اور میر زین العابدین مکند راج کے تعاقب مین پتاپور کی طرف گئے ہوئے تھے تو علاقہ راجمہندری کو خالی دیکھکر رہے کے رویلوار قوم کے ہندوون نے بلوہ مچادیا۔ اور ایلور اور نرسل اور بہارجلی مین صادر و وارد کو لوٹنا شروع کیا اور ایسا فساد برپا کیا کہ جو تھوڑی فوج راجمہندری مین باقی تہی اوسے جنگل مین پناہ لینی پڑی۔ جب محمد قلی کو معلوم ہوا تو اوس نے عادل خان

سپہ سالار مرتضی نگر اور چنگیز خان سر نوبت کو حکم دیا کہ رویوار ہندون کی تادیب کے لیے راجمندری اور کامورم کی طرف جائین - عادل خان فوراً وہان جا پہونچا - اوران بلوائیون کو ایک ہی حملہ مین تتر بتر کر دیا - گو میدان مین اون کو شکست ہوگئی - مگر اونہون نے جاکر دریا پر قبضہ کر لیا - اور بیس ہزار آدمی نے اکٹھے ہو کر ایسی مضبوطی اسے انتظام کیا کہ عادل خان کو دریا سے عبور کرنا غیر ممکن ہوگیا - اس لیے اوس نے محمد قلی کو درخواست بھیجی کہ کچھ توپون اور فوج سے اوس کو مدد بھیجی جائے اس عرصہ مین مکند راج کا جھگڑا نبٹ چکا تھا اس لیے محمد قلی نے میر زین العابدین کو لکھا کہ عبد الکریم حوالدار کے اتفاق سے توپین اور ضرب زن اور بانکاری اور شتابخانے تفنگچیون کی فوج لیکر عادل خان کی مدد کرے - اور جس قدر توپین چاہیے ہین راجمندری کے قلعہ سے لے لے - اس حکم کے پہونچتے ہی زین العابدین عادل خان کی امداد کو پہونچا - مگر ہندون کا ایسا ہجوم تھا اور دریا مین پانی بھی اس کثرت سے تھا کہ اس امداد سے بھی کام نہ چلا - مگر جب باباجی سر نوبت اور وہر ماراؤ نے دو تین کوس کے فاصلہ پر ایک گذرگاہ دریافت کر لی - اور چنگیز خان نے چند سلحدار لیکر دریا مین گھوڑے ڈالدئے اور پار ہوگیا - اور پیچھے سے اور بھی فوج نے گذرنا شروع کر دیا تو اگرچہ باغیون نے حال دریافت ہونے پر خوب مزاحمت کی مگر اون کی ایک پیش نہ گئی اور اوس گھاٹی مین افغنیون نے پناہ لینا پڑی جو اوس کے قریب ایک دشوار گذار مقام پر اونہون نے سنگین دروازہ بنا کر اپنے پناہ کے لیے مقرر کر رکھی تھی - اور اوس پر توپین چڑھا کر خوب مستحکم کر لیا تھا - اور عبور دریا کے بعد فوج کا اوسی طرف سے گذر تھا - اس لیے چنگیز خان نے اوس مقام پر حملہ کیا - ایک سخت جدال و قتال کے بعد اوس پر بھی قبضہ کر لیا - اور جب باغی بہت سے

قتل ہو گئے اور نہایت مجبور ہوئے تو اونہون نے اطاعت قبول کی - اور باوجود اس سرکشی کے مسلمانون نے اپنے قدیمی قومی رحم دلی کے باعث بوعدہ ادائے مالگذاری اون کے تمام قصور معاف کر دے - بعد ازان عادل خان تو گولکنڈہ چلا آیا اور میر زین العابدین اور چنگیز خان کو حکم ہوا کہ وہ کسٹمکہ ٹہ کو جا کر اوس کا انتظام کرین - یہ اوپر کے تمام قطب شاہی واقعات ۱۰۰۰ھ و ۱۰۰۱ھ کے ہین -

۱۶۳ - محمد خان کی پیشوائی اور سرکشی پر گرفتاری اور آہنگ خان کا پیشوا مقرر ہونا -

جب چاند سلطانہ نے احمد نگر مین بہادر شاہ کو بادشاہ بنایا تو محمد خان میان منتخب دایہ زادے کو پیشوا کیا یہ تو طبعی دستور ہے کہ جو ذی اختیار ہو وہ اپنے استقلال کے واسطے اپنے اعوان و انصار کو فراہم کرے - اس نے بھی تمام امورات سلطنت پر اپنے آدمی بہروے - اور آہنگ خان اور حبشی خان کو جو اس وقت بڑے بڑے سردار تھے پکڑ پکڑا کر قید خانہ مین بھیجدیا - اس وجہ سے جو امرا اور ذی حوصلہ لوگ تھے اون کی ہمتین پست ہو گئین اور وہ ادہر ادہر گوشہ کنارہ مین جا چھپے - جس سے چاند سلطانہ بھی اوس کے قبضہ مین ہو گئی اور محمد خان کی ہی حکومت چلنے لگی - چاند سلطانہ اسے دیکھکر بہت گھبرائی - ابراہیم عادل شاہ کے سوا کون تھا جس سے وہ فریاد کرتی - اوس نے ابراہیم کے پاس پیغام بھیجا کہ محمد خان سے جو امید تھی اوس - کے بالکل برخلاف اوس سے ظہور مین آیا زبردست دشمن سرحد پر پڑا ہوا ہے یہان یہ فتنہ و فساد ہو رہے ہین - اگر آپ ایسے وقت مین کچھ توجہ نہ کرینگے تو یہ بقیہ ملک مغلون کے قبضہ مین چلا جائیگا - چونکہ ابراہیم چاند سلطانہ کو اپنی مان کی طرح سمجھتا تھا اور نہایت ممنون احسان تھا دوسرے مغلون کی پیش قدمی کا اوسے اپنے ملک پر بھی اندیشہ تھا اوس نے احمد نگر مین امن قایم کرنا ضروری سمجھا اور سہیل خان کو ایک بڑی

فوج دیکر ۱۰۰۵ھ مین پہر احمد نگر کو بھیجا۔ کہ چاند سلطانہ کی مرضی کے موافق وہان کا انتظام کردے۔ جب سہیل خان وہان گیا اور محمد خان راہ راست پر نہ آیا تو سہیل خان نے چاند سلطانہ کی راے کے مطابق احمد نگر کا محاصرہ کیا۔ اور محمد خان قلعہ مین متحصن ہوگیا چار مہینے تک محاصرہ رہا۔ جب محمد خان نہایت تنگ ہوا تو اوس نے خانخانان سے مدد مانگی لیکن جب یہ حال اہل قلعہ کو معلوم ہوا تو اور سب لوگ اوس سے برگشتہ ہو گیے اور قید کرکے اوسے چاند سلطانہ کے حوالہ کیا۔ اس کے بعد چاند سلطانہ نے آہنگ خان حبشی کو جو اوس کا بڑا معتبر تہا پیشوا اور وکیل السلطنت کیا اور سہیل خان کو خلعت دیدلاکر باعزاز تمام رخصت کیا۔

۱۶۴۔ دکنیون اور مغلون کی لڑائی راجہ علیخان اور راجہ رام چندر کا قتل اور خانخانان کے مقابلہ مین سہیل خان کی شکست۔

جب سہیل خان لوٹکر حوالی راجہ پور مین پہونچا۔ جو دریاے گنگ گوادری کے کنارہ واقع ہے تو معلوم ہوا کہ امراے اکبری نے نقض عہد کیا ہے اور قصبہ پاتری کو جو مملکت برار سے خارج ہے لے لیا ہے اس لیے وہ وہین ٹہیر گیا۔ اور ابراہیم عادل شاہ کو اس کی اطلاع کی۔ اور اسی طرح چاند سلطانہ اور آہنگ خان نے بہی قطب شاہ و عادل شاہ کو حالات لکہکر بہیجے۔ اور مغلون کے نکالنے کے لیے بمنت و سماجت تمام مدد کی درخواست کی جس سے عادل شاہ نے حسب دستور سابق سہیل خان کو مغلون کے مقابلہ کے لیے سپہ سالار کیا۔ اور قطب شاہ نے مہدی قلی سلطان کو تلنگانہ سے روانہ کیا۔ اور گو کہ چاند سلطانہ چاہتی تہی کہ مغلون سے لڑائی نہو مگر پہر بہی احمد نگر سے ساٹہہ ہزار سوار کے قریب اکٹہے ہوکر آ گئے۔ اور یہ سب فوج قصبہ سون پت مین جمع ہوئی۔ اس وقت خانخانان سپہ سالار مغلیہ جالنہ پور مین

اور شاہزادہ مراد شاہپور مین تہا۔ خانخانان نے فوج کو پارون طرف سے طلب کیا اور شاہزادہ کے پاس شاہپور مین گیا۔ مغلیہ فوج کے تمام سردارون کا یہ قاعدہ تہا کہ ایک دوسرے پر تفوق چاہتے تہے۔ خانخانان یہ چاہتا تہا کہ یہ فتح میرے نام سے ہو۔ اس لیے اوس نے شاہزادہ اور اوس کے اتالیق محمد صادق خان کو یہ صلاح دی کہ وہ اپنی جگہہ رہین اور باقی تمام امرائے اکبری اور شاہرخ مرزا اور راجہ علی خان والی برہانپور کو ساتہہ لیا۔ اور بیس ہزار سوار سے ناندیر کے قرب دریائے گنگ گوداوری کے کنارہ دکنیون کے مقابلہ کو آگیا اور لشکر کے گرد خندق کہود کر پندرہ روز تک ٹہیرا۔ جب دکنیون کی کم و کیفیت کو دیکہہ لیا اور مٹ بیڑون مین اون کی طرز و انداز کو جانچ لیا تو دریا سے جسمین اس وقت پانی پایاب تہا فوج کو پار اوتار لایا۔ ۷ جمادی الثانی ۱۰۰۵ھ کو مخالفین کا علی الصباح سامنا ہوگیا مگر انہی دو پہر مین فریقین نے بڑے بڑے تین بجادیے۔ آخر عصر کو وقت جنگ شروع ہوئی سہیل خان کی میمنہ پر امرائے نظام شاہی اور میسرہ پر قطب شاہی فوج تہی۔ پرتگالیون وغیرہ اہل یورپ کی آمد و رفت کے باعث توپخانہ کا رواج اس وقت تک جس قدر دکن مین تہا اوتنا رواج شمالی ہند مین نہ تہا۔ سہیل خان کا توپخانہ بہی اکبری توپخانہ سے کمین اچہا تہا۔ مرزا عبدالرحیم خانخانان نے چاہا کہ خود دکنیون کا مقابلہ کرے۔ مگر پہر کچہہ سوچکر عین لڑائی کے وقت راجہ علی خان اور راجہ رام چند وغیرہ امرائے راجپوت کو آگے بہیجدیا۔ جنہون نے بڑہکر سہیل خان کے ہراول کو توپین چہوڑنے کی مہلت نہ دی اور اون کے سر پر آکر اونہین شکست دیدی۔ اور کسی قدر توپین چہینکر سہیل خان تک پہونچ گئے۔ اس وقت سہیل خان نے پہلے تو توپ اور بندوق سے راجپوت اور خاندیسیون کی خوب خبر لی۔ پہر دہکے سے بہاگ چلا۔ جب مغل تعاقب کرکے ایک دشوار گذار مقام پر آگئے تو پہر توپخانہ کی آڑ مین ہوکر آگے نکلا

اور ایسا حملہ کیا کہ جس سے چار ہزار آدمی مخالفون کے غارت ہو گیے ۔ اور راجہ علیخان والی برہانپور راجہ رام چندر مارے گیے سہیل خان نے دیکھا کہ نظام شاہی اور قطب شاہی فوج مغلون کے سامنے سے بھاگ گئی تو اوس نے دشمن کی پوری فوج کا مقابلہ اپنے اوپر لے لیا ۔ اور دشمن کے میمنہ اور میسرہ کو کامل شکست دے دی کہ جس سے وہ لوگ بھاگ کر شاہپور چلے گیے ۔ اسی مین خانخانان کے مارے جانے کی خبر بھی اوڑی اور بھگوڑون کو دیکھکر وہان ایسی گھبراہٹ پڑ گئی کہ محمد صادق خان نے چاہا کہ شاہزادہ کو جس طرح ہو سکے دکن سے نکالکر بھیجا جائے ۔ جس وقت دو گھڑی دن رہا ہے اوس وقت سہیل خان کے مقابلہ مین دشمن کا ایک آدمی بھی موجود نہ تھا ۔ سہیل خان کو یقین ہو گیا کہ اوس کی کامل فتح ہو گئی ۔ اس لیے وہ خوشی خوشی وہین ٹھیر گیا ۔ مگر چونکہ خانخانان کو راجہ علیخان وغیرہ کے مارے جانے کی خبر نہ تھی وہ بھی میدان مین پڑا رہا جب دکھنیون نے مغلون کی رسد کو دیکھا تو وہ لوٹ پر پیل پڑے ۔ اور لوٹ کر اپنی سرحد کی طرف کو حفاظت کی غرض سے لوٹ آئے اس سے لڑائی کے مقام پر سہیل خان کے پاس ایک تھوڑی سی فوج رہ گئی ۔ چونکہ رات ہو گئی تھی ۔ فریقین کو ایک دوسرے کا حال معلوم نہ تھا ۔ اس لیے کوئی اپنے لشکر مین روشنی نہین کرتا تھا ۔ مگر سہیل خان کو پھر رات گئے کچھ ضرورت پیش آگئی ۔ اور اوس کے روبرو چند چراغ روشن کئے گیے جب اس روشنی کو خانخانان نے دیکھا ۔ تو تفتیش کے لیے جاسوسون کو بھیجا ۔ معلوم ہوا کہ یہ سہیل خان کا لشکر ہے دکھنیون کی کچھ تھوڑی بہت بھرائی مغلون کے ہاتھ آگئی تھی خانخانان نے حکم دیا کہ ادنہین سے دشمن پر فیر کرین ۔ جب سہیل خان کے لشکر مین گولے برسنے لگے تو اوسے معلوم ہوا کہ دشمن سر پر موجود ہے اس لیے چراغ خاموش کر کے

قیام گاہ کو بدلدیا۔ مگر اس سے سہیل خان کے تمام لشکر مین ایک کھل بلی مچ گئی۔ اوس نے آدمی دوڑائے کہ چارون طرف سے پراگندہ فوج کو بولا کر لائین۔ اودھر خانخانان بھی اپنی فوج کی قلت اور دشمن کی موجودگی سے گھبرایا مگر دانائی سے یہ تاڑ گیا کہ ان گولون نے دشمن کے دل مین ہراس پیدا کر دیا ہے اس لیے اوس نے فتح کی خوشی کا نقارہ خاصہ اور کرنا بجوایا کہ جس سے شاہی فوج کے سردار جو ادھر اودھر غارون اور گوشون مین رات بسر کرنے کو پڑے تھے اوس کے پاس آنا شروع ہوئے جب یہ لوگ خانخانان کے پاس آتے تو عرب کے دستور کے موافق مسلمان نعرہ اللہ اکبر مارتے اور ہندو اون کے دیکھا دیکھی بم بم مہادیو۔ کے کرتے تھے اس طرح گیارہ مرتبہ رات مین خانخانان کے لشکر سے صدا بلند ہوئی۔ اس صدا نے سہیل خان کے لشکر کو سخت پریشان کر دیا۔ جب صدا بلند ہوتی تو ان کی دلاوری پرواز کرتی تھی اور اکبری فوج کے دل بڑھتے تھے۔ غرض کہ جب صبح ہوئی تو سہیل خان کے پاس دس بارہ ہزار سوار سے کم موجود نہ تھے اور خانخانان کے پاس بھی تین چار ہزار سوار تھے۔ اس وقت خانخانان کا یہ قصد تھا کہ باہم صلح ہو جائے اور سہیل خان صلح کا پہلے پیغام دے۔ مگر سہیل خان نے اپنے مشیرون کی راے سے صلح کا کچھ خیال نہ کیا۔ اس سبب سے خانخانان نے مجبوراً قبل از طلوع آفتاب لڑائی شروع کر دی۔ تاکہ مخالف اوس کی قلیل فوج کی تعداد کو کہین نہ جان جائین۔ نہایت سخت لڑائی ہوئی۔ طرفین نے دل توڑ کر ایک ایک انگل زمین کے لیے جان دی۔ اسی کشمکش مین خود سہیل خان زخمی ہو گیا اور بیتاب ہو کر گھوڑے پر سے گر پڑا۔ قریب تھا کہ دشمن اوس کا کام تمام کر دے۔ گردکھنی اوس کے پاس دوڑ پڑے۔ اور بڑی رفاقت کے ساتھ وے میدان جنگ سے دولو بانو پکڑ کر لا

نکال لاے۔ اور شاہ درگ مین آکر پناہ لی۔

۱۶۵۔ خانخانان کی واپسی دکن سے اور ابوالفضل کا سپہ سالار دکن مقرر ہونا۔

مرزا عبدالرحیم خانخانان کی فیروزجنگی تو پہلے ہی سے مشہور تہی۔ اس فتح غیر مترقبہ سے اوس کی اور بہی ناموری ہوگئی۔ جب وہ شاہپور مین شاہزادہ مراد کے پاس گیا تو وہ اوس سے بہت خوش ہوا اور اکبر کو اوس سے اطلاع دی۔ بادشاہ کچھ عرصہ سے عبداللہ خان ازبک والی توران کے حملہ کے اندیشہ سے لاہور مین ٹہیرا ہوا تہا اور اب عبداللہ خان کے مرجانے پر آگرہ کو لوٹ آیا تھا جب اس فتح کی خبر اوس کو پہونچی تو اوس نے خانخانان کو خلعت اور گہوڑا اس جلادر مین بہیجا۔ خانخانان نے فتح کے بعد اپنا قیام توجالنہ پور مین مقرر کیا۔ اور پرنالہ اور کاویل برار کے بڑے بڑے قلعون کے فتح کے لیے فوج بہیجی۔ صادق محمد خان پنجہزاری کی تحریک سے شاہزادہ مراد نے خانخانان سے کہا کہ یہ موقع اچہا ہے دکہنی پریشان حال ہورہے ہین۔ احمد نگر کو لیکر سلطنت نظام شاہی کو ختم کردینا چاہیئے خانخانان مذہبی میل کے باعث چاندبی بی کی رعایت کرتا تہا اوس نے کہا کہ چونکہ ابہی برار مین ہمارا کامل قبضہ نہین ہوا ہے اس لیے ضرور ہے کہ اس سال برار کا اچہی طرح انتظام کرکے آیندہ سال مین احمد نگر پر فوج کشی کی جائے۔ چونکہ خانخانان کا یہ کہنا محض غلط تہا اور صادق محمد خان شاہزادہ کو بہکاتا تہا اس لیے شاہزادہ کو اوس سے رنج ہوگیا۔ اور اس نے اپنے باپ کو لکہا جس سے اکبر نے شاہزادہ کی رعایت وخاطرداری کے باعث ۱۰۰۶ھ مین اسے واپس بولالیا۔ اور بجاے اوس کے شیخ ابوالفضل کو دکن کا سپہ سالار کرکے بہیجا۔ اور مرزا یوسف خان کو اوس کا شریک کردیا۔ انہون نے آکر پرنالہ اور کہرلہ اور کاویل کے قلعون کو فتح کیا۔ ۱۰۰۶ھ

۱۶۶- چاند سلطانہ اور آہنگ خان کی رنجش اور رفیع الدین شیرازی کا صلح کے لیے آنا۔

چونکہ چاند سلطانہ کی مرضی نہ تھی کہ اکبری فوج سے لڑائی کیجاے اس لیے اوس نے آہنگ خان کو لڑنے سے منع کیا تھا غالباً اسی بات پر چاند سلطانہ اور آہنگ خان سے رنجش ہوگئی تھی۔ جب آہنگ خان نے خانخانان سے میدان خالی پایا۔ تو اوس نے چاہا کہ چاند سلطانہ اور بہادر شاہ کو ہی نابود یا مقید کرکے خود مختار بن جائے۔ جب یہ حال چاند سلطانہ کو معلوم ہوا تو اوس نے اپنی اور بہادر شاہ کی حفاظت شروع کی۔ اور قلعہ کا دروازہ بند کرکے حکم دیا کہ آہنگ خان اور ارکان دولت کی طرح قلعہ کے باہر ہی دیوانداری کا کام کیا کرے۔ آہنگ خان نے کچھ دنون تک تو اس حکم کی تعمیل کی۔ مگر پھر مخالفت کرکے قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ اور فریقین مین روز لڑائی ہونے لگی۔ چاند سلطانہ کا معاون ابراہیم عادل شاہ کے سوا اور کون تھا اوس نے اعانت کی اوس سے درخواست کی یہ قاعدہ کی بات ہے کہ بادشاہون اور سردارون کے یہان جو شخص اپنی لیاقت اور محنت سے بڑا رتبہ پیدا کیا کرتا ہے اوس کے دشمن بھی بہت ہوجایا کرتے ہین۔ سہیل خان نے مغلون کے مقابلہ مین اپنی شجاعت سے بڑا نام پیدا کیا تھا اس لیے مفسدون نے ابراہیم سے اوس کی چغلیان کہائی تھین اور اُدھر سہیل خان کے دل مین یہ بات ڈالدی تھی کہ ابراہیم تیری فکر مین ہے گرفتار کرکے تجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ یہ رائے تو مصنف تاریخ بیجاپور کی ہے۔ مگر ہمارے نزدیک سہیل خان اپنی شکست کی ندامت سے ابراہیم کو مُنہ دکھانا نہ چاہتا ہوگا جس سے مفسدون نے ابراہیم اور سہیل خان کے دلون مین رنج پیدا کردیا ہوگا اسی سبب سے اوس نے بیجاپور کا جانا آنا ترک کردیا تھا اور اپنی جاگیر شاہ دک مین ہی رہا کرتا تھا اور چونکہ بیجاپور مین اور کوئی سردار اس پایہ کا نہ تھا اس وجہ سے ابراہیم

فوجی مدد تو احمد نگر کو نہ پہنچ سکا صفر رفیع الدین شیرازی کو باہم صلح کرا دینے کے لیے روانہ کیا۔ اور یہ بھی حکم دیا کہ شاہ درگ جا کر سہیل خان کے دل سے ہراس کو دور کرے۔ رفیع الدین اس وقت دار السلطنت بیجاپور کا حاکم اور بڑے شاہزادہ کا اتالیق تھا اور شاہی سکہ دوات بھی اوسی کے پاس رہتا تھا اور اصطبل کے دوسو ہاتی اور سات سو اونٹ اور ڈیڑھ ہزار گھوڑے بھی اوسی کی نگرانی مین تھے اور گھوڑون کے خرچ کے لیے دیہات سے وصول ہوکر ایک لاکھ ہون اوس کے پاس آیا کرتے تھے سوا سے اس کے جو کاغذات کہ عمال اور کارکنون کی جانب سے بادشاہ کی خدمت مین آتے اون کا حضور مین پیش کرنا بھی اسی کا کام تھا۔ اور جو السیس کی خبرین بھی بادشاہ کو یہی سنایا کرتا تھا۔ جب یہ روانہ ہوا تو تمام کام اپنے ایک بیٹے کے سپرد کر دیا۔

۶۷۔ رفیع الدین کا سہیل خان کے پاس شاہ درگ مین جانا۔

چونکہ شاہ درگ احمد نگر کے راستہ مین ہے اس سبب سے رفیع الدین پہلے سہیل خان سے ملنے کے لیے گیا۔ سہیل خان نے تین کوس تک رفیع الدین کا استقبال کیا۔ جب رفیع الدین اوس کے مکان مین گیا تو دیکھا کہ ایک نہایت وسیع و رفیع عمارت ہے اوس کے گرداگرد سرا پردہ اور شامیانہ اور خیمے برپا ہین اون مین شاہانہ تکلف سے فرش بچھے ہوئے اور خدام اور سرداران فوج اپنی اپنی جگہہ پر مودبانہ کھڑے ہوئے ہین۔ اور نہایت عظیم الشان امیرون کی سی شوکت و سطوت جلوہ افروز ہو رہی ہے گو یہ سب کچھہ تھا مگر پھر بھی اوس نے رفیع الدین کی تو قبر اور خاطرداری مین بال برابر کوتاہی نہ کی۔ نہایت گرم خوشی سے ملا۔ اور صداقت اور راست بازی سے جو بواسباب کہ بادشاہ کے خوف کے پیدا ہوئے تھے وہ اس نے من وعن سب بیان کر دئے رفیع الدین نے کہا کہ بادشاہ تجھہ سے نہایت خوش ہے۔

اور کیون نہو تو ہی ایک ایسا شخص ہے کہ جس نے مغلون کو ابہی تک آگے بڑہنے سے روک رکہا ہے اور اسی کے ساتھ چاپلوسی و دلجوئی کی باتین بہی کین۔ جس سے سہیل خان اعتقاد الدولہ کے خیالات خوف و ہراس سب یک دم محو ہو گیے۔ اور اوس نے ابراہیم عادل شاہ کو ایک عرضی معذرت آمیز لکہی۔ ابراہیم نے اوس کے جواب مین فرمان عنایت آمیز اور خلعت وغیرہ بہیجا۔ اور فریقین کے دلون سے کشیدگی جاتی رہی۔

۱۶۸۔ رفیع الدین کا چاند سلطانہ اور آہنگ خان کے درمیان پڑنا

جب سہیل خان کا خاطر خواہ بندوبست ہو گیا تو رفیع الدین احمد نگر کو چلا جب اوس نے احمد نگر کی حکومت مین قدم رکہا۔ تو دیکہا کہ ملک ویران اور مخلوق پریشان ہے دیہات و قریات کی چار دیواری کے سوا کہیتی اور سرسبزی نظر نہین آتی۔ جب احمد نگر کے قریب آیا تو معلوم ہوا کہ تمام امیر ایک دوسرے کے دشمن ہو رہے ہین آہنگ خان حبشی نے دکہنی حبشی بیس ہزار جمع کر لیے ہین۔ اور بڑی مستعدی کے ساتھ چاند سلطانہ اور بہادر شاہ ابن ابراہیم نظام شاہ کو جو پانچ چہ سال کا تہا محاصرہ کیے پڑا ہے۔ اور غلہ اور تمام مایحتاج کو محصورین پر بند کر رکہا ہے۔ جب وہ پاس پہونچا تو آہنگ خان اپنے تمام امرا کو لیکر اور لشکر کو آراستہ کر کے اوس کے استقبال کو آیا جس سے یہ مقصود تہا کہ رفیع الدین کو اوس کی قوت و قدرت معلوم ہو جائے پہر اوس نے رفیع الدین کو بڑی خاطرداری کے ساتہ اوس روز اپنے پاس ٹہیرایا۔

دوسرے روز سید علی تاریخی جو بڑا مشہور شخص تہا ایک سرنوبت کو لیکر چاند سلطانہ کی طرف سے اوسے بولانے کو آیا۔ رفیع الدین نے اندر جاکر تمام اکابر و اعیان کو سخت پریشان پایا۔ آہنگ خان اور اوس کے رفقا کی طرف سے اون کا ناک مین دم آگیا تہا۔ اس لیے اوس نے طرفین کو سمجہایا اور جتا دیا کہ اگر وہ اس کا کہا نہ مانینگے تو ابراہیم عادل شاہ

فوج بھیجکر مناسب تدابیر عمل مین لاویگا - جب فریقین باہم صلح پر راضی ہو گئے تو بہادر شاہ کو قلعہ کے ایک برج پر کھڑا کیا - اور باہر سے امرا نے قلعہ کے نیچے آکر اوسے سلام کیا دوسرے روز لشکر گاہ مین نظام شاہ کے لیے ڈیرے استادہ کیے گیے اور تیموں تخت بچھایا گیا اور تاج شاہی اوس تخت پر رکھا گیا - اور تمام سردارون اور امیرون نے آکر اوس کرسی کو سلام کیا - اور معمولی خلعت وغیرہ اون کو عطا کئے گئے - اور اس خوشی مین قلعہ اور لشکر مین جا بجا شادیانہ بجاے گیے - اور چونکہ ابراہیم عادل شاہ کے سبب سے یہ جھگڑا رفع ہوا تھا اس لیے سب نے اوس کے لیے فاتحہ سلامتی پڑہی - اور دعائین مانگین - قلعہ کے لوگ لشکر مین گئے اور اپنے دوست آشناؤن اور رشتہ دارون سے ملے اور باہر کے امیر اندر آئے - اور بہادر شاہ کی خدمت مین حاضر ہو کر اپنے اپنے اغراض اور مطالب بیان کیے - جدید عامل اور کارپرداز مقرر ہوئے اور کاروبار سلطنت اور ملک کا انتظام عمدہ ہونے کی سب کو امید ہو گئی - مگر چونکہ اس صلح سے بعض لوگون کے حوصلے پورے نہین ہو سکتے تھے اونہون نے پھر فساد اوٹھایا - اور تین چار غلامان شاہی کو پکڑ کر قید کر لیا جس سے پھر وہی جھگڑے فساد قایم ہو گیے - اب امراے باغی نے کچھ قلعہ کے لشکریون کو دھوکے دے دلا کر اپنے ساتھ ملا لیا اور بیس ہزار آدمی سے حملہ کیا - اس حملہ کے وقت بہادر شاہ باوجود خردسالی قلعہ کے برج پر چڑھا اور اپنے آدمیون کو ترغیب دینے لگا - باہر سے اوس پر تیر برس رہے تھے - ایک تیر اوس کے چتر مین بھی آکر لگا - ایک تیر سے اوس کے غلام کا کام تمام ہو گیا جو اس کے پیچھے کھڑا ہوا تھا - جب بہادر شاہ کے ہواخواہون نے قلعہ پر سے توپین ماریں تو حملہ آور پس پا ہو گئے اس پر رفیع الدین نے باغیون کو بہر توبیخ اور تشنیع اور پند و نصیحت کی - اور سمجھایا کہ شاہزادہ مراد ایک

بڑے زبردست لشکر کے سات سر پر منتظر وقت بیٹھا ہوا ہے۔ تمہارا یہ آپس مین لڑنا اپنے ملک اور عزت کو کھوتا ہے۔ اس نصیحت سے باغی بہر راضی ہوئے مگر چاند سلطانہ کو اون کے قول وفعل پر اطمینان نہ رہا تھا۔ اس لیے اوس نے اس صلح کو نا منظور کیا۔ مگر جب رفیع الدین نے سمجھایا کہ مصلحت وقت بھی ہے تو بہ دہ راضی ہو گئی اور فریقین مین صلح ہوگئی۔ ایک فریق دوسرے سے ملنے جلنے لگے۔ اور یہ ارادہ ہوا کہ متفق ہوکر شاہزادہ مراد کو دکن سے نکال دین۔

۱۶۹۔ رفیع الدین کی کوشش رائیگان ہونا اور اوس کی واپسی بیجاپور کو۔

اسی زمانہ مین جب فریقین مین اس طرح صلح ہوگئی تھی بہادر شاہ کا ایک رفیق اتفاقاً کہین جہت پر چڑھا تھا۔ اوس نے دور سے دیکھا کہ قلعہ کی فوج کے آدمی کچھ روپیہ باہم تقسیم کر رہے ہین اور بہت روپیہ اون کے سامنے رکھا ہوا ہے جب چاند سلطانہ نے مخبر بھیجکر خبر منگائی تو معلوم ہوا کہ آہنگ خان نے رشوتاً روپیہ بھیجا ہے اور قلعہ کی فوج والون کو دیا ہے۔ کہ جس وقت قلعہ پر حملہ کیا جاے تو وہ محاصرین کے مانع نہ ہون اور قلعے کے دروازے آہنگ خان کی فوج کے واسطے کھولدین۔ چاند سلطانہ نے چاہا کہ سازش کرنے والون کو سزا دیجاے۔ جب اون کو معلوم ہوا کہ بھید کھل گیا۔ تو انہون نے آہنگ خان کو اس سے اطلاع دی۔ اور لکھا کہ جلد آؤ ورنہ کام بگڑ جائیگا۔ آہنگ خان دوسرے روز صبح ہی فوج لیکر قلعہ پر آیا۔ چاند سلطانہ نے محاصرین کے خوف سے قلعہ کے دروازے سنگ وآہک سے بند کرا دئے تھے۔ صفدر یچون سے بوقت ضرورت آمد ورفت ہوتی تھی۔ سازشیون نے کھڑکی کھولکر اوس سے اندر آنے کے لیے کہا۔ چاند سلطانہ تو مستعد تھی۔ اوس نے ان سازشیون کے سردارون کو بلایا کہ اون کو تسلی ودلاسا دیکر راضی کرے۔ بعض توپچی آئے اور

بعض نے خوف سے آنے سے انکار کیا اور لڑائی کے لیے آمادہ ہوئے - آہنگ خان قلعہ کے پاس تو آہی گیا تھا اوس نے ایک اپنے خاص ملازم عنبر نام حبشی کو کچھ فوج دیکر اندر جانے کا حکم دیا - جب عنبر قریب آیا تو دیکھتا کیا ہے کہ چاند سلطانہ کے رفیقون اور سازشیون سے باہم لڑائی ہو رہی ہے اور سازشی شکست کھا کر باہر نکل رہے ہین - جب عنبر دریچہ کے اندر گھسکر دوسرے دریچہ کے پاس آیا تو دیکھا کہ چاند سلطانہ کے آدمی بھاگے ہوؤن کے تعاقب مین آرہے ہین اور ایک شخص ملک صندل بریدجس کا خطاب سند عالی تھا اپنے دوسو آدمی سے بالاحصار پر کھڑا ہوا ہے اور حقہائے باروت کبھی تو اہل قلعہ پر مارتا ہے اور کبھی آہنگ خان کے لشکر پر پہنچتا ہے اسی کشمکش مین نہ پائے رفتن اور نہ پائے ماندن دیکھکر وہ پیچھے کو ہٹا - اور جدہر سے آیا تھا اوسی طرف کو نکل گیا - آہنگ خان خود قلعہ مین داخل ہونے کو آیا مگر اوپر سے ایک عہدہ دار نے اوس کے چند ہمراہیون کو ہلاک کیا - آخر مجبوراً وہ بھی لوٹا - اس تلاطم مین کچھ سازشی مارے گیے اور کچھ نکل کر آہنگ خان سے مل گئے - غرض محاصرین کو اس ملہ مین ناکامیابی ہوئی - جب رفیع الدین کو یہان ایک عرصہ دراز گذر گیا اور فریقین کا فساد نہ گیا تو اوس نے یہ تمام حالات ابراہیم عادل شاہ کو لکھکر بھیجے - اور لکھا کہ شاہزادہ مراد کے ادہر آنے کی خبر ہے اور میری کوشش سے کچھ فائدہ مترتب نہین ہوتا - ابراہیم نے اوس کو لکھا کہ فوراً بیجاپور کو چلے آؤ - اس لیے رفیع الدین چاند سلطانہ سے رخصت ہو کر بیجاپور کو چلدیا - طرفین کے آدمیون کو اوس کے جانے سے افسوس ہوا - کیونکہ اب اون کا فساد رفع کرنے والا کوئی اور وہان نہین تھا امیرون نے کچھ دور تک مشایعت کی اور پھر رخصت ہو گیے ملک مین اُس وقت ایسی بدامنی پھیلی ہوئی تھی کہ کثرت سے

امیرون نے رفیع الدین کو عرضیان لکھکر دین کہ ابراہیم کے روبرو انہین پیش کرکے بیجاپور مین رہنے کا کوئی بندوبست کرادے۔ اور علما فضلا اور لوگ بیس ہزار سوار پیادہ اوس کے ساتھ بیجاپور کو چلنے کے لیے ساتھ ہوئے تاکہ اوس کے ساتھ راستہ کے خطرات سے محفوظ ہوکر بیجاپور کی عملداری مین چلے جائین اور اس طوفان بے تمیزی سے امن مین رہین۔ جب یہ لوگ رفیع الدین کے ساتھ سرحد بیجاپور مین پہونچ گئے تو جدہر کو جس کو موقع ملا وہ اوس طرف کو چلا گیا اور رفیع الدین ابراہیم کی خدمت مین چودہ مہینے کے بعد پہونچ کر پھر اپنے معمولی خدمات پر متعین ہوگیا۔

۱۷۰- اکبر کا حملہ خاندیس اور احمدنگر پر | اگرچہ چاند سلطانہ آہنگ خان کے برخلاف تھی مگر پھر بھی آہنگ خان کے پاس پندرہ بیس ہزار سوار اچھے موجود تھے اور اسی وجہ سے اس کشمکش کے زمانہ مین بھی آہنگ خان نہ چوکا۔ اور جب اوس نے دیکھا کہ خانخانان دکن مین نہین ہے بارش کے باعث گوداوری کے اس پار شاہزادہ کے پاس سے مدد نہین آسکتی ہے تو اوس نے بیر پر کچھ فوج بھیجی کہ اوسے مغلون کے قبضہ سے نکال لے بیر مین اس وقت ایک شخص شیر خواجہ نام مغلون کی طرف سے جاگیردار تھا۔ وہ سنتے ہی دکنیون سے لڑنے کے لیے تیار ہوا۔ اور بیر سے چھ کوس نکلکر مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھاکر قلعہ مین متحصن ہوگیا۔ اور تمام مضافات بیر پر دکنیون نے قبضہ کرلیا۔ اسپر شیر خواجہ نے اکبر کو یہان کے تمام حالات کی اطلاع دیکر ابوالفضل اور سید یوسف کی مدد نہ بھیجنے کے باعث شکایت لکھی۔ اکبر نے خیال کیا کہ دکن کے معاملات کو خانخانان خوب سمجھتا ہے اور چاہا کہ اوسے پھر دکن کو بھیجے۔ اسی مین شاہزادہ مراد بوجہ کثرت شرب خمر مخالطت نسوان بمقام شاہپور شوال ۱۰۰۴ھ مین مرگیا جس سے اکبر کو بڑا رنج ہوا۔ پہلے تو اوسے وہین

دفن کیا۔ مگر بعد مین اوس کا تابوت دہلی مین لے گیے اور اوس کے دادا ہمایون کی قبر کے پاس دفن کردیا۔ اب اکبر نے دکن کی فتح کا اور بھی مصمم ارادہ کیا۔ اور خانخانان کی بیٹی جانان بیگم سے اپنے بیٹے دانیال سے نکاح کرایا۔ اور دونون کو ایک دل ویک زبان کرکے دکن کی تسخیر کے لیے روانہ کیا چونکہ ابوالفضل نے یہان کے کچھ ایسے حالات لکھے تھے کہ جس سے اکبر کا دکن کو آنا ضرور تھا اس لیے خانخانان اور دانیال ابھی سرحد دکن تک ہی پہونچتے تھے کہ خود ۱۰۰۸ھ کے وسط مین اکبر بھی دکن کو روانہ ہوگیا۔ راجہ علی خان کے مارے جانے پر مرزا عبدالرحیم خانخانان کی تجویز اور اکبر کی منظوری سے اوس کا بیٹا بہادر خان ۱۰۰۵ھ مین خاندیس کے تخت پر بیٹھا۔ مگر یہ خفیف العقل اور بنگ بوزہ کا شایق تھا۔ عورتون کی صحبت مین مست رہتا اور ناچ گانے کے سوا کسی کام سے کچھ تعلق نہ رکھتا تھا۔ اور برہان پور کے قریب ایک شہر بہادر پور بسا کر وہین عیش و عشرت مین بسر کرتا تھا۔ باوجود ہمسایگی ایسے زبردست شاہنشاہ کے اپنے باپ کے خلاف نہ تو اوس کی اطاعت کی طرف مائل ہوا۔ اور نہ ملک کی حفاظت کی۔ اور نہ شاہزادہ دانیال کے آنے پر اوس سے ملا۔ اور نہ خود شاہنشاہ اکبر کے ماندو مین تشریف آوری پر اوس کا استقبال کیا۔ بلکہ شامت جو آئی تو قلعہ داری کا سامان درست کرکے قلعہ اسیر مین متحصن ہو بیٹھا پر اس متحصن پر بھی اوسکے ہنسی آتی ہے سپاہی اور محافظین قلعہ کے سوا اٹھارہ ہزار ناکارہ آدمی بھی قلعہ مین بھر لیے۔ اور گھوڑے اونٹ ہاتی گائے بھینس بھیڑ بکری مرغی کبوتر بھی بے انتہا جمع کرلئے۔ کل آدمیون کی تعداد جو قلعہ مین اوس نے بھرے تھے ایک لاکھ بیس ہزار تھی۔ اور اسی پر جانوروں کی تعداد کا قیاس کرنا چاہیے الغرض جب شاہزادہ دانیال اور خانخانان نے

دیکھا کہ بہادر خان مطلب نہین معلوم ہوتا تو اونہون نے مونگی پٹن مین گوداوری کے کنارہ توقف کیا۔ اور اودسے سمجھایا لیکن وہ راستہ پر آتا معلوم نہ ہوا اور اکبر نے دیکھا کہ خاندیس کی تسخیر کے بغیر دکن کا ملک قبضہ مین آنا بہت مشکل ہے اس لیے اس کا بندوبست کرنا ضروری ہے اور چونکہ چاند سلطانہ اور آہنگ خان کے باہم یہان خودنا اتفاقی ہو رہی تھی جس سے یہان کی فتح کوئی دشوار نہ تھی اس لیے خود احمد نگر جانا موقوف کر کے خانخانان اور شاہزادہ کو حکم دیا کہ وہ؛ حمد نگر جاکر اوسے فتح کرین اور خود اسیر کی تسخیر کے لیے ا۔ پنے آپ کوچ کیا۔

۱۷۱۔ شاہزادہ دانیال اور خانخانان کا احمد نگر پر محاصرہ اور چاند سلطانہ کے قتل پر اوسے فتح کرکے بہادر نظام شاہ کو قید کرنا۔

شاہزادہ دانیال اور خانخانان حکم ہوتے ہی تیس ہزار سوار سے احمد نگر چلے آہنگ خان کے پاس پندرہ ہزار فوج اس وقت موجود تھی۔ اوس نے خانخانان کی آمد کا حال جبھی کہ پہلے مرتبہ سنا تھا تو وہ چتور کے گھاٹ پر آ پڑا تھا۔ اور چاہتا تھا کہ وہان مغلون کو روکے۔ لیکن جب سنا کہ خود اکبر نے آکر اسیر کا محاصرہ کیا ہے اور معلوم ہوا کہ شاہزادہ اور خانخانان دوسرے راستہ سے دریا کو عبور کر آئے ہین تو لڑائی کو فضول سمجھکر تمام خیمہ اور سامان کو آگ لگا ئی اور پھر احمد نگر کو بچا تے اور چاند سلطانہ سے مدد لینے وغیرہ کو بالائے طاق رکھکر جنیر کا راستہ لیا۔ اس لئے اکبری فوج بلا مزاحمت احمد نگر تک چلی آئی۔ اور پہلے کی طرح سے اوسے محاصرہ کیا اور چارون طرف مورچہ لگا کر خانخانان اور شاہزادہ اور سید یوسف خان کی طرف سے نقب کھودے اور سرکوب بنائے۔ چاند سلطانہ نے بھی قلعہ بندی اور فراہمی آلات جنگ و رسد اور جذب قلوب سپاہ مین کوئی کوتاہی نہین کی اور سردارون اور بادشاہون کو جو کام

لازم ہوتے ہین وہ سب پورے کیے مگر اس وقت دکن کی حالت مین پہلے سے
بڑا فرق ہو گیا تہا - محمد قلی قطب شاہ اور ابراہیم عادل شاہ دونو کان دبائے پڑے تھے
خود احمد نگر والے آپس مین لڑ لڑ کر تباہ ہو چکے تھے - اور اکبری فوج کی حالت پہلے سے
بدرجہا بہتر تہی - اس لیے چاند سلطانہ کی رائے تہی کہ قلعہ شاہزادہ دانیال کو دیکر
جان اور عزت کی امن حاصل کرین - اور بہادر شاہ کو لیکر خدا کے بھروسہ پر جنیر کو چلے
جائین اس وقت قلعہ مین حبیشہ خان حبشی بڑا سردار تہا چاند سلطانہ نے بولا کر جب
اوس سے اپنی رائے ظاہر کی تو اوس نامعقول نے بلا آل اندیشی ایک شور
مچا دیا - کہ چاند سلطانہ مغلون سے مل گئی ہے - اور چاہتی ہے کہ قلعہ انہین کو دیدے
چونکہ چاند سلطانہ نے پہلے برار کا علاقہ مغلون کو دیکر صلح کر لی تہی - اوس کی بد نامی
نظام شاہی سردارون کے دل سے ابہی نہین مٹی تہی بلکہ چاند سلطانہ کے ذمے سب سے
بڑا یہی قصور لگا کر اوس سے بغاوت کیجاتی تہی - اگرچہ یہ الزام اون کا محض بے عقلی سے
تہا مگر جہاں کی بے عقلی کو کون دور کر سکتا ہے اسبات کے کہتے ہی سب نے چاند سلطانہ کو پکا مجرم تصور کیا
اور بلوہ مچا کر حرم مین گھس پڑے اور اوس عاقلہ اور مصلحت اندیش کو بڑی بُری طرح سے
مار ڈالا - بعض کا یہ بہی قول ہے کہ جب چاند سلطانہ نے یگانہ اور بیگانہ کی ایسی حالت
دیکہی تو اوس نے غیرت مین آکر خود کشی کر لی - غرض کچہہ ہی ہو جب اس چاند کو گہن لگ
گیا تو اب قلعہ کا بچانے والا کون تہا - دوسرے روز خواجہ ابو الحسن ترمذی میر دیوان شاہزادہ
دانیال کی سرداری مین مغلون نے سرنگ لگا کر قلعہ کی دیوار توڑ ڈالی اور اندر گھس کر بچون
اور جوان عورتون کو قید کر لیا - اور باقی جس قدر قلعہ والے تھے سب کو یک قلم مار کر فنا کر دیا
اور تمام مال و اسباب لوٹ کر اور بہادر شاہ کو قید کر کے اکبر کے پاس برہانپور مین لے گئے -

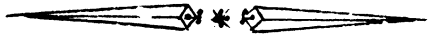
اور اکبر نے اوسے گوالیار کے قلعہ مین بھیجدیا۔ اس طرح پر بہادر نظام شاہ کی سلطنت بہی تین برس اور کئی مہینے رہی۔ کہتے ہین کہ اس وقت قلعہ والون نے توپ مار میدان سے شاہزادہ کی فوج پر گولے مارے تھے۔ چنانچہ ایک اون مین سے شاہزادہ کے خیمہ کی طرف گیا۔ اور وہان سے قاضی بایزید کے گہر مین جاکر گرا جو شاہزادہ کے مصاحبون مین سے تہا۔ یہ گولہ ایک پہتر کا بنا تہا۔ اور اوس کا وزن اوس وقت کے دس من کے برابر تہا۔

۱۷۲۔ بہادر خان کی حماقت اور اکبر کا خاندیس کو فتح کرنا۔ اور سلاطین فاروقیہ خاندیس کا خاتمہ۔

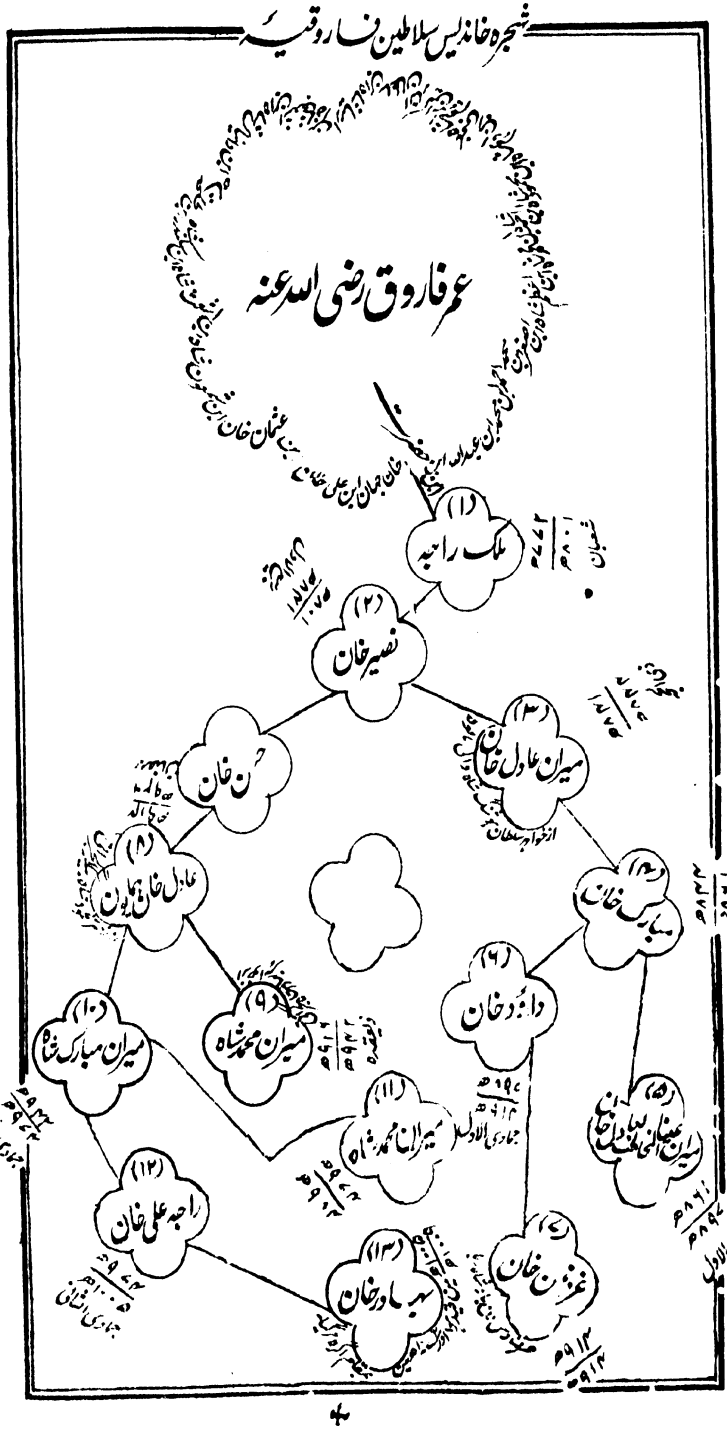
اب ادہر خاندیس کی کیفیت ملاحظہ کیجئے۔ اول تو اکبر نے مالدو سے بہادر خان کے پاس سفیر بہیجے۔ اور اوسے نصیحت کی کہ اطاعت کرے۔ مگر جب دیکھا کہ نصیحت سے کچہ اثر نہین ہوتا۔ تو خود برہانپور کو آیا۔ اور حکم دیا کہ اسیر کا محاصرہ کیا جاے چنانچہ محاصرہ کیا گیا۔ قلعہ ایک بلند پہاڑی پر بنا تہا۔ اور اوس پہاڑی کی چوٹی آدہ کوس سے زیادہ چوڑی چکلی اور ہموار تہی۔ پانی کے لیے چشمے وہان موجود تہے۔ پہر اس قطع میدان کے گرد ایک حصار تہا جس کا کسی قدر حصہ آسا اہیر کا بنایا ہوا تہا۔ اور کچہ سلاطین فاروقیہ نے تکمیل کو پہونچایا تہا۔ اوس کی چڑہائی ایسی دشوار تہی کہ پیدل جانا مشکل تہا۔ اگر گہوڑے یا چہوٹے ہاتی کو لیجانا ہوتا تو بڑی دشواری پڑتی تہی۔ رسیان باندہ کر چڑہاتے تہے پہر حصار کے اندر بڑے بڑے عالیشان مکانات اور پرفضا باغات اور حوض تہے وہان ایک مسجد ایسی خوبصورت بنی تہی کہ بڑے بڑے شہرون مین نہ ہوگی۔ اوس زمانہ کے واقفان فنون جنگ کی راے تہی کہ ہندوستان بہر مین رتہاس کے قلعہ کے بعد کوئی قلعہ اوس کے برابر مضبوط نہین ہے مگر رتہاس کے حصار کی وسعت

پانچ چھہ کوس کی ہے جس سے اوس کی حفاظت کے لیے دس بارہ ہزار آدمی درکار ہوتے اور اوس کی حفاظت صرف ایک ہزار آدمی کر سکتے تھے - پھر سلاطین قارو قیہ خاندیس نے اس حصار کے دروازہ پر ایک اور حصار بنایا تھا - اور اوس مین دروازہ لگا کر اوسکا نام مالیگرہ رکھا تھا - اسی قلعہ مین اگر دو سو آدمی اور توپ اور ضربزن حفاظت کے لیے ہوتے تو اوسکا بھی فتح کرنا نہایت مشکل تھا - پھر قلعہ مین کھانے پینے کو دس برس کا سامان موجود تھا اس لیے محاصرین اہل قلعہ کا کچھہ نہ کر سکے - اگر بہادر خان کو عقل ہوتی تو اکبر کی ترکی تمام ہو جاتی - اور نامراد لوٹنا پڑتا - مگر اس بے وقوف نے ادھر تو بیکار رون اور نکمون کو قلعہ سے نہین نکالا جس سے بوجہ کثرت آبادی قلعہ کی ہوا بگڑ گئی - اور مفونت کے باعث مری پھیلی - چالیس ہزار آدمی مر گیے - حیوانات ناطق صامت کے مرنے سے ایک ہول قیامت پیدا ہو گیا - اودھر باکارون اور محافظین کو کنجوسی کر کے کھانے پینے سے تنگ کیا - جس سے اونھون نے حفاظت مین تغافل کیا اور قلعہ مالیگرہ ملازمان اکبری کے قبضہ مین آگیا - جب اس پر بھی بہادر خان غفلت کی نیند سے نہ چونکا اور محاصرہ کو دس مہینے گذر گیے تو افواہ اوڑی کہ اکبر بادشاہ نے چند واقفان طلسمات اور افسون کو قلعہ کی تسخیر کے عمل پڑھنے کو مقرر کیا ہے اور خود بھی آفتاب کا عمل کر رہا ہے جس کا اوسکو بارہا تجربہ ہوا ہے جس سے دشمن خراب و تباہ ہو جایا کرتے ہین یہ وبا اور مری اوسی کے سبب سے ہے اسی طرح کی ایک اور خام خیالی بھی سنئے کہتے ہین کہ جب شہر برہانپور نصیر خان نے اپنے پیر و مرشد کے کہنے سے بسایا تھا تو اوس وقت اونھون نے ایک پتھر کی چٹان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تھا کہ جب تک یہ پتھر ہاتی کی صورت نہ ہو جائیگا اوس وقت تک تیری اولاد سے یہان کی سلطنت

نہ جائیگی - لیکن اگر ہاتی کی صورت ہو جائیگی تو پھر امید نہ رکھنا - یہ کہاوت مشہور چلی آتی تھی - جب اکبر کو یہ روایت معلوم ہوئی تو اوس نے سنگ تراشون کو حکم دیا کہ اوسے ہاتی کی صورت مین تراش دین - اور اسی کے ساتھ اہل قلعہ نے اتفاق کیا کہ بہادر خان سے بغاوت کرین اور اوسے گرفتار کر کے اکبر کے حوالہ کر دین - ان باتون کو سنکر بہادر خان سخت مضطر ہوا - اور سمجھا کہ اب سلطنت میرے ہاتھ مین ہرگز نہین رہ سکتی اس لیے آصف خان و مرزا جعفر و کبیر خان وغیرہ اپنے رفقا کو بولا کر مشورہ کیا - یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جیسا کوئی شخص ہوتا ہے ویسی ہی اکثر اوس کے ساتھی اور رفیق بھی ہوا کرتے ہین یہ لوگ بہ طول محاصرہ کے باعث گھبرائے ہوئے اور پریشان تھے انہون نے اوسے کوئی اپنی حفاظت کے لئے تو صلاح نہ دی - صرف اوس سے یہ کہا کہ اب اور کچھ نہین ہو سکتا - مال و جان کے امن پر قلعہ اکبر کے حوالہ کر دینا چاہیئے - اسی مین خبر آئی کہ قلعہ احمد نگر بھی قریب الفتح ہے - اس لئے بہادر خان نے اپنے مشیرون کی رائے کے بموجب خان اعظم مرزا عزیز کوکہ کی وساطت سے جان و مال کی امن طلب کی - اکبر نے جان کی امن دی اور مال کی نسبت سکوت اختیار کیا - بہادر خان نے اسی کو غنیمت سمجھا - اور اوس قلعہ کو بزدلی اور حماقت سے چھوڑ کر اکبر کی خدمت مین حاضر ہو گیا کہ جس کا بہ جبر و قہر ہاتھ آنا یکایک ممکن نہ تھا - اور اس طرح پر ۱۰۰۹ھ مین خاندان فاروقیہ خاندیس تمام ہوا - اکبر نے بہادر خان کو لاہور بھیجکر اوس کے اور اوسکی اولاد کے لیے وظیفہ مقرر کر دیا - اور وہ ۱۰۴۲ھ مین بمقام آگرہ اپنی موت مر گیا - تین برس سے اوپر اوس نے سلطنت کی اس خاندان مین کل ۲۳۸ برس حکومت رہی اور سب تیرہ ۱۳ بادشاہ ہوئے



شجرہ خاندیس سلاطین فاروقیہ



۱۷۳۔ شاہزادہ محمد سلیم کی اکبر سے بغاوت اور اکبر کا دکن سے آگرہ کو روانہ ہونا۔

جس وقت اکبر دکن کے لیے آگرہ سے روانہ ہوا تھا۔ تو اوسوقت شاہزادہ محمد سلیم کو جو ۹۷۲ھ مین راجہ پورمل والی جے پور کی لڑکی اور راجہ بہگوان داس کی بہن کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا شاہنشاہی کا خطاب دیکر ولی عہد کر آیا تھا۔ اور صوبہ اجمیر اوسے جاگیر مین دیکر رانا سے اودے پور کی تادیب کے لیے اوسے حکم دیا تھا اور راجہ مان سنگھ پسر راجہ بہگوانداس شاہزادہ کے ساتھ اور شاہ قلی خان محرم کو اوس کے ساتھ کیا تھا۔ کہ لڑائی مین شاہزادہ کی اپنی تدبیر صائب اور سپاہ سے مدد کرتے رہین۔ بنگالہ کا صوبہ مان سنگھ کو اکبر نے دیا تھا۔ مان سنگھ کا بیٹا مہا سنگھ وہان کام کرتا تھا۔ ادہر سلیم نے ابہی رانا سے اودے پور کی لڑائی تمام بھی نہین کی تہی کہ ادہر بنگالہ سے خبر آئی کہ عثمان ابن قتو نے بغاوت کی ہے۔ اور مہا سنگھ کو اوس سے شکست ہوئی۔ شاہزادہ کے مزاج کو دیکھکر خوشامدیون نے بہکایا کہ بنگالہ کے فساد فرو کرنے کے حیلہ سے رانا کی مہم کو ملتوی کیجیے اور راجہ مان سنگھ کو فساد فرو کرنے کے بہانہ سے بنگالہ بہیجکر اور دہلی آگرہ پر قبضہ کرکے بنگالہ کو بہی اپنے دخل مین کر لیجیے۔ اکبر دکن کو گیا ہوا ہے۔ اوس مہم کے پورا کئے بغیر وہ لوٹ نہین سکتا ہے۔ سلیم اس ارادہ سے چل کہڑا ہوا اور مان سنگھ کو بنگالہ کو رخصت کر دیا۔ جب اکبر کی مان کو اس کی خبر ہوئی تو وہ پوتے کو سمجھانے کو آئی۔ مگر شاہزادہ الہ آباد چلا گیا۔ شرم کے باعث دادی سے نہ ملا اور وہان جاکر اودہ الہ آباد بہار کے صوبون پر اپنا قبضہ کر لیا۔ اکبر نے کچھ دنون پیشتر شاہان گولکنڈہ اور بیجاپور کے پاس بہی اپنے ایلچی بہیجے تہے کہ وہ اون کو اطاعت اور پیش کش بہیجنے کے لیے آمادہ کرین۔ اس بیجاپور کے ایلچی کا نام شریف سرمدی تہا۔ چونکہ یہ بادشاہ اکبر کی زور و قوت کو خوب

پہچان گیے تھے۔ دونون نے اطاعت قبول کی تھی اور پیش کش بھی اکبر کی خدمت مین پہونچا دیے تھے۔ اس پر اکبر نے اپنے دستور کے مطابق جمال الدین حسین انجو کو بھیجا تھا کہ شاہزادہ دانیال کے لیے ابراہیم عادل شاہ کی بیٹی بیگم سلطانہ کو طلب کرے۔ ابراہیم عادل شاہ نے قبول کیا تھا۔ مگر ابھی دولہن دولہا کے پاس روانہ نہین کی گئی تھی کہ شاہزادہ سلیم کی بغاوت کے لحاظ سے اکبر نے دار السلطنت کو جانا ضروری سمجھا۔ اس لیے دکن مین جو کچھ اوسے اور کرنا منظور تھا اوسے ملتوی کر کے شاہزادہ دانیال کو خاندیس برار کی حکومت عنایت کی۔ اور خانخانان کو اوس کا وزیر مقرر کیا۔ اور فوج دکن کی سپہ سالاری اور احمد نگر کی حکم اپنی شیخ ابو الفضل کو مرحمت فرمائی۔ اور خود ۱۰۱۰ھ کے اوائل مین آگرہ پہونچا

۱۷۴۔ اکبر کا سلیم کو نصیحتین کرنا اور بنگالہ اور اڑیسہ دینا اور سلیم کا ابو الفضل کو قتل کرنا۔

اکبر ایک بڑا مدبر اور نہایت متحمل مزاج شخص تھا اوس نے چغلخورون کی باتون پر ہرگز کان نہ رکھا۔ اور بیٹے کو محمد شریف کے ہاتھ جو شاہزادہ کا ہم باز اور ہم سبق تھا ایک نصیحت آمیز خط لکھکر بھیجا۔ اور اوس مین محبت پدری اور شوق دیدار ظاہر کر کے بیٹے کو اپنے پاس بولایا اس پر بھی شاہزادہ نے اپنا دل صاف نہ کیا۔ اور ایک بڑی زبردست فوج لیکر باپ سے ملنے کے بہانہ سے آگرہ کو روانہ ہوا اور رستہ مین امرائے شاہی کی جاگیرات کو غارت کیا۔ اور اون سے روپیہ وصول کیا۔ اور اٹاوہ تک چلا آیا۔ جب یہ نوبت پہونچی تو اکبر کو اپنے مآل کی فکر ہوئی اور انتظام ملک مین خلل کے آثار ظاہر ہو گیے۔ مجبوراً اکبر نے بیٹے کو ایک فرمان بھیجا۔ اور اوس مین بہت سی نصیحت کی باتین لکھین۔ اور لکھا کہ ہمارے ملنے کے لیے اگر آنا چاہتے ہو تو جریدہ حسب دستور قدیم چلے آؤ اور اگر کچھ وسواس ہو تو سیدھے الہ آباد لوٹ جاؤ۔ جب دل صاف ہو جائیگا اوس وقت

مل لینا۔ جب سلیم نے اکبر کی ایسی باتین دیکھین کہ جو نہ کسی باپ نے اپنے بیٹے سے اور نہ کسی بادشاہ نے کسی نافرمان سے برتی ہونگی تو اوس نے باپ کو ایک نہایت مودبانہ عرضی لکھی۔ کہ میرا ارادہ تو صرف قدمبوسی کا تھا۔ مگر جب آپ کا حکم لوٹ جانے کا ہے تو مین الہ آباد واپس جاتا ہون۔ اس پر اکبر نے تمام سلاطین کے برخلاف اپنے بیٹے کو صوبہ بنگالہ اور اوڑیسہ دیدیا۔ اور لکھا کہ وہان اپنے آدمی مقرر کرو اور دل مین جو کسی طرح کا دغدغہ ہو وہ نکال ڈالو۔ مگر سلیم نے اس کی بھی تعمیل نہ کی اور اپنے آدمیون کو اپنے پاس ہی جدا نہ کیا۔ اسی زمانہ مین اکبر نے ابوالفضل کو دکن سے طلب کیا۔ سلیم ایسا کم بخت اور نالایق تھا۔ کہ اس نیک شخص کو بھی اپنا دشمن سمجھتا تھا اور جانتا تھا کہ میرے باپ کو یہ بہکاتا ہے اور مجھ سے بدگمان کرتا ہے اس لیے اوس نے اس کے مار ڈالنے کی تجویز کی۔ راجہ نرسنگھ دیو بندیل کھنڈ کا راجہ تھا جو علاقہ گوالیار کے قریب ہے۔ سلیم سے اور اوس سے کچھ جھگڑا ہو رہا تھا۔ سلیم نے اوس کو لکھا کہ اگر تم اپنے آپ کو ہمارا خیر خواہ اور دوست بنانا چاہتے ہو تو ابوالفضل کو مار ڈالو۔ جو دکن سے آرہا ہے۔ اور تمہارے ملک کے قریب مین ہو کر گذرے گا راجہ نرسنگھ اپنے وطن کو جانے کے بہانہ سے رخصت ہوا۔ اور جب ابوالفضل گوالیار کے قریب پہونچا۔ تو مین بے خبری کے عالم مین راجہ نرسنگھ بہت سے آدمی لیجا کر اوس پر پیل پڑا۔ ابوالفضل کے پاس آدمی بہت ہی تھوڑے تھے مگر پھر بھی اوس نے بھاگنے کو عار سمجھا اور لڑکر مارا گیا۔ یہ واقعہ شروع ۱۰۱۱ھ کا ہے۔ جب اکبر کو خبر ہوئی تو وہ اپنے خیر خواہ ملازم کے لیے بہت رویا۔ اور دو دن تک نہ کھانا کھایا اور نہ سویا۔ اوس کی اس حالت پر بے بناوٹ یہ شعر کہا گیا ہے ؎

شہنشاہ جہان را از وفاتش دیدہ پُرنم شد	سکندر را شک حسرت رخت کافلاطون زعالم شد

جب اکبر کو ہوش آیا تو اوس نے حکم دیا۔ کہ نرسنگھہ راؤ اور اوس کے اہل وعیال گرفتار کیے جائین۔ اور طرح طرح کی تکلیفین اون کو دیجائین ایسی سختی کے حکم اکبر نے اپنی عمر بھر کبھی بھول کر بھی نہین دیئے تھے۔ لیکن غالباً اکبر کو یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ کام شاہزادہ سلیم کا ہے۔

۱۷۵- ابوالفضل کے حالات

یہ ابوالفضل شیخ مبارک ناگوری ابن شیخ خضر سیستانی کا بیٹا تھا اور ۶ محرم ۹۵۸ھ کو پیدا ہوا تھا۔ شیخ مبارک ۹۵۰ھ مین آگرہ مین آکر سکونت پذیر ہو گیا تھا۔ اور ایک بڑا عالم صوفی مشرب اور صلح کل کے خیالات کا آدمی تھا جس سے مولوی لوگ اس کی تکفیر کیا کرتے تھے۔ اس کے اسی صلح کل کے خیالات کے باعث ایک شخص شیخ علائی نوجوان جو میران سید محمد جونپوری کے خلفا مین سے ہوا ہے اس کا معتقد تھا۔ اور گو شیخ مبارک اوس کو اس مہدوی اعتقاد سے منع کرتا تھا مگر اس کی دوستی کے سبب متعصب ملا اسے بھی مہدوی کہنے لگے تھے۔ اور اکبر سے چغلیان کہا کر اوس کے قتل کا فتویٰ لے لیا تھا۔ مگر وہ ۹۷۶ھ مین وہان سے بھاگ کر گجرات چلا آیا۔ بہان مرزا عزیز کوکہ نے اکبر سے اوس کی سفارش کی اور قصور معاف کرا دیا۔ اور ۹۷۷ھ مین اکبر کے دربار تک اوسے پہونچا دیا۔ اور شیخ مبارک کا بڑا بیٹا فیضی اوس کے دربار مین داخل ہوا۔ بعد ازان ۹۸۱ھ مین فیضی نے اپنے بھائی ابوالفضل کو بھی دربار شاہی مین پیش کیا۔ دوسرے سال ابوالفضل نے آیۃ الکرسی کی تفسیر لکھکر اکبر کو دی جس سے ابوالفضل کی علمی لیاقت جو اب تک چھپی ہوئی تھی عام مین یک بیک مشہور ہو گئی۔ دربار کے علما نے اوس سے رقابت شروع

کی - اور بحث مباحثہ اوس سے کرنے لگے - مگر اس سے سب کو معلوم ہوگیا کہ ابوالفضل اون سب سے زیادہ لایق اور ذہین ہے - بادشاہ کی اوس پر عنایت روز بروز بڑہنے لگی اور رفتہ رفتہ سنہ ۹۹۰ھ کے قریب وہ وزیر اعظم ہوگیا - اوس کی فارسی عبارت نہایت طولانی اور الفاظ کا انبار اور مغلق ہوتی تہی کہ جس کے سمجھنے کے لیے ایک بڑا دماغ چاہیئے - فارسی اور عربی زبان مین اس زمانہ مین کچھ ایسا رواج ہوگیا تہا کہ جس قدر عبارت پیچیدہ اور مشکل ہوتی اوسی قدر اچھی سمجھی جاتی تہی - ابوالفضل کی انشا کا ڈہنگ لوگون کو نہایت پسند ہوا اب تک بہی فارسی زبان کے رموزدان اوس کی خوش بیانی کی تعریف کرتے ہین اور اوس کے مطالعہ سے خوش ہوتے ہین - اور یہی سبب ہے کہ اوس نے جو خطوط دفتر اکبر کی طرف سے تحریر کئے تہے یا جو اپنے دوستون وغیرہ کو لکھے تہے اور نیز اوس کی عام تقریظات وغیرہ کو اوس کے بہانجے عبدالصمد نے ایک جگہہ جمع کیا ہے جو انشاے ابوالفضل کے نام سے آج تک عوام مین مشہور ہے اور ایسی مرغوب ہے کہ آج تک بہی بعض فارسی دان اوس کی طرز تحریر کی تقلید کرتے ہین - مگر اب اس زمانہ مین تو کوئی ایسی تحریر کو پسند نہین کرتا - اوس نے کتنی ہی کتابین لکہی ہین مگر اوس کی دو کتابین اکبرنامہ اور آئین اکبری قابل بیان ہین - پہلی کتاب مین اوس نے ہندوستان کی کچھہ مختصر تاریخ لکھکر اکبر کے ۴۷ سال کی تاریخ سنہ ۱۰۱۰ھ یعنی اپنے قتل کے کچھہ روز پہلے تک کی لکہی ہے - اوس نے واقعات کی خوب چھان بین کی ہے - اور اپنی کتاب کو مکرر سکرر بدلا ہے - اور جو نسخہ کہ آجکل متداول ہے وہ وہ نسخہ ہے جو اوس نے پانچوین دفعہ لکہا ہے - دوسری کتاب آئین اکبری اسی اکبرنامہ کا ضمیمہ ہے جس مین اوس نے تمام ہندوستان کا جغرافیہ یا ہے

اوس مین تمام ممالک محروسہ کی مردم شماری خانہ شماری محاصل زمین صوبون کے خراج اورزمین کی پیمائش - مکان - پیداوار - اور بادشاہ کے اخراجات - اور سلطنت کے مختلف صیغون کا بیان ہی نہین بلکہ ہندوستان کے مختلف شہرون کی صنعت وحرفت ودستکاری - ہندؤن کے مذہب - ان کے خیالات - اون کی مقدس کتابون اور فلسفہ کے متفرق فرقون کا ذکر ہے - اس سے پہلے ہندوستان کے کسی بادشاہ کے عہد کا نظام سلطنت اور حکمرانی کا مشرح حال معلوم نہین ہے - آجکل کے زمانہ کی رائے کے مطابق اصلی تاریخ یہی ہے - کیونکہ اس مین موٴرخ فرد واحد یعنی بادشاہ کے حال سے رعایا کے حالات اور طرز معاشرت پر اوتر آیا ہے - اور ہزارون برس کے اس غلط خیال کو کہ "ایک ہی شخص سلطان سب کچھہ ہے اور ایک کے علاوہ اور سب اس قابل نہین کہ مورخ ان کا ذکر کرے" باطل کر دیا ہے ابوالفضل نے اِن کتابون مین اکبر کی تعریف ہی تعریف لکھی ہے - اور بڑے بڑے الفاظون مین اوسکو سراہا ہے مگر یہ الزام نہ صرف ابوالفضل پر ہے بلکہ تمام ایسے فارسی مصنفین پر ہوتا ہے جو کسی بادشاہ سے خاص تعلق رکھتے ہین - تو بھی اُن کی تصانیف مین وہ تعریف صرف لفظی ہوتی ہے اور اصل حقیقت ممدوح کی نہین چھپتی - بخلاف یوروپین موٴرخین کے کہ وہ اصل واقعات پر پردہ ڈالدیا کرتے ہین - ابوالفضل کے مذہبی خیالات صرف کچھہ اپنے باپ کے ہی سے صلح کل کے نہ تھے - بلکہ اوس سے بدرجہا بڑھکر آزادانہ تھے - جس سے اوس کے ہمعصر اوسے دہریہ کہا کرتے ہین - مگر یہ بالکل غلط ہے - وہ پکا مسلمان اور خدا کی قدرت کا بڑا معتقد تھا - البتہ اوس کا خیال کچھہ ایسا ثابت ہوتا ہے کہ وہ سمجھتا تھا "ہر مذہب مین نیک لوگ بھی ضرور ہوا کرتے ہین" اور اکبر کے نزدیک خلوص بڑھانے کے لیے اوسکے

دین الٰہی کا ظاہر امعۃ تھا ہی نہ بنگیا تھا بلکہ خلیفہ سمجھا جاتا تھا - لیکن حقیقتاً وہ دل سے جانتا تھا کہ وہ مذہب غلط ہے - غرض کہ وہ بڑا لایق عالم اور حکیمانہ مشرب کا آدمی تھا اور صرف علمی لیاقت سے وہ وزیر اعظم کے رتبہ کو پہونچا تھا -

۱۷۶ - عملداری قطب شاہی مین راوت راؤ دہری چند و دسناد دیو و مکند راج کے فساد اور دسناد دیو کا اطاعت کرنا -

رات تھوڑی ہے کہانی بڑی ہے - کتاب کو مختصر کرنا چاہتے ہین - مضامین بہت ہین - اب قطب شاہ کی داستان سنئے امین الملک کے مزاج مین تحکم بہت بڑا تھا - ہمیشہ اپنے ماتحتون پر حکومت جتایا کرتا تھا ہندؤن کو بغاوت کے لیے یہ ایک بہانہ ہو جاتا تھا - جب ہندؤن نے ۱۰۰۸ھ مین دیکھا کہ اکبر نے دکن پر چڑھائی کی ہے جس سے قطب شاہ کو ادھر توجہ کرنا پڑے گی تو اونہون نے دل مین سرکشی کے منصوبہ باندھے - اور اوس کی بنا یون پڑی - کہ راوت راؤ ایک ہندو سردار محمد علی کا خیر خواہ تھا - امین الملک سے وہ ناراض ہو گیا اور رات کو لشکر سے بھاگ گیا اور بغاوت پر آمادہ ہوا - اور ہری چند بہاے بلندر کے بھائی سے کہا کہ مین تجھے بہاے بلندر کی جگہہ راجہ کرا دونگا - تو بھی میرے ساتھ ہو جا - وہ بھی لشکر سے نکل اوس سے جا ملا - اب ان کے پاس دس ہزار آدمیون کی بھیڑ بھاڑ ہو گئی اور امین الملک کے لشکر پر اونہون نے شبخون مارنا شروع کیے - امین الملک نے جا کر اونہیں ایک پہاڑی پر گھیر لیا - اس لڑائی مین راوت راؤ ایک تیر سے مارا گیا - اوس کی فوج تمام متفرق ہو گئی - مگر ہری چند بچ کر نکل گیا - اور دسنا دیو راجہ ویرا کو ہم سے جا کر مدد مانگی مکند راج پسر بہای بلندر جو بنگالہ کی طرف چلا گیا تھا اس وقت وہان سے آکر وہ چلمور پر قابض ہو گیا تھا - وہ بھی ان سے ملگیا - اب انہون نے باہم مشورہ کر کے یہ ٹھیرایا - کہ دسنا دیو اور ہری چند تو امین الملک

اور میرزین العابدین کی فوج کا مقابلہ کرین - اور مکندراج چلمور سے بڑھکر ملک نائب کو قلعہ جرجرہ مین گھیر لے - ملک نائب کے پاس فوج تھوڑی تھی - مکندراج نے اوسے قلعہ مین محصور کر لیا - اور چند روز کی لڑائی بھڑائی کے بعد سیڑھیان لگاکر قلعہ کے اندر گھسنے کا ارادہ کیا - مگر میرزین العابدین نے یہان سے چنگیز خان کو اوسکی مدد کے لیے بھیجا اور یہ مدد عین وقت پر پہونچ گئی - ورنہ ملک نائب کا کام ہوچکا تھا - چنگیز خان نے جاتے ہی مکندراج کو ہٹا دیا اور ادہر زین العابدین اور دسناد دیو سے نارائن پور کے میدان مین مقابلہ ہوگیا - دسناد دیو کے پاس پانچ ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ تھے مگر پھر بھی مسلمانون کو فتح ہوئی اور دسناد دیو نے قلعہ ویراکولم مین جاکر پناہ لی - نارائن پور پر مسلمانون کا قبضہ ہوگیا - مکندراج نے جرجرہ کے محاصرہ سے ہٹکر قلعہ قطب شاہ آباد کا محاصرہ کیا تھا مگر جب دسناد دیو کے شکست کی خبر سنی تو وہ محاصرہ اٹھا کر اپنی دارالحکومت قلعہ چلمور کو چلا گیا - یہ قلعہ بڑا مضبوط تھا - اور اوس کے گرداگرد بڑا جنگل تھا زین العابدین نے چنگیز خان سرلونبت اور عبدالکریم حوالدار دہالے راؤ و دھرمارا ؤ کو چلمور پر چڑھنے کا حکم دیا - مگر جنگل کی کثرت کے باعث راستہ مین چلنا مشکل تھا - جا بجا ہندون سے لڑائی لڑنا پڑتی تھی - دو مہینے تک متواتر راستہ مین ہی لڑائیان ہوتی رہین - اب مکندراج نے دسناد دیو کو لکھا کہ اگر مجھے تم نے مدد نہ بھیجی تو یہ قلعہ آکر مسلمان لے لینگے - اس لیے دسناد دیو نے اپنے گرد و نواح کے زمینداروں سے مدد لی - اور ہری چند کی سرداری مین بول بترا اور سوندی اپنے بھتیجون کو ساتھ کرکے دو ہزار سوار اور تیس ہزار پیادے اور سوہاتی مکندراج کی مدد کو بھیجے چنگیز خان کے پاس اس وقت صرف پانچ ہزار سوار اور دس ہزار پیدل فوج تھی - ہندون نے آکر ایک گھنی جھاڑی کے آڑ مین جہان بڑی

تنگ گھاٹی تھی رہتے جماے۔ ان کے مورچون کے گرد تین طرف نہایت بلند پہاڑ تھے اور فقط اسی گھاٹی سے مورچون تک رستہ تھا جب یہ لوگ مورچون سے نکلکر مسلمانون پر حملہ کرتے تو ان کو ہی شکست ہوتی تھی۔ مگر مسلمان اون کے مورچون تک نہین پہونچ سکتے تھے کہ جس سے اونہین کامل شکست ہوجائے جب ایک مدت تک اس طرح لڑائی رہی تو مسلمانون کے لشکر مین رسد کی تنگی ہوگئی۔ اور ہندون نے اپنی کثرت کے باعث رسد کے راستہ بند کردئے اس لیے مسلمانون نے ملکر مشورہ کیا۔ شاہ رضا ملک نائب کا بیٹا تھا۔ وہ ایک مدت تک اس جنگل اور پہاڑین پہر اکرتا تھا راستون سے خوب واقف ہوگیا تھا وہ بھی اس مشورہ مین موجود تھا۔ اوس نے کہا کہ ان کے مورچون تک تومین پہونچاے دیتا ہون۔ پہر آپ جو کرسکتے ہین کریجئے اس لیے تمام لشکر تیار ہوکر اس کے ساتھ ہولیا۔ شاہ رضا نے ایک راستہ سے مورچون تک پہونچا دیا۔ اب مسلمانون نے تلوار نکالی۔ ہندو بھی اپنی کثرت کے سبب سے مقابل ہوئے اور خوب لڑے۔ اور گوہری چند نکل گیا مگر بہت سے ہندو سردار گرفتار ہوگئے۔ جب یہ خبر دسناد دیو کو پہونچی تو وہ اپنے اعزا کو قید مین دیکھکر بہت گھبرایا۔ اور دہرماراؤ کی وساطت سے صلح کا خواستگار ہوا۔ اور تیس ہزار ہون اور پچاس ہاتی بھیجکر سالانہ اسی قدر خراج بھیجنے کا وعدہ کیا۔ چونکہ بول بالا تر بڑا اجلاک اور مایۂ فساد تھا اس لیے مسلمانون نے اس شرط پر اس صلح کو منظور کیا کہ اوسے قید کرکے ہمارے پاس بھیجدیا جاے۔ چنانچہ دسناد دیو نے اوسے پکڑکر بھیجدیا۔ اور صلح ہوگئی مسلمانون نے تمام ہندو قیدیون کو چھوڑدیا۔ جب دسناد دیو کی طرف سے اطمینان حاصل ہوگیا تو کچھ دنون کے بعد زین العابدین نے چنگیز خان کو مکند راج کے استیصال کے لیے بھیجا۔ مکند راج اس سبب سے چلمور کے قریب الورہ کے

درہ مین مورچہ باندھکر پڑگیا۔ لیکن جہانگیر خان نے وہان جاکر دوروز کی لڑائی کے بعد مکندراج کو نکال دیا۔ اور قلعہ چلمور قطب شاہیون کے قبضہ مین آگیا۔ اور مکندراج بھاگکر بنگالہ کی طرف چلاگیا۔ یہ واقعہ ۱۰۰۸ھ کے اخیر یا ۱۰۰۹ھ کے شروع کا ہے۔

۱۷۷۔ مکندراج اور کشٹمراج کا فساد اور سید حسن کی سپہ سالاری مین اوسکا فرد ہونا اور چلمور پر مسلمانون کا قبضہ

جب احمدنگر اکبری فوج نے فتح کرلیا تو ان ہندون نے پھر جھگڑا اوٹھانا چاہا۔ اور راوت راؤ مقتول کے بیٹے کشٹمراج نے پھر سرکشی پر کمر باندھی اور مکندراج کو بھی بنگالہ سے بولالیا۔ اور قاسم کوٹہ کے استخلاص کی پھر تجویز کی اور مدورا اور پوتنور کے قلعون پر قابض ہوگئے اور قطب شاہی عملداری مین لوٹ کھسوٹ مچادی۔ امرائے قطب شاہی نے ہرچند چاہا کہ ملایمت سے کام نکلے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا آخر مجبوراً زین العابدین نے جہانگیر خان اور سید تاج ورضا خان ومجاہد خان ودہرمارا ؤ واسی راؤ کو مکندراج اور کشٹمراج کی تادیب کو بھیجا۔ جب دونو لشکر سامنے ہوئے تو صبح سے شام تک خوب لڑائی ہوئی۔ اور عین غروب کے وقت ہندو شکست کھاکر قلعہ مدوارہ مین جا چھپے جہانگیر خان نے اوس کا محاصرہ کیا مگر کثرت اشجار کے باعث اوس کی فتح مین تعویق ہوئی۔ اور علاقہ مین لوٹ مار پھیل گئی۔ قطب شاہی فوج مین مسلمان بہت تھوڑے تھے۔ اور جو تھے اون کے تمام افسر ایرانی شیعہ تھے۔ پٹھان سنی دبے ہوئے تھے اس وجہ سے اہل اسلام مین ایکدلی نہ تھی اور ہندون کی بات چل جاتی تھی اور لشکر کے ہندو باغیون کو ہمیشہ مدد دیتے رہتے تھے۔ اور چپکے ہی چپکے اون کی اعانت کرتے اور منسوبے بناتے رہتے تھے اس وقت دہرمارا ؤ نے تجویز پیش کی کہ چونکہ قاسم کوٹہ کا فساد مدت سے برپا ہورہا ہے مگر فرو نہین ہوتا اس لیے ضرور

ہے کہ مکندراج کو قاسم کوٹہ کا کچھ علاقہ دیکر اوسے مطیع کرلیا جائے زین العابدین نے اس رائے کو نہ مانا۔ اور اس بات پر اصرار کیا کہ قاسم کوٹہ کی ایک انگل بھر زمین ہندون کو نہ دیجائیگی۔ اس لیے یہ جھگڑا تصفیہ کے لئے دھرماراؤ نے محمد قلی کے پاس پیش کیا۔ یہان بھی دربار مین ہندو ہی حاوی تھے۔ اونھون نے محمد قلی کو بھکایا۔ اور زین العابدین کی رائے کو برا بتلایا۔ اور غالباً یہ کہا کہ زین العابدین کی نیکی اور تدبیری سے ہری چند ساخیر خواہ بچوا ہوگیا ہے جس سے یہ جھگڑا رفع نہین ہوتا ہے۔ اس لیے محمد قلی نے زین العابدین کو تو دھرماراؤ کی دلداہی کے لیے ۱۰۱۸ھ مین واپس بولالیا۔ مگر بجائے اوس کے سید حسن ابن مصطفی خان کو سپہ سالار کرکے بھیجا اور حکم دیا کہ اس فساد کا جلد قلع قمع کردے۔ سید حسن نے وہان جاتے ہی زین العابدین کے برخلاف ہری چند کو قولنامہ بھیجکر بولالیا۔ اور ہری چند کی رائے کے بموجب سرحد کی حفاظت کے لیے تین قلعہ بنائے۔ اور اون کے نام مصطفی آباد قطب شاہ آباد اور محمد آباد رکھے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ زین العابدین نے پہلے ہی ان قلعون کے مقام تجویز کردے تھے۔ اور قطب شاہ آباد کو بنوا بھی لیا تھا۔ جب قلعہ بنگئے تو اونہین ملک نائب کے سپرد کردیا۔ اس وجہ سے ہندون کو اپنی تاخت وتاراج مین دقت ہونے لگی اور اونہون نے ان قلعون کو فتح کرنا چاہا۔ مکندراج نے کسٹم راج کو دو تین ہزار پیادہ اور تفنگچی دیکر محمد آباد کو بھیجا۔ کہ اوس پر قبضہ کرے۔ مگر کسٹم راج تیر سے مارا گیا۔ مکندراج کو اس کا بڑا افسوس ہوا۔ اور بجائے اوس کے رسوا نیر کو اوس نے سردار بنایا۔ یہ بھی ایک گولی سے مارا گیا۔ اور فوج مکندراج کے پاس پلٹ گئی اسی زمانہ مین مصطفی آباد پر بھی مکندراج نے اگبن راجہ کو دس ہزار پیادہ دیکر بھیجا تھا اتفاقاً یہ سردار بھی مسلمانون کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور ایسے ہی بھیلہ راج بھی

جو پانچ ہزار فوج سے تیسرے قلعہ پر آیا تھا تیر کے سر صدقہ ہوا۔ جس سے ہندون کو یہ متواتر نقصان پر نقصان پہونچے تو اون کی ہمت ٹوٹ گئی۔ اور سید حسن نے مکند راج کے استیصال پر کمر باندہی۔ دہرما راؤ نے اب کوئی مزاحمت نہ کی۔ سید حسن نے چارون طرف جنگل کٹوا ڈالا۔ جس سے مکند راج قلعہ سے نکلکر صف کے لڑائی لڑنے پر مجبور ہوا۔ اور شکست کہاکر بنگالہ کو بھاگ گیا اور وہان چلپور پر مسلمانون کا قبضہ ہوگیا پھر محمد قلی نے یہ ملک تمام امرا کی جاگیر مین مقرر کردیا۔ اور سوری راؤ کو وہان کی مالگذاری کا انتظام سپرد ہوا یہ واقعات ۱۰۰۹ھ سے ۱۰۱۱ھ تک کے ہین۔

۱۷۸۔ سلطنت قطب شاہی مین شیعہ اور ہندون کا دخل۔ اور میر محمد امین کا وزیر اعظم مقرر ہونا۔

چونکہ سلاطین قطب شاہی متواتر شیعہ مذہب کے ہی ہوتے رہے اور محمد قلی بھی پکا شیعہ تہا اس لیے اس سلطنت مین تمام سرکار دربار مین شیعہ ہی شیعہ امرا تہے اور اس لیے وہ کسی سنی کو ہرگز امورات سلطنت مین دخیل نہین ہونے دیتے تہے۔ مگر چونکہ شیعہ آدمی اس کثرت سے نہین مل سکتے تہے کہ جو تمام امورات سلطنت کا بندوبست کرسکین اس لیے تمام مالگذاری کے اور نیز متفرق کام ہندون کے ہاتھ مین رہتے تہے اور صرف چند اعلیٰ عہدہ مسلمانون کے ہاتھ مین ہوتے تہے۔ اور اس کثرت سے ہنود کے سبب سے یہ بہی ہوتا کہ رفتہ رفتہ بعض ہندو بادشاہ کے مزاج مین بہی دخیل ہوجاتے اور وزارت کے رتبہ کو عملاً پہونچ جاتے۔ اور یہی وجہ تہی۔ کہ یہان اکثر ہندو رہا کرتے تہے۔ اور اون کے فروکرنے مین بہت طول ہوا کرتا تہا اس لیے محمد قلی نے اراکین کو جمع کیا۔ اور ان سے وزیر اعظم کے تقرر کی رائے لی کہ کس کو مقرر کیا جاے امرا نے اپنے اپنے دوستون کو پیش کیا جن مین اکثر ایرانی اور سید تہے۔ ان مین سے

محمد قلی نے میر محمد مومن استرآبادی کی سفارش سے زبدہ آل طہ و یسین میرزا محمد امین کو پسند کیا اور اوسے لائق دیکھکر ۱۰۱۱ھ مین اپنا وزیر اعظم اور جملۃ الملک بنایا۔ اور وزارت کا قلمدان ایسا مرجع بجواہر عنایت کیا جس کے روشنی کے دیکھنے سے آنکھین خیرہ ہوتی تھین۔ کہتے ہین کہ اس نے ہندون کا زور کچھہ کم کر دیا اور سواری راؤ برہمن کو جو بادشاہ کے بہت مُنہہ چڑھہ گیا تھا اور اس سے کچھہ دنون کے بعد سخت عداوت کرنے لگا تھا نکال دیا تھا۔ محمد امین کی تنخواہ دو لاکھہ ہون سالانہ تھی اگر ایک ہون ساڑھے چار روپیہ چہرہ شاہی کا مانا جاوے تو نو لاکھہ روپیہ سالانہ تنخواہ ہوتی ہے اس وقت نواب وقار الامرا بہادر وزیر اعظم سلطنت نظام کی تنخواہ ایک لاکھہ بیس ہزار سالانہ حالی یا تقریباً ایک لاکھہ روپیہ چہرہ شاہی ہے۔ گویا قطب شاہی وزیر سے آٹھہ حصہ تنخواہ کم ہے یا یون کہو کہ نو روپیہ کے بجاے ایک روپیہ ملتا ہے۔ تاریخ فرشتہ مین میر محمد مومن استرآبادی کی نسبت بیان کیا ہے کہ اس کے آبا و اجداد سلاطین ایران کے یہان بڑے معزز و مکرم تھے۔ اور میر محمد مومن خود بھی شاہ طہماسپ کے زمانہ مین شاہزادہ حیدر کا معلم مقرر رہا تھا۔ اور بہت بڑا عالم تھا۔ محمد قلی اس کی بڑی قدر و عزت کرتا تھا۔ اور تمام مہمات سلطنت اوس کی تفویض کر کے خود اپنے بھائیون اور ندیمون کے ساتھہ عیش و عشرت مین مصروف رہا کرتا تھا مرزا محمد امین محمد قلی کے اخیر زمانہ تک اسی عہدہ پر مامور رہا۔ مگر سلطان محمد سے موافقت نہ آئی۔ اوس کی حکومت مین کچھہ دنون کے بعد یہان سے چلا گیا۔ پہلے بیجاپور کو گیا۔ مگر جب وہان کوئی صورت اپنے لائق نہ دیکھے تو ایران کو شاہ عباس کے پاس چلا گیا۔ مگر باوجود اس کے کہ ایک لاکھہ روپیہ کے جواہرات وغیرہ بادشاہ کو نذرانہ مین پیش کیے لیکن وہان بھی کوئی

نفع نہین ہوا۔ بلکہ شاہ عباس نے اس کے اندوختہ پر طمع کی نظر کی اس لئے آخر ۱۰۲۷ھ مین جب کہ جہانگیر گجرات سے مالوہ کو جارہا تھا تو محمد امین بھی جہانگیر کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور ملازمان شاہی مین داخل ہوگیا۔

۱۷۹۔ مرتضیٰ نظام شاہ کی تخت نشینی اور عنبر اور خانخانان کی لڑائی کے بعد صلح۔

اگرچہ احمد نگر اکبر کے قبضہ مین آگیا مگر سلیم کی اس بغاوت سے باقی ملک پر اکبر کا قبضہ نہ ہوسکا۔ اور نظام شاہی امرا کو اپنے قوت پیدا کرنے اور بڑھانے کا موقع ملگیا۔ اونہون نے بہادر شاہ کے قید ہونے کے بعد مرتضیٰ پسر شاہ علی کو بادشاہ بنایا۔ اور پرینڈہ کو دارالسلطنت مقرر کیا۔ آہنگ خان کا تو یہ حال معلوم نہین کہ کیا ہوا۔ مگر دو اور شخص ان امرا مین بڑے زبردست ہوگئے بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ وہ دونو اپنے اپنے ملک کے جدا جدا مالک بن گئے۔ ایک اون مین سے عنبر حبشی تھا۔ کہ جس کے تحت مین سرحد تلنگانہ سے بیر کے نیچے تک ملک تھا۔ اور احمد نگر سے چار کوس اور دولت آباد سے بیس کوس بندر جیول تک سب اوسی کے قبضہ مین مانا جاتا تھا۔ دوسرا اجو دکنی تھا۔ اس کے قبضہ مین دولت آباد اور اوس کے شمال مین سرحد گجرات تک اور جنوب مین احمد نگر سے چھ کوس تک سارا ملک تھا۔ گو یہ اپنے اپنے ملک کے بالکل خود مختار تھے مگر ضرورتاً انہون نے مرتضیٰ کو بادشاہ مان رکھا تھا۔ اور قلعہ اوسہ اور کچھ گانون اوس کے خرچ کے لیے چھوڑ دیے تھے۔ اور چونکہ دونو ذی حوصلہ تھے اور چاہتے تھے کہ دوسرے کو غارت کرکے خود مالک ہوجائین۔ اس لیے آپس مین دونو ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ جب خانخانان کو معلوم ہوا کہ یہ دونو باہم ناموافق ہین تو اوس نے عنبر کے ملک مین سے اوس قلعہ پر اپنے آدمی بھیجکر قبضہ کرلیا جو تلنگانہ کی سرحد کے قریب تھا

مگر عنبر نے آٹھ سات ہزار سوار سے سنہ ۱۰۱۰ھ مین ہی وہان جاکر مغلون کے تہانہ اوٹھا
دئے اور اپنے علاقہ کو واپس لے لیا - اب خانخانان نے اپنے بڑے بیٹے مرزا
ایرج کو پانچ ہزار منتخب سوار دئے اور عنبر کے مقابلہ کو بہیجا - حوالی ناندیر مین فریقین سے
بڑی سخت لڑائی ہوئی - اور عنبر زخمی ہوکر گہوڑے پر سے گر پڑا - مگر اوس کے رفیق
دوڑ پڑے اور اوسے میدان سے اُٹھا کر لے گئے - اور اوس نے جاتے ہی
پہر فوج جمع کی اور اپنی سرحد کی اچہی طرح حفاظت کر کے چاہا کہ مغلون پر حملہ کرے
جب خانخانان کو اوس کی بہادری اور دانائی کی خبرین پہنچین - تو اوس نے صلح کا
پیغام دیا چونکہ راجو عنبر کا ایک دکہنی حریف بہی موجود تہا - بلکہ خانخانان کو عنبر کے برخلاف
مدد دیتا تہا اس لیے عنبر نے صلح کو غنیمت سمجہا اور خانخانان سے خود جاکر ملاقات کی
اور حدود کا فیصلہ کر لیا - اور عہد و پیمان طرفین مین لکہے گئے - جس سے جہگڑا بالکل
رفع دفع ہوگیا -

۱۸۰ - ملک عنبر کا مرتضیٰ نظام شاہ برار اور نیز قلعہ پرینڈہ پر قبضہ کرنا -

علی بریدشاہی بارہ سال حکومت کر کے سنہ ۱۰۱۸ھ مین مرگیا - اوس کے
مقبرہ کا چہوٹا سا گنبد اوس کے آبا و اجداد کے مقابر کے پاس
بادشاہی عیدگاہ کے متصل بیدر کے مغرب مین اب تک
موجود ہے اوس کے بعد اوس کا بیٹا امیر بریدشاہی ملک کا حاکم ہوا - مرتضیٰ نظام شاہ
نے جب اوس کی تخت نشینی کا حال سنا تو اوس کو لکہا - کہ عنبر اور راجہ سے نوکرون
نے مجہے بے بس کر رکہا ہے - اگر آپ میری مدد کر کے مجہے اپنے دادا کا ملک دلا دین
تو مین اوسہ اود گیر قندہار آپ کو دیدونگا اور اوسی کے ساتھ کچہہ تحفے تحایف بہی
بہیجے اور چونکہ اسی زمانہ مین بیتنگ رائے کولی اور فرہاد خان مولد اور ملک صندل اور

اور کتنے ہی دکھنی سردار ملک عنبر سے ناراض ہو گیے۔ اور مرتضیٰ نظام شاہ کے پاس چلے گئے۔ اور اپنی نمود کے لیے اوس کو بہکایا کہ ملک عنبر کو غارت کر ڈالے۔ اور حوالی قلعہ اوسہ مین لشکر جمع کیا۔ تو اس سبب سے امیر برید بھی مدد کو راضی ہو گیا اور مرتضیٰ نظام شاہ کے پاس قلعہ اوسہ کو گیا۔ وہان مرتضیٰ نے اوس کی بڑی دھوم دھام سے ضیافت کی اس مین عنبر بھی اپنے اعوان وانصار کو لیکر اوس طرف پہونچا۔ اور نظام شاہ کو شکست دیکر پتنگ رائے کو گرفتار کر لیا۔ مرتضیٰ شاہ اس سے بڑا گھبرایا۔ اور فرہاد خان اور صندل کی صلاح سے عنبر سے صلح کر لی۔ یہ واقعہ ۱۰۱۱ھ کا ہے۔ چونکہ عنبر اس فکر مین تہا کہ کسی طرح قلعہ پرینڈہ پر قبضہ کرے اس لیے اس کے چند روز بعد ربیع الثانی ۱۰۱۲ھ مین نظام شاہ کو لیکر قلعہ پرینڈہ کو گیا۔ وہان منجھن خان حبشی بیس سال سے قلعہ دار تہا۔ وہ عنبر کے ارادہ کو سمجھتا تہا۔ اوس نے نظام شاہ سے کہا کہ تجھے تو مین بادشاہ سمجھکر قلعہ مین آنے دیتا ہون۔ مگر عنبر کا آنا مین قلعہ مین نہین پسند کرتا اوس نے خانخانان سے ملاقات کی ہے اور اکبر کے طرف دارون اور خیر خواہون مین ہو گیا ہے اوس پر اعتماد نہین ہو سکتا۔ عنبر نے کہا کہ چونکہ مجکو پتنگ رائے فرہاد خان اور صندل کی طرف سے کھٹکا تہا اس لیے مین نے خانخانان سے صلح کر لی تہی۔ مگر دل سے مین مرتضیٰ شاہ کا غلام ہون اور چاہتا ہون کہ جہان تک ممکن ہو اس خاندان کی خیر خواہی دل وجان سے کرتا رہون۔ منجھن خان نے ان چکنی چپڑی باتون کا کچھ اعتبار نہ کیا۔ اور نامہ وپیام بے سود سمجھکر مراسلت بند کر دی۔ جب عنبر نے دیکھا کہ منجھن خان پر قابو نہین چلتا اور ممکن ہے کہ مرتضیٰ شاہ کسی وقت بھاگ کر اوس کے پاس چلا جائے۔ اور پھر فتنہ کو طول ہو اس لیے نظام شاہ کو پکڑ کر قید کر دیا۔ جب فرہاد خان اور صندل نے یہ صورت دیکھی تو وہ دونو قلعہ کے

نیچے جا کر پڑ گیے۔ اور منجھن خان نے اون کے سبب سے ہمت کر کے ایک مہینے تک عنبر کا مقابلہ کیا۔ منجھن خان کا ایک بیٹا تھا سونا خان وہ بڑا بدمعاش و بدکار تھا جس کسی کی عورت کو دیکھتا زبردستی پکڑ لیتا اور زنا کرتا تھا۔ قلعہ کے سپاہیون کی عورتون سے بھی اوس نے ایسا ہی کیا۔ اس لیے سپاہیون نے اوسے پکڑ کر مار ڈالا۔ منجھن خان اس سے گھبرایا اور جریدہ قلعہ سے نکلکر فرہاد خان اور ملک صندل وغیرہ چند آدمیون کو ساتھ لے بیجاپور کو عادل شاہ کے پاس چلا آیا۔ اور اوس کی ملازمت اختیار کر لی۔ قلعہ والے کچھ روز تک تو عنبر سے لڑتے رہے۔ مگر ملک عنبر نے حسن تدبیر سے وہان کے لوگون کو راضی کر لیا۔ اور مرتضیٰ نظام شاہ کو قید سے چھوڑ کر وہان سکونت پذیر کر دیا۔ اور اپنے چند مخصوص اوس کے ساتھ رکھکر خود لشکر لیکر چلا آیا۔

۱۸۱۔ اکبر کی نرمی اور شاہزادہ سلیم کی حماقتیں۔

اکبر نے شاہزادہ سلیم کی دلجوئی کے لیے اوس کے مان سلیمہ سلطان بیگم کو اوس کے پاس الہ آباد کو بہت سے تحفے تحائف اور ماکولات و ملبوسات دیکر بھیجا۔ مان نے اپنے بیٹے کو دلجوئی اور پند و نصائح سے راضی کیا اور بوعدہ عفو جرایم اکبر کے پاس اوسے لیکر چلی۔ دادی نے ایک منزل پونے کا استقبال کیا۔ اور آگرہ مین لاکر دادی اور مان نے شاہزادہ کو باپ کے قدمون پر ڈالدیا۔ باپ نے اوٹھا کر سینہ سے لگایا اور بہت خاطرداری کی۔ اور اپنے پگڑی بینے کے سر پر باندہی۔ اور ولی عہدی کے مکرر شادیانہ بجوائے تاکہ موافق اور منافق کو کوئی شبہ باقی نہ رہے۔ اور بدستور سابق شاہزادہ کو رانا کے اودے پور کی مہم سپرد کی۔ اور چند روز کے بعد بروز دسہرہ شاہزادہ رخصت ہوا۔ اور فراہمی سامان کے لیے فتح پور مین آکر ٹھیرا۔ مگر پھر کچھ مزاج بدل گیا۔ اور وہان جاکر لکھ بھیجا کہ چونکہ رانا کی مہم کے لیے ایک بڑا

توپخانہ اور سامان لشکر درکار ہے۔ اور سرکاری متصدی اوس۔ کہ بہم پہونچانے مین تساہل کرتے ہین اور اون کی شکایت کرنے سے اپنی خفت اور آپ کی ناراضی کا اندیشہ ہے اس لیے مین الہ آباد جاتا ہون وہان سے سامان تیار کرکے پھر حکم کی تعمیل کرونگا۔ اکبر نے بیٹے کو ہر چند سمجھایا۔ لیکن جب دیکھا کہ کچھ اثر نہین ہوتا تو الہ آباد جانے کی اجازت دی اور حسبِ دستور تحفے تحائف علی التواتر بھیجتا رہا تاکہ بیٹے کو باپ کی ناراضی کا گمان نہ ہو۔ مگر پھر بھی سلیم نے الہ آباد کی سرحد پر پہونچتے ہی شاہی اختیارات خود مختارانہ عمل مین لانا شروع کئے۔ اکبر نے اسے سنا مگر کچھ توجہ نہ کی۔ اکبر نے جب کہ شاہزادہ سلیم کی پندرہ برس کی عمر تھی راجہ بھگوانداس کی بیٹی سے اور دو برس بعد ۹۹۴ھ مین راجہ اودے سنگھ پسر راجہ باسدیو کی بیٹی سے اوس کا بیاہ کرادیا تھا۔ بھگوانداس کی لڑکی سے ۹۹۴ھ مین ایک لڑکی سلطان بیگم اور ۹۹۷ھ مین ایک لڑکا خسرو نام پیدا ہوا۔ اور اسی سال زین خان کی بیٹی سے بھی سلیم کا بیاہ ہوا تھا۔ اور اخیر سال مین اوس سے شاہزادہ پرویز پیدا ہوا۔ اور راجہ اودے سنگھ کی بیٹی سے بھی ۱۰۰۰ھ مین ایک لڑکا پیدا ہوا اور اکبر نے اس پوتے کا نام خرم رکھا۔ اس وقت خسرو اور خرم دونو دادا کے پاس رہا کرتے تھے مگر خسرو باپ کے برخلاف تھا اور دادا سے اپنے باپ کی چغلیان کہایا کرتا تھا۔ اس وجہ سے ماں کو اس کی بڑا رنج ہوتا تھا۔ ان دنون مین وہ کچھ بیمار بھی تھی۔ خسرو کی گستاخیون سے ناراض ہوکر اوس نے افیون کھالی۔ اسی زمانہ مین سلیم کے ایک خوبصورت غلام کو ایک شخص اوس کے مصاحبین مین سے بدکاری کے لیے بہکا کر لے گیا۔ جب وہ پکڑا آیا۔ تو شاہزادہ نے اون دونون کی کھال کھچوائی۔ جب یہ خبر اکبر کو پہونچی تو اوس نے کہا تعجب کی بات ہے کہ جس کے باپ

نے اپنے روبرو زبوح بکرے کی کمال نہ کھچوائے اوس کا بیٹا ایسا رنگ و دل ہو کہ آدمیون کی کمال اپنے سامنے کھچوائے۔ اب اکبر نے ۱۰۱۲ھ مین یہ ضروری سمجھکر سلیم کے پاس خود الہ آباد جانے کا ارادہ کیا۔ اور آگرہ سے کشتی مین بیٹھا مگر کشتی ریت مین اٹک گئی۔ اور بارش بھی بڑی شدت سے ہوئی۔ اودہر آگرہ سے خبر آئی کہ اکبر کی مان کا بُرا حال ہے۔ مجبوراً اکبر لوٹ آیا۔ اوسی روز اکبر کی مان مرگئی اس پر سلیم خود اکبر کے پاس آگرہ آیا۔ باپ نے اول تو بہت پیار کیا۔ پھر گہرہین لاکر حکم دیا کہ شرابخواری کے باعث مزاج تمہارا ٹھکانے نہین رہا ہے چندروز خانہ نشین رہو۔ مگر بہت جلد چھوڑ دیا۔ اور پہر پہلی ہی سی عنایت کرنے لگا۔

۱۸۲۔ ابراہیم عادل شاہ کی لڑکی سے شاہزادہ دانیال کی شادی اور موت۔

چونکہ اکبر اور سلیم کے باہمی تعلقات اچھے نہ تھے اس وجہ سے اس زمانہ مین ابراہیم عادل شاہ نے دولہن دولہا کے پاس غالباً روانہ نہ کی۔ اور کوئی چار سال تک تیاری جہیز کے بہانے بنا کر وقت کو ٹالتا رہا۔ مگر اب جب باپ بیٹون مین ملاپ ہوگیا۔ تو اب زیادہ روکنا مناسب نہ سمجھا اور یہ ٹھیرایا کہ شاہزادہ دانیال برہانپور سے خود احمد نگر مین آئے اور یہان بیاہ کے جشن اور خوشیان منائی جائین بعد ازان جب چاہین دولہا دولہن برہانپور کو سدھار جائین اس انتظام کے مقرر ہونے کے بعد آغاز ۱۰۱۳ھ مین ابراہیم عادل شاہ نے لڑکی کو بہت سے جہیز اور فوج کثیر کے ساتھ احمد نگر کو پہونچا دیا۔ جب شاہزادہ دانیال کو معلوم ہوا کہ محمل عروس کے ساتھ کثرت سے فوج آئی ہے۔ تو اوس نے احمد نگر آنے مین تامل کیا۔ لیکن جب اوس کی استدعا کے موافق کچھہ آدمی واپس بولالئے گئے اور خانخانان نے اپنا اطمینان کرکے اوسے اطلاع دی تو احمد نگر کو براہ ناسک

و دولت آباد روانہ ہوا۔ اور کچھ آدمیون کو راجو کے پاس بھیجا کہ عنبر کی طرح وہ بھی اطاعت کرے اور ملازمت مین حاضر ہوکر اپنے علاقہ کی منظوری اوس سے حاصل کرے مگر راجو نے شاہزادہ پر اعتماد نہ کیا اور اوس کے پاس نہ گیا۔ اس وجہ سے شاہزادہ نے آزردہ ہوکر اوس کے قلع قمع کا حکم دیا۔ راجو بھی آٹھ ہزار سوار سے مقابل ہوا۔ اوس نے دیکھا کہ اکبری فوج سے میدان کی لڑائی لڑنا دشوار ہے اس لیے اوس نے تاخت و تاراج اور لوٹ کسوٹ اور مارنے بھاگ جانے پر کمر باندھی۔ مجبوراً شاہزادہ نے جالنہ پور کو خانخانان کے پاس آدمی بھیجے اور کمک منگائی۔ خانخانان نہایت تیزی سے پانچ چھہ ہزار آدمی لیکر خود اوس کے پاس پہونچا۔ جس سے راجو اپنے راجہ کو چھوڑ سرحد پر دور جا پڑا بعد ازان شاہزادہ احمد نگر آیا۔ ' ور عادل شاہ کی فوج کو رخصت کرکے محمل کو احمد نگر سے بغرض حفاظت پٹن کو لے گیا۔ اور وہان معمولی جشن کیے۔ پھر برہانپور چلا گیا مگر شراب خواری کے باعث اسی سال کے اخیر ذی الحجہ ۱۰۱۳ھ مین مرگیا۔

۱۸۳- اکبر بادشاہ دہلی کی وفات

اکبر کے دل مین مخلوق سے ایسی محبت تھی کہ جیسے غریب شریف خاندانون مین ہوا کرتی ہے۔ بادشاہون کے سے سخت دلی اوس کے پاس ہوکر نہ نکلے تھے۔ وہ تمام انسانون کو دل سے پیار کرتا تھا خصوصاً اپنے عزیز اور اقارب سے اوس کو بڑی ہی محبت تھی۔ اس محبت کے باعث اوس نے شاہزادہ سلیم کی گستاخیون کو کس تحمل کے ساتھ برداشت کیا کہ شاید ہی کوئی باپ ایسا کریگا۔ مگر پھر بھی اوس کے دل پر اس کا بڑا صدمہ ہوا۔ شاہزادہ مراد تو پہلے ہی مرچکا تھا اب ان مری پھر دوسرا بیٹا دانیال بھی مرگیا۔ ان متواتر صدمون سے اوس کی تندرستی مین فرق آگیا۔ اور بیمار پڑگیا مرض نے ایسا دبایا کہ امید زیست منقطع ہوگئی۔ خسرو سلیم کا بیٹا اپنے باپ کا مخالف تھا

وہ چاہتا تھا کہ دادا کے بعد مین ہی بادشاہ ہو جاؤن اس کے دو بڑے طرفدار تھے
ایک خان اعظم کوکلتاش خان اوسکا خسر دوسرا مان سنگھ اوس کا ماموں یہ چاہتے
تھے کہ خسرو کو تخت پر بٹھا کر شاہزادہ سلیم کو اندھا کر دین - اس سبب سے باپ کی بیماری
مین سلیم نے قلعہ کا جانا آنا ترک کر دیا - کیونکہ انہین دونون امیرون کے آدمی قلعہ پر
محیط تھے - اور شاہزادہ خرم کو جو ہر وقت دادا کے پاس رہتا تھا بولا بھیجا - مگر اوسکو
دادا سے ایسی الفت تھی کہ اوس نے دادا کو چھوڑنا نہ چاہا - سلیم نے خرم کی ماں
کو بھیجا کہ وہ شاہزادہ کو سمجھا کر لوالاے - مبادا کہ دشمن اوسے کچھ ضرر پہونچائین - اسپر
بھی وہ نہ آیا - جب اکبر نے دیکھا کہ سلیم نہین ہے تو وہ فراست سے تاڑ گیا - اور اوس
نے کہا کہ میرے بعد سلیم تخت نشین ہو - اور خسرو کو صوبہ بنگالہ ملے - جب عزیز خان
نے دیکھا کہ سلیم کا پلہ بھاری ہے اور میری کچھ نہ چلیگی تو وہ بھی اپنے امرا کے تفاق
کے باعث سلیم کا طرفدار ہو گیا مگر مان سنگھ اپنے ارادہ پر جما رہا - اور چاہا کہ مرزا خرم اگر
قلعہ سے باہر نکلے یا سلیم اندر جائے تو ان کا پکڑ کر کام کر دیا جائے - مگر مرزا خرم کو
دادا کی محبت سے یہ فائدہ پہونچا کہ وہ باہر نہ نکلا - اور اس خطرہ سے بچ گیا - پھر امراے
خیر خواہ نے راجہ مان سنگھ کو بھی بڑے بڑے وعدہ وعید کے ساتھ بنگالہ کی صوبہ
داری پر رخصت کیا - اور سلیم نے جا کر قلعہ مین اپنے آدمی مقرر کر دے - بعد ازان
سلیم باپ کی خدمت مین حاضر ہوا - اوس وقت کا حال وہ خود اپنے تزک مین
لکھتا ہے "کہ باپ نے مجھے بہت پیار کیا - اور فرمایا کہ مراد اور دزرا اس کمرہ مین
بلوائے جائین - اور مجھ سے ارشاد کیا کہ میری مرضی نہین ہے کہ تیری اور میری
اون دولت خواہون کے درمیان ناچاقی ہو - جنہون نے برسون میرے ساتھ

محنتین اوٹھائین اور سختیان جھیلین ہین اور میری شان و شوکت کے کامون مین ہمیشہ
مدد و معاون رہے ہین - جب سب امیر جمع ہوئے - تو اون کی طرف مخاطب
ہوکر یہ فرمایا کہ اگر مین نے بھولے سے بھی کوئی خطا تمہاری کی ہو تو تم اوس کو
معاف کرو - جب مین نے یہ حال دیکھا تو مین باپ کے قدمون پر گر پڑا - اور زار زار
رونے لگا پھر میری طرف اشارہ کیا کہ اس تلوار کو باندھو - اور میرے سامنے بادشاہ
بنو اور کہا کہ تمام خاندان کی عورات کی خبر لینا - اور میرے پورانے رفیقون اور نوکرون
کو نہ بھولنا - بہر بروز چہارشنبہ وقت شب ۱۳ جمادی الآخر سنہ ۱۰۱۴ھ کو ایک بڑے
مولوی کو بولا کر کلمہ شہادت کئی دفعہ پڑہا اور جنتی مسلمانون کی طرح ۶۳ برس کی عمر مین
اس دنیا سے سدہارا - اس بادشاہ کے چال چلن پر پوری پوری راے دینا تو دکن
کے مورخ کا کام نہین ہے یہان اتنا ہی کافی ہے کہ اگرچہ اوس کی راے مذہبی
معاملات مین اچھی نہ تھی بلکہ اوس سے لغویت اور بیہودہ پن ٹپکتا تھا - لیکن بادشاہی
کے کامون مین وہ نہ صرف ہندوستان کے اچھے بادشاہون مین سے ہوا ہے -
بلکہ روے زمین کے عمدہ اور عقلمند نامور بادشاہون مین سے تھا - اور بنی نوع انسان
کے حق مین ایک نعمت عظمیٰ اور خدا کی رحمت سمجھنا چاہیے اوس کی ہر ایک بات
سے ایک شان کبریائی نظر آتی ہے - نئے نئے آئین ایجاد کیے - پہلون کی
غلطیان درست کین پچھلون کے واسطے ضوابط بناکر چھوڑ گیا - اوس نے اپنی سلطنت
کی بنیاد اس بات پر رکھی تھی کہ کسی کی خوشحالی اور فارغ البالی مین فرق نہ آئے
اپنے اور بیگانے سب آسودہ حال رہین -

۱۸۴ - عنبر اور راجو کی لڑائیان

مرتضیٰ نظام شاہ اگرچہ برائے نام بادشاہ تھا - مگر درحقیقت اوسے

اور عنبر کا کل مملکت نظام شاہی کا مالک ہونا۔	عنبر نے قیدی بنا رکھا تھا۔ اوسے کسی بات کا اختیار نہ تھا۔ اس سے وہ نہایت تنگ تھا۔ راجو سے اوس نے التجا کی کہ عنبر کی قید سے رہائی دلادے اس لیے راجو پرینده کو آیا۔ اور نظام شاہ سے ملا۔ اور عنبر کے دفعیہ پر کمر باندھی۔ کئی مرتبہ لڑائی بھی ہوئی۔ ہر مرتبہ راجو ہی کو غلبہ رہا۔ جب عنبر گھبرایا تو خانخانان سے مدد مانگی۔ خانخانان نے میرزا حسین بیگ جاگیردار بیر کے سرداری مین دو تین ہزار سوار بیجاپور سے ان کی مدد سے عنبر نے راجو کو دولت آباد کی طرف بھگا دیا اسی زمانہ مین دانیال مرگیا تھا اور خانخانان شروع ۱۴۰۴ھ مین برہانپور مین تھا عنبر کو خوب موقع ملا۔ اوس نے اچھی فوج لی۔ اور دولت آباد پہونچا۔ راجو اس وقت کمزور تھا وہ بہت گھبرایا۔ اور خانخانان سے مدد کا طالب ہوا۔ خانخانان یہ چاہتا تھا کہ اس وقت برہانپور سے کسی طرح نکل آئے وہ بہانہ ہی ڈھونڈ رہا تھا۔ راجو کے آدمیون کے پہونچتے ہی چلدیا۔ اور دولت آباد کے قریب آکر راجو اور عنبر کے درمیان چھ مہینے تک پڑا رہا اور دونون کو نہ لڑنے دیا۔ اوس کا مطلب یہ تھا کہ اگر ایک نے دوسرے کو دبا لیا تو نظام شاہی سلطنت کی قوت پھر یکجائی ہوکر زور آور ہوجائیگی۔ جب عنبر نے دیکھا کہ خانخانان نہین مانتا تو اوس نے راجو سے صلح کرلی اور پرینده کو لوٹ گیا۔ اور خانخانان جالنہ پور مین چلا گیا۔ چونکہ مرتضی شاہ نے ایک مرتبہ پہلے بھی راجو کو بھڑکا کر لڑایا تھا اس لیے اب عنبر نے چاہا کہ اوسے معزول کرکے کسی اور کو بادشاہ کرے۔ مگر ابراہیم عادل شاہ اس کے برخلاف تھا اوس کی مخالفت سے عنبر کو بڑا اندیشہ تھا۔ اس لیے عنبر نے مرتضی شاہ سے پھر ملایمت اختیار کی۔ اور جب دونون کے دل صاف ہوگئے تو مرتضی شاہ اور عنبر نے دس بارہ ہزار سوار لیے اور مرتضی اپنے باپ دادا کی قدیمی مسکن جنیر کو گیا اور اوسے دارالسلطنت

مقرر کیا پھر کچھہ مسلمان اور ہندو سردار دولت آباد کی طرف بھیجے کہ راجو کو یا تو جنیر مین حاضر کرین ورنہ اوس کا قلع قمع کردین راجو عنبر کے خوف سے جنیر مین نہین آتا تھا لڑا کر گرفتار ہوا۔ اور مرتضیٰ شاہ کا اوس کے ملک پر قبضہ ہوگیا۔ اور عنبر کا ہی اختیار کل نظام شاہی قلمرو مین چلنے لگا۔ یا یون کہو کہ عنبر ہی درحقیقت بادشاہی کرنے لگا۔ یہ واقعہ ۱۰۱۶ھ کا ہے۔

۱۵:- حیدرآباد مین کوتوال کی سوءظنی پر درویشون کا قتل

جب سے کہ خاندیس برار احمد نگر اکبر نے فتح کرلیا تھا تب سے شمالی ہند کے مسلمان لاہور آگرہ سے دکن کی طرف سیاحت و تجارت کی غرض سے آنے جانے لگے تھے حیدرآباد مین بھی اونہون نے بہت دکانین کھول لی تھین۔ اور کچھہ لوگ نوکری چاکری کے لیے آگیے تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ قطب شاہ کے ملازمون مین کچھہ پٹھانون کے نام اوپر ہم بیان کرآئے ہین۔ نبات گھاٹ محمد قلی کے ایک مکان کا نام تھا اوس مین بلا اجازت کوئی نہ جاسکتا تھا ایسی چیز کی ہر کسی کو دیکھنے کی تمنا ہوا کرتی ہے۔ انہین نو واردون مین سے چند آدمیون نے اندر جانے کا ارادہ کیا۔ کہتے ہین کہ یہ لوگ شراب پیئے ہوئے تھے۔ جس سے قیاس ہوتا ہے کہ غالباً یہ شمالی ہند کے سنی نہون گے کیونکہ وہان کسی زمانہ مین بجز امرا کے شراب کے پینے کا رواج نہین ہوا ہے۔ یہ ایران امرا کے متعلقین ہونگے جو دکن کی ملازمت کے اب تک ٹھیکہ دار چلے آتے تھے۔ اور جن کی درحقیقت دکن مین بادشاہت تھی۔ اور اسی زور پر پہرہ والون کے منع کرنے کی انہون نے پروا نہ کی۔ اور زبردستی اندر گھس گیے۔ اسپر خواجہ سرایون نے محمد قلی سے اون کی شکایت کی بادشاہ کو یہ بے ادبی نہایت ناگوار گذری۔ اوس نے علی آقا کوتوال شہر کو اونکی تنبیہ کا حکم دیا علی آقا نے دوسرے بنگاری پوربیا کہ شہر مین مغل اور غریب بہت آیے گیے ہین اون سے ہمیشہ ایسی حرکتین سرزد ہوا کرتی ہین چونکہ اوس زمانہ مین شمالی ہند کے لوگون نے دکن کا کچھہ حصہ فتح کرلیا تھا

اس لئے اس چغلی پر محمد قلی نے اوسی غصہ مین کہدیا کہ جو پردیسی لوگ ملازم نہین ہین اور نہ تجارت وغیرہ کرتے ہین اونہین شہر سے نکالدیا جاے۔ علی آقا ایک نوجوان آدمی تہا اوس نے نہ آگا دیکہا نہ پیچہا۔ کوتوالی والون کو بولا کر کہدیا کہ پٹہان مغل اور غریب جو شہر مین ہین اونہین نکالدو۔ اب کوتوالی کے سرنوبت اور پیادہ کوچہ و بازار مین نکلے اور جس کسی پردیسی کو دیکہا خواہ وہ تاجر ہو یا نوکر آوارہ ہو یا کام کاہر ایک کو پکڑنا اور قید کرنا شروع کیا جس سے شہر مین ایک شور مچ گیا۔ اور مشہور ہو گیا کہ بادشاہ نے غریبون کے قتل کا حکم دیدیا ہی یہان کے دکہنی لوگ تو غریبون کے جانی دشمن ہی تہے اونہون نے اس کو سنتے ہی تمام پردیسی دکاندارون کو لوٹ لیا۔ اور صدہا آدمیون کو قید اور قتل کر ڈالا۔ یہ بیچاری جدہر جاتے تہے خنجر و شمشیرادن کے گلے پر موجود تہا کتنا ہی عجز و زاری کرتے کوئی نہین سنتا تہا۔ جتنے اور اہلکار سرکاری تہے وہ حیران تہے کہ بادشاہ نے کیون ایسا حکم دیدیا ہے۔ اور خود بخود جان چہپاے بیٹہے تہے۔ میر محمد امین وزیر اعظم آخر لاچار ہوا۔ اور سنتے ہی بادشاہ کی خدمت مین پہونچا محمد قلی سو رہا تہا۔ اوس وقت کسی خادم کی مجال نہ تہی کہ بادشاہ کو جگائے محمد امین نے دروازہ کو نہایت زور سے بجایا جس سے محمد قلی اوٹہہ کہڑا ہوا۔ محمد امین نے سارا حال بیان کیا۔ جب محمد قلی نے کہڑکی سے دیکہا تو شہر مین ایک آفت برپا تہی۔ فوراً اوس نے علی آقا کو بولا کر جس کی غلطی سے یہ حادثہ پیدا ہوا تہا اور اوس سے سخت ناراض ہو کر حکم دیا کہ فوراً اس کا انتظام کرے۔ اور مجرمون کو سزا دی۔ اب علی آقا نکلا۔ اور کوتوالی کے سرنوبتیون اور پیادون کو ساتھ لیا۔ اور مفسدون کو قید اور قتل کرنا شروع کیا۔ کتنے ہی سرنوبتیون کو مروا دیا۔ اور ادن کی کہالین کہچوائین اور اوباشون کو پکڑ پکڑ کر کسی کو ہاتہی کے پانون سے بندہوا یا کسی کے ہاتہ پانون کاٹے اور ہزارہا مین عبرتاً للناظرین پہرا یا۔ اور غریبون کا مال ما اسرقہ کرا کرا کے جہان تک مل سکا اون کو دلا دیا۔ یہ واقعہ ۱۰۱۷ھ کا ہے۔

۱۸۶- محمد قلی کے بھائی خدا بندہ کی بغاوت کا ارادہ اور اوس کا انسداد-

دکن مین ہمیشہ یہ دستور رہا ہے کہ شاہزادہ باپ کے حین حیات نہایت عیش وعشرت مین رہتے ہین- اور بعد ازان جب کسی بھائی کو تخت نصیب ہوا تو وہ قتل وقید اور اندھے کئے گئے ہین مگر اس کے برخلاف محمد قلی نے اپنے بھائیون کے ساتھ بڑا اچھا سلوک کیا- اپنے بھائی جو باپ کے بعد زندہ رہے اون کو جاگیرین دین اور نہایت آسایش اور آرام سے رکھا- اور کسی قسم کی قید وتکلیف اون پر روا نہ رکھی- اس کا ایک بھائی خدا بندہ ابھی تک زندہ تھا اور چونکہ محمد قلی کی اور اوس کی مان ایک ہی تھی اس لئے محمد قلی اور بھائیون کی بہ نسبت ہمیشہ سے اس کی زیادہ خاطر کرتا تھا اور خدا بندہ بھی ہمیشہ حاضر وغائب اوس کا دوست اور خیر خواہ تھا- اور ایسی اطاعت کرتا تھا کہ بغاوت کا اوس سے کبھی اندیشہ ہی نہ تھا- شاہ راجو ایک بزرگ سید محمد بندہ نواز کی اولاد مین تھے ان کے مرید یہان بکثرت اور بڑے بڑے امیر تھے- عبدالکریم حوالدار اور انور خان اور فتح الملک حوالدار اور حسن علی عبدالکریم کا چچا اور اور چند آدمیون نے شاہ صاحب کی تحریک پر خدا بندہ کی طرفداری کا ذمہ لیا اور شاہ صاحب کے مکان مین جمع ہو کر یہ ٹھیرایا کہ محمد قلی کو تخت سے اوتار کر خدا بندہ کو بادشاہ بنائین اور غریبون کو مار کر دکنیون اور سنیون کی بادشاہت قایم کرین مگر قبل اس سے کہ کوئی کارروائی کرین محمد قلی کو اس کی خبر لگ گئی- اور اوس نے مفسدون کو اون کے ارادہ کے ظہور سے پہلے ہی گرفتار کر لیا- اور گلکنڈہ کے قلعہ مین قید کر کے چند روز مین سب کو مار ڈالا- اور خدا بندہ کو مع زن وفرزند ایسا مقید کیا کہ تمام فوائد دنیوی سے محروم ہو گیا- یہ واقعہ بھی اسی سنہ ۱۰۱۷ھ کا ہے-

۱۰۷- جہانگیر کا خانخانان

جب اکبر مر گیا- تو شاہزادہ سلیم بلقب نورالدین محمد جہانگیر دہلی کے تخت

اور شاہزادہ پرویز کو دکن کی طرف بھیجنا - اور ملک عنبر کا ابراہیم عادل شاہ اور امیرزادہ سے اتفاق کرنا -

پر بیٹھا - اور میرزا جہان بیگ اپنے دیوان کو وزیر الممالک کا خطاب دیکر امیر الامرا کیا اور غیاث بیگ طہرانی پدر نورجہان کو اعتماد الدولہ کا خطاب دیا - اور امان بیگ پسر غفور بیگ کابلی کو مہابت خان کا خطاب عنایت کیا اور غیاث الدین علی آصف خان کا بتصحیف محمد جعفر آصف خان بہی صوبہ بہار سے آکر خدمت مین حاضر ہوا اس پر شاہزادہ پرویز کو محمد جعفر آصف خان کی اتالیقی مین چتور کی مہم پر مقرر کیا - مگر شاہزادہ خسرو ہا رادہ بغاوت ماہ ذی الحجہ ۱۰۱۴ھ مین لاہور کو بہاگ گیا اس سے چتور کی مہم ملتوی رہ گئی جب خسرو پکڑا آیا تو چند روز بعد آصف خان کو قلمدان وزارت عطا فرمایا - بعد ازان عبد الرحیم خانخانان بہی حسب الطلب ۱۰۱۶ھ مین جہانگیر کے پاس گیا اور ۴ ربیع الاول ۱۰۱۷ھ کو دار السلطنت مین حاضر ہوا اور اقرار کیا کہ اگر بادشاہ سوائے اس فوج کے جو دکن مین اس وقت موجود ہے بارہ ہزار فوج اور دس لاکھ روپیہ عطا کرے تو دو سال کے اندر دکن کا تمام فساد مٹا دونگا ورنہ بادشاہ کے دل مین جو آئے وہ کرے اختیار ہے - اس لیے جہانگیر نے اوسے پنجہزاری کا درجہ عنایت کرکے دکن کی مہم پر مامور کیا - اور چند اور امیرون کو بہی بارہ ہزار سوار سے اوس کے ساتھ متعین کیا اور دس لاکھ روپیہ نقد اس مہم کے سرانجام کے لیے اوس کو مرحمت کیے - جب خانخانان کو یہ مدد ملی تو وہ دکن کی تسخیر کے لیے آکر برہانپور مین مقیم ہوا اور امرائے دکن سے میل جول پیدا کرنے اور توڑ جوڑ لگانے کی فکر مین کرنے لگا ابراہیم عادل شاہ کے پاس ایک قاصد بہیجا - اور برہانپور مین اپنی مع الخیر واپس آجانے کی اطلاع دی اور ملک عنبر کو بہی دوستانہ خطوط لکہے - ملک عنبر بہی چالاک آدمی کچہ کم نہ تہا - وہ پہلے ہی جانتا تہا کہ یہ وقت ایک دن آنے والا ہے - اس لیے اوس نے پہلے ہی

بندوبست کرلیا تھا جب اوس نے سنا کہ اکبر مر گیا اور جہانگیر نیا بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے
اور خسرو وغیرہ کے فسادون مین وہ مشغول ہے اور خانخانان بھی دکن مین نہین ہے
تو اوس نے اپنی قوت خوب بڑہائی - ملک کا خوب اچھی طرح بندوبست کیا - اور فوج
اور توپخانہ کو خوب سنبھالا - اور شاہانِ دکن سے محبت پیدا کی - امیر برید ثانی کو اپنا دوست
کرلیا - ابراہیم عادل شاہ کو بڑا خوشامدانہ خط لکھا کہ مین نے مغلون کے مقابلہ مین نظام
شاہی حکومت کی حمایت پر کمر باندہی ہے اور چونکہ دشمن کے مقابلہ مین یہ دونون سلطنتین
ایک ہی حکم مین ہین خانخانان دکن کو آنے والا ہے اس لیے آپ میری مدد کیجئے - احمد نگر مغلون
کے ہاتھ مین چلا گیا ہے - میرے پاس کوئی ایسا مقام مضبوط نہین ہے کہ جہان خزانہ
اور سامان جنگ باطمینان رکھا جاسکے - لہذا قلعہ قندہار جو ابراہیم نظام شاہ کے قتل
کے بعد آپ کے قبضہ مین آگیا ہے اگر آپ مجھے دیدین تو مین وہان اس کا انتظام کرلون
اور کچھہ فوج بھی امداد کے لیے عنایت فرمائی جس کا خرچ مین دونگا - سوائے ان دونون
باتون کے ایک اور درخواست ہے کہ چونکہ آپ کو بھی مین نظام شاہی خاندان کی طرح
اپنا مخدوم سمجھتا ہون اس لیے چاہتا ہون کہ یہ امر ذہنی ہی نہ رہے بلکہ ظاہری بھی ہوجائے
اپنے خانہ زادون مین سے کسی کی لڑکی سے میرے لڑکے عزیز الملک کی شادی
کردیجئے تاکہ میری خادمیت کو آپ کے ساتھ خوب استحکام ہوجائے" ابراہیم عادل شاہ
نے یہ تینون باتین منظور کین - قندہار کا قلعہ ملک عنبر کو دیدیا - اور دس ہزار چیدہ سوار
اوس کے پاس بھیجدیئے کہ ہمیشہ وہان رہا کرین - اون کے خرچ کے لیے عنبر نے
تین لاکھہ ہون کا علاقہ علیحدہ کردیا - اور ابراہیم عادل شاہ نے یاقوت خان غلام کی
بیٹی صالحہ جو ایک شاہی خاندان کی عورت کے پیٹ سے تھی ملک عنبر کے بڑے

بیٹے کو دلاوی - اور نکاح اسطرح ہوا - کہ مولانا حبیب اللہ جنیر کو گیا - اور عزیز الملک کو بولا کر بیجاپور کو لایا - اور اوسے کشور خان اول کی حویلی مین اوتارا - اور بڑے دھوم دھام سے اوس کی شادی ہوئی - پہر امرا کے ساتھ کر کے دولہا دولہن کو ابراہیم نے جنیر کو بہیجدیا - ملک عنبر نے دور تک استقبال کیا - اور امرائے عادل شاہی کو قلعہ مین اوتار کر خوب خاطر و تواضع کے بعد رخصت کر دیا - اب جب خانخانان نے ملک عنبر کو خط لکہا - تو اس نے بہی اوس سے خوب دوستی جتائی اور خود اوس کے پاس جا کر ملا خانخانان کے دکن مین آنے کے آٹھ سات مہینے کے بعد جہانگیر کو خیال آیا کہ دکن کی مہم پر کسی شاہزادہ کا جانا ضرور ہے - اس لیے اسی سال کے اخیر مین شاہزادہ پرویز کو دکن کا صوبہ دار کیا اور بیس لاکھ روپیہ مدد خرچ کے لیے اور بیس ہزار سوار اور دس ہاتی اور دو سو گہوڑے بہی عنایت کیے - اور آصف خان کو اوس کا اتالیق کر کے امیر الامرا وغیرہ سرداروں کو اوس کی مدد کے لیے متعین کیا - اور بعد مین جب دیکہا کہ مدد کی زیادہ ضرورت ہے تو خانخانان کو بہی دس بارہ ہزار سوار اور دیکر اوس کی تائید کا حکم دیا -

۱۸۸ - شاہزادہ پرویز کا حملہ دکن پر اور ملک عنبر کا اوسے شکست دینا اور احمد نگر پر عنبر کا قبضہ -

تاریخون مین اس بات کی تفصیل نہین لکہی ہے - کہ خانخانان نے جو خطوط شاہان دکن کو بہیجے اون مین کیا لکہا تہا - اور ملک عنبر اور خانخانان کی ملاقات مین کیا گفتگو ہوئی - اور کس بات پر لڑائی چہڑی - جب شاہزادہ پرویز برہانپور مین آیا تو خانخانان نے فوجون کو حکم دیا کہ نظام شاہی حکومت پر بڑہین - ملک عنبر نے بہی اپنی تمام فوج اور ابراہیم عادل شاہ کی دس ہزار اور امیر برید ثانی کے دو ہزار آدمی لیے - اور مقابلہ کو سرحد پر پہونچا - اور اپنی سرحد کا اچہا بندوبست کیا کہ جس سے دشمن اندر نہ آسکے - جب یہ نظام شاہی اور عادل شاہی

اور بریدشاہی عظیم الشان فوجین سرحد پر پہونچ گئین تو خانخانان نے جہانگیر کو لکھا کہ دکنیون کا بڑا اجتماع ہے کمک بھیجنا چاہیئے اس پر جہانگیر کا فوراً ارادہ ہوا کہ دکن کو آئے۔ مگر دکن مین اکبر کے دو بیٹون کے مرجانے کے باعث جہانگیر کی مان نے اور نیز امرائے اودسے دکن آنے سے روکا۔ اس لیے وہ تو نہ آیا۔ لیکن روپیہ اور فوج سے اوس نے خانخانان کو اور مدد بھیجی۔ دکنیون کی لڑائی قزاقانہ طرز کی تھی مارا اور بھاگ گیے۔ لوٹا کھسوٹا اور چلدئے۔ راجہ مان سنگھ جو شاہزادہ پرویز کے ساتھ تھا کہا کرتا تھا کہ دکنی میدان کے مرد نہین ہین چوٹون کی لڑائی کرتے ہین مین انہین اب بھگائے دیتا ہون اس وجہ سے امرائے نظام شاہی اور عادل شاہی نے عادل شاہ کو لکھا کہ فوج اور بھیجنا چاہیئے دشمنون کی تعداد بہت ہے لیکن مغلون کے حملہ کی خبر سنکر کرناٹک مین فساد برپا ہوگیا تھا۔ اور بغاوت کا اندیشہ ہورہا تھا اودھر اودھر ہونی پر بھی ابراہیم عادل شاہ نے کچھ فوج بھیج رکھی تھی اس لیے اوس نے تین چار ہزار آدمی جو سردست موجود تھے روانہ کیے۔ مغلون کے پچھلے حملہ کے وقت احمدنگر کے مرہٹہ بھی ادھر اودھر آوارہ ہوگئے تھے عنبر نے اس وقت اونہین بھی جمع کرلیا تھا کہ جس سے دس ہزار آدمی اور اکٹھے ہوکر آگئے۔ اب دونون فوجین ایک دوسرے کے مقابل پڑی تھین احمدنگر کے مرہٹون نے لوٹ کھسوٹ مچاکر مغلیہ فوج کے دس دس کوس گردنواح مین رسد کا نام و نشان نہ چھوڑا کھیتی کیاری تک جلاکر خاک کردے۔ اب لڑائی کی چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی۔ طرفین سے بہادر قتل ہونے لگے۔ مغلون کے لیے نہ تو یہ موسم لڑائی کے مناسب تھا۔ اور نہ خانخانان نے موقع جنگ مناسب تجویز کیا تھا جس سے اوس کے ہزارون آدمی اور جانور مرنے لگے۔ لاشون کے سڑنے سے جنگل کی

ہوا خراب ہوگئی - مرہٹے لوٹ مار مین وہ ہی تازہ دم تھے - شہزادہ نے مشورہ کیا تو امرا نے صلاح دی کہ دکن کے اندر جانا چاہیئے تاکہ قحط کی سختی رفع ہو - خانخانان اس وقت برہانپور مین تھا - اوس نے شاہزادہ کو دکن مین جانے سے منع کیا - اور کہا کہ آجکل موسم گرما مین سب جگہہ گھاس دانہ کی کمی ہے بہتر ہے کہ چند روز کے لیے برہانپور واپس چلے آئے - اور جب لشکر آرام لے لے تو پھر حملہ کرنا چاہیئے - ایک مدت سے یہ مشہور تھا کہ خانخانان دکھنیون کی طرفداری کرتا ہے اور یہ سچ بھی تھا اس لئے امرا سے دہلی نے اس کو نہ مانا - اور شاہزادہ کو آگے ایدل آباد تک بڑہا لائے خانخانان گو اوس کے ساتھہ آیا - مگر اوس نے کامل مدد دہی سے جی چورایا - اور وہی کیا جو وہ ہمیشہ سے کیا کرتا تھا - بظاہر بادشاہ کی خیر خواہی مگر باطن مین اور داؤ پیچ سے دکھنیون کی جانب داری کرتا تھا - کہ جس سے جہانگیر اوس سے بدظن نہو جائے اس سے ملک عنبر کو بڑا فائدہ پہونچا - اور جب شاہزادہ کی فوج ایک کوہستان مین پھنس گئی - اور بے موسم خوب بارش ہوئی تو جو مرہٹہ اونہین آگے پیچھے لوٹتے آرہے تھے اونہون نے یہان اور بھی تنگ کیا اور دکھنی فوج نے اونہین قتل کرنا شروع کیا - مغلیہ فوج یہان سخت پریشان ہوگئی اور امرا نے خانخانان سے مدد مانگی اور اپنے سوء تدبیری کی معذرت کی اور کہا کہ کوئی صورت ایسی نکالیے کہ جس سے ہم برہانپور واپس آسکین بیجاپور کی تاریخ مین لکھا ہے کہ اس پر خانخانان نے ابراہیم عادل شاہ اور ملک عنبر کی منت و سماجت کی اس لشکر مین پرویز جہانگیر بادشاہ ہندوستان کا بیٹا ہے اوسے قتل نہ کرو چھوڑ دو جس سے انہون نے اوسے نکل جانے دیا - اور وہ برہانپور چلا گیا - یہ تو یارون کی بالکل تعلی ہے مگر پرویز اور خانخانان کو شکست ہوئی - اور بہت برے شرائط پر کہ جو جہانگیر کے کتون کے

لایق بھی نہ تھے صلح کر کے مغلیہ فوج برہانپور کو واپس چلدی لوٹتے وقت دکھنیون نے تعاقب مین اونہین بہت تنگ کیا اور بڑی خرابی اور تباہی کے بعد جہانگیری فوج نے برہانپور مین جاکر آرام پایا - اس سب شکست کا باعث خانخانان کا نفاق تھا جو اوس کی عادت تھی - جب شاہزادہ پرویز برہانپور چلا گیا - تو ملک عنبر نے احمدنگر کے محاصرہ کے لیے مرہٹون کو مقرر کیا قلعہ دار احمدنگر کو اب تک تو شاہزادہ پرویز سے مدد کی امید تھی - مگر جب یہ خبر سنی کہ مغلون کی شکست ہوئی - اور دکھنیون نے اوسے تنگ پکڑا - تو اوس نے قلعہ خالی کر کے برہانپور کا راستہ لیا - اور دس برس کے بعد نظام شاہی دارالسلطنت پر دکھنیون کا پھر قبضہ ہوگیا - یہ واقعہ ۱۰۱۹ھ کا ہے -

۱۸۹ - امیر برید ثانی خاتم سلاطین بریدیہ کا بھاگ نگر کو بھاگنا - اور مرزا علی کا بیدر مین حاکم ہونا - سلاطین بہمنیہ اور شاہان بریدیہ کے مقبرے -

امیر برید ثانی بڑا عیاش اور بے حیا تھا - کثرت سے عورتین ڈال لی تھین اور شب و روز شراب و کباب اور زنا مین مصروف رہتا تھا - دنیا و مافیہا سے کچھہ خبر نہ تھی - اور ایسا بے حیا تھا کہ اپنے حرم کو اپنے ساتھہ بازار مین لے کر پھرا کرتا تھا خود تو کسی روان پر سوار ہوتا اور خاتونان حرم پیادہ اوس کے ساتھہ ساتھہ چلتی تھین بازاری بے تکلف اون کو دیکھتے تھے - کسی ندیم نے جب اس کا سبب پوچھا تو کہا کہ سلاطین کی مستورات کو کس کی مجال ہے کہ بُری نگاہ سے دیکھہ سکے - اور اون سے بدکاری کر سکے - جب اس کا اندیشہ نہین تو پھر حجاب کی کیا ضرورت ہے - ایسی حالتون کے جو نتیجہ ہوتے ہین وہ سب جانتے ہین - اس وقت جب کہ اوس کی دو ہزار فوج مغلون کے مقابلہ کو گئی ہوئی تھی - اس بے انتظامی اور بے پروائی سے اوس کے ایک امیر مرزا علی نے فائدہ اوٹھایا - اور خروج کر کے اوس کے چند ندیمون کو مار توڑ

امیر بریدشاہی کو بھاگ نگر کی طرف نکال دیا - اور خود بیدر کا حاکم بن بیٹھا - اور اس طرح ۱۲۳ برس کی حکومت کے بعد بریدیہ خاندان ۱۰۱۸ھ مین خاتمہ کو پہونچا - اور امیر بریدشاہی محمد قلی کے پاس رہنے لگا - پھر اسکا حال نہین معلوم کیا ہوا - لیکن اوس کا مقبرہ بیدر مین موجود ہے شاید اوس کا جنازہ حیدرآباد سے وہان کو لے گیے ہونگے - اس وقت اوس کے قبضہ مین جو ملک تہا اوس کی جمع ۹۳۸۸۶۱ روپیہ تہی اور اوس کی حدین یہ ہین - مشرق مین کولاس میدک وحیدرآباد - شمال مین ناندیڑ اور دریاے مانجرا - جنوب مین سرکار مظفرنگر ملکہیر اور پرگنات اوس کے حسب تفصیل ذیل ہین -

پرگنہ حویلی محمد آباد ..... حسن آباد ..... کاریمونگی ..... بہالکی .....
چنگلوپہ ..... اکہلی ..... اوراد ..... نٹور ....

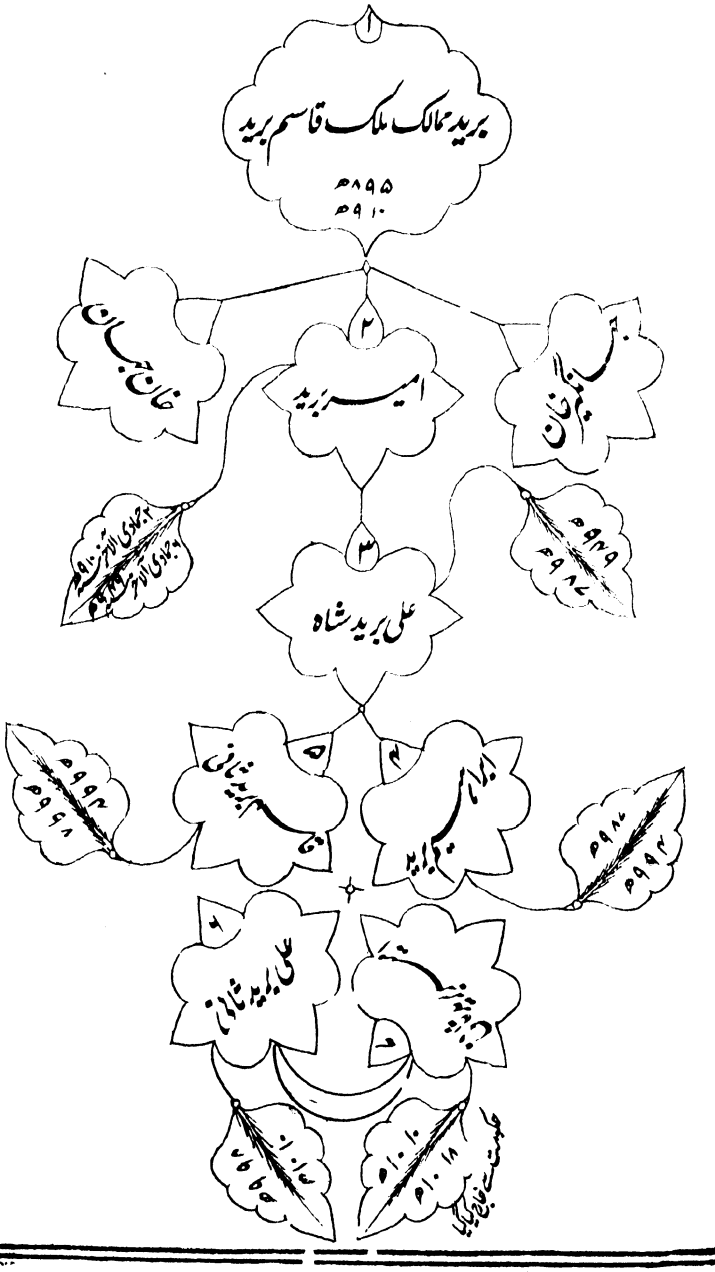
جس ترتیب سے سلاطین بہمنیہ ایک دوسرے کے بعد مرتے گیے ہین اوسی ترتیب سے ان کی قبرین بہی ایک قطار مین مشرق سے مغرب کو تلگہاٹ کے نیچے ایک کوس پر موضع اشٹور کے میدان مین بنائی گئی ہین - اور اون کے چہہ گنبد بڑے اور تین چہوٹے ہین -

اول گنبد سلطان احمد شاہ ولی بہمنی کا ہے جو اوس نے خود اپنے زمانہ حیات مین بنوانا شروع کیا تہا اور اوس کے مرنے کے بعد اوس کے بیٹے علاوالدین نے تمام کرایا - اور اسی کے پاس کوئی دوگوئی کے فاصلہ پر شاہ خلیل اللہ بت شکن کا گنبد جو گنڈی ہے اسے بہی علاؤالدین نے ہی بنوایا ہے - دوسرا گنبد جینی خود سلطان علاؤالدین کا ہے جو اوس نے خود بنوایا ہے - تیسرا گنبد ہمایون شاہ بہمنی کا خود اوسی کا تیار کرایا ہوا ہے - چوتہا گنبد نظام شاہ کا نا تمام پڑا ہوا ہے - پانچوان گنبد محمد شاہ لشکری کا ہے جو بالکل

ٹوٹ گیا ہے۔ چھٹا گنبد سلطان محمود شاہ کا ہے جسے سلطان قلی قطب شاہ نے گولکنڈہ سے کاریگر اور روپیہ بھیجکر بنوایا ہے۔

اور تین چھوٹے چھوٹے گنبد ولی اللہ اور کلیم اللہ اور احمد شاہ ثانی کے ہین جنہین سلاطین بریدیہ نے برائے نام بادشاہ بنایا تھا۔ سلاطین بریدیہ کے مقبرہ بیدر کے مغرب مین عیدگاہ کے پاس ہین۔ ان مین کوئی ترتیب نہین ہے۔ قاسم برید بانی خاندان کا گنبد علی برید کے گنبد کے پہلو مین ہے علی برید کا گنبد اوس راستہ پر واقع ہے جو بیدر سے خانان پور کو جاتا ہے۔ یہ گنبد بیدر مین سب سے بڑا گنبد ہے۔ اس کے پہلو مین ایک لنگر خانہ مع بنگلہ کے شاہ راہ عام پر واقع ہے۔ یہ مقبرہ نہایت بلند اور خوبصورت ایک بڑے چبوترہ پر بنا ہوا ہے۔ جس کے وسط مین سنگ سیاہ سے علی برید کی قبر بنی ہے گنبد کے چارون طرف چار دیواری ہے۔ پہلے اوس مین باغات بھی تھے۔ اب تو اوس کے مجاور وہان کھیتی کرتے ہین۔ جنوب کی طرف ایک عالیشان دروازہ ہے اور اوس پر ایک خوبصورت دلکشا بالاخانہ بنا ہوا ہے اسی دروازہ سے خانان پور کو راستہ جاتا ہے۔ اس سے ایک گولی کے فاصلہ پر خان جہان پسر قاسم برید کا گنبد ہے۔ عیدگاہ کے عقب مین ابراہیم برید اور قاسم برید ثانی اور علی برید ثانی اور امیر برید ثانی کے چار گنبد ہین۔

شاہان بریدیہ کے خاندان کا شجرہ یہ ہے



۱۹۰۔ قطب شاہی عملداری مین دسناد دیو اور کشنا راجہ کا فساد اور اوس کا فرو ہونا۔

جب ۱۰۱۸ھ مین شاہزادہ پرویز کی دکن مین آنے کی خبر گرم ہوئی تو قطب شاہی عملداری مین بہی ہندون نے اپنی معمولی سرکشی پر کمر باندہی اور چارون طرف سے تمرد کے آثار ظاہر ہوئے۔ سید حسن سپہ سالار قاسم کوٹہ غافل تہا دسناد دیو نے کثرت سے بہیڑ بہاڑ ل اور سید حسن پر عین عالم غفلت مین آپڑا اور گہیر لیا۔ مگر مسلمانون کی قدرتی دلیری سے ہندون کو شکست ہوئی۔ اب ہندون نے ملک مین لوٹ مار مچائی۔ سید حسن نے محمد قلی کو اس کی اطلاع دی۔ محمد قلی کو اوس کی نمک حرامی پر بڑا غصہ آیا۔ اور اوس نے اوس کے استیصال کی تجویز کی۔ چنگیز خان اور دہرماراؤ کو فوراً سید حسن کے پاس بہیجدیا۔ جب ہندون نے دیکہا کہ قطب شاہی زبردست فوج آگئی۔ تو وہ اپنے قلعون مین متحصن ہوگئے۔ کشنا راجہ دسناد دیو کا بہتیجا تہا۔ چچا بہتیجون مین کچہہ دشمنی تہی وہ چچا سے آزردہ ہوکر مسلمانون کے پاس چلا آیا قطب شاہی فوج کے ہندون نے جب دیکہا کہ مسلمان اب اس ہندو حکومت کو نہ چہوڑین گے تو اونہون نے بپاس مذہب ایک چالاکی کی اور اوس کے بچانے کی یہ تجویز نکالی کہ سپہ سالار کو اس بات پر راضی کیا کہ دسناد دیو بدحاکم ہے رعایا اوس سے ناراض ہے۔ اوسے معزول کرکے کشنا راجہ کو اوس کی جگہہ بٹہانا چاہیئے اس سے وہان کی رعایا راضی اور خوش ہے جب یہ خبر مشہور ہوئی تو دسناد دیو کے کچہہ رفیق اوس سے جدا ہوکر کشنا راجہ کے پاس چلے آئے۔ دسناد دیو کو بڑی فکر ہوئی رنج سے بیمار ہوکر چند روز مین مرگیا قطب شاہی فوج کے سپہ سالار نے اشتہار دیدیا کہ ملاقہ دسناد دیو کی رعایا نے اگر ہماری مخالفت کی اور ہم سے لڑائی کے لیے مقابلہ کیا۔ تو ہم اون کا ملک ضبط کرلینگے۔ اور نہ ہم جیسے

راجہ بنائین اوسے راجا ماننا چاہیئے۔ اس وجہ سے قطب شاہی فوج کی طاقت کو ہندون نے دیکھکر عرضیان بھیجین کہ ہم کشنا راجہ سے راضی ہین دسناد دیو کے بجائے اوسے راجا کر دیا جائے۔ اس لیے دھرماراؤ نے کشنا راجہ کو دسناد دیو کے بجائے مقرر کیا۔ اور اوس نے تین لاکھہ ہون اور تین سو ہاتی اور جواہرات وغیرہ نذرانہ دیکر وعدہ کیا کہ اگر مجھے گدی نشین کر دیا جاسے تو مین ہر سال حسب دستور بہاسے بلند رخراج بھیجتا رہون گا۔ اس پر دھرماراؤ نے اوسے اپنے وطن کو راجہ کر کے روانہ کر دیا۔ اس کے جاتے ہی تمام ہندو زمیندار اور رئیس اوس کے تابع ہو گیے کشنا راجہ نے اول اول تو ڈیڑہ سو ہاتی شکریہ مین بھیجے۔ مگر جب ملک پر کامل قبضہ ہو گیا۔ تو ایفاے عہد کو بالاے طاق رکھکر سرکشی پر آمادہ ہوا۔ اس لیے قطب شاہی سپہ سالار نے اوس کے ملک پر چڑھائی کی اور ڈیڑہ سو ہاتی اور ڈیڑہ لاکھہ ہون دار السلطنت کو بھیجکر کشنا راجہ کے تمام حالات سے محمد قلی کو اطلاع دی اس لیے محمد قلی نے پہر چنگیز خان اور دھرماراؤ کو حکم دیا۔ کہ کشنا راجہ کی تنبیہہ کے بعد اوس کے دار المقر کے پاس ایک قلعہ بنایا جاسے اور وہان فوج رکھی جائے جب قطب شاہی فوج وہان گئی تو ہندو قلعہ نشین ہو گیے۔ اور مسلمانون نے بہت سے علاقہ پر اپنا قبضہ کر کے وہان ایک قلعہ بنایا اور کشنا راجہ اور اوس کے تمام زمیندار ساتھیون کو خوب تنگ پکڑا کہ جس سے مجبور ہو کر سب نے اطاعت اور خراج گذاری کا وعدہ کیا اور وہان کا فساد رفع ہو گیا۔

۱۹۱۔ پرتاب شاہ راجہ دستر کی سرکشی اور محمد امین کا اوسکی تنبیہ کے لیے جانا۔

اسی زمانہ سنہ ۱۰۱۹ھ مین پرتاب شاہ راجہ دستر نے بھی سر اوٹھایا۔ اور محمد قلی نے اوس کی سرکوبی کا اختیار

اعتماد الدولہ میر محمد امین کو دیا۔ میر محمد امین نے اپنے اقتدار سے آسے راؤ نائک واڑی کو سپہ سالار کیا اور سید حیدر اور امجد الملک وغیرہ حوالدارون کو اوس کے ساتھ کیا۔ اور پرتاب شاہ کی تنبیہہ کو بھیجا۔ یہ پہلا ہی موقع ہے کہ دکن کی ریاستون مین ہندو سپہ سالار ہوکر بھیجا گیا ہے۔ غرض جب آسے راؤ وہان گیا تو اکثر حصہ اوس ملک کا اوس نے لے لیا۔ مگر چونکہ وہان جنگل بہت کثرت سے تہا دستر پرتاب شاہ کے دار القرار پر قبضہ نہ کر سکا۔ مگر قطب شاہی تاریخ کی یہ تحریر غلط ہے آسے راؤ سے کچھ نہ ہو سکا اس لیے محمد امین کو ۱۱۲۰ھ مین خود جانے اور اوس ملک کو داخل ممالک محروسہ کرنے کا حکم ہوا۔ محمد امین نے دستر کے علاقہ مین جاکر چند روز قیام کیا۔ جب مکت خان وزیر دست خان وخیرات خان وامجد الملک واعتبار خان اوس سے آکر ملحق ہو گیے تو اوس نے دستر کے طرف کوچ کیا۔ پرتاب شاہ نے اپنے عیال واطفال اور مال وخزانہ کو جنگلون مین چھپا دیا۔ اور اپنے آپ جنگلون مین جا بجا پھرنے لگا کہ مسلمانون کے ہاتھہ نہ آئے۔ اس لیے محمد امین پرگنہ ملنگور ومندیر وسط علاقہ دستر مین جاکر قیام پذیر ہوا۔ اور وہان ایک قلعہ بنایا۔ اور علاقہ مین جہان جنگل تہے وہان آگ لگائی اور محاصل وصول کیے پرتاب شاہ نے بھی قلعہ دستر کو خوب مضبوط کیا۔ اور لڑائی روز بروز ہونے لگی۔ اس بات مین بھی مبالغہ ہے۔ محمد امین سے بھی کچھ نہو سکا۔ کیونکہ تاریخ مین لکھا ہے کہ جب لڑائی ہوئی تو بارش کے سبب سے بندوق اور بان کا چھوڑنا غیر ممکن ہو گیا۔ اور ہندون نے قلعہ کی پناہ سے مسلمانون کو قتل کیا۔ ورر سد واذوقہ بند کر دیا۔ لاعلاج محمد امین وہان سے لوٹ آیا اور سرحد دستر پر جونڈی تہی وہان آکر قیام کیا۔ اور محمد قلی سے مدد کی درخواست کی جب محمد قلی کو معلوم ہوا کہ محمد امین بمخیریت لوٹ آیا تو اوس نے مالک پرست خان کو

پانچ ہزار بندوقچی اور بانکاری دیکر امداد کو بھیجا۔

۱۹۲- محمد قلی قطب شاہ اور شاہ عباس والی ایران کا مذہبی یگانگت کے باعث میل جول

بریدشاہی حکومت کے سوا اس زمانہ مین نظام شاہی اور عادل شاہی حکومتین بھی ایک عرصہ سے سنی ہوچکی تھین۔ اور مغل بھی جو دکن مین بڑھتے چلے آتے تھے سنی ہی تھے۔ اب جو دکن مین شیعہ حکومت تھی وہ بھی قطب شاہی تلنگانہ کی حکومت تھی اُدھر شاہ طہماسپ صفوی کا بیٹا شاہ عباس ایران مین بادشاہ تھا۔ اوسکی حکومت بھی کمزور ہورہی تھی۔ والی روم سے اوس کو ہر وقت کھٹکا لگا رہتا تھا۔ اگر وہ آنکھ کھولکر دیکھتا تھا تو بجز قطب شاہی حکومت کے اور کہین شیعہ حکومت نظر نہ آتی تھی اس لیے فطرتاً بادشاہ ایران کی طبیعت قطب شاہی حکومت سے اور قطب شاہی حکومت کی طبیعت ایرانی حکومت سے میل جول کے لیے مائل تھی۔ محمد قلی کو گو پاس پڑوس کے بادشاہون اور مغلون کا بڑا خوف تھا مگر یہ میلان ایسا زبردست تھا کہ اوس کو ایران سے تعلق بڑھانے پر اوس نے مجبور کر رکھا تھا۔ خاص کر اوس وقت جب کہ شاہ عباس نے خود ہی ۱۰۱۲ھ مین اغزلو سلطان اپنے ایک ایلچی کو خط دیکر محمد قلی کے پاس بھیجا اوس وقت تو محمد قلی کو اوس کی خاطرداری فرض ہی ہوگئی۔ غرض جب اس ایلچی کے بندرگوا مین آنے کی خبر بھاگ نگر مین پہونچی تو محمد قلی نے میر محمد ضیاء الدین محمد نیشاپوری کو خرچ دیکر گوا کو بھیجا۔ تاکہ ایلچی کی خاطرداری مین صرف کرے۔ جب اغزلو سلطان ۱۰۱۳ھ قطب شاہی مین داخل ہوگیا تو محمد قلی نے اپنے امیرون کو اوس کے استقبال کے لیے روانہ کیا اور ہر منزل پر دعوتین اور مہمانان اوس کی ہونے لگین۔ اور جب وہ دارالسلطنت کے پاس آیا۔ تو محمد قلی نے خود شہر سے نکلکر محمد نگر کے کالے چبوترہ تک اور اوس کا استقبال کیا اغزلو سلطان نے شاہ عباس کا خط دیا۔ جس مین دوستی اور محبت کی بہت

سی باتین لکھی ہوئی تھین اور بہت سے تحفے بھی نذر گذرانے جو وہ بادشاہ ایران کی طرف سے لایا تھا ان تحفون مین ایک تاج شاہی اور کمر و خنجر مرصع چالیس عربی گھوڑے باساز و سامان عباہائے زربفت پانچ سو تھان مخمل و اطلس فرنگی کے اور بارہ قالین کرمانی بارہ بارہ گز طول و عرض کے اور اور بھی بہت سی دوسری چیزین تھین۔ محمد قلی نے ایلچی کو باغ دلکشا مین ٹھیرایا۔ اور دو ہزار تومان سالانہ اوس کے خرچ کے لیے مقرر کردے اس کے سوا انعام و اکرام کی انتہا نہ تھی مغلون کے جنگ و جدال کے خوف سے یہ ایلچی چھ برس تک دکن مین پڑا رہا اور اسی سبب سے اوس کی رخصت کرنے سے قبل حاجی قنبر علی کو محمد قلی نے بہت سے تحفے تحایف دیکر ایران کو بھیجدیا۔ ۱۰ رجب سنہ ۱۰۱۸ھ مین اغرلو سلطان کو رخصت کیا تو مہدی قلی سلطان کو بھی اپنا ایلچی کرکے اوسکے ساتھ کیا۔ اس کے سوا تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ اپنے بیٹے کے واسطے شاہ عباس نے محمد قلی کی بیٹی کو مانگا تھا اور محمد قلی تیار تھا کہ شاہزادی کو ایران کو روانہ کرے مگر پھر آیندہ کا حال معلوم نہین کہ یہ شادی ہوئی یا نہین کسی تاریخ مین کچھ ذکر نہین ہے۔

۱۹۳۔ محمد قلی قطب شاہ کی موت اور اوس کا مذہب اور مذہبی جوش۔

۴۹ سال کی عمر مین محمد قلی قطب شاہ ۱۲ برس ۸ مہینے بادشاہی کرکے کثرت شرابخواری کے باعث بیمار ہوکر ۷ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ھ کو مرگیا۔ اور لنگر فیض اثر مین اپنے باپ دادون کے پاس مدفون ہوا۔ یہ بادشاہ بھی اپنے آبا و اجداد کی طرح شیعہ مشرب تھا ہلال محرم کے دیکھتے ہی سیاہ رنگ کا ماتمی لباس خود بھی پہنتا اور تمام غریبون کو پہننے کو دیتا تھا اور حکم کردیا تھا کہ تمام ممالک محروسہ کے مسلمان ماتم کرین۔ دو بڑے بڑے وسیع مکان بنوائے تھے ایک تو اپنے محل سرا مین اور دوسرا وسط شہر مین۔ ان کا نام الاہ تھا۔ ہر ایک

الاوہ مین ہزار ہزار طاق تھے اون مین چراغ جلاکرتے علما فضلا اور تمام اراکین دولت جو شیعہ ہوتے ایام عاشورہ مین الاوہ و محلسرا مین جمع ہوتے اور گریہ وزاری کے ساتھ تمام رسوم ماتم ادا کرتے تھے۔ ساٹھہ ہزار ہون ہر سال اخراجات مطبخ اور مجاور وخدام لنگر ائمہ اثنا عشر مین خرچ ہوتے۔ اور جب ایام محرم ختم ہوجاتے تو زعاشوری کے نام سے بارہ ہزار ہون غربا اور مستحقین کو تقسیم ہوتے تھے۔ علاوہ اس کے ایک لاکھہ ہون سالانہ خیرات اور تصدقات مین بانٹے جاتے اور مقامات متبرکہ کربلائے معلی اور نجف اشرف کو بہت کچھہ نقد اور اسباب ہر سال بھیجا جاتا تھا۔ پھر جب ربیع الاول کا مہینا آتا حضرت رسول مقبول صلعم کے مولود کی مجلس کرتا اور نہایت خوشی مناتا تھا بھاگ نگر کے چارون سمتون مین بڑی بڑی نشستگاہین بنی ہوئی تھین وہان مجلسین ہوتی تھین بادشاہ کے یہان شامیانے استادہ کئے جاتے اطلس خطائی اور دیبائے رومی کے فرش بچھائے جاتے اوس مین بادشاہ کے مصاحب امرا شعرا آتے اور مطربان خوش الحان نوائے حجازی اور آہنگ عراقی مین حمد و نعت کی غزلین گاتے چارون طرف مشک و عنبر کے بخورات سلگائے جاتے اور گلاب چھڑکا جاتا تھا۔ انواع انواع کے فواکہ اور اصناف اصناف کے حلوے اور شیرینیان اور اقسام اقسام کے شربت اہل محفل کو دئے جاتے تھے۔ یہ باتین تو ایسی ہین کہ جنہین سنی بھی کہین کہین کیا کرتے ہین۔ مگر یہان بہت باتین ایسی بھی ہوتی تھین کہ جن کا سنیون مین رواج نہین ہے۔ لوگ چاندی سونے تانبے پیتل وغیرہ کے اقسام اقسام کی مورتین بناتے اور اونہین اپنے مکانات کی دیوارون پر لٹکاتے اور اوس سے نہین سجاتے تھے معلوم نہین کہ اس سے اون کا کیا مقصد تھا۔ ہاتیون کی صورت نہایت

مہیب ہوتی اور شیرون کی مورتین بڑی خوفناک بنائی جاتی تہین۔ اور یہی نہین تہا
کہ دنیا کے جانورون ہی کی صورتین ہوتین بلکہ خیالی صورتین بہی گڑہ لی جاتی تہین
غرض بارہ روز تک یہی جلسے اور خوشیان ہوتین۔ نوین دن محمد قلی ہاتی پر سوار
ہوتا اور خود مجلسون کے دیکہنے کے لئے نکلتا تہا۔ یمین و یسار امرا اور اراکین دولت
ہوتے اور ایک ہزار عورتون کے قریب بادشاہ کے آگے آگے رقص کرتی اور کودتی
اوچہلتی چلتین تہین جدہر کو بادشاہ کا گذر ہوتا۔ اوس طرف کے رہنے والے حوالدار راستہ
مین اپنی اپنی مقدرت کے لایق عمدہ سے عمدہ فرش زربفت مخمل واطلس وغیرہ کا
بچہاتے اور بادشاہ سے انعام پاتے تہے پھر ۱۰ تاریخ کو نہایت شان وشوکت کے
ساتہہ خود اپنی مجلس کرتا اوس مین تمام اراکین دولت اور امیر وغریب جمع ہوتے اور
خوشیان کرتے تہے ان تمام مجلسون کا خرچ کندوری یعنی بی بی فاطمہ کی نیاز اور
خوشبو وغیرہ کا خرچ ملاکر ایک لاکہہ ہون یا چار لاکہہ روپیہ چہرہ شاہی ہوتا تہا۔

۱۹۴۔ محمد قلی قطب شاہ کے عادات واطوار۔

محمد قلی قطب شاہ دل کا بہی بڑا فیاض تہا جو مسافر اور غریب ایران
وغیرہ سے آتے اور امرا کی وساطت سے پیش ہوتے
اون کو بڑے بڑے انعام دیتا تہا۔ تمغہ اور زکوۃ کے نام سے کوئی دو لاکہہ ہون سالانہ
پچہلے بادشاہون کے وقت مین رعایا سے وصول ہوکر خزانہ شاہی مین جمع ہوتے
تہے اوسے ناجائز سمجہکر معاف کردیا تہا۔ دارالسلطنت مین جب کسی ہندو یا مسلمان
غریب یا امیر کی شادی ہوتی یا کسی مسلمان کے بچے کا ختنہ ہوتا تو دستور تہا کہ دولہا
دولہن کو اور نیز مختون کو محلسرائے شاہی کے نیچے بڑی دہوم دہام اور تزک احتشام
سے لاتے تہے بادشاہ حسب حیثیت اپنے جامدار خانہ سے انہین جوڑا دیتا اور

کسی کسی کو زر نقد بھی عنایت کرتا تھا۔ اور یہی تہین کہ ایک دو کو دیتا بلکہ اگر رات دن برابر آدمی چلے آتے تو اس معمول مین کبھی فرق نہ پڑتا تھا۔ رحم دل بھی ایسا تھا کہ عمر بھر کبھی کسی کے قتل کا حکم نہین دیا۔ اگر کہین خون ہوتا اور قصاص کی ضرورت ہوتی تو مقدمات عدالت مین بھیجدیتا وہان سے جو فیصلہ ہوتا اوس کی تعمیل ہوتی تھی۔ وہ اپنی شان و شوکت کا بھی پابند تھا۔ امرا کے دل مین اوس کی بڑی عزت تھی۔ اور سب اوس سے دلی محبت کرتے تھے۔ وہ اون کی دلدہی کی خاطر اون کے گھرون پر جاتا مگر کم۔ تاکہ اوس کی تمکین و وقار مین فرق نہ آئے۔ ایک مرتبہ محمد امین نے اپنی آٹھ برس کی وزارت کے بعد جب کہ اوس کی دولت و حشمت شاہان عظیم الشان کی طرح ہوگئی تھی محمد قلی کی ۱۱۲۸ھ مین ضیافت کی۔ اور مکان کو اطلس و مخمل مشجر سے سجایا۔ بادشاہ صبح کے وقت معہ اپنے جمیع امرا اور ارا کین دولت کے وہان گیا۔ تمام اعیان سلطنت اپنے اپنے درجہ سے کھڑے ہوئے شعرا نے مبارکباد کے اشعار پڑھے مطربان خوش آواز نے نغمہ و سرود سے محفل کا رنگ دوبالا کر دیا۔ محمد امین نے طاقون مین رکھکر پیش کش حضور مین پیش کیا ۳۰ عربی گھوڑے ۲۰ ہاتی ایک زرین پٹکا جس مین چودہ قرص جواہرات کے لگے ہوئے تھے ایک مدور آئینہ بلور کا ایک زین طلائی چودہ بے نظیر قرآن شریف مع غلاف مرصع کے دو سو لنگیان اور دو سو کشمیری شالین اور زربفت و مخمل و ملک و مطبق و مشجر و اطلس و دلنی کے چودہ چودہ تھان ۳۰ جوڑے قانین ۳۰ نر سے تکیہ کرمانی اور کتنے ہی طبق جواہرات سے بھرے ہوئے اس پیش کے ساتھ تھی۔ بعد ازان دستر خوان بچھایا گیا اور انواع و اقسام کے کھانے چنے گئے۔ کھانے کے بعد محمد امین نے قصہ خوانون نقیبون اور شعرا و اہل نغمہ کو جو اس مجلس مین حاضر تھے پچاس ہزار ہون کے قریب انعام عطا کیا

کہتے ہین کہ محمد امین کے پیش کش کی قیمت کوئی ڈیڑھ لاکھ ہون تہی جو چھ لاکھ روپیہ چہرہ شاہی سے بہی زاید ہوتی ہے۔ محمد قلی نے خوش ہوکر اپنے کمر سے زرین چادر اوتاری اور خلعت کے ساتھ محمد امین کو اوڑہادی پانچ گہوڑے اور پانچ ہاتی بہی اوسے عنایت کیے اور محمد امین کے ہی دے ہوئے گہوڑے پر سوار ہوکر اپنے دولت خانہ کو واپس کیا۔ یہ دعوتین فقط نمایش کے لیے ہی نہین ہوتی تہین بلکہ ان سے بڑے بڑے ملکی مقاصد حل ہوتے تہے۔ اور امرا کے دل مین بادشاہ کی محبت اور عزت جڑ پکڑتی تہی۔

۱۹۵۔ محمد قلی قطب شاہ کی عمارتین۔

محمد قلی کو عمارتون کے بنانے کا نہایت شوق تہا جب کبہی اس کو تفکرات ملکی اور جشن و سرور شاہی سے فرصت ملتی تو ہمیشہ کوئی نہ کوئی عمارت بنواتا رہتا تہا۔ اوس نے جو جو عمارتین بنوائین ہین اون کا کچہہ تو ذکر ہم اوپر حیدرآباد کے بیان مین کرائے ہین اور کچہہ عمارتون کا حال ہم نیچے لکہتے ہین۔ ان عمارتون مین سے کیے عمارتین اس خاکسار مولف تاریخ ہذا عبد الغفور بن مولوی حافظ عبد الوہاب خان رامپوری مترجم سررشتہ علوم و فنون نے بچشم خود دیکہین اور اونکے حال قلمبند کیے ہین۔

۱ موسی ندی کا پرانا پل۔ یہ پل ۱۰۰۳ھ مین بنا ہے اوس کی ۲۳ محرابین ہین۔ ۶۰۰ فٹ لمبا اور ۴۳ فیٹ چوڑا اور زمین سے ۵۴ فیٹ اونچا ہے۔ قدیمی سڑک جو شہر سے گولکنڈہ کو جاتی ہے وہ اسی پل پر سے گذرتی ہے۔

۲ جامع مسجد۔ یہ مسجد چارمینار کے قریب ۱۰۰۶ھ مین بنائی گئی ہے۔ کوئی بڑی اور خوبصورت عمارت تو نہین ہے۔ مگر سب سے پہلی مسجد ہے جو اس شہر مین بنی ہے اس مین حمام بہی بنائے تہے۔ اور حجام ملازم رکہے تہے۔ جو لوگ وہان نہانے کو آتے اونہین سرکا سے لنگیان

ملتین اور حجام اون کو نہلاتے حجامت بناتے اور نہانے والون سے کوئی اُجرت نہ لیتے تھے۔

چار مینار۔ یہ ایک مربع سنگین چومنزلی عمارت وسط شہر مین ہے۔ جو ۹۹۹ھ مطابق ۱۵۹۱ء مین بنی ہے۔ اور جس کے چارون رخ شمال جنوب مشرق مغرب کو ٹھیک ٹھیک قایم کی گئی ہین۔ اس کے ہر سمت ۲۰ گز چوڑی اور ۴۰ گز اونچی ہے چارون طرف چار محرابدار دروازے ہین جو دس دس گز اونچے اور آٹھ آٹھ گز چوڑے ہین اس کے چارون رخ سے بڑی چوڑی چار سڑکین نکلتی ہین اس کی سب سے پہلے چھت گنبد کی طرح بنائی ہے اور چارون گوشون پر اوس کے وہ رخہ چار مینار ہین جس کا ارتفاع ساٹھ ساٹھ گز ہے۔ اور ہر مینارہ مین چار بالاخانے ہین۔ جنمین باہر کی طرف کو محرابدار کھڑکیان لگی ہین تمام عمارت پر بیل بوٹے اور گلکاری کی ہوئی ہے۔ اس گنبددار چھت کے اوپر دو بالاخانہ ہین۔ سابق مین ایک بالاخانہ مین مدرسہ تھا۔ اور سب سے اوپر کا بالاخانہ نماز پڑھنے کے لیے مسجد کا کام دیتا تھا۔ کہتے ہین کہ ایک مرتبہ جب بھاگ نگر بسا تھا تو شہر مین اور نیز گولکنڈہ مین وبا پھیلی تھی۔ اور اس بلا کے دور کرنے کے لیے یہان کے باشندون نے ایک تعزیہ اور علم نکالے تھے۔ اتفاقاً بیماری کا زور جاتا رہا۔ اس کی یادگار مین تعزیہ کی شکل پر یہ چار مینار محمد قلی نے بنوا دیا ہے اس بادشاہ کے اعتقاد مذہبی کو خیال کر کے کہہ سکتے ہین کہ یہ روایت صحیح ہو تو تعجب نہین کیونکہ چار مینار کی صورت ایک بڑے عظیم الشان تعزیہ کی سی معلوم ہوتی ہے۔ کوکا پلی سے اس عمارت کے بالاخانہ کے حوض مین نہر کے ذریعے سے پانی آتا اور شاہی مکانات مین یہان سے جاتا تھا۔

چار کمان۔ یہ عظیم الشان محرابدار چار دروازے ہین جو اسی چار مینار کے پاس شمال جانب کو

شمالاً وجنوباً شرقاً وغرباً ٹھیک سمتون مین ایک دوسرے کے مقابل ۱۲۰۲ھ مین بنائے گئے ہین۔

۵ چارسو کا حوض۔ یہ حوض اس چارکمان کے عین وسط مین ہے۔ یہان ایک بنگلہ تھا جہان سے بادشاہ بیٹھکر اپنی فوج کو ملاحظہ کرتا اور بڑے بڑے عہدہ دار اوس کے پاس یہان آتے اور اپنی فوج کی خوبی کے لحاظ سے انعام واکرام پاتے تھے۔

۶ دارالشفا وکاروان سرائے یہ بھی ایک بڑی عمارت ہے جو محمد قلی نے حکیمون کے اور وہان مریضون کا علاج کرنے اور طب کے پڑھنے پڑھانے اور مسافر و درماندون کی آسایش کے واسطے بنائے تھے۔ اس کا بڑا صحن ہے۔ اور پتھر کا بنا ہوا ہے۔ اسی کے ساتھ ایک حمام بھی تھا۔ یہ کل مکان اب بوسیدہ حالت مین ہے۔

۷ محلات شاہی۔ یہ عمارت شہر کے مشرقی سمت کو تھی اور حیدرآباد مین سب سے پہلی عمارت یہی بنی تھی۔ خاص شاہی محل تو ایک ہزار گز طول وعرض مین تھا۔ اس کے چارون سمت مین بڑے بڑے عظیم الشان اور بلند محلات اور بنے ہوئے تھے دروازہ شرق کی طرف تھا۔ اس دروازہ پر دو سنگین کڑیان تیس تیس گز لمبی اور دو دو گز چوڑی اور موٹی رکھی تھین اور اوس پر پتھرون کی سلین بارہ بارہ گز لمبی رکھکر چھت بنائی تھی دروازے کے کواڑ سال اور صندل کی لکڑی کے اور طلائی کیلون سے جڑے ہوئے تھے۔ محلسرا کے ادھر ایک اور قصر تھا اوس پر صبح شام نقارچی نوبت بجایا کرتے تھے۔ اس محلسرا کے گرداگرد جو مکان بنے ہوئے تھے وہ اون سردارون اور امیرون۔ کے نام سے موسوم تھے کہ جو اون سے کسی طرح کا علاقہ رکھتے تھے۔ ہر صبح کو امرا اور مقرب اور نایلواڑی اپنی اپنی فوج لیکر دولت سرائے شاہی پر حاضر ہوتے اور مقامات معینہ پر اپنے اپنے سوار و پیادون کو

چھوڑ تن تنہا دروازہ شاہی مین داخل ہوتے تھے۔ کچھ ہاتی محلسرا کے دونون طرف ہمیشہ حاضر رہتے۔ اور غلامانِ خاص مین سے دو حبشی علی الدوام ہزار ہزار آدمی کی صف باندھے ہوئے دروازہ کے قریب محافظت کے لیے کھڑے رہتے تھے محلسرا کے اندر ایک بڑا وسیع صحن تھا۔ اوس کے جنوب مین شاہی دفتر تھا اور مغرب مین جامدارخانہ وغیرہ شاہی کارخانے تھے۔ شمال مین جو دوسرا دروازہ تھا اوس کے روبرو چار وسیع چبوترے تھے اوس پر حوالدار اور فوجی آدمی اور فیل سوار اور شب نویس یعنی (جاسوس) آکر بیٹھتے تھے۔ تیسرا محل جس مین ایک چبوترہ اور ایک محل تھا لعل محل کہلاتا تھا۔ یہان سلحدار پہرہ چوکی کے واسطے ہر وقت موجود رہتے تھے۔ ایک چوتھا محل اور تھا جو چندن محل کے نام سے موسوم تھا۔ یہان بہی سلحدار رہا کرتے اور نوبت بنوبت پہرہ دیا کرتے تھے۔ پانچوان گلشن محل تھا اسمین خاص خاص ترک عرب دکھنی سلحدار رہتے تھے۔ چھٹا صدر صفہ تھا اس مین بہی مقرب سلحدار موجود رہتے تھے۔ ساتوان سجن محل تھا۔ یہ اعیان و اکابر اور علما و فضلا کے لیے تھا۔ اس محل کے مشرق کو نسولگر لنبا چبوترہ تھا۔ اور اوس پر سائبان پڑا ہوا تھا۔ یہان سادات اور علما اور سردارون سلحدارون سپاہیون فیل سوارون محلدارون وغیرہ کو بادشاہ کی طرف سے دونون وقت کہانا کہلایا جاتا ہے ہر روز دس دس ہزار آدمی تک دسترخوان پر حاضر ہوتے تھے۔

۱۲ مسئلہ۔ قدیم زمانہ مین جو بادشاہ بڑے بڑے مصنف اور عادل گذرے ہین، اون مین سے بعض بعض نے اپنی دربار، وان مین زنجیرین لٹکائی ہین، تاکہ مظلوم اون کے بیرونی کنارہ پکڑکر ہلادین اور بادشاہ کو اندر اون کی خبر ہوجائے اور اراکین دولت اون کو انصاف نہ سکے ہون تو بادشاہ اوس کی تلافی کردے۔ جہانگیر ۱۰۱۴ھ مین جب

دہلی کے تخت پر بیٹھا تو اوس نے پہلا حکم یہی دیا اور ایک طلائی زنجیر ۳۰ گز لنبی آگرہ کے قلعہ مین لٹکائی گئی - اوس کا دوسرا سرا باہر ایک پتھر پر دریاے جمنا کے کنارہ تھا اوس مین ساٹھ گھنٹیان لٹکتی تھین - غالباً اسی خیال سے محمد قلی نے بھی ایک مکان چارسو کے حوض کے پاس اس شہر مین آتے ہی بنوایا تھا - اس کی کئی منزلین تھین اور ہر ایک منزل سے بازار اور میدان کی طرف کھڑکیان رکھی گئی تھین اور ایک زنجیر اوس مین لٹکائی گئی تھی - بادشاہ یہان آکر بیٹھتا اور مظلومون کی داد دیا کرتا تھا ان کھڑکیون سے ہر شخص کو اجازت تھی کہ بادشاہ سے جو چاہے آکر عرض کرے اوس کے روبرو حوض تھا جس کا طول ۲۰ گز اور عرض ۴۰ گز تھا ۱۷۱۷ء مین ایک مرتبہ دریاے موسیٰ مین اس زور سے سیلاب آیا کہ شہر مین پانی بھر آیا - اس مکان مین اوس وقت باروت خانہ تھا - باروت بھیگ گئی - اس باروت کو دھوپ مین خشک کر رہے تھے کہ کسی طرح باروت نے آگ لے لی - اوس کے صدمہ سے یہ مکان اور گردونواح کے مکانات اوڑ گیے اور اوس سے ستر اسی آدمی بھی مرے اور زخمی ہوئے -

ندی محل - یہ عمارت دریاے موسی کے کنارہ دیوانداری اور مجالس کے واسطے بنائی گئی تھی - اس کے عقب مین ایک بڑا پرفضا میدان تھا جہان ہاتی گھوڑے پیادہ اور سوار کھڑے رہا کرتے تھے - بادشاہ خود آکر تفریح کے طور پر یہان بیٹھا کرتا تھا -

تبات گماٹ - محمد قلی کو شکار کا بھی بڑا شوق تھا - ایک روز شہر کے شمال مین دو تین کوس پر شکار کھیلتا پھرتا تھا کہ دوپہر کی گرمی مین تھک گیا اور چاہا کہ کہین ٹھنڈی جگہ مین آرام کرے ایک قندمتگار نے کہا کہ اس پہاڑ پر بڑی سبزی ہے اور چارون طرف اوس کے پانی بکثرت بہتا ہے - جب محمد قلی وہان گیا تو اوس کو وہ مقام ایسا پسند آیا سوا اوس نے وہان

محل بنانے کا حکم دیا۔ چنانچہ اوس پہاڑی پر شاہی قصر تیار ہوا اور دار السلطنت تک وہان سے باغ اور درخت لگائے گئے۔ اسی کے قریب ایک باغ تھا جس کا نام باغ دلکشا تھا۔ اوس کے چار دروازے تھے اور اون پر بیٹھنے کے لیے اچھے مکانات بنے ہوئے تھے اور اوس مین صاف پانی کی نہرین بہتی تھین۔

[۱۱] خداداد محل۔ چونکہ اس نے بہاگ متی ہندنی کے نام پر اپنے بسائے ہوئے شہر کا نام بہاگ نگر رکھدیا تھا جس سے اس کو بڑی ندامت ہو رہی تھی۔ اب اوس نے ۱۰۰۹ھ مین اوس کی ندامت مٹانے کی غرض سے ایک نہایت عالیشان ہفت منزل عمارت ایسی بنوائی کہ جس کے طبقات کے نام سے اوس کا مذہبی جوش اور اعتقاد ظاہر ہوتا ہے اگرچہ اس کل عمارت کا نام خداداد محل تھا مگر اوس کے ہر ایک طبقہ کا نام بھی الگ الگ تھا۔ طبقۂ ہفتم کا نام الہی محل طبقۂ ششم کا محمدی محل طبقۂ پنجم کا حیدر محل طبقۂ چہارم و سوم کا حسن و حسین محل اور طبقۂ دوم اور اول کا جعفری و موسوی محل تھا۔ چونکہ باقی چھہ امام یا تو حضرت پیغمبر علیہ السلام کے ہم نام ہین یا حضرت علی کے۔ اس لیے ان تمام محلات کے نام سے آئمہ اثنا عشر کے سب نام پورے ہو جاتے ہین۔

[۱۲] محل باغ محمد شاہی۔ یہ باغ دار السلطنت مین محمد قلی نے لگوایا تھا اور اس مین ایک نہایت عالیشان عمارت بنوائی تھی اور تفریح کے لیے اوس مین آکر عیش و نشاط کیا کرتا تھا۔

[۱۳] محل کوہ طور۔ نبات گھاٹ ایک پہاڑ پر شمال مین تھا اس لیے جنوب مین ہی اوسکے جوڑ کا ایک مکان اوس نے پہاڑ پر بنوایا تھا۔ اس مین چار دیوان اور ایک شاہ نشین ۳۰ گز طول ۲۰ اور ۲۰ گز عرض مین اور ایک حوض ۴۵ گز طویل اور ۳۰ گز عریض اوس کے روبرو تھا۔ یہ بھی بادشاہ کا تفریح گاہ تھا۔

۱۴ جنان محل - ملک امین الملک کا باغ قصر شاہی کے محاذی تہا اوس مین یہ عمارت بادشاہ نے بنوائی تہی -

۱۵ عاشور خانہ - یہ عاشور خانہ ۱۰۴۷ھ مین محمد قلی نے بنایا ہے اور اب تک موجود ہے - اور اب بہی عاشور خانہ کے ہی مصرف مین ہے اوس کی تعمیر کا خرچ چیالیس ہزار روپیہ بتلاتے ہین ان عمارتون کے سوا اور بہی بہت مکانات محمد قلی نے بنائے تہے جن کے حالات ملنا بہت دشوار ہین - میر ابو طالب نے جو محمد قلی کا ناظر الممالک تہا اوس کی تعمیرات کے خرچ کی تعداد ستر لاکہ ہون بتلاے ہین - عبد اللہ قطب شاہ کے زمانہ مین ہون ساڑہے چار مغلیہ روپیہ کے برابر ہوتا تہا اس حساب سے تین کرور پندرہ لاکہ روپیہ کل خرچ کے ہوتے ہین - مگر آجکل کے حساب سے ایک ہون سات روپیہ سے بہی زائد ہوتا ہے اس سے فی ہون سات روپیہ کے حساب سے اوس کی تعداد چار کرور نوے لاکہ روپیہ چہرہ شاہی ہوئے جسے پانچ کرور کہنا چاہیئے - فی الحقیقت محمد قلی کے برابر دکن کے بادشاہون مین سے کسی نے کبہی عمارت نہین بنوائی ہے - عمارت کے لحاظ سے اسے دکن کا بابا آدم کہنا چاہیئے -

۱۹۶ - سلطان محمد قطب شاہ کی تخت نشینی اور راجہ وستر سے صلح -

محمد قلی کے زمانہ مین بہی امورات سلطنت کا دارو مدار قدیمی دستور کے بموجب ایرانیون پر ہی تہا - جس سے دکن کے سنیون اور ہندون دونون کو نفرت تہی - جس وقت محمد قلی مرا تو جو ایرانی امرا کہ محلسرا سے شاہی مین تہے اونہون نے یہ سوچا کہ ہمارے مخالف کہین کچہ فساد نہ مچاوین فلہ کا دروازہ بند کرلیا - اس لیے امراے غریب باہر رہ گیے اون کو سخت تشویش ہوئی سنی اور ہندو دونون اکہٹے ہوئے اور غریبون کو قتل و غارت کرنے کے لیے فساد

برپا کرنا چاہا - غالباً اون کا یہ ارادہ ہوگا کہ کسی ایسے شخص کو تخت نشین کریں جو اون کے مذہب کا یا اون کا طرفدار ہو - مگر محمد قلی کی وصیت کے بموجب میر محمد مومن وزیر اعظم نے محمد قلی کی موت کا حال سنتے ہی قلعہ مین جاکر سلطان محمد - محمد قلی کے بھائی محمد امین کے بیٹے کو تخت پر بٹھا دیا اور فوراً اوس کی تخت نشینی کو مشتہر کر دیا جس سے کوئی فساد برپا ہونے نہ پایا - سلطان محمد کی مان سیدہ اور مصطفی خان اردستانی وزیر ابراہیم قطب شاہ کے قریب کے رشتہ داروں مین سے تھی - یہ بادشاہ بروز چہارشنبہ ۲۳ ربیع الثانی ۱۰۰۱ھ کو پیدا ہوا تھا اور چار سال کی عمر مین اوس کا باپ مرگیا تھا - چونکہ محمد قلی کی کوئی اولاد ذکور نہ تھی - اس لیے محمد قلی نے اسے اپنے بیٹے کے طور پر پالا تھا - اور اس کا نام اوسی نے محمد رکھا تھا - مگر اس کو ظل اللہ کے لقب سے پکارا کرتا تھا - قاضی محمد سمنانی نے اسے قرآن شریف پڑھایا تھا اور چاند میان یوسف ایک دکھنی اس کا فنون سپاہگری کا اُستاد تھا - ۱۰۱۶ھ مین محمد قلی نے اپنی بیٹی حیات بخش بیگم سے اس کی شادی کردی تھی اور اوس مین ایک مہینے تک دھوم دھام سے جشن کیے تھے اس شادی کی دھوم دھام اور خرچ کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ جامدار خانہ شاہی سے صرف خلعت تیس ہزار دیے گیے تھے - جب سلطان محمد تخت پر بیٹھا ہے تو اوس کی عمر اکیس سال کی تھی - میر محمد مومن کے سبب سے اوس کی سلطنت کو سب نے تسلیم کرلیا - اور کوئی جھگڑا تخت نشینی کی بابت نہ ہوا - ابراہیم عادل شاہ نے میر محمد قلی کو اور مرتضی نظام شاہ نے میر ابوالفتح کو تحف و ہدایا دیکر اوسے مراسم تعزیت اور تہنیت کے لیے بھیجا - سلطان محمد قطب شاہ نے بھی معمولی تعظیم و تکریم ایلچیون کی جو ہر ایک کی جیسی طرح ادا کی - جس زمانہ محمد قلی کے زمانہ مین راجہ وستر سے لڑائی چھڑی ہوئی تھی اور محمد مین

بادشاہ کی نازک حالت کا حال سنکر اوس مہم کو بلا تصفیہ چھوڑ آیا تھا اس - لیے اوس کا انجام کو پہونچانا ضرور تھا - سلطان محمد نے جمادی الاول ۱۰۲۱ھ مین سید کمال الدین کو جو مازندران کے شاہزادون سے تہا سپہ سالار کیا - اور سید حیدر حوالدار و غریب خان و چیتان خان وغیرہ سردارون کو ساتھہ کر کے تصفیہ کے لیے روانہ کیا - جب یہ لوگ وہان گیے تو انہون نے بجز فوجی دہمکی کے اور کوئی کام نہ کیا - اور راجہ سے صرف چند ہاتی اور اطاعت کا وعدہ لیکر صلح کر لی - غالباً سلطان محمد قلی کی مرضی ایسی ہی ہوگی - اگر محمد قلی زندہ رہتا تو شاید ایسا نہ ہوتا -

۱۹۷- نورجہان اور اوس کا نکاح جہانگیر سے -

چونکہ نورجہان جہانگیر کی بیگم سے ہندوستان کی سلطنت مین بڑے بڑے انقلاب ہوئے ہین اور دکن بہی اون کے اثر سے محفوظ نہین رہا ہے اس لیے اس عورت کا حال لکہنا یہان مناسب معلوم ہوتا ہے - اس کا دادا خواجہ محمد طہرانی شاہ طہماسپ کے زمانہ مین خراسان کا حاکم تہا مگر باقی دار ہو کر عہدہ سے معزول اور نہایت غریب ہو گیا اور غیاث بیگ نورجہان کا باپ اسی پریشانی کے باعث دو لڑکیان اور ایک لڑکا لیکر تلاش معاش مین ہندوستان چلا آیا تہا - اسی مصیبت کے زمانہ مین نورجہان قندہار - کے قریب پیدا ہوئی ماں باپ نے جب دیکہا کہ سواری کے نہ ہونے اور فلاکت کے باعث ماں کی بے شیری سے لڑکی کا پالنا سخت دشوار ہے تو اوس کو قافلہ کے سر راہ کپڑے مین لپیٹ کر ڈال دیا - ملک مسعود قافلہ میر تہا بڑا سوداگر تہا - بچی کے رونے کی آواز سنکر اوس نے اوسے اوٹہا لیا اور خوبصورت دیکہکر از راہ ترحم اوس کے پالنے کی فکر کی - دایہ اس کی ماں کے سوا اس قافلہ مین کہان مل سکتی تہی - ماں ہی اوس کی دایہ مقرر ہوئی - سب معلوم ہوا کہ یہی لڑکی کی ماں ہے اور اوس کا

باپ ایک بڑا عالی خاندان شخص ہے تو اس تاجر نے اون کے ضروری سامان
خوراک اور سواری سے اون کی اعانت کی۔ جب ملک مسعود آگرہ مین اکبر کی خدمت
مین آیا تو مرزا غیاث بیگ اور اوس کے بیٹے ابوالحسن کو بھی بادشاہ کے دربار مین
پیش کیا اور چونکہ ملک مسعود کی بی بی شاہی محلات مین جایا آیا کرتی تھی نورجہان کی ماں
بھی اوس کے ساتھ آنے جانے لگی۔ پھر جب نورجہان بڑی ہوئی تو اس کی آمدورفت
محلات مین ہوگئی۔ شاہزادہ سلیم اس کی صورت دیکھکر لوٹ پوٹ ہوگیا اور ہنسی مذاق
اوس سے کرنے لگا۔ جب اس کی خبر اکبر کو ہوئی تو اوس نے نورجہان کا نکاح ایک
شخص علی قلی بیگ ترک خانخانان کے ملازم سے کرادیا۔ اور اوسے شیر افگن خان کا
خطاب دیکر بنگالہ مین کچھ جاگیر دیدی جب جہانگیر بادشاہ ہوا تو اوس نے اوسی سال قطب الدین خان کوکلتاش کو
بنگالہ کا صوبہ دار کیا اور چپکے سے اوس سے کہدیا کہ جسطرح ہوسکے نورجہان کو شیر افگن خان سے لیکر بھیجدو۔ جب قطب الدین خان
نے ۱۰۱۶ھ مین شیر افگن خان سے اپنا منشا ظاہر کیا تو شیر افگن خان نے خلاف امید قطب الدین
کو تلوار سے جواب دیا۔ قطب الدین خان مارا گیا۔ پھر شیر افگن خان کو بھی اوس کے
نوکرون نے مار ڈالا اور نورجہان گرفتار ہوکر جہانگیر کے پاس آئی۔ جہانگیر نے اوس کو
مناکحت اور مواصلت کا پیغام دیا۔ مگر وہ اپنے شوہر کے خون کا دعوی کرنے لگی
جہانگیر کو بھی غصہ آیا۔ اوس نے قطب الدین خان کے خون کا دعوی کیا۔ اور نورجہان
کو لنگر خان مین بھیجدیا۔ مگر دو تین برس کے بعد نورجہان نے، سوچا کہ شیر افگن خان تو مرگیا
اب تو کیون بادشاہی پرلات مارتی ہے اور جہانگیر سے نکاح کو راضی ہوگئی۔ پھر جہانگیر کا بیاہ
۱۰۲۰ھ مین بڑی دھوم دھام سے ہوا پہلے بادشاہ نے اوسے نورمحل کا خطاب دیا۔
اور پھر نورجہان کہنے لگا۔ اور تمام حرم سے اوس کی عزت بڑھادی۔ بلکہ یہ کہیئے کہ تمام سلطنت

ہی اوسکو دیدی یہان تک کہ سکہ مین بہی اوس کا نام اس طرح درج ہوگیا ۵

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور		بنام نورجہان بادشاہ بیگم زر	

نورجہان جہانگیر سے کسی وقت جدا نہ ہوتی تہی دربار مین اور ہاتی کی سواری پر بہی اوس کے پیچہے لگی پردہ مین بیٹہی رہتی تہی - یہ عورت بڑی عقلمند تہی اور جہانگیر کے مزاج کو دراس کی سلطنت کو اس سے بڑا فائدہ پہونچا -

۱۹۸ - جہانگیر کا خانخانان کے بجاے خان جہان لودی کو دکن کی مہم پر مامور کرنا اور عبداللہ خان صوبہ دار گجرات کا حملہ ملک عنبر پر -

جب خانخانان اور شاہزادہ پرویز کی شکست کی خبر جہانگیر کو ہوئی اور خانخانان کی جہانگیر کے نہ ماننے اُس سے شکایت کی تو جہانگیر کو خانخانان پر بڑا غصہ آیا اس لیے ۱۰۱۹ھ کے آخر مین جہانگیر نے خانجہان لودی کو دکن کی مہم پر مامور کیا - جب خانجہان دکن مین آیا تو اوس نے جہانگیر کو عرضی بہیجی - کہ سب خرابی اس سبب سے واقع ہوئی کہ خانخانان اور اور سرداران شاہی مین اتفاق نہین ہے خانخانان نے اپنے وعدہ کے بموجب دکن کی مہم کا انصرام نہ کیا تہا جو لشکر شاہزادہ پرویز کا آیا تہا اوس کی رسد کا بہی انصرام نہ ہوا تہا - ایک من غلہ نہایت گران بدشواری ملتا تہا - سیکڑون اونٹ گہوڑے مر گئے تہے - خانجہان نے لکہا کہ یا تو خانخانان کو بولا لیجیے یا اوسے بالکل مختار اور مالک بنا دیجیے - اگر آپ اوسے بولائین تو مجہے تیس ہزار سوار اور عنایت ہون کہ مین تمام ملک دکن کو فتح کرلے دو سال مین قندہار وغیرہ سب صوبون پر قبضہ کرون اور بیجاپور کی حکومت کو بہی داخل ممالک محروسہ کرون - اگر مین ایسا نہ کرون تو مین پہر اپنا منہ نہ دکہاؤنگا غرض یہ درخواست منظور ہوئی خانخانان بادشاہ کے پاس چلا گیا اور وہ اوس سے نہایت ناراض ہوا اور

خان جہان لودی کے پاس چارون طرف سے عمدہ عمدہ فوجین بھیجنا شروع کین - مرزا عزیز کوکہ خانِ اعظم سابق صوبہ دار گجرات کو پانچ لاکھ روپیہ بطور امداد جنگ دیکر اور مرزا خان عالم اور فرید خان کو تیس ہزار سوار سے کمک پر مقرر کیا اور ۱۰۲۰ھ مین عبد اللہ خان کو گجرات کا صوبہ دار کرکے حکم دیا کہ وہ بھی ناسک اور ترنبک کے راستہ سے دکھنیون پر خان جہان کی امداد کے لیے حملہ کرے اور اوسے بھی چار پانچ لاکھ روپیہ بھیجا - اور رامداس کچھواہہ کو قلعہ اتھنیور دیکر دکن کی مہم مین شریک کیا اور خواجہ ابوالحسن بھی مدد کے لئے آیا - جب یہ سب فوجین ۱۰۲۱ھ مین دکن مین پہونچ گئین تو جہانگیر نے تمام امرا کو حکم بھیجا کہ تمام سرحد مغلیہ سے نظام شاہی عملداری پر ایک ہی مرتبہ حملہ ہو - تاکہ پہلے جو نقصان کہ اس مہم مین ہوئے ہین ان کی تلافی ہو جائے - اور عبد اللہ خان صوبہ دار گجرات کو مکرر تاکیدی حکم بھیجا کہ کنارکو کن اور ناسک سے راجہ رامداس و خانعالم و علی مردان خان بہادر و سیف خان کو ساتھ لیکر دکن مین اوس روز اور تاریخ پر داخل ہو کہ جس روز اور تاریخ مین امیر الامرا و خان جہان و مرزا رستم و راجہ مان سنگھہ جو سابق مین بالاستقلال دکن کا صوبہ دار اور عنبر کی مہم پر مامور تھا دکن مین پہونچین اور بالاتفاق اچھے تو پخانہ اور ساز و سامان جنگ سے عنبر کا مقابلہ کرین اور آپس مین دونون فوجین ایک دوسرے کے مقام اور کوچ کی خبر رکھین اور باہم ایک دوسرے کو امداد دیتے رہین - مگر مغلیہ فوج کے سردارون مین اتفاق عنقا کا حکم رکھتا تھا - بانکیر کی اس معقول تدبیر پر عمل نہ ہوا - عبد اللہ خان بطریق استعجال ناسک اور گلشن آباد کے علاقہ سے دکن مین داخل ہوا - اور اس خیال سے کہ دکن کی فتح میرے ہی نام ہو - خانجہان کو فوج کو نہ تو اپنے حملہ سے اطلاع دی اور نہ اوس کی فوج کا انتظار کیا گیارہ ہزار سوار جرار لیکر عنبر پر رسید ہا چلدیا -

۱۹۹۔ عبداللہ خان کی شکست ملک عنبر سے اور خانجہان کی واپسی۔

اوس زمانہ مین تاریخ نویسی کا قلم ایرانیون کے ہاتھ مین تہا۔ عنبر ان ایرانیون کا قدردان نہ تہا۔ اس لیے مورخون نے عنبر کا کچھ حال نہین لکہا ہے جو حال کہ اوس کا کچھ معلوم ہوا ہے وہ پاس پڑوس کی سلطنتون کے حال سے دریافت کیا گیا ہے۔ کسی شخص نے یہ نہین لکہا کہ عنبر نے اس مہم کے دفعیہ کے لیئے کیا کیا انتظام اور تدابیر کین۔ عنبر کو یہ معلوم تہا کہ عبداللہ خان ایک بڑا نامی سپہ سالار اور فتح نصیب مشہور ہے ضرور ہے کہ اوس نے بڑے بڑے انتظامات کیے ہونگے۔ مگر ہم کو صرف اتنا ہی معلوم ہے کہ پرتگالیون وغیرہ کی ہمسایگی کے باعث اوس کا توپخانہ جہانگیری توپخانہ سے اچھا تہا۔ اوس نے عبداللہ خان کے مقابلہ مین اپنی بانکاری فوج کو متعین کیا اور نہایت اچھے اچھے گھوڑے دیکر اونہین لوٹ مار کے لیے حکم دیا۔ اور ملکون مین لڑائی صف کی ہوا کرتی ہے مگر ملک عنبر نے میدان کی لڑائی کے بہ نسبت قزاقانہ جنگ کو مناسب سمجہا۔ اوس کی فوج نہایت ہی بے خبری کے عالم مین عبداللہ خان کی فوج کے گردنواح مین چار چار پانچ پانچ کوس پر پہونچ جاتی اور یمین و یسار ہراول اور چندا دل کو تنگ کرتی کوچ اور مقام کے وقت رسد اور سامان جنگ کو اور باربرداری کے اونٹون کو لوٹ لیتی فوج کے جو آدمی ادہر ادہر بچھڑے ہوتے اونہین قتل کر دیتے زن و مرد کے ناک کان کاٹ کر اونہین خوف دلانے کے لیے عبداللہ خان کے لشکر ہی مین چہوڑ دیتے۔ جس سے عبداللہ خان کی فوج مین ایک اضطراب پیدا ہو گیا۔ اور اس عنبر کی مار توڑ سے عبداللہ خان کا نصف لشکر تلف ہو گیا اور باوجود اس کے کہ ابہی تک میدان کی لڑائی نہین ہوئی تہی عبداللہ خان کی فوج کے سپاہی چپ چپکر فوج سے کنارہ کرنے اور بہاگنے لگے کوئی رزا ایسا نہوتا کہ بادشاہی

فوج کو زک نہ ہوتی اور ملک عنبر کو کوئی مدد نہ پہونچتی ہو۔ اسی صورت سے عبداللہ خان کا ہراول دولت آباد تک چلا آیا اور محاصرہ کی تدبیر مین ہوا ملک عنبر نے مرتضیٰ نظام شاہ کو تو قلعہ مین چھوڑ دیا۔ اور قلعہ کا بندوبست کر کے آپ باہر چلا گیا اور ایسے ڈھنگ سے لڑا کہ بادشاہی فوج کی جان بڑی ضیق مین آگئی۔ رسد کی راہین بند کر دین۔ ابھی یہان بھاگا مارا۔ ابھی وہان لشکر کو پراگندہ کر دیا۔ اور حملہ ہائے پیاپے اور جنگ فراری سے ایک آفت مچا دی۔ عبداللہ خان نے اپنے ہمراہیون سے مشورہ کیا سب نے صلاح دی کہ اس وقت احمد آباد کو مراجعت کرنا اور پھر سامان جنگ درست کر کے توپخانہ سنگین اور فیلان جنگی کے ساتھ آنا چاہیئے۔ جب مراجعت کا ارادہ ہو گیا تو دکھنیون کے تعاقب کے خوف سے چند اول کا خوب بندوبست کیا اور اسپر علی مردان خان ایک بڑے نامی بہادر عہدہ دار کو افسر کیا۔ جب عبداللہ خان لوٹا تو دکھنیون کے دل اور بھی بڑھ گیے اور انہون نے لوٹ کھسوٹ قتل و غارت مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ مارتے اور بھاگ جاتے اور جب علی مردان خان کی فوج مقابلہ کو سیدھی ہوتی تو دکھنی رفوچکر ہو جاتے۔ اور پھر غفلت مین دوسری طرف سے آپڑتے وقت بے وقت بھیڑ کو غارت کر ڈالتے۔ اندھیری راتون مین شبخون مارتے۔ آخر کار ایک روز دس بارہ ہزار سوار علی مردان خان پر آپڑے وہ شاید اون کے ہر روز کی سی لڑائی کے خیال مین ہوگا اور جانتا ہوگا کہ یہ لوٹ لاٹ کر بھاگ جایئنگے مگر اونہون نے اوسے آگھیرا۔ علی مردان خان بھی بڑی بہادری سے لڑا۔ مگر زخمی ہو کر دستگیر ہو گیا۔ اور ملک عنبر نے اوسے دولت آباد کے قلعہ مین قید کر دیا اور اوس کے علاج کے لیے جراح مقرر کیے۔ مگر وہ اونہین زخمون سے چند روز بعد مر گیا۔ پھر بھی ملک عنبر نے عبداللہ خان کا پیچھا نہ چھوڑا مارتے ڈھوتے بگلانہ کے سرحد تک چلے گیے۔ جب خان جہان

نے عبداللہ خان کی چڑھائی کا حال سنا تھا تو اوس نے بادشاہی حکم کی تعمیل کے لیے برہانپور سے دکن کو کوچ کیا تھا مگر چونکہ وہ بھی عبداللہ خان کی رفاقت کرنا نہ چاہتا تھا اس لیے خانجہان کی فوج آہستہ آہستہ کوچ و مقام کرتی بڑھتی تھی - یہان تک کہ جب اون کو عبداللہ خان کی شکست اور واپسی کی خبر ملی تو وہ بھی برہانپور کو لوٹ گئے اور ملک عنبر کی کامل فتح ہوگئی -

۲۰۰ - دکن کی تاریخ پر اندھیرا اور ہندون کا امورات سلطنت دکن مین دخیل ہونا -

عبدالغفور مولف تاریخ ہذا نے حیدرآباد کی تمام سرکاری اور خانگی کتب خانون مین دوا و دوش کی - اور کتابین ڈھونڈین مگر اس زمانہ کی دکن کی تاریخ پر ایسا اندھیرا چھایا ہوا ہے کہ کچھ نہین معلوم ہوتا دکن مین اس عرصہ مین کیا ہو رہا تھا - یہ تو ظاہر ہے کہ قطب شاہ اور عادل شاہ مغلیہ فوج کے حملون سے مشوش ہو رہے ہونگے اور اس سبب سے اونہون نے اپنے ملکون مین صرف امن و امان قایم رہنے کو ہی غنیمت سمجھا ہوگا کہ جس سے جدید فتوحات کے کام کو اونہین موقوف کرنا پڑا - اور ملک عنبر کو گو ظاہری اور فوجی مدد نہ سہی تو اخلاقی اور باطنی مدد ضرور ہی دیتے ہونگے - مگر مورخ کچھ بھی نہین لکھتے - بالکل سکوت کا عالم ہے جہانگیر کی سلطنت اس وقت اپنے کمال عروج پر تھی - اوس کی فوج کو شکست دیدینا کوئی چھوٹی بات نہین ہے - اس سے یقین ہوتا ہے کہ ملک عنبر کی طاقت بہت بڑھ گئی تھی - اور یہان تک اوس کا حوصلہ ہو گیا تھا کہ جب خانجہان لوٹ گیا تو اوس نے برار مین بادشاہی علاقہ سے محاصل وصول کرنا شروع کیا - مگر ملک عنبر کے حالات معلوم نہونے سے ہم یہ نہین بتا سکتے کہ یہ طاقت اوس کو کس طرح حاصل ہوئی تھی اور اوس کے کیا اسباب تھے - اتنا تو کہہ سکتے ہین کہ اوس کی فوج کے سردار اکثر حبشی اور سنّی مسلمان تھے

اوراوس کی فوج کے سپاہیون مین مرہٹون کی تعداد کا بڑا حصہ تہا - یہ لوگ اگرچہ میدان کی لڑائی کے ابہی تک کام کے نہ تہے مگر وہ نرے لالہ اور مہاراج بہی نہ تہے بلکہ اون مین مسلمانون کی سپاہیانہ جرأت نے اثر کردیا تہا اور وہ اپنے آپ کو سپاہی سمجھنے لگے تہے اور دور دور کی لڑائی اور غارت گری سے مخالف کو سخت تنگ کرتے تہے ہندو اس زمانہ مین نہ صرف ملک عنبر کی فوج مین شامل تہے - بلکہ سارے دکن کی حکومتون مین تمام کامون کی درحقیقت یہی مالک ہورہے تہے - مسلمان جب اس ملک مین آئے تو اپنی سپاہیانہ قوت کے ذریعہ سے آئے اور یہان کی بود و باش اور اس ملک مین اون کی حکومت کے قیام کی وجہ بہی اون کی سپاہیانہ قوت ہی تہی - اس وجہ سے اون کو ہمیشہ اسی فن کا شوق رہا - اور جس قدر اونہون نے اپنے عیش و عشرت کے بعد توجہ کی وہ ہمیشہ اسی فن کی طرف کی - لکھنے پڑہنے مین گو بعض بعض بڑے بڑے صاحب کمال ہوئے اور ریاضی اور علوم و فنون مین اوس زمانہ مین دنیا کے اُستاد بنے - مگر اون کی توجہ اور شوق علم کی طرف عام کبہی نہین ہوا - بلکہ پڑہنے لکھنے اور حساب کتاب کو ہمیشہ ایک بوجھ سمجھتے رہے - اگر کبہی ضرورت پڑی تو ایک لالہ کو نوکر رکھہ لیا - اوس نے اون کا حساب کتاب کردیا وہ سنکر خوش ہوگئے - لیکن یہ حساب کتاب ایسی چیز نہین ہے کہ ایک دن کا کام ہو یہ تو ہمیشہ ہوتا ہے اور ہر جگہہ اس کی ضرورت ہوتی ہے یہ جیسے اس کی ضرورت ایک خاص آدمی کو ہے ویسی ہی اس کی ضرورت تمام ملک کو اور سلطنت کو ہے اس سبب سے امرا اور سلاطین کے درباروں اور دیہات کے زمینداروں اور شہر و قصبات کے سوداگروں کو جو حساب رکہنا پڑا - سو وہ یہ لالہ لوگ ہوئے پہر جس کے ہاتھہ مین ڈوئی اوس کا سب کوئی حساب کتاب ہاتھہ مین ہونے سے

گو انسان حاکم نہ بنے مگر حاکم کا پیشکار تو بن ہی جاتا ہے - اور خصوصاً جہان غفلت اور اس کام سے نفرت ہو وہان تو وہ فاعل مختار ہی ہو جاتا ہے یہی حالت اہل اسلام کی اس زمانہ مین تہی - جابجا سرکار دربار اور امراجاگیر دارون کے یہان ہندو محاسب نوکر ہوا کرتے تہے اور وہ تمام حساب کتاب کے مالک ہوتے تہے - پہر اون کے ساتھہ اون کی کارپردازی کی مدد اور اعانت کے لیے بہی ہندو ہی مقرر ہوتے تہے اور اور اس سبب سے کسی مسلمان امیر کے گہر کے کامون کے کارکن ہندو ہوا کرتے تہے قانون کی مالگذاری اور سرکاری حکم احکام کی تحریر کا کام بہی انہین کے ہاتھہ مین ہوتا اور انہین کے رشتہ دار ساتہی اوس کے کارکن ہوتے تہے مسلمانون کے مسلمان ملازم اپنے آقاؤن کی اطاعت صفر اونہین سپاہیانہ کامون مین کرتے جس کے لیے وہ نوکر ہوتے تہے - ہندو ملازمون کو اس کی کچہہ پرواہ نہ ہوتی وہ ہر ایک کام کرنے کو مستعد ہو جاتے اور ایسی اطاعت اور خدمت گذاری کرتے کہ مسلمان امیر اون کے گرویدہ ہو جاتے اور اونکی کتابت و اطاعت کے باعث اون کے بندے بن جاتے - غرض کہ مسلمانون کے عہد مین کچہہ تو مسلمانون کی غفلت اور سستی سے کچہہ اس ملک مین ہندون کی کثرت سے کچہہ اون کی اطاعت شعاری اور کفایت سے تمام کاروبار یا بیوپار کے مالک اوس وقت بہی ہندو تہے اور جس قدر امرا جاگیر دار ہوتے وہ سب انہین محاسبون اور منشیون کی راے پر کام کرتے تہے اور کوئی سرکاری یا خانگی کام ایسا نہ تہا کہ جس مین ہندون کا دخل نہ ہو - اسی وجہ سے اس وقت مین اون کو ایسی قوت ہو گئی تہی کہ اہل قلم سے اب اہل سیف بہی ہو - نے لگے مال کی حفاظت گہر بار کا چوکی پہرہ انہین کے سپرد ہوا - پہر ہلکے پہلکے ہونے کے سبب سے دوڑ دہوپ خبر رسانی وغیرہ کا کام بہی انہین کے ذمہ ٹہیرا -

امرا کے سوار بھی شکاری لوٹ مار میں بھی یہی کام دینے لگے - پھر جب ایسی حالت ہو تو کب تک غلام سے مالک اور محکوم سے حاکم بننے کی رغبت نہ ہو - غرض اسی طرح سے ہندوؤں کا اعزاز بڑھا اور اب وہ یہ جاننے لگے کہ ہم بھی کچھ ہیں -

۲۰۱ - یاقوت خان وغیرہ امرا سے نظام شاہی کی بغاوت کے باعث ملک عنبر کی شکست شہنواز خان سے

جب اس شکست کی خبر جہانگیر کو پہونچی تو نہایت متفکر ہوا اب سب اوس کی صلاح کاروں نے یہ صلاح دی کہ دکھن کے معاملات کو جیسا خانخانان سمجھے ہوئے ہے ایسا اور کوئی نہیں جانتا یہ بہتر ہے کہ اوسے ہی وہاں بھیجا جاے - اس لیے جہانگیر نے پھر ۱۰۲۱ھ کے آخر میں خانخانان کو دکن کی مہم پر روانہ کیا - اور خواجہ ابوالحسن اعتقاد خان نورجہان کے بھائی کو بھی آصف خان کے مرجانے کے باعث آصف خان کا خطاب دیکر اوس کے ہمراہ کیا - خانخانان کے مزاج میں اپنی قدیمی سستی تھی - اگر اوس نے دکن میں وہی آہستہ آہستہ کارروائی شروع کی - کہ جس کا دو تین سال تک کچھ اثر ظاہر نہ ہوا خانخانان نے اپنے بیٹے شاہنواز خان کو بالاپور میں فوج کا سردار مقرر کر رکھا تھا - یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس کی قوت بہت بڑھ جاتی ہے اوس کے کوئی نہ کوئی دشمن بھی ہو ہی جاتے ہیں - یاقوت خان وغیرہ چند سردار عنبر کی فوج کے مرہٹوں کے بہکانے سے اوس سے رنجیدہ ہو گئے تھے اس وقت یاقوت خان و آدم خان و بابو جیو کانتہ وغیرہ چند مرہٹے سردار شاہنواز خان کے پاس چلے آئے - اور اوس کو عنبر کے مقابلہ کے لیے بھڑکایا - شاہنواز خان نے اس وقت بڑی ہمت و دانشمندی کا کام کیا - ان لوگوں کے آتے ہی خوشی کے شادیانے بجوا دیے جس سے یگانہ و بیگانہ سب کو شاہنواز خان کی افزایش قوت کا نشان پیدا ہو گیا - اور اوس کے آدمیوں کی ہمت بندھ گئی - پھر اوس نے

اپنا توپخانہ لیا - اور عنبر کے مقابلہ کو روانہ ہوا - اور محلدار خان و یاقوت خان و آتش خان
و دولا در خان وغیرہ امرائے نظام شاہی کو شکست دی - اور اپنے ہراول کو عنبر کے اون
گماشتون کی تنبیہ پر مقرر کیا جو بادشاہی علاقہ سے مالگذاری وصول کرتے تھے - گھر کا
بھیدی لنکا ڈہائے - یہ نظام شاہی باغی سردار عنبری ملازمون پر ایسے موقع سے
آ گرے کہ عنبری فوج شکست کھا کر بھاگ گئی - جب عنبر کو خبر ہوئی تو وہ اپنی فوج لیکر
دولت آباد سے شاہ نواز خان کے مقابلہ کو چلا - ادہر سے شاہ نواز خان نے بھی
اپنی کل فوج لی - طرفین ایک مقام پر چھ کوس کے فاصلہ سے آکر پڑے ایک نالا اونکے
درمیان حائل تہا - یہ دکھنی باغی بھی عنبر کی لڑائی اور اوس کے داؤ پیچ سے خوب واقف
تھے - یعقوب خان بدخشی نے جو شاہ نواز خان کا سپہ سالار تہا موقع جنگ جاتے ہی
ایک ایسے موقع پر قرار دیا کہ جہان نالہ کم عرض تہا - مگر کیچڑ مانع تھی - پر نالہ کے
قریب برقنداز و تیر انداز چیدہ چیدہ تعین کئے اور ان کے عقب مین کمکی فوج کو توپخانہ دیا
اور یان مارنے والون کو کہڑا کیا - دو روز تک فوجین ایک دوسرے کے مقابل پڑی
رہین - اور طرفین نے اپنے سامان کئے تیسرے روز عنبر نے علی الصباح اپنی فوج کو نالہ
سے اوترنے اور حملہ کرنے کا حکم دیا شہنواز خان کی فوج نے پہلے تیر اور یان مارنا شروع
کیے اور پھر بندوقون اور توپون سے سخت نقصان پہونچایا - اس وقت ہوا تیز چل رہی تہی
جو تیر گولے شہنواز خان کی طرف سے جاتے تھے - وہ عنبری فوج پر ٹھیک پہونچتے تھے
لیکن جو عنبر کی طرف سے آتے تھے وہ ہوا سے ٹکرا کر نشانہ پر نہ لگتے تھے - سوائے
اس کے عنبر کی طرف فرازِ نشیب بہت تہا کہ جس سے اوس کے سوار اور ہاتھیون کو چلنا
دشوار تہا - اور دلدل مین اون کے پاؤن پھنس جاتے تھے اور پھر نکلنا محال ہو جاتا تہا -

اس وجہ سے عنبری فوج کی صفین کی صفین غارت ہوگئین - اور اس قدر کشتون کے ڈھیر ہوگیے کہ شہنواز خان کی فوج کے لیے اونہون نے سڑک کا کام دیا - اور داراب خان وغیرہ آگے بڑہنا شروع ہوگیے - اور نالہ سے عبور کرنے لگے - باوجود اس سخت نقصان کے عنبر نے سخت کوشش کی کہ مخالف کو روکے اور خود تمام فوج لیکر مقابل ہوا اور ایسی جانفشانی کی کہ لڑائی کی حالت پلٹنے کے قریب ہوگئی - مگر اس وقت شہنواز خان اور یعقوب خان خود اوسکے روکنے کو آگیے کہ جس سے عنبر نے زیادہ ٹھیرنا مناسب نہ سمجھا - اور فوراً لشکر کی باگ پھیر دی - اور سیدہا دولت آباد کو چلا آیا شہنواز خان کی فوج نے تین کوس تک تعاقب کیا اگر رات کو اندھیرا حائل نہ ہوجاتا تو دکھنیون کا بچنا محال تھا - تمام توپخانہ اور تین سو ہاتی اونٹ عنبر کے چھن گیے - پھر دشمنون نے اوس کا کھرکی تک تعاقب کیا - یہ کھرکی وہ مقام ہے کہ جہان عنبر نے عبداللہ خان صوبہ دار گجرات پر فتح پائی تہی اور اوس کی یادگار مین اوس جگہ کا نام فتح گڑھ کھرکی اوس کو آباد کیا تہا - کھرکی مرہٹی زبان مین سنگستان کو کہتے ہین چونکہ یہان پہاڑ بہت ہین اس لیے اوسے کھرکی کہنے لگے تھے - اورنگ زیب عالمگیر نے اس جگہ کا نام خجستہ بنیاد اورنگ آباد رکھدیا تہا - غرض تین روز تک شہنواز خان نے اوسے لوٹا بعد ازان واپس چلا گیا جہانگیر نے اس فتح کے جلد وین شہنواز خان اور یعقوب خان وغیرہ امرا پر بڑی بڑی عنایتین کین - یہ واقعہ ۱۰۲۴ھ کا ہے -

۲۰۲ - شاہزادہ خرم کی عزت اور اوس کے بچون کی پیدایش اور اوسکا دکن کی مہم پر روانہ ہونا -

شاہزادہ خرم کو ۱۰۱۶ھ مین جہانگیر نے ہشت ہزاری کا منصب اور علم و نقارہ اور آفتاب گیر جو اس خاندان مین ولی عہدی کا نشان ہے اور زیور شاہی کا اہتمام عنایت

کیا تھا اور اسی سال مین خرم نے ایک ہندو نگران کی سازش سے شاہزادہ خسرو کی
بغاوت کی خبر جہانگیر کو دی تھی اور جہانگیر نے سازش کرنے والون کو سزا دی تھی اور ۱۰۱۹ھ
مین مرزا مظفر حسین نبیرہ زادہ شاہ اسمعیل صفوی کی دختر سے جس سے کوئی اولاد زندہ نہین
رہی شادی ہوئی تھے اور ربیع الاول ۱۰۲۱ھ مین مرزا ابوالحسن آصف خان پسر اعتماد الدولہ
غیاث بیگ کی بیٹی ممتاز محل سے شاہزادہ خرم کا بیاہ ہوا تھا۔ اور ۱۰۲۲ھ مین دوازدہ ہزاری
شش ہزار سوار کا منصب دیکر اور خان اعظم کو اتالیق مقرر کرکے اوسے جہانگیر نے
رانا سے چیتور کی مہم پر بھیجا تھا اور ۱۰۲۳ھ مین عبداللہ خان فیروز جنگ صوبہ دار گجرات
اور دکن کی فوج کو بھی اوس کی امداد کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور محمد تقی بخشی المخاطب بہ شاہ قلی خان
بھی اوس کے ساتھ گیا تھا شاہزادہ خرم نے اس مہم کو ۱۰۲۴ھ مین سر کیا اور بڑی لڑائی کے
بعد رانا سے چیتور اوس کی خدمت مین حاضر ہوگیا۔ جس کے صلہ مین ہیشردہ ہزاری
اور دہ ہزار سوار کا منصب اوس کو ملا تھا۔ ۲۱ صفر ۱۰۲۳ھ مین جہان آرا بیگم اور ۲۹ صفر ۱۰۲۴ھ
مین دارا شکوہ۔ اور شاہ شجاع ۱۸ جمادی الثانی ۱۰۲۵ھ مین اور روشن آرا بیگم رمضان ۱۰۲۶ھ
مین اور دھود کے مقام پر جو گجرات مالوہ کی حدون پر ہونے سے اصل مین دو حد ہے
اور جسے اب دھوند کہتے ہین ۱۵ ذیقعدہ ۱۰۲۷ھ کو اورنگ زیب شاہزادہ خرم کے بچے
پیدا ہوئے تھے۔ جب ۱۰۲۵ھ مین عبداللہ خان ایک واقعہ نگار کے قتل کے باعث
معتوب ہوا اور دیانت خان گجرات کا اوس کی جگہ بھیجا گیا تھا تو شاہزادہ خرم نے اوس کی
تقصیر بادشاہ سے کہکر معاف کرادی تھی۔ اب جہانگیر نے عنبر بی امیرون کی اطاعت سے
اسی قدر فائدہ پر اکتفا نہ کیا بلکہ عنبر کے استیصال کے لیے ۱۰۲۵ھ کے سلخ شوال کو
شاہزادہ خرم کو دکن کی مہم پر مامور کیا اور عبداللہ خان کو دکن کو بھیجا کہ شاہزادہ پرویز کو فوراً الہ آباد

روانہ کردے اور شاہزادہ کی تقویت کے لیے خود بھی ماہ ذیقعدہ مین ماندو کو آیا - وہان خود تو سیر و شکار مین مشغول ہوگیا - اور شاہزادہ کو دکن کی طرف روانہ کر دیا -

۲۰۳ - سلطان محمد قطب شاہ اور ابراہیم عادل شاہ اور ملک عنبر کا شاہزادہ خرم کی اطاعت کرنا اور قلعہ احمدنگر کی واپسی -

اس وقت نظام شاہی امرا کے چلے جانے سے باعث عنبر کی حالت اچھی نہ تھی - اس لئے اوس نے ابراہیم عادل شاہ کے مشورہ سے شاہزادہ خرم کے آنے کا حال سنتے ہی اوس کے بندوبست کی تدبیر کی - سلاطین دکن مین اس وقت عنبر کے سوا ایسا دل چلا کون تھا جو مغلیہ فوج کے مقابلہ کو اوٹھتا جب عنبر کی ہی حالت اس قابل نہ تھی تو دن سے بجز اطاعت کے اور کیا ہوسکتا تھا - اس لئے ابراہیم عادل شاہ اور عنبر نے اپنے سفیر جہانگیر کے پاس قبل اس سے کہ شاہزادہ نربدا کو عبور کرے بھیجدے شاہزادہ نے ان ایلچیون کے پہونچنے کے بعد افضل خان اور راجہ بکرماجیت کو بیجاپور کہ اور میر کی معتقد خان ورائے جادو داس کو حیدرآباد کو مع وکلاء مذکورہ دکن کی طرف بھیجا - اور ابراہیم عادل شاہ اور سلطان محمد قطب شاہ کے نام فرمان لکھے اور اوس مین لڑائیون کی خرابی کو ظاہر کرکے بہت سے وعدہ وعید کئے اور یہ اشعار بھی اوسمین درج کئے ؎

دو شعلہ زیک شمع دارم پیچنگ	یکے نور صلح و دگر نار جنگ
بود نور صلحم شبستان فروز	وسے نار جنگم بود جمنہ سوز

بعد ازان نربدہ پر خانخانان و مہابت خان و شاہنواز خان پسر خانخانان و عبداللہ خان فیروز جنگ و راجہ سورج سنگھ و راجہ بہاؤ سنگھ و دراب خان و راجہ نرسنگھ دیو شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور شاہزادہ (۵) ربیع الاول ۱۰۲۶ھ کو برہانپور مین داخل ہوا - چونکہ ابراہیم عادل شاہ نرم اور دکن مین اس وقت بڑا ذی عزت تھا - شاہزادہ نے دو ایلچیون کو حکم دیا کہ وہ پہلے

عادل خان کے پاس جائین - جب یہ ایلچی ابراہیم عادل شاہ کے پاس آئے تو اوس نے
سفیرون کا پانچ کوس تک استقبال کیا اور فرمان کو زمین بوس کر کے سر پر رکھا - اور وکلاء
کو شہر مین لاکر بڑے اعزار و اکرام سے اون کی مہمانداری کی اور جہانگیر کی اطاعت اور عنبر سے
اون علاقون کے واپس کرنے کا اقرار کیا جو بادشاہی مفتوحہ ملک مین سے اوس کے
ہاتھہ پڑ گئے تہے - جب افضل خان اور راجہ بکرماجیت کے عرائض سے شاہجہان کو
معلوم ہوا کہ ابراہیم عادل شاہ اطاعت کی طرف مائل ہے اور پیش کش بھیجنے کا سر انجام
کر رہا ہے تو اوس نے سید عبداللہ بارہہ کو جہانگیر کے پاس بھیجکر تمام کیفیت سے اطلاع
دی سید عبداللہ ۱۵ شعبان ۱۰۲۶ھ کو جہانگیر کے پاس پہونچا - اوس نے اس خوشی
مین سید عبداللہ کو سیف خان کا خطاب دیا - اور شاہزادہ خرم کو ایک نہایت بیش قیمت
لعل بھیجا - پھر ابراہیم عادل شاہ نے چھہ لاکھہ روپیہ نقد اور پچاس ہاتی جس کی قیمت چھہ لاکھہ
تجویز کی گئی تہی اور اوس مین ایک سرناک بے نظیر ہاتی تہا اور پچاس عربی گھوڑے
ساٹھہ ہزار روپیہ کے اور جواہر و آلات مرصع دو لاکھہ پچاس ہزار کے پیش کش مین بھیجے - اور دو لاکھہ
روپیہ راجہ بکرماجیت کو اور ایک لاکھہ افضل خان کو دیا - اور مہمانداری وغیرہ تحفے تحائف
مین جو اوس کا خرچ ہوا وہ اس کے علاوہ اور سرمیر مکی اور جادو راے ۵ رجب ۱۰۲۶ھ
کو حیدرآباد پہونچے سلطان محمد قطب شاہ نے بہی ایلچیون کا اعزاز و اکرام اوسیطرح کیا جیسا کہ
ابراہیم عادل شاہ نے کیا تہا - اور اوسی قدر پندرہ لاکھہ روپیہ کا پیش کش بہی بھیجا - پھر ابراہیم
بیجاپور سے لوٹکر احمدنگر گیا اور اوس پر اور نیز باقی تمام محالات بالاگہاٹ پر قبضہ کر لیا - شاہجہان
نے خنجر خان مخاطب بہ سپہدار خان کو جانشہ پور کے تہانون پر اور جہانگیر بیگ مخاطب بہ جانثار خان
کو احمدنگر کی حراست پر بھیجا اور بہیرام بیگ بخشی ان تمام تہانہ دارون اور فوجدارون کے ساتھ

جو بالاگھاٹ مین متعین ہوئے تھے بالاگھاٹ کو آیا اور انہین اپنے اپنے مقامات پر
احمدنگر جالنہ پورمونکی پٹن سرکار باسم پاتری سیکر ماہور کھرلہ کلم پرگنہ بالاپور انبر پرگنہ
بٹیر مین جس کا فقط محاصل پچیس لاکھ روپیہ تھا قابض کرکے چلا گیا اور اپنے ساتھ
بہرجی زمیندار بکلانہ کو بھی مع پیش کش لایا جس کی تنبیہ کا بھی اوس کو حکم ہوا تھا۔ شاہزادہ خرم
نے برہانپور سے کچھ فوج راجہ ہاے گوندوانہ کے مطیع کرنے کے لیے بھی بھیجی تھی
اوس نے جاکر اور مار پیٹ کرکے اونہین مطیع کرلیا۔ اور ساٹھ ہاتی اور دو لاکھ روپیہ
چاندہ سے اور تین ہاتی اور ایک لاکھ روپیہ رم سے پیش کش مین لاے۔ جب
یہ سب انتظام ہوگیا تو شاہزادہ نے بدستور سابق خانخانان کو خاندیس و برار و دکن کا صوبہ دار
کیا اور تیس ہزار سوار اور سات ہزار پیادہ بر قنداز کا مدار اوس کی مدد کو چھوڑے۔ جس مین
سے بارہ ہزار سوار شہنواز خان کو دیکر دکن کو بھیجا۔ اور خود اسی ۱۰۲۶ھ مین ۱۱ شوال کو
باپ کے پاس جا پہونچا۔ اور دکن کی پیش کش جس کی کل تعداد پچاس لاکھ روپیہ کے قریب
تھی اور نیز زمیندار بکلانہ کو جہانگیر کی خدمت مین پیش کیا۔ جہانگیر نے اس حسن خدمت کے
عوض شاہزادہ خرم کو شاہجہان کا خطاب اور سی ہزاری بست ہزار سوار کا منصب عنایت کیا
اور دربار مین کرسی پر بیٹھنے کی اجازت دی۔

۲۰۴۔ جہانگیر کا گجرات کو اور پھر کشمیر کو جانا۔

اس کے بعد جہانگیر نے مہابت خان کو کابل کی صوبہ داری پر بھیجا
اور سیر و شکار کرتا ہوا احمدآباد اور کمبہات کو چلا گیا مگر چونکہ احمدآباد کے
قریب بادشاہ بیمار ہوگیا۔ اس لیے وہان سے بہت جلد مالوہ کو واپس ہوا لیکن جب
سنا کہ آگرہ مین وبا پھیل رہی ہے پھر دہ دیا اور حد سرحد مالوہ سے احمدآباد کو لوٹ گیا۔
احمدآباد صوبہ گجرات شاہجہان کو جاگیر مین دیدیا اور ۱۰۲۷ھ مین پھر آگرہ کو مراجعت کی۔ اسوقت

تک بہی آگرہ کی وبا بشدت تہی اس لیے فتح پور مین مقام کیا۔ خانخانان دکن سے یہان آکر بادشاہ کی خدمت سے شرف ہوا۔ چونکہ ۱۰۲۸ھ کے شروع مین شہنواز خان مرگیا اس لیے بجاے اوس کے اوسکے بہائی داراب خان کو جہانگیر نے خاندیس اور برار کا صوبہ دار کیا۔ اسی زمانہ مین جہانگیر نے حکم دیا کہ لاہور اور مالوہ کے راستہ مین ایک ایک کوس کے فاصلہ پر کنوین کھودے جائین اور سڑکون پر سایہ دار درخت لگاے جائین اور موقع مناسب پر سرائین بنائی جائین۔ پہر بادشاہ کشمیر کو چلا۔ راستہ کی تکلیفین دیکھکر راستہ مین قیام گاہین بنانے کا حکم دیا۔ اور چونکہ کشمیر مین بعض لوگون نے فساد کیا تہا دلاور خان کو اوس کی تنبیہ پر مقرر کیا۔ اور فساد فرو ہوا۔ پہر ۱۰۲۹ھ مین بادشاہ یہین رہا۔

۲۰۵۔ مرزا علی والی بیدر کو قید کرکے ابراہیم عادل شاہ کا علاقہ بیدر اور اودہونی کے فساد پر کرناٹک کو داخل ممالک محروسہ کرنا۔

مرزا علی امیر برید ثانی کو نکالکر ۱۰۱۸ھ مین بیدر کا حاکم بن بیٹھا تہا اوس نے چاہا کہ خاندان عادل شاہیہ سے کچہہ رشتہ پیدا کرے کہ جس سے یہ سلطنت دوست ہو جائے۔ اس لئے اوس نے اپنی بیٹی ابراہیم عادل شاہ کے بیٹے سے ۱۰۲۷ھ مین بیاہ دی۔ اور پرگنہ چنگوپہ اوس کے جہیز مین دینے کو کہا۔ جب شادی ہوگئی تو اپنی چہوٹی سی سلطنت کا ایک بڑا پرگنہ ہاتھ سے جاتا دیکھکر دل مین کہا۔ اور جو اقرار کیا تہا اوس کے ایفا مین لیت ولعل کرنے لگا۔ ابراہیم کو اس پر غصہ آیا۔ جب اس وقت جہانگیر سے اطمینان خاطر ہوا تو اوس نے ۱۰۲۹ھ مین مرزا علی سے چنگوپہ کے پرگنہ لینے کے واسطے ستر ہزار سوار روانہ کئے۔ اور سرحد اور رنجہول کے مواضع کے درمیان گہاٹ پر اونہون نے آکر مورچہ جما۔ مرزا علی بہی دو ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادہ لیکر دفعیہ کو نکلا۔ اور تالاب گنٹہانہ کے کنارہ آکر پڑا۔ مرزا علی کی تلون مزاجی سے اوس کے سردار ناراض ہوکر

تھے اور جانتے تھے کہ عادل شاہ کو ضرور فتح ہوگی - اس لیے اوس کے سردار عادل شاہ سے بہت مل گیے تھے - عادل شاہی فوج نے مرزا علی کے لشکر پر رات کے وقت چھاپہ مارا - اور اندھیری رات مین بان اور جقون سے اوس کے لشکر کو پریشان کر دیا - کچھ تو اس سبب سے اور کچھ عادل شاہ کی رعایت سے مرزا علی کے سردار کنارہ کش ہو گیے اور صبح کو مرزا علی اور اوس کے متعلقین کو عادل شاہی فوج نے قید کر لیا اور بیجاپور کو لے آئے - یہان ارن کو ایسا قید کیا کہ پھر اون کے مرگ و زیست کا کسی کو حال نہین معلوم ہوا - تاریخ برید یہ مین اس واقعہ کو محمد عادل شاہ اور شادی کو علی عادل شاہ سے منسوب کیا ہے - اور ۱۰۲۹ھ کے بجاے ۱۰۳۷ھ اور ۱۰۴۶ھ لکھا ہے - مگر یہ غلط ہے اول تو علی عادل شاہ ۱۰۴۹ھ مین پیدا ہوا ہے اوس کی شادی ۱۰۳۷ھ مین کیونکر ہو سکتی ہے - دوسرے یہ کہ ۱۰۳۳ھ مین بیدر ابراہیم عادل کے قبضہ مین تھا اور اوسے ملک عنبر نے ابراہیم عادل شاہ پر چڑھائی کرنے کے وقت لوٹا تھا - اس لیے ہمارے نزدیک بجاے علی کے محمد اور بجاے ۱۰۴۶ھ کے ۱۰۲۶ھ ہونا چاہئین - اور اس ہماری راے کی تصدیق تاریخ بیجاپور سے ہوتی ہے اوس مین اس کے فتح کی تاریخ ۱۰۲۹ھ کے قریب مین لکھی ہے - غرض جب مرزا علی قید ہو گیا تو ابراہیم نے بیدر اور اوس کے توابعات پر قبضہ کر کے اوسے داخل ممالک محروسہ کر لیا اور مرزا علی کی بیٹی اپنے بیٹے کو دلجوئی کے لیے اس علاقہ کا مختار بنایا - اب بیدر کی حکومت کا جو نام باقی تھا وہ بھی جاتا رہا - اسی زمانہ مین ادھونی کی طرف کچھ فساد ہوا تھا - ابراہیم نے کچھ فوج اوسکے رفع کے لیے بھیجی تھی اس فوج نے ۱۰۳۱ھ مین کرنول کو فتح کر لیا - اور وہ علاقہ بھی عادل شاہی عملداری مین داخل ہو گیا -

۲۰۶ ملک عنبر کی تاخت جہانگیری علاقون پر اور جہانگیر کا شاہجہان کو دکن کی طرف بھیجنا -

جس زمانہ مین جہانگیر کشمیر جنت نظیر کی سیر و سیاحت مین مشغول تہا اوس وقت دکن مین سلطان محمد قطب شاہ دینداری اور نماز روزہ کے کامون مین مصروف رہا - اور ابراہیم عادل شاہ نے بیدر کو بیجاپور کی حکومت مین داخل کر لیا تہا - مگر ملک عنبر دوسری ہی تک و دو مین تہا اوس نے اس زمانہ مین اپنی فوج اور ملک کا خوب انتظام کیا - اور ایسے سردار پیدا کئے جو اوس کے خالص رفیق اور ہوا خواہ تہے اور جن پر اوس کا بڑا اعتبار تہا اور غالباً اون امرا کو بہی راضی کر کے اپنے پاس بولا لیا کہ جو پہلے آزردہ خاطر ہو کر شہنواز خان کے پاس چلے گئے تہے کیونکہ ان باغی سردارون کے نام آگے چلکر ہم اوس کے سپہ سالارون مین پاتے ہین - ملک عنبر بڑا غیرت والا شخص تہا - اس کو نہ صرف اپنی شکست کا اور علاقجات مفتوحہ کی واپسی کا ہی رنج تہا - بلکہ اس بات کا بڑا صدمہ ہوا تہا کہ شاہجہان کے سفیر ابراہیم عادل شاہ کے پاس پہلے گیے اور وہین تمام شرائط صلح طے کی گئین - اور اوس کو فقط شرائط صلح کی تعمیل کے لیے پوچہا گیا - جب اوس کا انتظام اندرونی درست ہو گیا - اور جہانگیر دکن سے دور چلا گیا - تو اوس نے فوراً عہد اطاعت کو فراموش کر بادشاہی علاقون پر ہاتھ بڑہایا - اور پچاس ہزار فوج کی بھیڑ بہاڑ سے پہلے تو بالاگہاٹ کی شاہی فوج کو تنگ کیا - اور تمام رسد و اذوقہ کے راستہ بند کر دیئے شاہی فوج نے بہکر کو مستحکم کر کے تین مہینے تک اوسکا مقابلہ کیا - گو کہ داراب خان نے منصور خان حبشی عنبر کے ایک سردار کو گرفتار کر لیا - مگر آخر کو اوسے روہتکیر کی گہاٹ سے اوتر کر اجاڑ بالاپور مین پناہ لینا پڑا - پہر عنبر نے یہان بہی اون کو چین نہ لینے دیا اور تمام رسد کے راستے مسدود کر دیے کہ بادشاہی امرا قحط کے باعث بالاپور کو بہی چہوڑ بہاگے

اور برہانپور میں جا کو پناہ لی - اور عنبر نے تمام دیہات و قصبات کو حوالی برہانپور تک غارت اور ویران کر ڈالا اور احمد نگر کا محاصرہ کیا اور دکن برار خاندیس کے تمام قدیم اور جدید شاہی علاقہ پر قابض ہو کر برہانپور کو جا کر دھمکی دی - خانخانان نے پہلے ہی جہانگیر کو عرضی بھیجکر عنبر کی سرکشی کی اطلاع دی تھی اب جب شاہی ملازمون کو عنبر نے ایسا تنگ کر دیا تو صوبہ دار برہانپور وغیرہ نے عرضیان بھیجکر جہانگیر کو ان تمام واقعات کی اطلاع دی - اور کہا کہ یا تو آپ خود اس قدر جلد بطریق ایلغار کے آئین کہ جیسے اکبر بادشاہ احمد آباد کے امرا کی مدد کو تو روز بین آگیا تھا - یا شاہجہان کو بھیجین تب تو ہماری جان اور آبرو محفوظ رہ سکتی ہے - ورنہ راجپوتون کی طرح ہم لوگ اپنے زن و فرزند کو قتل کر کے مخالف سے مقابلہ کو نکلینگے اور مر جائینگے ملک کی بدنظمی کے باعث خزانہ مین ایک پیسہ نہین ہے اور فوج کی حالت تنگی خرچ کی وجہ سے نہایت ہی خراب ہے اس خبر کے پہونچتے ہی پہلے تو جہانگیر نے احمد آباد اور مالوہ کے خزانہ دارون کو بیس لاکھ روپیہ دینے کو حکم لکھا - اور سزاولون کو حکم دیا کہ فوراً جا کر اس کی تعمیل کرادین اور شاہجہان کو دکن کی مہم پر جانے کے لیے لکھا - اور خود بھی کشمیر سے آگرہ کو چلا آیا اور لاہور میں آکر شاہجہان کو پچاس لاکھ روپیہ نقد مع دیگر انعامات کے دکن کے فوجی اخراجات کے لیے عنایت کر کے غرۂ صفر ۱۰۱۳ھ کو رخصت کیا - اور خان جہان کو صوبہ دار ملتان کر کے خود آگرہ کو چلا آیا - اور شاہجہان راجہ بکرماجیت و افضل خان و عبداللہ خان و خواجہ ابوالحسن و لشکر خان و سردار خان و سید نظام و معتمد خان بخشی لشکر اور احدی اور برقندازون کے ایک بڑی بھاری فوج لیکر روانہ ہوا -

۲۰۷ - شاہجہان کا شراب سے توبہ کرنا اور برہانپور مین پہونچنا -

اسی وقت ملک عنبر کی فوج براہ اکبر پور ۲ ربیع الاول سنہ ۱۰۱۳ھ کو عبور کر کے دریائے نربدا سے شمال مین تاخت و تاراج

کر رہی تھی اور منصور حبشی نے آٹھ ہزار فوج سے ماندو کے قلعہ والون کو دھمکی دی تھی، اور محمد تقی کو قلعہ جہین جانے کا سخت اندیشہ ہو رہا تھا اس لیے دوسرے ہی روز ۴ ربیع الاول کو شاہجہان نے خواجہ ابوالحسن کو پانچ ہزار سوار دے اور ہراول کر کے دکھنیون کی تنبیہ پر متعین کیا - اس خبر کے پہونچتے ہی محمد تقی اور یوسف خان قلعہ سے ہزار سوار لیکر نکلے - ایک چھوٹی سی لڑائی ہوئی جسمین دکھنی شکست کھا کر نربدا پار بھاگ آئے - چونکہ نربدا کے اس طرف عنبر کی فوج کچھ آگے تھی اس لیے منصور حبشی نے تقویت پاکر چاہا کہ نربدا سے عبور کر کے پھر محمد تقی پر حملہ کرے مگر محمد تقی نے دوسری کنارہ سے تیر اور بندوقون سے ایسا روکا کہ وہ دریا سے نہ اوتر سکے اور خواجہ ابوالحسن و بیرام بیگ وغیرہ محمد تقی سے آکر مل گیے اور بالاتفاق دریاے نربدا سے عبور کر آئے - اور عنبر کی فوج برہانپور کو بھاگ آئی -

۱۰۲۴ھ مین جشن سالگرہ مین جہانگیر نے شاہجہان کو زبردستی شراب پلائی تھی اوس وقت سے شاہجہان شراب پینے لگا تھا - جب وہ دریاے چنبل پر آیا - اور دکھنیون کی قوت و شوکت کا حال سنا تو اوس کو اپنی عزت کا بڑا خیال ہوا - اور پہلی فتح کی نیک نامی کو شکست کی بدنامی سے بدل جانے کا اندیشہ پیدا ہوا - اس لیے اوس نے شراب نوشی کے طلای ظروف کو توڑ کر خیرات کر دیا اور شراب دریا مین بہکوا دی - اور خدا سے عہد کیا کہ آئندہ شراب کبھی نہ پیونگا ۵

جہندا شاہی کہ در عہدِ شباب		شد ز توبہ ہم چو پیران کامیاب	

جب اس فتح کی خبر شاہجہان کو پہونچی تو وہ ۲۷ ربیع الاول کو شادی آباد ماندو کے قریب پہونچا - وہان خانخانان اور دراب خان کے فیض سے معلوم ہوا کہ دکھنی فوج حوالی برہانپور مین ساٹھ ہزار سے کم نہین ہے اور قرب جوار مین ایسی منتشر ہے کہ جیسے برہانپور کا

محاصرہ کئے ہوئے ہے۔ ایسی حالت مین اوس وقت تک کہ فوج متعینہ ہمراہی کل
جمع ہوجاے یہان آنا خطرہ سے خالی نہین ہے۔ بہتر ہے کہ اوسی جگہہ تا فراہمی
سپاہ توقف کیا جائے اور اسی کے ساتھ شاہجہان کے ہواخواہون نے بھی صلاح
دی کہ جب تک کل فوج آکر لشکر مین جمع نہ ہوجائے نربدا سے عبور کرنا نہ چاہیئے۔ مگر شاہزادہ
نے ۱۲ جمادی الاول سنہ ۱۰۳۰ھ کو متوکل علی اللہ صرف سولہ ہزار فوج سے دریاے
نربدا کو عبور کیا اور اوسی روز عبداللہ خان بھی دو ہزار سوار سے شاہزادہ کی فوج سے
ملگیا۔ اب شاہجہان نے فوج کو ترتیب دیا۔ عبداللہ خان چونکہ جنگ آزمودہ تھا
شاہجہان نے اوسے ہراول مقرر کیا۔ اور راجہ بکرماجیت کو برنغار اور خواجہ ابوالحسن کو
جرنغار قرار دیا چونکہ دریاے نربدا سے برہانپور صرف چار منزل پر ہے اور اس قدر
فاصلہ کو دکھنی اپنی تاخت مین طے کر سکتے تھے۔ اس لیے شب خون کا بڑا اندیشہ تھا
شاہجہان نے اسی مقام سے راتون کو بھی دن کی طرح اپنے لشکر کی حفاظت شروع
کی جب وہ برہانپور کے قریب پہونچا تو خانخانان اور داراب خان وغیرہ نے عرض کیا
کہ باوجود آپ کی تشریف آوری کے دکھنی یہان سے نہین ہٹے چار پانچ کوس پر موجود ہین
جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اون کو بڑی قوت ہوگئی ہے۔ اس لیے یہ بہتر ہے
کہ دریاے پورنا کے کنارہ جو یہان سے چودہ پندرہ کوس ہے۔ ان برسات کے باقی
دو مہینون مین قیام کرین۔ اور جب ایام برسات منقضی ہوجائین تو مخالفون پر چڑہائی کیجاے
مگر شاہزادہ نے تامل کو پسند نہ کیا۔ اور یہ سمجھکر کہ دشمن کی طاقت روز بروز بڑہتی ہے
اور میری سستی سے اون کو حوصلہ اور جرأت بڑہ جاے گی فوراً حملہ کی تیاری
کردی۔

۲۰۸- شاہجہان کا دریاے تاپتی سے عبور کرنا۔

اوس نے بخشیون اور دیوانیون کو حکم دیا کہ جن لوگون کی جاگیرین دکھنیون کے قبضہ مین چلی گئی ہین اور جن کی جاگیرین دور ہین اونسے تنخواہون کے مطلوبے بتانے اور حسب ضابطہ کارروائی ہونے کے بغیر چھ چھ مہینے کی تنخواہ دیدی جاے اور اگر خزانہ ہمراہی اس کے لیے کافی نہو تو اون کے ساتھ معتبر سزاول متعین کردئے جائین کہ جہان کہین سرکاری روپیہ موجود ہو وہان سے اون کو دلادین۔ اور منتظمون کو حکم دیا کہ جس کے پاس گھوڑا یا سواری بار برداری اور سامان حرب وضرب نہو اوس کے لیے فوراً مہیا کردین۔ اور خود صبح سے عشا کی نماز تک برابر اسی انتظام مین مصروف رہتا تھا۔ جس سے دو تین ہی دن مین چالیس لاکھ روپیہ فوج مین تقسیم کردیا گیا۔ اور فوج اچھی طرح مہیا ہوگئی۔ پھر تیس ہزار سوار پانچ سردارون کے ماتحت کیے اون مین عبداللہ خان واراب خان خواجہ ابوالحسن تو امرکے بادشاہی تھے اور راجہ بکرماجیت اور راجہ بہیم اوس کے خود اپنے آدمی تھے۔ اپنے سات ہزار سوار اور تمام فوج کی کمان راجہ بکرماجیت کو دی۔ اور واراب خان کو یہ مرتبہ دیا کہ جنگی کامون کا مشورہ اوس کے روبرو محفل منعقد ہوکر ہوا کرے۔ چونکہ دکھنیون کی لڑائی مین چندادل پر بڑی اردہاڑ رہا کرتی تھی اس لیے حکم دیا کہ ہر روز ایک ایک سردار نوبت بنوبت چندادل کی نگرانی کیا کرے۔ اب یہ سب فوج ۲۵ جمادی الاول کو روانہ ہوئی اور ۳۰ کو برہانپور کے پاس چار پانچ کوس پر دریاے تاپتی سے اوتری۔ ملک عنبر نے بھی احتیاط اور ہوشیاری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اور اپنی تمام طاقت اور دانائی اوسمین خرچ کردی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بھی سابق کی طرح عادل شاہ اور قطب شاہ نے عنبر کا کافی طور پر کچھ ساتھ ندیا۔ ابراہیم کی کچھ فوج بے شک گئی تھی مگر اونٹ کے منہ مین

زیرہ کیا معلوم ہوتا۔ سچ ہے کہ قطب شاہ اور عادل شاہ دونو کان دبائے ہوئے تماشا دیکھتے تھے۔ اگر یہی عنبر کی طرح اپنی کل فوجون کو لیکر مستعد ہوجاتے تو جہانگیری فوج کی ہستی نہ تھی کہ دکن کا رخ بھی کرتی۔

۲۰۹۔ شاہجہان کا عنبر کی فوج کو متواتر شکستین دیکر کھر کی تک پہونچنا۔

جب جہانگیری فوج دریائے تاپتی سے گذری تو دو تین کوس پر یاقوت خان جو عنبر کا بڑا نامی سپہ سالار تھا ایک کوس بڑھکر چندا ول پر ناگہانی آپڑا۔ اور تمام شاہجہان کی فوج کو گرد برد کر دیا۔ اور لشکر مین ایک تزلزل عظیم ڈالدیا۔ اوس روز چندا ول پر خواجہ ابوالحسن کی نگرانی تھی۔ یہ لوگ پہلے ہی سے انتظار مین تھے۔ اور خوب ہوشیار تھے۔ دکھنیون کا خوب مقابلہ کیا۔ یاقوت خان کے پانچ سو آدمی مارے گیے اور چھ سو قید ہوگیے۔ اور وہ شکست کھاکر عادل آباد کی گھاٹ سے پار چلا گیا۔ اوس کا سامان بہت کچھ رہ گیا۔ ابوالحسن کے ساتھیون مین اللہ وردی بیگ اور شیر بہادر دو سردار زخمی ہوئے۔ پھر شاہجہان کی فوج نے دریائے پورنا تک دشمن کا تعاقب کیا اور عادل آباد سے ملکاپور کا رخ کیا۔ ابھی شاگرد پیشہ اور خدام لشکر پیچھے ہی راستہ مین تھے اور داراب خان اور بکرماجیت لشکر کے گرد پھرکر اونہین ترتیب سے اوتار ہی رہے تھے کہ دلاور خان اور آتش خان عنبر کی فوج کے سردار چودہ پندرہ ہزار سوار سے یکایک آپڑے۔ اور ایک طرف سے تین ہزار آدمیون نے بڑھکر لشکر پر یلغار برسانا اور دوسری جانب سے پھیر کو لوٹنا شروع کیا جس سے ایک سخت آشوب اور غلغلۂ عظیم برپا ہوگیا۔ بادشاہی فوج مین سے راجہ بکرماجیت اور راجہ بھیم نے بھی خوب مقابلہ کیا کہ بس سے دشمن لوٹے۔ مگر لوٹتے لوٹتے یکایک پھر پلٹ پڑے۔ اور لشکر کے بیچ مین گھسکر بزن اور بکس کی صدا دینے لگے۔ مگر پھر بھاگ چلے

اور داراب خان نے ایک کوس تعاقب کرکے دو سو آدمی اون کے مار ڈالے۔ اس کے بعد جب شاہجہان کی فوج بالاگھاٹ دیو سے نظام شاہی عملداری مین داخل ہوئی تو دو دو روز تک قیام کیا تاکہ سب فوج جمع ہو جائے۔ یہان سے ملا محمد تقی ایک ہزار سوار و برار کو اور محمد خان نیازی کچھ فوج سے خاندیس کو گئے کہ بادشاہی علاقون پر قبضہ کر لین۔ اس مقام سے جب فوج دو کوچ مین چودہ کوس آگے بڑھی۔ تو عنبر کا ہراول جس کے سردار یاقوت خان و دلاور خان حبشی و آتش خان وجاد و راو و پتنگ راو و ساہوجی بھونسلہ وغیرہ تھے بادشاہی فوج کے ہراول راجہ بکرماجیت کی فوج پر ایک بلائے آسمانی کی طرح نازل ہوا۔ اور ادہر اودہر سے بان مارنے شروع کیے راجہ بکرماجیت نے بڑی جوان مردی کی۔ اور سید صلابت خان و سید علی و سید جعفر و سید مظفر جو سادات بارہ سے تھے اور اد واجیرام دکھنی راجہ کی مدد کو آگیے۔ سخت گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ پتنگ راو عنبری فوج کی ایک جماعت کثیر کے ساتھہ مارا گیا اور شاہجہان کی فوج مین سے سید علی بارہ اور جمشید خان حبشی برادر فرہاد خان جو ماندو مین شاہجہان کے پاس آگیا تھا اور سید مظفر کے دو برادر زادہ قتل ہوئے بعد ازان دکھنی بھاگے۔ اور دکھنیون کے دستور کے موافق یاقوت خان بھاگ کر پھر بادشاہی فوج پر لوٹ پڑا۔ اور از سر نو فوج مین ایک تزلزل ڈال دیا۔ اس وقت بھی شاہجہان کے پانچ بڑے بڑے سردار مارے گیے۔ اور یاقوت خان کی فوج مین فیروز خان حبشی جو عنبر کا نامی سردار تھا سات سو آدمی کے ساتھہ قتل ہوا اور دکھنی منہزم ہو گیے۔ غرض اسیطرح ہر روز جدال و قتال ہوتا اور شاہجہان کی فوج آگے بڑھتی آتی۔ اور عین موسم بہار مین ۱۷ جمادی الثانی ۱۰۳۰ھ کو کھرکی سے چھ کوس پر پہونچ گئے جو عنبر کا اس وقت دارالسلطنت تھا۔

۲۱۰ شاہجہان کا دولت آباد کو محاصرہ کرنا اور احمد نگر کا محاصرہ اوٹھانا اور تمام بادشاہی علاقہ کو واپس لینا۔

اب عنبر بہت پریشان ہوا اور اوس نے مرتضی نظام شاہ اپنے آقا سے مجبور کو کھرکی سے نکالا۔ اور دولت آباد مین جاکر رکھا۔ اور جو ضروری چیزین تھین اونھین بھی وہین جاکر چھپایا۔ پھر اپنی فوج کو اوسی قاعدہ سے قزاقانہ جنگ کے واسطے متعین کیا شاہجہان کی فوج بھی کھرکی پر پہونچی۔ اور عنبر نے جسے پندرہ سال تک آرایش دی تھی اور اوسے اپنا دارالسلطنت بنایا اور خوب سجایا تھا اوسے ایک دم مین جلاکر خاکِ سیاہ کردیا۔ اور تین روز کے بعد ۲۰ جمادی الثانی کو وہان سے کوچ کیا۔ اوسی روز ایک بڑی بھاری لڑائی ہوئی دکھنیون کے بہت آدمی مارے گیے۔ عبداللہ خان شاہجہان کے سردار نے فتح پائی۔ چونکہ دولت آباد کے محاصرہ سے کچھ فائدہ نہ تھا اس لیے شاہجہان کی فوج نے اوس پر کچھ توجہ نہ کی۔ جہانگیر کی طرف سے خنجر خان المخاطب بہ سپہ دار خان احمد نگر کا قلعہ دار تھا۔ اگرچہ عنبر کی فوج نے ایک مدت سے اوس کا محاصرہ کر رکھا تھا مگر ابھی تک خنجر خان اوسے روکے ہوئے تھا۔ چونکہ اس وقت وہان رسد کم رہ گئی تھی اور بڑا نازک وقت آگیا تھا جس سے عنبر کو مضبوط قلعون کی پناہ کے لیے ضرورت تھی اوس نے اپنی فوج کے سردار جوہر حبشی کو جو عنبر کا داماد تھا تاکید کی کہ احمد نگر کو جلد خالی کرا لے چنانچہ دکھنیون نے محاصرہ کو نہایت سخت کیا۔ شاہجہان کی فوج کو بھی اس وقت ایک تو رسد کی تنگی تھی دوسرے احمد نگر کا بچانا بھی منظور تھا۔ اس لیے امرائے فوج نے احمد نگر سے جوہر کے ہٹانے اور قلعہ مین ذخیرہ پہونچانے کے ارادہ سے کوچ کیا اور چاہا کہ اس کام کو انجام دیکر ناسک اور ترنبک کی طرف چلے جائین کہ جہان ملک آباد ہے اور غلہ وغیرہ رسد بکثرت مل سکتی ہے۔ جب یہ فوج یہان سے روانہ ہوئی

اور خنجر خان کو اس کی خبر پہونچی تو اوس نے قلعہ سے نکلکر جوہر خان حبشی پر حملہ کیا - اور دو تین سو آدمیون کو قتل اور زخمی کرکے اوسے قلعہ سے ہٹا دیا - اس وقت شاہجہان کی فوج صرف نصف راستہ تک مونگی پٹن مین بان گنگا کے کنارہ پہونچی تھی - عنبر نے بھی اس فوج کی روک کے واسطے آدمی بھیجے تھے اور جوہر حبشی بھی اوس سے آکر ملحق ہوگیا تھا اور راستہ مین کوچ اور قیام کے وقت اور راتون کو شبخون سے اس فوج نے بڑی مار دھاڑ مچادی تھی - یہ عنبری فوج دو گروہون مین افواج مغلیہ پر مونگی پٹن سے دو کوس پر حملہ آور ہوئی اس لیئے امرائے فوج شاہجہانی نے بھی چار پانچ ہزار آدمی رسد اور باربرداری کی نگرانی کو چھوڑکر اپنی فوج کے دو حصہ کیئے اور داراب خان اور راجہ بھیم نے ایک حصہ فوج کو لیکر یاقوت خان پرین کے پاس پندرہ سولہ ہزار فوج تھی حملہ کیا اور بڑی سخت لڑائی کے بعد پس پاکیا - دوسری طرف سے عبداللہ خان راجہ بکرماجیت اور خواجہ ابوالحسن دوسرے گروہ پر دوڑے جس کے سردار دلاور خان و آتش خان وجاد و رائے تھے - اسمین عنبر کی بیس پچیس ہزار فوج تھی - دکھنیون نے بھی کوتاہی نہ کی دشمن کے چیتھڑے بکھیر بکھیر دیئے - مگر عنبر کی فوج مین صرف دکھنی مسلمان اور ہندو مرہٹے تھے جو بادشاہی قواعد دان تربیت یافتہ اور پٹھانون کی فوج کے مقابلہ مین ٹھیر نہ سکتے تھے البتہ اون مین کمال یہ تھا کہ شکست کھاتے اور پھر اوسی وقت لوٹکر لڑنے کو مستعد ہوجاتے تھے - غرض ابوالحسن اور بکرماجیت نے بڑی جوانمردی سے دکھنیون کو پسپا کیا اور ان کے اس داروگیر مین دو ہزار آدمی مارڈالے اور کئی سردار گرفتار کرلیے او - بادشاہی آدمی بھی بہت کام آئے - اودھر خاندیس اور برار مین بھی محمد تقی وغیرہ سردارون نے جو ضبط پرگنات کے لیے گئے ہوئے تھے اچھے اچھے کارہائے نمایان کئے - اگرچہ

عنبر کی فوج نے انھین کئی مرتبہ شکست دی - مگر آخر کو بادشاہی فوج اون پر ہی غالب آئی
اس لیے عنبر نے جادو راے کو آٹھ ہزار سوار سے محال باسم کے لینے کے واسطے بھیجا
مگر راجہ بھیم نے محمد تقی کی مدد کی اور جادو راے کی شکست ہوئی - اور جس قدر بادشاہی
ملک پر عنبر نے قبضہ کر لیا تھا وہ سب شاہجہان کے قبضہ مین آگیا - اور اسی زمانہ مین
عنبر کا مرہٹہ سردار جادو راے ازراہ نمک حرامی شاہجہان کے پاس چلا گیا -

۲۱۱ - شاہجہان اور عنبر کی صلح | اگرچہ اس وقت بھی ملک عنبر کو یہ طاقت تھی کہ شاہجہان کی فوج کو ایک
عرصہ دراز تک تنگ کرتا اور تعجب نہین کہ اس عرصہ مین جہانگیر اور شاہجہان کی حالت مین
تبدلات اور تغیرات ہونے کے سبب سے وہ بادشاہی فوج کو اپنے ملک سے نکال
بھی دیتا - مگر جنگ دوسردار و عنبر نے مآل اندیشی کی اور مخلوق کی تباہی کے باعث
پے در پے شکستین اوٹھا کر صلح کرنا بہتر سمجھا اور راجہ بکرماجیت کے پاس اپنے سفیرون
کو بھیجکر شاہجہان سے بادشاہی علاقہ پر اپنے دست درازی کا یہ عذر کیا کہ آپ جب پہلے
یہان تشریف لاے تھے تو ابراہیم عادل خان پر بڑی مہربانی کی تھی اور مجکو اوس سے
بالکل محروم رکھا تھا اس سبب سے مجھے بڑا رنج ہوا تھا اور یہی وجہ تھی کہ مین نے بادشاہی
علاقہ کو لے لیا تھا - اگر آپ اب میرا قصور معاف فرمائین تو مین ہمیشہ آپ کا مطیع و فرمان
بردار رہونگا اور پیشکش سب ادا کرونگا اور آیندہ کو بھی دیدیتا رہونگا - بکرماجیت
نے کہلا بھیجا کہ اگر آپ تہ دل سے صلح چاہتے ہین تو احمد نگر کے محاصرہ کو فوراً اوٹھا لیجیے
اور جو فوج اور خزانہ کہ قلعہ والون کے پاس بھیجا جاتا ہے اوس سے مراحمت نہ کیجاے
تب آپ کی درخواست پر لحاظ کیا جائیگا - عنبر نے اس کو منظور کیا - اور ایک ہزار نو
قیچیون کے ساتھ ایک لاکھ روپیہ احمد نگر کو راجہ کے پہونچا دیا - جب وہان سے خبر آگئی کہ روپیہ

بے مزاحمت احمد نگر تک پہنچ گیا تو راجہ بکرماجیت نے عنبر کی درخواست کو شاہجہان کی خدمت مین سفارش کر کے بھیجدیا چونکہ شاہجہان بھی نیک طینت اور رحم دل تھا اور کسی کو بالکل خراب کرنا نہ چاہتا تھا اور غلہ کی گرانی اور گھاس چارہ کی کمیابی سے پریشان ہو رہا تھا اور جہانگیر کی بیماری کی متوحش خبرین آرہی تھین اوس نے ان شرائط کو فوراً منظور کر لیا جب یہ قول و قرار سب ٹھیک ٹھاک ہو گیے تو شاہجہان نے اس فتح کا حال اپنی ایک عرضی مین لکھا اور اوسے عنبر کی عرضی کے ساتھ افضل خان کے ہاتھہ جہانگیر کے پاس روانہ کیا۔ جہانگیر نے اس سے نہایت خوش ہو کر شاہجہان کو وہ کلغی بھیجی جو شاہ عباس کے پاس سے تحفے مین آئی تھی۔ اور افضل خان کو شاہجہان کا دیوان مقرر کر کے واپس کیا۔ جب جہانگیر کشمیر سے واپس آرہا تھا تو اوسے ضیق النفس کا عارضہ ہو گیا تھا اور کئی حملہ اوس کے ہو چکے تھے۔ اس وقت اوسے اوس سے آرام ہوا تھا اور سالگرہ کا وقت بھی قریب آگیا تھا اس لیے اوس نے ان تینون جشنون کے واسطے نورجہان کی درخواست پر اوسے اس جشن کے انتظام کا اہتمام سپرد کیا۔ اور خوب جشن ہوئے پھر جہانگیر کشمیر کو چلا گیا یہ واقعہ ۱۰۳۰ھ کے آخر کا ہے۔

۲۱۲۔ عنبر اور شاہجہان کی شرطین اور اوسکی تعمیل۔

عنبر اور شاہجہان کے درمیان صلح کی شرطین یہ قرار پائی تھین کہ جو ملک اکبر اور جہانگیر کے زمانہ مین فتح ہوا تھا عنبر اوسے واپس کرے۔ اور نیز وہ علاقہ بھی دے کہ جو پہلے صلح مین شاہجہان اور عنبر کے قبضہ مین بالاشتراک رہنا قرار پایا تھا اور اب تک عنبر نے اوسے نہین دیا تھا یہ علاقہ ۳۵ لاکھہ روپیہ کا تھا۔ مگر اس بالاشتراک قبضہ کی کچھہ تفصیل نہین لکھی ہے کہ یہ کیسا قبضہ تھا۔ اور نظام الملک سے بارہ لاکھہ روپیہ و عادل خان سے بیس لاکھہ روپیہ و قطب الملک سے اٹھارہ لاکھہ کل پچاس لاکھہ روپیہ پیش کش اور ہرجانہ جنگ کی بابت لیکر ادا کرے۔ عنبر نے قطب شاہ سے

تو روپیہ لینا اپنے ذمہ لیا اور عادل شاہ کی نسبت کہا کہ وہان خود شاہجہان اپنا آدمی بھیجکر پیش کش وغیرہ منگائے - بعدازان شاہی فوج نمرتی کی طرف چلی گئی - چونکہ بالاگہاٹ مین کوئی قلعہ نہ تہا اور احمدنگر سرحد پر واقع ہوا تہا اس لیے کہرکی پور کے اوپر نمرتی کے قریب ایک قلعہ بنایا اور ظفرنگر اوس کا نام رکہکر اوسے صدر مقام قرار دیا اور راجہ بکرماجیت اور داراب خان آٹھہ ہزار سوار سے وہان قیام پذیر ہوئے اور عبداللہ خان ارہ مین اوس سے چہہ کوس شمال کو اور ابوالحسن موضع پیپلی مین اوس سے دو کوس پر اور سردار خان اوس کا بہائی دیولگام مین روہتکیر کے نزدیک اور خنجر خان تین ہزار سوار سے احمدنگر مین اور سنہ بلند خان تین ہزار سوار سے جالنا پور مین اور جانسپار خان تین ہزار سوار سے بیڑ مین اور یعقوب خان بدخشی مونگی پٹن مین اور اودا جیرام وغیرہ دکہنی ماہور مین شاہجہان کی طرف سے مقیم ہوئے - اور برہانپور سے دولگام تک برابر تہانے جابجا مقرر کرکے ملک کا ایسا انتظام کیا کہ مسافرون کو آمد و رفت مین پہر کہٹکا نہ رہا - بعدازان شاہجہان نے حکیم عبداللہ گیلانی کو ابراہیم عادل شاہ کے پاس اور کنہر داس برادر راجہ بکرماجیت کو عنبر کے پاس اور قاضی عبدالعزیز کو سلطان محمد قطب شاہ کے پاس روپیہ وصول کرنے کو بہیجا - اور راجہ بہیم زمیندار گوندوانہ کے پاس پیش کش لینے کو گیا - ابراہیم عادل شاہ نے پیش کش بہیجنے مین اس وجہ سے سستی کی کہ عنبر سے یہ شرطین طے ہوئی تہین اور اوس کو عادل شاہ پر اوس سے تفوق ہوتا تہا - اس لیے شاہجہان نے افضل خان کو اوس کے پاس بہیجا جو پہلے بہی اوس کے پاس گیا تہا اور اوس سے شناسا تہا - اور وہ اوسے سمجہا کر کل پیشکش لایا جسمین نقد اور جواہرات وغیرہ کے ساتہ ساٹہ ہاتہی تہے - ہر وقت بہی ابراہیم نے دو لاکہ روپیہ افضل خان کو دیا اودہر سے قاضی عبدالعزیز بہی اٹہارہ لاکہ روپیہ پیشکش لایا جس مین سوہا بہی تہے اس طرح کنہر داس بہی عنبر کے

میرے جانے سے وہان فائدہ ہوگا مین وہان سے حرب وضرب کے سامان کا بندوبست کرونگا - اور اپنے آدمی وہان رکھون گا کہ مجھے سامان بھیجتے رہین - چونکہ اس وقت والی ایران نے قندہار پر قبضہ کرلیا تہا اس لیے جہانگیر کو اوس مہم کے انتظام کی بڑی جلدی تہی اور شاہجہان کی بات بہی معقول تہی اوس نے شاہجہان کی درخواست فوراً منظور کرلی اور حکم دیا کہ پنجاب کا اکثر حصہ اوس کی جاگیر مین دیدیا جاے -

۲۱۴ - نورجہان کا شاہجہان کے نام سے پنجاب کو اور قندہار کی مہم کو مسترد کرکے شہریار کے نام مقرر کرانا -

نورجہان نے دیکہا کہ اس طرح شاہ جہان کی طاقت گھٹنے کے بجاے اور بڑہ جائیگی تو اوس نے جہانگیر سے سفارش کرکے شہریار کو دہولپور کا پرگنہ جاگیر مین دلادیا - جو دارالسلطنت کے عین دروازہ پر تہا - اور یہان سے ہر وقت آگرہ پر قبضہ ہو سکتا تہا - شاہجہان بہی اس مقام کی قدر و وقعت جانتا تہا اوس نے جہانگیر کو پہلے ہی اس کی جاگیر مین عطا کرنے کی درخواست بہیجدی تہی اب ادہر سے شہریار نے شریف الملک اپنے ایک گماشتہ کو بہیجکر اوسپر قبضہ کرلیا ادہر سے شاہجہان نے باین خیال کہ بادشاہ ضرور میری درخواست منظور کرلیگا دریا نام ایک افغان کو اوس کے ضبط و حراست کے لیے مقرر کیا - جب دریا دہولپور مین پہونچا تو شریف الملک اور دریا سے دہولپور کے قبضہ پر تکرار ہوئی اور نوبت بجدال و قتال پہونچ گئی شریف الملک کی آنکہہ مین ایک تیر لگ گیا - جب نورجہان کو اس کی خبر ہوئی تو وہ اور بہی آگ بگولا ہوگئی - اور اب علانیہ شاہجہان کی دشمنی پر کمر باندہی - اور اس کے باتون کو مبنی بر مخالفت و سرکشی ثابت کرکے جہانگیر سے کہا کہ شاہجہان کو دوسرے شاہزادون کے موجود ہوتے ہوے دکن سے بولانا جہان ہمیشہ فتنہ و فساد برپا رہا کرتے ہین کون ضرور ہے - شہریار کو اس مہم پر

مقرر کرنا چاہیئے۔ چونکہ جہانگیر کے نزدیک شہریار بوجہ خردسالی اور ناتجربہ کاری کے کسی لائق نہ تھا اس لیے نورجہان نے مرزا رستم صفوی کو جو مدتوں قندہار مین رہا اور اوس سرحد مین سے واقف کار تھا اوس کا اتالیق مقرر کیا اور جو خزانہ اور مال و دولت اعتمادالدولہ کا نورجہان کو ملا تھا اوس سے قندہار کی یورش اور تسخیر کے خرچ کی خود متکفل ہوئی اور شاہجہان کے نام سے پنجاب کی جاگیر مسترد کرا کے شہریار کو دلائی اور شاہجہان کو ایک فرمان بھیجا یا کہ تم جہان تک آ گئے ہو وہین توقف کرو اور تمہارے پاس جو شاہی فوج ہے اوسے شہریار کے پاس بھیجدو۔ اور سرداران دکن کے پاس سزاول بھیجے کہ وہ اونہین جلد بہلان سے روانہ کرین اور شہریار کو دوازدہ ہزاری ہشت ہزار سوار کا منصب دلا کر مرزا رستم کے ساتھ قندہار کو روانہ کر دیا۔ مرزا رستم سلطان کے لیے لاہور کو آگے چلا گیا۔ اور جہانگیر کشمیر سے اعتقاد خان کو وہان چھوڑ کر لاہور کو چلا آیا۔ نورجہان کے کہنے سے جہانگیر شاہجہان سے اس وقت ایسا بدظن ہو گیا تھا کہ اوس نے اوس کے تمام جاگیرات لیکر شہریار وغیرہ کی تنخواہین دیدین۔ اور اسلام خان شاہجہان کے وکیل کو دربار مین آنے سے منع کر کے حکم دیدیا کہ وہ شاہجہان کے پاس لوٹ جائے۔

۲۱۵۔ نورجہان کا جہانگیر کو بدظن کرا کے شاہجہان کو باغی قرار دلانا۔ اور شاہجہان اور جہانگیر کا دہلی کے قریب مقابلہ اور شاہجہان کی شکست۔

اب شاہجہان بہت گھبرایا اوس نے دیکھا کہ نورجہان کا افسون کار گر ہو گیا۔ بادشاہ سے بغیر صاف صاف کہے کام نہ چلے گا۔ اس لیے اس نے اپنے دیوان افضل خان کو ایک عرضی دیکر جہانگیر کے پاس بھیجا اور لکھا کہ جناب مرشد و قبلہ کی خدمت مین کوئی نصیحت لکھنا ادب سے بعید ہے اور اپنے کو خسر الدنیا والآخرۃ ٹھیرانا ہے۔ مگر مجبوری ہے جب رشک و حسد اور غرض ہوتی ہے تو بڑے بڑے

عقیل بہک جاتے ہین عورتین تو ناقص العقل ہی ہین - اگر وہ بہک جائین تو تعجب نہین
عورتون کا کہا ماننا عقل کے خلاف ہے خاصکر میرے بارہ مین - مین نے تو دو مرتبہ
دکھن کی مہم مین اپنے کو گوسفند قربانی بنا کر یہ امید کی تہی کہ مجھپر عنایت ہوگی - بجاے
اس کے میری جاگیرات لینا اور شہریار کو دینا اور اپنے نفع نقصان کو نہ سمجھنا سخت تعجب ہے
امید ہے کہ مہربانی فرماکر کام کیجیے - یہ قاعدہ کی بات ہے کہ ایسے مواقع پر برہم کار اور
مفسد بہت پیدا ہوجاتے ہین اور اپنے اعزاز بڑہانے اور امیدون کے پورا کرنے کے
لیے فساد ڈالنا چاہتے ہین کیونکہ جب تک ایک انتظام مدت تک برقرار رہتا ہے تو
دوسرے جو پستی کی حالت مین ہوتے ہین اون کو پستی سے ابہرنا اور دوسرے سربلندون
کو نیچے گرانا غیر ممکن ہوتا ہے - اس لیے آصف خان کو شاہجہان کا دوست سمجھکر مفسدون
نے اس وقت بہن بہائیون کے دلون مین یہی کدورت پیدا کر رہی تہی - آصف خان عقلمند
تہا اوس نے اس معاملہ مین لبون پر مہر سکوت لگائی تہی - ان کلمات کا ذکر ہی نہین کرتا تہا
افضل خان نے جاکر ہر چند کوشش کی - مگر جہانگیر نے کچھہ نہ سنا - افضل خان واپس
چلا آیا اور جہانگیر نے شاہجہان کو دکن واپس جانے کا حکم بہیج دیا - اب شاہجہان
نے دیکہا کہ باپ کے حضور مین بغیر جاے کام نہ بنے گا اس لئے مع فوج آگے کو بڑہا -
نورجہان اور آصف خان وغیرہ سب شیعہ مذہب تہے - مہابت خان سنّی تہا - اس لیے
اور اور بہی کچھ اسباب تہے جس سے مہابت خان اور آصف خان مین رنج چلا آتا تہا مفسدون
نے نورجہان - کے تو سامنے مہابت خان کو بولایا - کہ شاہجہان کی تنبیہ کو اوسے بہجوائین
مہابت خان نے لکہ کر آصف خان کو کہ ین بہیجدیا جاے تو مین حضور مین حاضر ہوتے
کو موجود ہون اس لیے آصف خان کو خزانہ لینے کے بہانہ آگرہ بہیجا گیا - اور مہابت خان

اپنے بیٹے کو کابل مین چھوڑ کر بادشاہ کے پاس حاضر ہوا - پھر بادشاہ نے خانجہان وغیرہ امرا کو طلب کیا - اور عبداللہ خان امرائے سادات بارہ کو لیکر بادشاہ کے پاس جلا آیا بادشاہ نے موسوی خان کو شاہجہان کے پاس دریافت حقیقت کو بھیجا مگر اب چارون طرف شاہجہان کی بغاوت کی خبرین گرم ہوگئین - شاہجہان نے موسوی خان کے آنے پر اوسے اور قاضی عبدالعزیز کو بادشاہ کے پاس بھیجا - اور لکھا کہ یا تو میری جاگیرات مجھے واپس دیجئے ورنہ مجھے اجازت ہو کہ مین خدمت مین حاضر ہو کر مفسدون نے جو کدورت خاطر عاطر پر بٹھادی ہے، اوسے مٹادون - اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا جہانگیر نے عبدالعزیز کو دربار مین نہ بولایا اور مہابت خان کے پاس قید کرایا - اور مہابت خان کے کہنے پر کہ محرم خواجہ سرا خلیل بیگ و معتقد خان وکیل شاہجہان کو خبرین پہونچاتے ہین یہ لوگ قتل کئے گئے - پھر بادشاہ لاہور سے دارالخلافت کو چلا - اور شاہجہان کے دفعیہ کے سامان کیے - شاہجہان نے چاہا کہ خود جریدہ باپ کی خدمت مین حاضر ہو کر رفع ملالت کرے مگر اب اتنا رخ بڑھ گیا تھا کہ باپ کے پاس جانے مین جان کا اندیشہ تھا - شاہجہان کے پاس ۲۷ ہزار فوج تھی جہانگیر دہلی سے آگے بڑھ آیا - شاہجہان دریاے جمنا کے کنارہ جاتا تھا اس لیے جہانگیر نے بھی دریا کے کنارہ کا راستہ اختیار کیا - اور فوج کو مہابت خان کی سرداری مین لڑائی کے طرز پر ترتیب دیا - اور عبداللہ خان کو ہراول مقرر کیا - دست چپ پر شاہجہان، اور دست راست پر دریاے جمنا کے جہانگیر تھا - بلوچ پور اور قبول پور مین دونون فوجین ۱۹ جمادی الثانی ۱۰۳۲ھ کو ایک دوسرے کے مقابل ہوئین اور عین موقع جنگ مین لڑائی کے شروع سے پہلے ہی عبداللہ خان جہانگیری فوج سے نکلکر شاہجہان کے

لشکر مین اپنی فوج سمیت آملا جس سے جہانگیر کی فوج نے چاہا کہ میدان سے بھاگ کر اپنی جان بچائی - مگر بکر ماجیت جو شاہجہان کی سپہ سالاری کر رہا تھا عبداللہ خان کو اپنے قایم مقام کر کے شاہجہان کو اس خوشی کی خبر سنانے کو چلا کہ ایک گولی لگنے سے مارا گیا اس سے شاہجہان کی فوج کا انتظام بگڑ گیا اور داراب خان خانخانان کے بیٹے نے باپ کے اشارہ سے دیدہ دانستہ فوج کو بھگوڑون کی طرح میدان سے ہٹا لیا شاہجہان گو یہ بات معلوم ہو گئی مگر دم بخود دکن کو لوٹ پڑا -

۲۱۶ - شاہزادہ پرویز کا زیدا اور ترنا ضربر برہانپور سے شاہجہان کا بھاگنا اور عبداللہ خان کی شکست گجرات مین -

اب جہانگیر نے سلطان پرویز کی سرداری مین مہابت خان کو اتالیق کر کے شاہجہان کے تعاقب مین فوج روانہ کی - شاہجہان مانڈو مین آیا اور ۲۹ شوال ۳۲ سنہ کو برہانپور کے بہانہ سے بیس ہزار فوج اور تین سو ہاتی لیکر نکلا - اور داراب خان وراجہ بھیم وبیرم بیگ وغیرہ کو شاہزادہ پرویز اور مہابت خان کے مقابلہ کو آگے بھیجکر پیچھے سے خود بھی خانخانان کو ساتھ لیکر مقابل ہوا - اسی زمانہ مین مہابت خان نے عبدالعزیز کی معرفت شاہجہان کو ایک خط لکھوایا کہ جہانگیر کی مرضی ہے کہ اگر آپ دکن کو مراجعت کر جائین تو تمام جاگیرات بحال کر دی جائینگی - سوائے اسکے تمام امرا سے شاہی کو مہابت خان نے اپنے آدمی بھیج بھیج کر سمجھایا کہ یہ تو باپ بیٹے ہین چند روز بعد باہم مل جائینگے تم لوگ شاہجہان کے طرفدار بنکر اپنے آپکو کیون خراب کرتے ہو اور طرح طرح کے وعدہ وعید کئے پھر جہانگیر اجمیر کو آیا اور شاہزادہ پرویز کو بیس لاکھ روپیہ دئے اور گجرات شاہجہان سے لیکر داد بخش پسر خسرو کو دیدیا اور مرزا اعظم خان کو اوس کا نائب مقرر کر دیا - اور آصف خان کو بنگالہ کی صوبہ داری پر بھیج دیا اس سبب سے لوگ شاہجہان سے بھاگنا شروع ہوئے اور عین لڑائی کے وقت

برق انداز خان توپخانہ کا سردار مع توپخانہ کے اور رستم خان مع اپنی فوج کے نکلکر بادشاہی
فوج مین شاہزادہ پرویز کے پاس چلے گیے - جس سے شاہجہان سخت پریشان ہوکر برہانپور
کو چلدیا اور عبداللہ خان کو گجرات مین بجاے بکرماجیت مقتول کے اپنا نائب مقرر کیا
اور اکبر پور کے گھاٹ پر کشتیون کو جلاکر اور بیرم بیگ کو مرمت کے لیے مقرر کرکے برہانپور
کو چلا آیا - عبداللہ خان کو گجرات مین صفی خان نے بادشاہ کی طرف سے بڑی شکست
دی - اور وہ بھاگ کر شاہجہان کے پاس واپس آیا شاہجہان نے خانخانان کو اور اوس
کے بیٹے داراب خان کو مع عیال و اطفال بادشاہی آدمیون سے مراسلت کے باعث
قید کردیا - اور قلعہ اسیر کو میر حسام الدین قلعہدار شاہی سے لیکر دہان خانخانان کو قید کرنا چاہا
مگر مناسب نہ سمجھکر اوس مین کچھ بہاری اسباب اور خدمہ محل کو رکھکر اوس پر گوپال سنگھہ کو
قلعہدار مقرر کیا جب پرویز برہانپور آیا اور عبور محال نظر آیا تو مہابت خان نے ازراہ چالاکی خانخانان
کے نام ایک خط لکھا کہ مین تو مجبوری سے آیا ہون اور چاہتا ہون کہ کسی طرح جو فساد مفسدون
نے شاہزادہ اور بادشاہ کے درمیان ڈال دیا ہے اوسے رفع کردون اور شاہزادہ کی
جاگیرات بحال ہوجائین کسی دانشمند آدمی کو شاہزادہ سے کہکر یہان بھجواے کہ باپ بیٹون
مین صلح ہوجاے - اور ایسی تدبیر سے بھیجا کہ یہ خط شاہجہان کے ہاتھہ پڑگیا
چونکہ یہ خط شاہجہان کی مرضی کے موافق تہا اس لیے اوس نے خانخانان
کو قید سے نکالکر اپنا سفیر کیا - اور مہابت خان کے پاس بھیجا جب بیرم بیگ نے سنا کہ
صلح ہوتی ہے تو گھاٹ کی نگرانی کم کردی - اب مہابت خان نے کچھہ آدمی ایک طرف
کو بھیجے کہ اونہون نے دریا سے اوترنے مین شور ڈالدیا بیرم بیگ کی فوج اوس طرف کو
روانہ ہوئی - اسی مین دوسری طرف سے کئی ہزار آدمی چپکے سے دریا کو عبور کرآئے -

اور بیرم بیگ کو خبر بھی نہ ہوئی اور مہر خانخانان جو شاہجہان سے کلام اللہ کی قسم کہا کر گیا تہا اوس قسم کو نسیاً منسیاً کر کے مہابت خان کے لشکر سے جا ملا۔ جس سے بیرم بیگ کو بجز بہاگنے کے اور کچھ چارہ نہ رہا۔ شاہجہان اس خبر کو سنکر نہایت سراسیمہ ہوا۔ اور برہانپور مین توقف مصلحت نہ دیکھکر براہ گونڈہ بنگالہ کو چلدیا۔ جہان آصف خان اوس کا خسر صوبہ دار تہا اور ۲۵ ذیقعدہ ۱۰۳۲ھ کو تاپتی سے پار ہو گیا۔ پرویز اب بے تکلف برہانپور آیا اور شاہجہان کا برہانپور کی سرحد تک تعاقب کر کے پھر برہانپور کو لوٹ گیا۔ جہانگیر کو اس خبر سے کچھ خاطر جمعی ہوئی۔ مگر شاہجہان کی دوستی کے سبب سے آصف خان کا بنگالہ مین رہنا مناسب نہ جانا۔ اور اوسے واپس چلے جانیکا حکم دیدیا۔ چونکہ گرمی کے موسم مین کشمیر مین رہنے کی عادت پڑ گئی تہی اور اب بضرورت اجمیر مین رہنا ہی پڑا تہا جس سے یہان کی آب و ہوا سے نفرت ہو گئی تہی اس لئے اکتوبر مین کشمیر کو روانہ ہوا۔

۲۱۔ شاہجہان کے رفیقون کا اوسے چھوڑنا اور سلطان محمد قطب شاہ کا اوسے مچھلی پٹن مین پیش کش بھیجنا اور شاہجہان کا بنگالہ پر قبضہ

جس وقت شاہجہان برہانپور سے چلا تو اوس نے افضل خان کو ابراہیم عادل شاہ کے پاس دو لعل دیکر بھیجا تہا۔ اور ایک فیل و شمشیر مرصع ملک عنبر کو روانہ کیے تہے اور اپنی امداد کی درخواست کی تہی۔ ملک عنبر نے کہا کہ ہم سب مین ابراہیم عادل شاہ بڑا ہے پہلے اوس سے دریافت کیجے اوسی کے ساتھ مین بہی ہون اس لیے افضل خان بیجاپور چلا گیا۔ راستہ مین کتنے ہی شاہی امیر اور شاہجہان کے خود ملازم اوس کو چھوڑ چھاڑ کر بہاگنے لگے۔ مرزا محمد پسر افضل خان اپنی ان اور بچون کو لیکر راستہ سے چلدیا۔ چونکہ اس کا باپ شاہجہان کا سفیر ہو کر گیا ہوا تہا۔ اس لیے اس کا بہاگنا شاہجہان کو سخت تشویش کا باعث ہوا۔ اوس نے سید جعفر اور خان قلی کو بھیجا کہ اوسے بولا لائین مگر وہ نہ آیا۔ اور لڑ کر مرگیا جب یہ

افضل خان کو بیجاپور مین پہونچی تو وہ شاہزادہ پرویز کے پاس چلا گیا۔ جادو راؤ دکھنی مرہٹہ بھی راستہ مین شاہجہان سے کنارہ کر گیا چونکہ اندیشہ تھا کہ یہی ہمراہی مرہٹے کہین شاہجہان کو لوٹ نہ لین اس لیے بہاری اسباب اور اجیرام کے ہمراہ ماہور کے قلعہ مین چھوڑ دیا۔ اور پھر تلنگانہ مین قطب شاہی عملداری مین ہوتا ہوا مچھلی پٹن آیا سلطان محمد قطب شاہ نے بڑی انسانیت برتی اور شاہجہان کی نہایت خاطرداری کی تمام اپنے ملازمون کو لکھ بھیجا کہ شاہزادہ کے ہر مقام پر مہمانداری اور کمال عزت کے ساتھ خاطرداری کیجاے۔ مچھلی پٹن مین اوسے بڑا پیش کش بھیجا جس مین بہت نقد روپیہ اور مال و اسباب تھا۔ جس سے شاہجہان کو بڑا فائدہ ہوا۔ پھر شاہجہان صفر ۱۰۳۳ھ مین کٹک پہونچا۔ اور احمد بیگ خان کو شکست دیکر بھگا دیا۔ پھر اوس کے چچا ابراہیم خان کو جو نورجہان کا مامون ہوتا تھا بڑی لڑائیون کے بعد قتل کر کے تمام بنگالہ بہار پر قبضہ کر لیا۔ اور داراب خان پسر خانخانان کو قید سے رہا کر کے بنگالہ کا صوبہ دار کیا اور چھ سات مہینے کی لڑائی جھگڑون کے بعد راجہ بھیم نے شاہجہان کی طرف سے پٹنہ کو بھی لے لیا۔ اور شاہجہان کا رہتاس سے مشہور و معروف قلعہ پر داخل ہو گیا اور عبداللہ خان کو الہ آباد اور دریا افغان کو اودہ کی طرف بھیجکر اور چند روز مین پٹنہ کے اطراف کا انتظام کر کے خود آگے کو بڑھا۔

۲۱۸۔ شاہزادہ پرویز کا ملا محمد لاری سپہ سالار ابراہیم عادل شاہ کو دکن کا بندوبست سپرد کر کے بنگالہ کو جانا

جب جہانگیر کو خبر ہوئی کہ شاہجہان بنگالہ گیا تو اوس نے پرویز اور مہابت خان کو دکن کا بندوبست کر کے بنگالہ جانے کے لیے لکھا۔ مگر دکن کا بندوبست بغیر دکھنی سردارون کو کسی قسم کا لالچ دیے ہو نہین سکتا تھا اس لئے مہابت خان نے شروع ۱۰۳۳ھ مین داعی عبدالعزیز کو راضی کیا اور ابراہیم عادل شاہ کے پاس سفیر کر کے بھیجا کہ وہ اوسے شاہجہان کے برخلاف

پرویز کی اطاعت پر مائل کرے۔ ابراہیم بہت جلد راضی ہوگیا اور فریقین میں یہ قرار پایا کہ ملا محمد لاری جو اس وقت ابراہیم عادل شاہ کے بڑے نامی اور دانشمند سرداروں میں تھا مہابت خان سے جاکر ملے اور پانچ ہزار آدمی لیکر شاہجہان کے فساد مٹنے تک برہانپور میں رہے ابراہیم عادل شاہ کے اس راضی ہوجانے کی وجہ یہ تھی کہ ملک عنبر کی ترقی کو دیکھکر بیجاپور اور گولکنڈہ کے دونوں حاکم جلتے تھے اور مدتوں سے یہ چاہتے تھے کہ کسی طرح سے ملک عنبر کو غارت کرڈالیں مگر ان دونوں حکومتوں میں کوئی اس لایق نہ تھا کہ اس سپہ سالار اور شہریار ملک عنبر کو روکے۔ اور اوسے ترقی نہ کرنے دے۔ اور اسی سبب سے یہ دونوں اوس کے ظاہری دشمنی سے بھی ڈرتے تھے۔ صرف اس وقت ابراہیم عادل شاہ نے اس قدر جرأت کی تھی۔ کہ ملک عنبر کے برخلاف علانیہ مہابت خان کا طرفدار ہوگیا تھا غرض جب یہ خبر ملک عنبر کو ہوئی تو اوس کے بدن میں آگ لگ گئی۔ اوس نے مہابت خان کے پاس اپنا ایک ایلچی علی شیر نام بھیجا اور لکھا کہ دکن کا بندوبست میرے سپرد کیا جائے اگر آپ کی غیبت میں پتا کھٹک جاے تو اوس کا میں ذمہ دار ہوں۔ مگر ملک عنبر کے ذی حوصلہ اور صاحب لیاقت ہونے کو سب جانتے تھے اوس کو دکن کا بندوبست سپرد کرنا ایسا تھا کہ گویا اوس کو یہاں کی بادشاہت دیکر پھر لیتا ہی نہ تھا۔ اس لیے مہابت خان نے اوس کا اس معاملہ میں شریک کرنا منظور نہ کیا۔ جب ملا محمد لاری برہانپور کو گیا تو مہابت خان نے بہت کچھ نقد اور جواہر وغیرہ اوسے دئے اور سپہ سالار شہزادہ پرویز سے لیجاکر ملایا۔ اوس نے بھی پچاس ہزار روپیہ نقد اور فیل و شمشیر وغیرہ عنایت کیا۔ اور مکندراے کے بیٹے سربلند راے کو برہانپور کا حاکم مقرر کرکے جادوراے اور اودے رام وغیرہ سرداروں کو جو اوس سے آکر مل گئے تھے اوس کے ساتھ متعین کیا۔ اور ملا محمد لاری اور جادوراؤ کے بیٹے اور اودے رام

کے بھائی کو اول مین اپنے پاس لے لیا۔ اور سر بلند راے سے کہدیا کہ ملا محمد لاری کی ہدایت کے بموجب کاربند رہے۔ پھر شاہزادہ پرویز اور مہابت خان بنگالہ کی طرف چلے گئے کہ شاہجہان کو وہان سے دفع کرین۔ اور جہانگیر کو ان سب معاملات کی اطلاع بھیجدی۔

۲۱۹۔ ملک عنبر کا سلطان محمد قطب شاہ سے روپیہ وصول کرنا۔ ابراہیم عادل شاہ کو بیجاپور مین محصور کرنا۔ اور جہانگیری اور عادل شاہی فوجون کو شکست دیکر برہانپور تک لوٹنا۔

اب ملک عنبر نے میدان خالی پایا۔ ابراہیم عادل شاہ سے بگڑ بیٹھا جس نے اوس کی بلا مرضی دکن کا بندوبست اپنے ذمہ لے لیا تھا اور جو ملک عنبر اوس کا ادب اور تعظیم کرتا تھا اوس کا پاس و لحاظ نہ کرکے اوس کے خلاف جہانگیر کا دوست اور شاہجہان کا دشمن ہو گیا تھا عنبر نے مرتضی نظام شاہ کو مع اہل و عیال مال و منال کھرکی سے نکالکر دولت آباد کے مضبوط قلعہ مین بھیجدیا سلطان محمد قطب شاہ عنبر کو سالانہ خراج نہ کہو تو امداد کے طور پر چار لاکھ ہون جس کی سولہ لاکھ روپیہ ہوتے ہین دیا کرتا تھا۔ عنبر نے اپنی فوج آراستہ کی اور یہ مشہور کیا کہ مین قطب شاہ سے اپنا معمولی روپیہ لینے جاتا ہون۔ اور قندہار گولکنڈہ کی طرف چلدیا اور یہان آکر قطب شاہ سے اپنا معمولی روپیہ لیا۔ لوٹ کر بیدر پر پہونچا۔ اور اوس کو خوب لوٹا۔ اور بیجاپور جا کر ابراہیم عادل شاہ کو گھیر لیا۔ اوس کی چیدہ چیدہ فوج اسی وقت ملا محمد لاری کے ماتحت برہانپور مین متعین تھی۔ ابراہیم سے کچھ بھی نہو سکا مجبوراً قلعہ مین جا چھپا۔ اور دو آدمیون کو ملا محمد لاری اور سر بلند راے صوبہ دار برہانپور کے پاس بھیجا۔ اور بادشاہی امرا نے نہایت تمنا سے امداد مانگی اور لکھا کہ یہ غلام سیہ فام مجھ سے زور آزمائی کرتا ہے۔ اور مجھے گھیر رکھا ہے کسی طرح آکر مجھے اس سے نجات دلائیے۔ جب عنبر نے یہ سنا تو اوس نے بھی سر بلند راے وغیرہ کو لکھا کہ مین بھی

بادشاہ کا تابع اور غلام ہون - میری اور ابراہیم کی قدیمی دشمنی ہے اور وہ ہمیشہ میرے ساتھ بدعہدی کیا کرتا ہے اور مجھسے بہ تعدی پیش آتا ہے آپ کو میرے اور اوس کے بیچ مین نہ بولنا چاہیئے ہم جانین اور ہمارے جھگڑے جانین - بادشاہ کے اگر کسی کتّے کو بھی مین ایذا پہونچاؤن تو آپ جو چاہین وہ کرین - مگر یہ معاملہ میرا اور ابراہیم کا ہے اس مین آپ نہ بولئے - چونکہ مہابت خان سربلند رائے کو ملا محمد لاری کی تبعیت کے لیے کہہ گیا تہا اور جب اس وقت بھی ابراہیم کے قاصد شاہزادہ پرویز اور مہابت خان کے پاس بنگالہ مین پہونچے تو اونہون نے برہانپور کو لکہ بھیجا - کہ ابراہیم کی تائید کیجاے - اس لیے سربلند رائے نے عنبر کی گفتگو پر کچھہ دہیان نہ دیا - اور تمام اپنے رفقا کو ساتھہ لیکر ملا محمد لاری کے ہمراہ بیجاپور کو آیا - اور خنجر خان قلعہ احمد نگر ہی اونکے ساتھہ رہا جب یہ عظیم الشان فوج بیجاپور کے قریب آئی تو غالباً کئی مہینے کے محاصرہ کے بعد عنبر بیجاپور کو چھوڑ اپنے وطن کو چلدیا - اب جہانگیری اور عادل شاہی لشکرون نے اوس کا تعاقب کیا اور اوسے نہایت تنگ پکڑا - عنبر نے بار بار عجز و زاری جہانگیری ملازمون سے کہا کہ میری تقصیرات کردہ اور ناکردہ معاف کیجائین - مگر انہون نے کچھ نہ سنا - جب یہ لوگ حوالی احمد نگر مین پہونچے اور ملک عنبر نے اپنا قابو دیکہا تو ایک میدان مین جم گیا اور فیلان جنگی اور توپخانہ جہان سوز لیکر مقابل ہوا - ابراہیم عادل شاہ اور ملک عنبر کی فوج سے پہلے لڑائی ہوئی اور بہ ہیئت مجموعی ملک عنبر فوج لیکر ملا محمد لاری پر جا پڑا - اور اس کے تمام لشکر کو تہ و بالا کر دیا - ملا محمد لاری مارا گیا پہر تو جہانگیری اور عادل شاہی لشکر ایسا بہاگا کہ کسی نے بھی منہ نہ پہیرا - اس وقت ملک عنبر کے پاس کچھہ فوج بطور مدد کے آرہی تہی ان بہگوڑون کے سامنے سے وہ آگئی - اور پیچھے سے ملک عنبر نے خود تعاقب کیا - ہزارہا آدمی مفرورین کے قتل ہوئے اور جہانگیری اور عادل شاہی امراین سے پانچ بڑے بڑے سردار قید ہو گیے

فرہاد خان بیجاپور کے سردار سے ملک عنبر کی پہلے سے عداوت تھی اوسے تو اوس نے قتل کرادیا۔ باقیون کو طوق و زنجیر ڈالکر دولت آباد کو بھیجدیا۔ اور بادشاہی امراسے کہا کہ ایک شخص ملا محمد لاری کے مارے جانے کے بعد تم سب لوگ بھاگ نکلے کیا یہی ناموری اور بادشاہی حق نمک کے ادا کرنے کی شرط ہے تم لوگ بڑے بے غیرت ہو اور حکم دیدیا کہ ان کے سو سو درّے مارے جائین۔ مگر یہ دھمکی دیکر اور کسی بات سے خوش ہوکر اون کو معاف کردیا۔ پھر ۱۰۳۴ھ مین شولاپور پر چڑھ گیا۔ اور وہان کی عادل شاہی فوج کو زیر تیغ کرکے ۱۹ رمضان ۱۰۳۴ھ کو اوسے اپنے قبضہ مین کرلیا۔ اور پھر بہتوری کے مقام پر ابراہیم کو سخت شکست دی۔ اور نورسپور کو لوٹ کر ویران کردیا۔ اور بیجاپور پر محاصرہ ڈالا۔ اور ابراہیم کے ملک کا ایک بہت بڑا حصہ اپنے ملک مین داخل کرلیا۔ جب ابراہیم کی طرف سے اطمینان ہوگیا تو اوس نے جہانگیری علاقہ پر دست درازی شروع کی اور ایسا غارت کیا کہ ملکاپور اور برہانپور تک آبادی کا نام و نشان نہ چھوڑا۔ جب یہ خبر جہانگیر کو پہونچی تو کشمیر سے لاہور کو کوچ کیا۔ عنبر نے بھی شاہجہان کو بنگالہ سے بولایا۔ یہ واقعات ۱۰۳۳ھ ۱۰۳۴ھ کے ہین۔

۲۲۰۔ شاہجہان کا دکن کو آنا۔ اور ملک عنبر کا اوسے مدد دینا مگر شاہزادہ پرویز کے تعاقب سے نظام شاہی عملداری مین چلا آنا اور جہانگیر سے صلح کرنا۔

جب شاہزادہ پرویز اور مہابت خان بنگالہ کو گئے تو وہان سے اونکے مقابلہ مین ایسی ۱۰۳۳ھ مین شاہجہان کو شکست ہوئی۔ اور بادشاہی اور شاہجہان کے امرا شاہزادہ پرویز سے جاملے۔ اور شاہجہان کو جدھر سے گیا تھا اوسی طرف سے پھر دکن کو لوٹنا پڑا۔ جب جہانگیر نے سنا کہ شاہجہان دکن کو گیا تو اوس نے شاہزادہ پرویز کو حکم بھیجا کہ مہابت خان کو بنگالہ کے بندوبست کے لیے وہان چھوڑکر خود شاہجہان کا تعاقب کرے اور دکن کو جائے۔ اور جب اسد خان بخشی دکن کی برہانپور سے عزیمت ہوپہنچی کہ یا قوت خان

ملکاپور مین بیس ہزار فوج سے آگیا ہے جو برہانپور سے بیس کوس پر ہے اور سربلندرائے قلعہ سے نکل کر اوس کے دفعیہ کو جانے والا ہے تو جہانگیر نے سربلندرائے صوبہ دار برہانپور کو لکھا کہ اگر شاہجہان برہانپور مین آجاے اور شاہزادہ پرویز وہان نہ پہونچ سکے تو چاہیے کہ شاہجہان سے لڑائی نہ کرے بلکہ قلعہ مین محصور رہکر اپنا بچاو کرتا رہے - چونکہ اب مہابت خان بنگالہ کا صوبہ دار مقرر ہوا تھا اس لیے اوس کا بیٹا خانہ زاد خان کابل سے جو وہان باپ کی نیابت کا کام کرتا تھا بنگالہ کو چلا آیا اور کابل کا خواجہ ابوالحسن صوبہ دار ہوا - اور اوس نے احسن اللہ مخاطب بہ غضنفر خان اپنے بیٹے کو نیابتاً وہان بھیجدیا - جب شاہجہان برار کی سرحد پر پہونچا تو ملک عنبر اور یاقوت خان حبشی ساٹھ ہزار فوج سے اوس سے ملے اور اوس کی اعانت کے لیے مستعد ہوئے اور شاہجہان نے جاکر برہانپور کا محاصرہ کیا سربلندرائے نے قلعہ مین محصور رہکر خوب مقابلہ کیا - شاہجہان نے بہ امداد افواج نظام شاہی تین مرتبہ قلعہ ارک پر یورش کی اور طرفین مین نہایت سخت لڑائیان ہوئین شیر انداز خان اور شاہ بیگ خان وغیرہ شاہجہان کے سردار مارے گیے اور جہانگیری فوج مین سے لودی خان اور بابا میرک کام آئے - شاہجہان کے آدمیون نے ایک مرتبہ قلعہ ارک کے دروازے پر بھی قبضہ کرلیا مگر سید جعفر بخشی کی آنکھ مین تیر لگنے سے شاہجہان کی فوج پس پا ہوگئی اسی زمانہ مین ادہر تو شاہجہان بیمار پڑگیا - اودہر سنا کہ شاہزادہ پرویز کی فوج قریب پہونچ گئی ہے - اس وجہ سے شاہجہان نے برہانپور کا محاصرہ چھوڑدیا اور روبہ تگیر نظام شاہی عملداری مین چلا آیا - اور عنبر کی فوج بھی واپس آگئی - اور شاہزادہ پرویز بنگالہ سے اور خانجہان لودہی اور فدائی خان احمد آباد گجرات سے ۱۰۳۴ھ مین ہی دکن مین پہونچ گئے اور مہابت خان سارنگپور کے مقام سے شاہزادہ پرویز سے رخصت ہوکر بنگالہ کو چلا گیا اس زمانہ مین شاہجہان کی تباہی

کا حال نہ پوچھو کہ اس پر کیسی گذر رہی تھی۔ شاہزادہ دانیال کے دو بیٹے بھی اس کے پاس تھے اون مین سے ہوشنگ چھوٹا لڑکا تو پہلے ہی جہانگیر کے پاس چلا گیا تھا۔ اب طہمورث بڑا بھی نکل گیا۔ عبداللہ خان اس کا بڑا دلی خیر خواہ بھی اس سے جدا ہو کر عنبر کے پاس چلا گیا اور بعد مین خان جہان کی معرفت جہانگیر سے اپنی تقصیر معاف کرالی۔ اس لیے شاہجہان نے بجز اس کے اپنی نجات کا اور کوئی چارہ نہ دیکھا کہ باپ سے صلح کا خواستگار ہو چنانچہ اوس نے ایک عرضی جہانگیر کو تقصیرات معاف فرمانے کے لیے بھیجی۔ جہانگیر نے لکھا کہ قلعہ رہتاس اور اسیر جوابھی تک شاہجہان کے قبضہ مین تھے ملازمان شاہی کے حوالہ کردو۔ اور اپنے دونو بیٹون داراشکوہ اور اورنگ زیب کو ہمارے پاس بھیجدو تو تمہاری خطا معاف کیجاتی ہے اور صوبہ بالاگھاٹ تمکو دیا جاتا ہے اوسمین جہان چاہے وہان رہو۔ شاہجہان نے مجبوراً اس حکم کی تعمیل کی اور دونون قلعہ چھوڑ دے اور ۳ جمادی الثانی ۱۰۳۵ھ کو دونون بیٹون کو بھی جہانگیر کی خدمت مین روانہ کر دیا۔ اگرچہ اس وقت جہانگیر نے شاہجہان سے بالاگھاٹ کے صوبہ کے دینے کا وعدہ کیا تھا مگر جہانگیر پر ایک عظیم الشان ناگہانی بلا ٹوٹ پڑی کہ جس سے جہانگیر اپنا ایفاے وعدہ نہ کرسکا۔ اور شاہجہان بھی کچھ عرصہ تک خاموش بیٹھا رہا۔

۲۲۱۔ وفات سلطان محمد قطب شاہ ۲ اوس کے اوصاف۔

یون تو تاریخ قطب شاہی ہر طرح ہی ناکامل ہے مگر سلطان محمد قطب شاہ کے زمانہ کی تو تاریخ ہی نہین ہے۔ اوس کے پندرہ برس کی سلطنت مین نہ تو کسی لڑائی کا ذکر ہے اور نہ اون انتظامات کا بیان ہے جن سے اوس نے اپنی حکومت کے زمانہ مین امن چین قایم رکھا۔ یہ تو ممکن ہی نہین ہے کہ اس قدر عرصہ مین کسی ملک مین نہ تو کوئی فساد برپا ہوا اور نہ حاکم کو اوس خطہ مین امن و امان قایم رکھنے کے لیے بڑے بڑے

انتظام کرنا نہ پڑین اس کے عہد کا بڑا بھاری واقعہ یہ لکھا ہے کہ شاہ عباس والی ایران کا
قبچاقی ایلچی ادائے مراسم تعزیت وتہنیت کے لیے آیا۔ سلطان محمد نے میرزین
مازندرانی کو اوسکی مہمانداری کا بندوبست کرنے کے لیے دابل کو بھیجا اور جب ایلچی
داخل ہوا تو انبیا قلیخان کو کچھ آدمیون کے ساتھ اوسکے استقبال کو روانہ کیا اور جب
۱۰ رجب ۱۰۲۳ھ کو گولکنڈہ مین آیا تو کالے چبوترہ تک خود بھی اوس کا استقبال کر
اس ایلچی کے ساتھ اسّی آدمی تھے اور تحفے مین تاج مرصع وشمشیر وخنجر مکلل بجواہر اور بچا
بھی لایا تھا۔ دو برس چار مہینے وہ یہان رہا۔ ہر سال اوس کے خرچ کے لیے بیس
جس کے نوے ہزار روپیہ چہرہ شاہی ہوتے ہین ملا کرتے تھے۔ ذیعقدہ ۱۰۲۵
حسین بیگ کو شیخ محمد خاتون اپنے ایک مقرب کے ساتھ رخصت کیا۔ اور چار ہزار
کے خرچ کے واسطے عنایت کیے۔ اور بہت سے تحفے تحائف بھی بھیجے۔ شاہ عب
خطامین یہ بھی ذکر ہے کہ ہم نے علاقہ کچ ومکران فتح کرلیا ہے اس لیے خشکی سے آ
نجوبی ہوسکتی ہے ایلچیون کو جلد واپس کیا کیجئے تاکہ مراسلت جلد جلد ہوتی رہے اور
کہ یہ ایلچی واپسی کے وقت براہ برہانپور سندہ ہوتا ہوا ایران کو چلا گیا۔ سلطان محمد کا
بڑا بیٹا عبداللہ میرزا ۲۸ شوال ۱۰۲۳ھ کو پیدا ہوا۔ اوس وقت کے منجمون نے اوس
زایچہ دیکھکر باپ سے یہ کہا کہ اگر شاہزادہ کو بارہوین برس کے آغاز سے پہلے آپ دیکھ
تو آپ کیلئے نہایت خطرناک ہے۔ اس لیے سلطان محمد نے اوس کا منہ نہ دیکھا
تک اوسے اپنی نگاہ سے علیحدہ بالا۔ جب گیارہ برس پورے ہوئے اور بارہ
مین شاہزادہ نے قدم رکھا تو بڑی دھوم دھام سے خوشی کی اور باپ بیٹے ایک دو
کے سامنے ہوئے۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ جس مذہب مین ایسی لغو باتون

نہ ماننے کی سخت تاکید ہین ہون اوسمین ایسے ایسے توہمات باطلہ رواج پائین کہ ہندون کو بھی مات کردین - غرض سلطان محمد نے گوا وسے بارہ برس تک اس لیے نہ دیکھا کہ اوس پر کوئی آفت نہ آپڑے مگر جب اس توہم کی پوری پوری تعمیل بھی کرلی - تب بھی وہ ہلاکت سے نہ بچا ۱۳ جمادی الاول ۸۳۵ھ کو ۴۳ برس کی عمر اور عین عالم جوانی مین ہندو حکیمون کے سوء علاجی سے مرگیا - اس کو صفرہ بخار آیا تھا - اون بیمارون مین سے اسے کوئی بیماری نہ تھی جو امیرون کو ہوا کرتی ہین - جب دو تین سے روز اس کو تپ بڑی شدت کی ہوگئی تو اس کی ماں نے حکیمون کو بولایا - یونانی اور مشرانی دونون طرح کے حکیم تھے تشخیص مرض مین دونون ایک دوسرے کے مخالف تھے - مسلمان اطبا کی رائے تھی کہ گرمی سے بخار ہے مبردات دینا چاہئین - ہندو طبیب کہتے تھے کہ برودت سے بخار آتا ہے حار دوائیان دینا لازم ہے - اہل حرم اور منصور خان حبشی نے ہندون کی رائے کو پسند کیا اور اون کی دوا دی گئی جب بادشاہ کمال بے تاب ہوگیا تو شاہزادہ عبداللہ کو بولایا اور اوس سے معصوم ہونے کی وجہ سے دعا چاہی - جب اوس نے دعا کی تو بولا کہ عبداللہ نے اپنے حصول سلطنت کے لیے دعا مانگی ہے وہ قبول ہوگئی - میرے بعد اسی کو تخت نشین کیا جاے اور جو جو دہ ہزار ہون بازار منا کے بیع وشرا سے حاصل ہوئے ہین اونہین صدقات اور خیرات مین ۴ ملیون اور صائمون کو دیدینا - اور جو کچھ مین نے کسی کے ساتھ برائی کی ہو اوسے معاف کرو - یہ کہکر یہ نیک نہاد بادشاہ جنت کو سدھارا - یہ بادشاہ بڑا عابد وزاہد صوم وصلوۃ کا پابند تھا - کہتے ہین کہ جس وقت مکہ مسجد کی بنیاد رکھنے کے لیے ایسے آدمی کی تلاش ہوئی کہ جس کی کبھی تہجد کی نماز بھی قضا نہ ہوئی ہو تو بجز سلطان محمد قطب شاہ کے اور کوئی آدمی نہ ملا - اور اسی وجہ سے اس نے بنیادی پتھر اپنے ہاتھ سے قایم

کیا ایک پارہ ہر روز بطریق التزام پڑہا کرتا اور مہینے مین ایک قرآن ضرور تمام کیا کرتا تہا
اس کو مذہبی باتون کا بڑا شوق تہا - ان معاملات مین سمجہ بہی اچہی تہی - مگر چونکہ صرف اسلامی
کتب کو دیکہا تہا اور صفر متوسط درجہ کی استعداد تہی اس وجہ سے بعض بعض باتین
جو اس سے منقول ہین وہ اس زمانہ مین تو صرف ملاؤن کی سی معلوم ہوتی ہین -
مگر اون سے یہ ضرور ٹپکتا ہے کہ اوس کا دل دنیا کے مکر و فریب سے بالکل پاک و صاف
تہا اگرچہ سلطان محمد بہی اپنے باپ دادا کی طرح شیعہ تہا اور حضرات اثنا عشر علیہم رضوان اللہ
تعالی کی شان مین بہت کچہ قصائد لکہا کرتا تہا مگر غالی شیعون مین ہرگز نہ تہا - اوس نے
شیعون کی خاص باتین جو اہل سنت جماعت کے خلاف ہین سب موقوف کر دی تہین
اپنے مذہب کی بنیاد صفر اپنی نیک چلنی اور پارسائی پر رکہی تہی اور غالبا اوس کے
زمانہ مین جو ملک مین امن و چین قایم رہا اوس کا بڑا سبب اور سببون مین سے یہی تہا
کہ اوس کی نیک چلنی اور عدل و انصاف کی وجہ سے ملک مین سکون کی حالت
رہی - وہ اپنے دوست و دشمن سب کی رعایت و مدارات کرتا تہا - لڑائی جہگڑا پسند نہ کرتا تہا
اور اپنے سلوک دنیوی کا مدار اس پر رکہا تہا ؎

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است	با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

سلطان محمد کو کتب سیر و تواریخ کے پڑہنے کا بہی شوق تہا - اور اونہین خوب غور و خوض سے
مطالعہ کیا کرتا اور معنا مین کو یاد کر لیا کرتا تہا - پر جس کتاب کو ملاحظہ کرتا اوس کے مصنف کے
حالات جابجا سے انتخاب کرتا اور کتاب کے ختم کرنے پر اپنی یاد سے اون کو اخیر پر قلمبند
کر دیتا اور کتاب کے مضمون پر رائے دیتا - اور اسی خوبی اور خوش اسلوبی سے اوس کو
لکہتا کہ کتاب اور مصنف کی تمام کیفیت اوس سے بخوبی عیان ہو جاتی - شاعر بہی اچہا تہا

شعر و غزل مروجہ فارسی کے سوا احمد و نعت اور مناقب ائمہ مین قصائد لکھا کرتا اور ظل اللہ یا سلطان اپنا تخلص کرتا تھا۔ تاریخ قطب شاہی مین اوس کی بہت سی غزلین اور قصیدے درج ہین مگر چونکہ فارسی کے مضامین شعری نتیجہ خیز نہین ہوتے اس لیے اون کا اعادہ یہان فضول ہے۔ ہمارے قیاس مین یہ بادشاہ مشرف نہ تھا۔ شعرائے بے سود اور مشایخ ریاکار کو روپیہ مفت نہین لٹاتا تھا مگر اسی کے ساتھ کسی کے مسلم حقوق کو موقوف بھی نہ کرتا تھا کہ جس سے کوئی ناراضی پیدا ہو۔ اسی سبب سے باوجود اس کے کہ ملک عنبر نظام شاہی اور شاہزادہ شاہجہان اور بادشاہ جہانگیر کو ہر سال لاکھون روپیہ دینا پڑتا مگر جب مرا تو اوس وقت خزانہ مین اس کثرت سے روپیہ چھوڑ مرا کہ عبداللہ قطب شاہ کو اپنی سلطنت جمانے مین اوس سے بڑی مدد ملی۔ اور اوس نے امرا کو بے انتہا انعام و اکرام دئے یہ بھی ہم کہہ سکتے ہین کہ اس کے عہد مین رعایا آسودہ حال تھی اور ملک خوب آباد اور تجارت و زراعت اپنے عروج پر تھی۔ یہ بھی قیاس چاہتا ہے کہ یہ بادشاہ اپنے امرا کو رعایا سے زیادہ ستانے کی ممانعت کرتا تھا۔ اور اسی سبب سے مرزا محمد امین میر جملہ سے اس کی نہ بنی جس نے چند مدت مین ایک عظیم الشان دولت جمع کر لی تھی۔

۳۲۲۔ سلطان محمد قطب شاہ کی عمارات۔

سلطان محمد چونکہ محمد قلی کا بھتیجا تھا چچا کی طرح اسے بھی تعمیر کا شوق تھا۔ حیدرآباد کی جامع مسجد کی بنیاد جسے اب اس وجہ سے مکہ مسجد کہتے ہین کہ وہان ہر وقت مصلیون کا ہجوم رہتا ہے اسی نے اپنے ایام حکومت مین رکھی تھی۔ مگر اوس کے ختم ہونے سے پہلے اوس کی عمر ختم ہو گئی۔ بہرا دے عبداللہ نے شاہ اور ابوالحسن تانا شاہ نے بنایا اور اورنگ زیب نے ختم کیا۔ خاص مسجد ۲۲۵ فیٹ لمبی اور ۱۸۰ فیٹ چوڑی اور ۷۵ فیٹ بلند ہے اور اس کا احاطہ ایک مستطیل صورت کا ہے جس کے

ایک جانب ۲۶۰ فیٹ ہے اس کی چھت ستونون پر قایم ہے جس مین پندرہ محرابین بنی ہوئی ہین۔ اور اوس مین دو گنبد سو سو فیٹ بلند ہین۔ احاطہ مین چارون طرف مکانات بنے ہوئے ہین جہان بعض مشایخ وغیرہ رہتے ہین اور قرآن شریف اور اور صوفی مشرب کی تعلیم ہوتی ہے۔ دکن کے ملک مین یہ ایک عظیم الشان مسجد ہے اور شہر سے بہت دور سے نظر آتی ہے۔ تاریخ قطب شاہی مین اس مسجد کا خرچ تیس لاکھ ہون بیان کیا گیا ہے جس کے تقریباً سوا کرور روپیہ چہرہ دار ہوتے ہین۔ اگرچہ بظاہر یہ تعداد بعید القیاس معلوم ہوتی ہے مگر جب کہ ہم ٹیورنیر ایک فرانسیسی جوہری کی تحریر دیکھتے ہین جس کا ہم عبداللہ قطب شاہ کے زمانہ مین ذکر کرینگے اور جس کے عہد مین اس کی تیاری کے مصالحہ اور سامان کو وہ دیکھ کر کہتا ہے کہ جب یہ مسجد بن جائیگی تو ہندوستان تو کیا ایشیا بھر مین ایسی مسجد نہ نکلیگی اوس وقت ہم کو اس خرچ مین ذرا بھی شک کرنے کا موقع نہین رہتا۔ واقع مین اس کی تیاری کا سامان تو ایسا ہی کیا گیا تھا مگر سلطان محمد کے مرجانے اور آیندہ کے انقلابات اور ترددات سلطنت کے سبب سے یہ کام ارادہ کے موافق پورا نہین ہوا۔ بلکہ پہلے تجویز کے برخلاف جون تون اس کو کارروائی کے لیے پورا کر دیا گیا۔ اس مسجد کے صحن مین اخیر کنارہ پر ایک حوض ہے اوس حوض کے پاس دو آٹھ آٹھ فیٹ لمبی سلین ایسی رکھی ہوئی ہین جیسے کوئی تخت بچھا ہوا ہو کہتے ہین کہ یہ سلین ایک مندر کی ہین جسے اکنا اور مادنا عبداللہ قطب شاہ کے وزیر دن نے میسرم مین بنایا تھا۔ ان پر آجکل نمازی کسی کسی وقت بیٹھا کرتے ہین اخیر زمانہ مین سلطان محمد نے ۱۰۳۴ھ مین حیدرآباد سے دو تین کوس مشرق کو ایک اور شہر کی بنیاد ڈالکر سلطان نگر اوس کا نام رکھا تھا۔ اور اوس مین ایک بڑا حصار اور اوس کے اندر ایک اور حصار بنانے کے لیے بنیاد کھودوائی تھی۔ اور بیرونی حصار کے گرد جس سے شہر پناہ بنانا مقصود تھی ایک

خندق پچاس گز چوڑی اتنی گہری کھودوائی تھی کہ پانی نکل آیا تھا - اور اسی قدر گہرائی سے پچیس گز چوڑی حصار شہر کی دیوار پتھر اور چونے سے بنوانا شروع کی تھی - اور یہ ارادہ تھا کہ جب وہ زمین کے سطح تک بنکر آجاے تو اوپر صرف آٹھ گز چوڑی دیوار بنائی جاے - بعد ازان دیوانی کے کامون کے محلات اور دربار کے میدان کی عمارات اور دکانات و چہار مینار اور بازارات بناے جائین - ان عمارتون کی تعمیر مین سبھی تین لاکھ ہون جس کے جو وہ لاکھ روپیہ چہرہ دار ہوتے ہین صرف ہو چکے تھے مگر بادشاہ کے مرنے سے آگے کام موقوف ہوگیا اس کے سوا اپنے مقبرہ کے پاس جو لنگر فیض اثر مین قلعہ گولکنڈہ کے پاس ہے سلطان پور کے نام سے ایک قصبہ آباد کیا تھا اور چونکہ محمد قلی کے الہی محل اور داد محل کی عمارات بجلی کے صدمہ سے گر گئی تھین اس بادشاہ نے اونہین از سر نو بجاے سات طبقہ کے چار طبقون کا بنایا تھا - اور داد محل قدیم کی جگہہ داد محل جدید قایم کیا تھا - اب تو اس عمارت کا نام و نشان بھی باقی نہین ہے اوس کے پتھر وغیرہ بھی مخلوق نے لیکر اپنے مکانات مین لگا لیے ہین ایک دو منزلہ مکان باغ بنی مین جو بھاگ نگر کے شمال مین تھا ایسا پر تکلف بنوایا تھا اور اوسکو طلائی اور لاجوردی نقش و نگار سے ایسا سجایا تھا کہ جس کو دیکھکر نظر مین خیرہ ہوتی تھین - ایک باغ لگاکر اوس کا نام باغ محمد شاہی رکھا تھا اوس کے وسط مین ایک نہایت خوبصورت مکان تھا اس قصر کے عقب مین چمن کے دو قطعہ تھے - اون کے دونون طرف نہرین بہتی تھین ہر ایک خیابان مین ایک کنارہ پر ایک ایک قصر تھا - سلطان محمد اوس مین اکثر آکر بیٹھتا اور مخلوق کو انعام و اکرام دیا کرتا تھا - ایک شاعر نے اوس کی تعریف مین کچھہ شعر لکھے ہین - منجملہ اون کے پانچ شعر ہم بھی نقل کرتے ہین ؎

سرورِ ملکِ دکن سلطان محمد قطب شاہ | ایکہ دارند آرزوے خدمتت ہفت آسمان
چونکہ قصرِ باغ دولت را بتوفیقِ آلہ | ساختی دروی صد و سی سال باشی کامران
وہ چہ قصرے کز رہِ رفعت فلک بوسد درش | وہ چہ باغے کز لطافت ہست چون باغِ جنان
حبذا باغی کہ فیضش روح بخشی میکند | مرحبا قصرے کہ پیشش گوش گیرد آسمان
سال تاریخ بنایش دل ز پیرِ عقل جست | گفت فردوسِ جہان و گلشنِ قطبِ زمان
۱۰۲۴ھ

۲۲۳- عبداللہ قطب شاہ کی پرورش اور تخت نشینی

سلطان محمد قطب شاہ کے پانچ بیٹے اوس کے بعد زندہ رہے تھے - عبداللہ مرزا جواد سکے بعد بادشاہ ہوا - دوسرے ایک لڑکی تھی جو آیندہ سلطان محمد عادل شاہ کو بیاہی گئی تھی تیسرا شاہزادہ ابراہیم مرزا تھا جس کی نسبت لکھا ہے کہ ابراہیم عادل شاہ کی دختر کے بطن سے پیدا ہوا تھا مگر ہمارے نزدیک ابراہیم عادل شاہ کی لڑکی اس کو منسوب نہین ہوئی ہے - محمد قلی قطب شاہ کی لڑکی اس کو دی گئی تھی - غالباً یہ کتابت کی غلطی ہے باقی دو لڑکے ایک عورت خورشید بی بی سے تھے - یہ بیگم تو سلطان محمد کی زندگی ہی مین مرگئی تھی مگر لڑکے عبداللہ قطب شاہ کے زمانہ مین موجود تھے - جب تلنگانہ کے ہندوؤن کے دستور اور منجمون کے کہنے کے بموجب سلطان محمد نے عبداللہ کے منہ دیکھنے کو بارہوین سال تک موقوف رکھا تو شاہزادہ کو پرورش کے لیے میر قطب الدین نعمت اللہ کے سپرد کیا جو بادشاہ کے کچھ رشتہ داروں مین سے تھا اور منصب میر بخشی اور عہدہ اتالیقی دیکر شاہزادہ کو اوسی کے گھر بھیجدیا - جب قطب الدین پانچ برس کے بعد مرگیا تو شاہزادہ کی پرورش اوسکے داماد مرزا شریف کے سپرد کی گئی - اور دو خواجہ سرا ملک مبارک اور ملک یوسف بھی خدمت مین رہنے لگے - جب تین برس بعد مرزا شریف بھی مرگیا تو میر محمد مومن کی صلاح سے خواجہ نافر علی

اس کام پر مقرر ہوا۔ اور شاہزادہ اوس کے گہر رہنے لگا۔ اسی زمانہ مین شاہزادہ کے قرآن پڑہانے کے واسطے مولانا حسین شیرازی مقرر ہوا۔ دس برس کی عمر مین مظفر علی بیگ مر گیا اور مولانا حسین ہی شاہزادہ کی نگرانی کرنے لگا۔ اور ملک یوسف وغیرہ نے شاہزادہ کو گھوڑے کی سواری اور شکار کھیلنے کی تعلیم دینا شروع کی۔ جب سلطان محمد قطب شاہ مرا ہے تو مولا حسین مر گیا تہا اور میر محمد مومن جو اس سلطنت کا رکن اعظم تہا پہلے ہی انتقال کر چکا تہا بادشاہ کے مرتے ہی منصور خان حبشی و ملک الیاس و ملک یوسف و ملک عنبر نے شہر کا بندوبست کیا کہ کہین بلوہ نہ ہو جاے۔ قاسم بیگ اس وقت کوتوال تہا اوسے بہیجا کہ چاوڑی مین خود جا کر کہڑا ہو جائے۔ اور حسن بیگ اوس کا نائب چارمینار مین رہے۔ انہون نے شہر کا خوب بندوبست کیا۔ اور حکم دیدیا کہ ہر شخص اپنے اپنے کام مین مصروف رہے۔ اگر کسی نے کچہہ فساد کیا تو فوراً قتل کر دیا جائیگا۔ شیر علی نام دروازہ کہلا رہا۔ اوس پر خاصہ خیل اور تمام سردار متعین رہے۔ اور سلطان محمد کی وصیت کے بموجب شاہزادہ عبداللہ مرزا کو قصر شہ نشین محمدی محل مین لاے۔ اور تخت پر بٹہا کر فوراً دربار عام کیا۔ وہان تمام امرا بڑے تزک اور احتشام سے آئے اور علی الترتیب مراتب سلام کر کے محل کے نیچے سے گذر گیے۔ اور اوسی دم تمام بازارون مین عبداللہ قطب شاہ کی تخت نشینی کی منادی کر دی گئی۔ پہر سلطان محمد کو غسل و کفن دیکر لنگر فیض اثر مین اپنے آباد و اجداد کے پاس مدفون کر دیا۔ دوشنبہ روز ۱۴ جمادی الاول ۱۰۳۵ھ کو عبداللہ قطب شاہ نے دربار عام کیا۔ اور تمام امیر جو دار السلطنت مین موجود تہے اپنی اپنی فوجین لیکر حاضر ہوئے۔ اور اونہین علی قدر مراتب خلعت و انعام دیے گیے۔ اور عمال ملک کو اس انقلاب کے فرامین جاری ہوئے۔ گاڑیون مین بہر کر بازارون کو شکر بہیجی گئی اور مخلوق مین تقسیم

کی گئی۔ اور جیل خانون سے قیدی چھوڑ دیے گیے۔ جس سے عام مخلوق راضی ہوگئی۔

۲۲۴۔ ادائے قطب شاہی کا عزل ونصب اور بیجاپور دولت آباد اور شاہجہان کے ایلچیون کا آنا۔

جب میر محمد مومن سلطان محمد کا وزیر اعظم مرگیا تو بادشاہ نے کسی کو اپنا پیشوا مقرر نہ کیا بلکہ تشیت امور سلطنت خود ہی کرنے لگا۔ البتہ مظفر علی سے کچھ کچھ کام لیتا رہا۔ جب ۱۰۳۳ھ مین وہ بھی مرگیا تو میر محمد رضا استرآبادی سے تھوڑا تھوڑا کام لینے لگا تھا۔ اب جب عبداللہ قطب شاہ گیارہ برس پانچ مہینے گیارہ روز کی عمر مین تخت کا مالک ہوا تو خردسالی کے سبب سے پیشوا کی ضرورت پڑی۔ عبداللہ کی دادی زندہ تھی۔ اوس نے بعض خواجہ سراؤن کے اتفاق سے اپنے داماد شاہ محمد ابن شاہ علی عرب شاہ پیرزادہ کو پیشوا مقرر کرایا۔ اور منصور خان حبشی جو سابق مین لشکر رکاب کا حوالدار تھا میر جملہ کیا گیا۔ اور مرزا روزبہان اصفہانی معزول ہوا جسے سلطان محمد نے صرف دو ہی مہینے سے خواجہ افضل ترک کو موقوف کرکے سرخیل کیا تھا۔ اور منصور خان حبشی کی سفارش سے خواجہ افضل ترک پھر سرخیل کیا گیا۔ اور چار لاکھ ہون کی جاگیر مشروطی پھر اوس کو دیگئی عبداللہ قطب شاہ چونکہ شاہ محمد سے اوس کی ناقابلیت کی وجہ سے راضی نہ تھا اس لیے جب علامہ شیخ محمد الشہیر بابن خاتون ایران کی سفارت سے واپس آیا تو اوسے نائب پیشوا مقرر کرکے اوسے پیشوا کی طرح تخت کے پاس بیٹھنے کی اجازت دیدی اور اوسی کو اپنا دبیر بھی مقرر کیا۔ اس لیے شاہ محمد اور ابن خاتون میں رنج پیدا ہوگیا۔ اودہر منصور خان حبشی جو لکھا پڑھا نہ تھا ہندو برہمنون کی مدد سے کام کرتا تھا جس سے منصب میر جملگی کے ہندو ہی مالک ہوگیے تھے سوائے اس کے ملک یوسف اور ملک عنبر جو سلطان محمد کے بڑے بڑے مقربین تھے امارت سے گرادیے گیے اور ملک عنبر نے بتین سو گرجی اور شی

غلام جمع کیے تھے اوس سے لے لیے گیے اور لشکر شاہی مین شامل کر لیے گیے۔ اور علی قدر مراتب ایک ہزار تنکہ سے تین ہزار تنکہ تک ماہانہ اون کی تنخواہین مقرر کی گیئین اور حکم ہوا کہ دولت خانہ شاہی کے باہر چوکی دیا کرین۔ ان مین سے چار آدمیون کو خاص خاص خطاب بہی ملے اور اون کو فوجون کا سردار کیا گیا۔ ایک شخص ترکی غلام تہا اوسے فیروز خان کا خطاب ہوا۔ اور باقی تین حبشیون کو آدم خان یاقوت خان اور مشید خان کا خطاب عطا کیا گیا۔ قاسم بیگ۔ ابن مرشد قلی بیگ ترکمان کو توال اور حسن بیگ نائب کوتوال اور مرزا قاسم بیگ اردستانی ناظر الممالک اور اعتماد راؤ دبیر فرامین ہندی و نارایں راؤ مجموعہ دار یعنی مستوفی الممالک دہری راؤ شب نویس اور دہرما راؤ و آسی راؤ ناگواڑی اپنے اپنے عہدون پر بدستور سابق بحال رہے۔ اسی زمانہ مین جب یہ انتظامات سہان ہو رہے تھے تو ابراہیم عادل شاہ نے ابو الحسن کو اور برہان نظام شاہ ثالث نے میر جعفر کو اور شاہزادہ شاہجہان نے اخلاص خان قزوینی کو بغرض ادائے تعزیت و تہنیت خطوط اور تحفہ دیکر حیدرآباد کو بہیجا۔ یہان سے ہر ایک کی تعظیم و تکریم علی قدر مراتب کما حقہ ہوئی اور بیجاپور اور دولت آباد کے ایلچی قطب شاہی ایلچیون کے ہمراہ مع خطوط کے رخصت ہوئے اور اخلاص خان قزوینی شاہجہان کے ایلچی کو عبد اللہ قطب شاہ نے اوس کی مرضی کے موافق پیش کش دیکر رخصت کیا۔

۲۲۵۔ مہابت خان کا جہانگیر کو قید کر لینا مگر اوس کو بادشاہ بنائے رکہنا۔

اوپر لکہہ آئے ہین کہ آصف خان اور مہابت خان مین دشمنی تہی۔ اب چونکہ مہابت خان نے شاہجہان اوس کے داماد کو تباہ و برباد کیا تہا اس لیے اوس دشمنی مین اب اور بہی ترقی ہو گئی تہی۔ آصف خان یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح مہابت خان کو برباد کرا ڈالے۔ اور گو نور جہان شاہجہان کی تباہی سے خوش

تھی مگر مہابت خان کے مقابلہ مین بھائی کے خلاف کچھ کرنا نہ چاہتی تھی - مہابت خان کو بنگالہ کی لوٹ مین جو ہاتی ملے تھے وہ اوس نے ابتک جہانگیر کو نہ بھیجے تھے اور سرکاری مطالبہ کا روپیہ بھی اوس نے نہ دیا تھا اور اس تغیر اور تبدیل کے زمانہ مین غلامان شاہی کی جاگیرات سے بھی اوسے نے روپیہ وصول کر لیا تھا اس لیے آصف خان کی تحریک پر جہانگیر نے دستِ غیب نام ایک عرب کو اوس کے پاس بھیجا - کہ ہاتی لے آئے اور روپیہ کا بھی حساب کتاب بے باق کرے - اور اگر مہابت خان کو اوس روپیہ کی نسبت کوئی عذر معقول ہو تو خود حاضر ہو کر عرض معروض کرے - اس پر وقت الوقتی کے طور پر ہاتی تو مہابت خان نے بھیجدے مگر اوس نے دیکھا کہ آصف خان کا نورجہان کے سبب سے بڑا پایہ ہے اس سے بجز دانشمندی اور دلاوری کے بچنا محال ہے اوس نے کچھ ہندو راجپوتون کی فوج نوکر رکھی - جنہین مسلمانون سے کچھ قومی محبت نہ تھی جس نے روپیہ کا لالچ دیا اوسے کا کام کرنے لگے پھر مہابت خان نے ان سے عہد و پیمان لیا - اور اون کے بال بچے اول مین رکھ لیے اور روپیہ کا حساب کتاب دینے کے بہانہ سے جہانگیر کی خدمت مین حاضر ہوا - اور پختہ ارادہ کر لیا کہ اگر اپنی نجات خوشامد اور چاپلوسی سے نہ ہو تو تلوار سے کام نکالے -

وقتِ ضرورت چو نماند گریز	دست بگیرد سرِ شمشیر تیز

مہابت خان نے اسی زمانہ مین اپنی دختر کی شادی ایک شخص مرزا برخوردار سے بلا اجازت کر دی تھی اور جس طرح اب انگریزون کے عہد مین کوئی رئیس اور سردار صاحب ملک دوسرے راجہ نواب سے رشتہ نہین کر سکتا ہے اوس وقت بھی اس درجہ کے امیر بلا اجازت رشتہ نہین کر سکتے تھے - جب جہانگیر کو خبر ہوئی تو اوس نے برخوردار کو

سر دربار پٹہ ایا اور قید کر دیا اور مہابت خان کو حکم دیا کہ جب تک حساب کتاب نا تصفیہ نہ کرے دربار مین حاضر نہ ہو۔ اس سے مہابت خان موقع ڈھونڈھنے لگا آصف خان نے گو مہابت خان سے اتنی بڑی بدسلوکی کی تھی مگر اپنی حفاظت کچھ نہ کی اور اس مقولہ سے بالکل غافل ہو گیا ؎

چو تیر انداختی بر روے دشمن	چنان دان کاندر آماجش نشستی

رجب ۱۰۳۵ھ کا مہینا تھا۔ جہانگیر جہلم کے کنارہ پڑا ہوا تھا۔ کابل کے جانے کا ارادہ تھا۔ آصف خان اپنے اہل وعیال اور فوج کو لیکر دریا پار چلا گیا۔ اور تمام شاہی لشکر اور خدمتگار وغیرہ بھی دریا پار چلے گیے۔ صرف جہانگیر رہ گیا۔ مہابت خان کو خوش قسمتی سے نہایت عمدہ موقع مفید مطلب مل گیا۔ اس نے راجپوتون کی چار پانچ ہزار فوج لی اور دو ہزار آدمی پل پر مقرر کر دے کہ لشکر سے ادھر کوئی نہ آنے پاے اور خود جہانگیر کے پاس چلا۔ بادشاہ ابھی آرام مین ہی تھا۔ صبح کے وقت جب یہ شور و غل ہوا۔ اور مہابت خان کا گستاخانہ آنا معلوم ہوا تو جہانگیر کو خدام نے خبر کی۔ بادشاہ پالکی مین سوار ہوا کہ اتنے مین مہابت خان اندر آگیا۔ اور موروثی معمولی سلام کر کے پالکی کے گرد گھوما۔ اور عرض کیا کہ آصف خان کی عداوت کے باعث جب کوئی صورت اپنے نجات کی نہ دیکھی تو اس طرح جہان پناہ کی پناہ مین آیا ہون۔ اگر واقعی مین مستوجب سیاست ہون تو مجھے قتل کر دیجئے۔ جب جہانگیر نے دیکھا کہ تمام راجپوت آگئے ہین اور سراپردہ شاہی کو گھیر لیا ہے تو گو غیرت نے تقاضا کیا کہ تلوار اوٹھا کر مہابت خان کا کام تمام کر دے۔ مگر میر منصور بخشی نے ترکی مین کہا کہ یہ موقع تدبیر کا ہے۔ اگر مہابت خان کو کچھ نقصان پہونچا تو آپ کی سلامتی مین خطرہ ہے۔ اس لیے جہانگیر مہابت خان کے کہنے سے شکار کا بہانہ کر کے اوس کے

ساتھ ہولیا۔ اور وہ اوسے لے کر اپنے قیام گاہ پر چلا آیا۔ جب مہابت خان اس طرح پر جہانگیر کے قید کرنے کا انتظام کر رہا تھا۔ تو نورجہان کو موقع مل گیا۔ اور وہ نکل کر اپنے بھائی آصف خان کے پاس پہونچ گئی۔ بعد ازان آصف خان اور نورجہان اور فدائی خان وغیرہ فوج لیکر مہابت خان سے لڑنے کو آئے مگر کچھ نہ کر سکے اس لیے نورجہان جہانگیر کے پاس قید مین نہ آئی لیکن آصف خان اور اوس کا بیٹا ابوطالب بھاگ کر قلعہ اٹک مین پناہ گیر ہوئے۔ مگر بہت جلد مہابت خان اونہین گرفتار کر کے لے آیا اور اسی زمانہ مین شاہجہان کے کیے رفیق جو مہابت خان کی قید مین تھے اوس نے اونہین قتل کر دیا پھر مہابت خان کے ساتھ جہانگیر ۲۱ شعبان ۱۰۳۵ھ کو کابل مین پہونچ گیا۔ اس وقت گو جہانگیر مہابت خان کی قید مین تھا مگر اوس نے جہانگیر کی تعظیم و توقیر مین کوئی کوتاہی نہ کی تھی جہانگیر اپنے ہی نام سے تمام شاہی کام کرتا تھا۔

۲۲۶۔ ملک عنبر کی وفات اور اوس کی لیاقت

۲۴ شعبان ۱۰۳۵ھ کو ملک عنبر اسی برس کی عمر مین اس جہان فانی سے جنت کو سدھارا اس شخص نے بنام نہاد وزارت ۲۷ برس بادشاہی کی۔ نظام شاہی حکومت کو اوس نے اوس وقت مین لیا تھا کہ جب اکبر نے بہادر شاہ کو قید کر کے قلعہ احمدنگر دارالسلطنت حکومت نظام شاہی پر قبضہ کر لیا تھا۔ اوس وقت اس حکومت کا نہ تو کوئی بادشاہ تھا اور نہ اس حکومت کا ملک اور فوج تھی اوسی نے مرتضی کو بادشاہ بنایا اوسی نے فوج فراہم کی اور نئے سرے سے بادشاہی جمائی۔ اور اکبر سے عظیم الشان اور جہانگیر سے شاہنشاہ کو مجبور کر کر دیا۔ اور اون سے بار ار علاقہ واپس لے لیے۔ سلطان محمد قطب شاہ کے بنام سے اوامداد حاصل کیا۔ ابراہیم عادل شاہ کو ذلیل اور دارالسلطنت مین محصور کر کے اوسکا بہت سا ملک دبا لیا۔ اور اوس کو عاجز کر کے بیجاپور کے قریب قریب بٹا لیا۔

اگر اس کو دکن کا فسا ہنشاہ کہین تو بیجا نہین ہے - اس کا تو پخانہ اوس کے زمانہ کی حیثیت سے بہت اچھا تھا - قیاساً اس کی فوج مین ایک لاکھ سوار اور دو لاکھ پیادون سے کم نہ ہونگے - اگر یہ دس پانچ برس اور زندہ رہتا تو برار خاندیس مالوہ گجرات بھی سب اس کے قبضہ مین آجاتے - کیونکہ چند روز بعد اودہر تو جہانگیر مہابت خان کے قید مین پھنس گیا اودہر پرویز مرگیا - شاہجہان اپنے ہی مصیبتون مین پھنسا ہوا تھا ایسے مین عنبر کب چوکتا پھر یہ ملک عنبر صرف فوجی اور سپاہگری کے ہی فنون مین لایق و فایق نہ تھا بلکہ خلایق پروری عدل گستری اور رفاہ عام کے کامون مین ایسا اچھا تھا کہ دکن مین کوئی ہندو یا مسلمان بادشاہ ایسا نہین گذرا - وہ نہایت پستی اور غلامی کے درجہ سے بادشاہ ہوا تھا - اور چونکہ وہ چنگیز خان مرتضی نظام شاہ کے وزیر کے رفیقون مین رہا تھا اور بیجاپور کے حبشیون مین سے تھا - دلاور خان کا زمانہ اوس نے خوب دیکھا ہوگا - اوسے دنیا کے ہر طبقہ کی معاشرت کا حال بخوبی معلوم تھا - اور یہی وجہ تھی کہ اوس نے رعایا کے وہ تمام حقوق قایم اور پیدا کردیے تھے جو ایک نہایت شایستہ حکومت مین ہونا چاہئین مرہٹون کی تاریخون مین لکھا ہے کہ اوس نے دیہات کا ٹھیکہ پر دینا اور مالگذاری امرا سے وصول کرنا موقوف کردیا تھا بلکہ اوس نے زمین ایسے لوگون کو دی تھی جو زمینداری اور کاشتکاری کرتے تھے اور ہندو پیٹل پٹواریون کے ہاتھ مین مالگذاری کا انتظام دیا تھا اور اون پر مسلمان عامل مقرر کیے تھے - اور جو جو دیہات کے انتظام کے واسطے قدیم زمانہ مین کاربرداز مقرر ہوا کرتے تھے اور اب ایک عرصہ دراز سے موقوف ہوگیے تھے اونہین از سر نو مقرر کردیا تھا اور انتظام کی درستی کے واسطے جو جو اصلاحین ضروری اور مناسب تھین اون سب کو اچھی طرح لحاظ کرتا تھا - اوس نے زمین کی پیمایش کرائی تھی - اور کاشتکارون کو اپنے

حقوق دے تھے زمین اون کو وراثت مین ملتی تھی کہ جس سے کسانون کو اپنے گھرون سے
محبت پیدا ہوگئی تھی - وہ زمین سے ٹھیکہ دارون کی طرح کام نہین لیتے تھے بلکہ
وہ مالکون کی طرح اوس کی پیداوار کو بڑھانے کی تدبیرین کرتے اور آبپاشی کے ذریعہ
نکالتے تھے - جس کھیت مین ایک من غلہ پیدا ہوتا وہان کئی کئی من پیدا ہونے
لگا - اوس نے اس طرح تجویز کی تھی - کہ کھیتون کی واقعی پیداوار کو اوس نے فراہم
کرایا - اور کئی کئی سال تک اوس کا تجربہ کیا - جب یہ معلوم ہوگیا کہ کھیت مین اوسط
درجہ اس قدر پیدا ہوتا ہے تو اوسی لحاظ سے اوس پر ایسی جمع مقرر کی کہ جو کسانون پر گران
نہ گذرتی تھی - یعنی سرکاری زمینون پر دو خمس پیداوار لیتا تھا اور جب نقد روپیہ وصول کرتا
تو ایک ثلث پیداوار کی قیمت لیتا تھا جس کے لحاظ سے اوس کی یادگار آج تک
اوس ملک مین باقی ہے - اور اوس کے فتوحات اور کشور کشائی کی بہ نسبت اوس کی
رعایا پروری اور دادگستری زیادہ مشہور ہے اور یہی وجہ ہے کہ باوجود مدامی جنگ و جدال
کی اوس کے وقت مین ملک دولت سے مالا مال اور رعایا مرفہ الحال اور زمین سرسبز و شاداب
تھی - تجارت کے چارون طرف ملک مین گرم بازاری تھی راستون مین مسافر بے قافلہ
چلتے پتا نہین کھٹکتے پاتا تھا - اقبال نامہ جہانگیری مین اسکی نسبت لکھا ہے کہ وہ عنبر غلام
بڑے کام کا تھا اور فنون سپاہگری و لیاقت سرداری اور تدبیر صائب اور سنجیدہ کاری مین اپنا
نظیر نہین رکھتا تھا - اور طریق قزاقی کو جسے اصطلاح دکن مین برگے گری کہتے ہین خوب
جانتا تھا اور دکن کے دباستون کر جیسا کہ چاہیئے اوس نے خوب اپنے قابو مین کیا تھا
اخیر وقت تک وہ اپنے ارادون مین ثابت قدم رہا اور اوس کی عزت مین کسی طرح
فرق نہ آیا - کسی تاریخ مین یہ لکھا نہین ہے کہ کوئی حبشی غلام اس بڑی عزت اور شان و شوکت

کو پہونچا ہو" چونکہ اوس کو ایرانیون کے ملنے جلنے کی رغبت نہ تہی۔ جن کے ہاتھ مین اس زمانہ مین تاریخ کا قلم تہا۔ اس لیے اوس کے حالات کسی شخص نے نہین لکھے۔ جو کچھ اوس کے حالات ہم نے اوپر بیان کئے وہ وہ ہین جو پاس پڑوس کی سلطنتون کی تاریخون مین لکھے گیے ہین۔ یا دیہات کی زراعت پیشہ لوگون کے اسناد اور روایتون سے لیے گیے ہین اگر کوئی شخص خود اوسکی تاریخ لکھنا تو اوس کے حالات بڑی وضاحت اور تشریح کے ساتھ معلوم ہوتے۔ مگر جس قدر کہ اب معلوم ہوئے ہین اون سے بہی اوس کی لیاقت اور دانشمندی کی نسبت جو رائے کہ ہم نے قایم کی ہے کامل صحیح ثابت ہوتی ہے۔ ہم کو اس بات پر بڑا افسوس آتا ہے کہ اوس وقت کے مسلمانون مین کوئی ایسا نہ تہا جو اوس کے کارنامون کی پوری پوری قدر کرتا اور اونکو قلم بند کرکے بالتشریح ہم تک پہونچاتا۔ جس سے ہماری نسلون کو ایسے عجیب و غریب شخص کی لیاقت و ترقی کو دیکھکر کچھ حوصلہ اور کچھ غیرت پیدا ہوتی۔ کیا تعجب کی بات ہے کہ ملک عنبر سے دانشمند کشور کشا اور داد گستر شہریار کا کوئی مسلمان نام تک بہی نہ لے اور اوس کے نام کا ایک چھوٹا سا رسالہ بہی تاریخ مین نہ لکھے اور شیواجی سے لوٹیرے ڈاکو ظالم بدعہد کو ہندو اتنا بڑہا دین کہ پرستش تک اوس کی کرنے لگین سچ ہے کہ جس قوم مین ادبار آتا ہے تو پہلے اوس قوم کے لوگ اپنے بزرگون کے اچھے کارناموں کو فراموش کر بیٹھتے ہین یہ بہی ایک بات یاد رکہنے کی ہے کہ جس شخص کی اولاد اور اوس کے جانشین اپنے باپ اور اپنے ماسبق کو اچہا سمجہتے ہین اور لایق ہوتے ہین تو سوائے شاذ و نادر کے اوس کے حالات بعزت و نیک نامی تاریخون مین درج کیے جاتے ہین۔ اگر عنبر کے بیٹے لایق ہوتے اور دنیا مین اون کا کام اچہا چلتا تو ملک عنبر کی تعریف اور توصیف مین

دفتر کے دفتر رنگ جاتے۔ مگر عنبر کے بیٹون کی نالایقی سے عنبر کی تاریخ ہی کسی نے لکھنے کے لیے قلم نہ اوٹھایا۔ اگر پاس پڑوس والی سلطنتون کے بیان مین اوس کا ذکر نہ ہوتا تو آج ہم اوس کا نام بھی نہ جانتے۔ دلاور خان کو جس نے بیجاپور کی سلطنت کو زوال سے بچایا اور ایسے اصول پر قایم کر دیا تھا کہ جس سے وہ اب تک اچھی طرح چل رہی تھی اور عنبر کو جس نے نظام شاہی سلطنت کو از سر نو کتم عدم سے موجود کیا تھا مورخین نے غلام سمجھکر اس لایق نہین سمجھا کہ اون کے اچھے کام قلمبند کیے جائین اور انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال کے مضمون کو فراموش کر دیا۔ اس تیس چالیس برس کے زمانہ کی تاریخ پر جو ایک گھنگور گھٹا چھائی ہوئی ہے اور مورخین دکن نے سلطان محمد کے حالات اور محمد ابراہیم عادل شاہ کے اخیر زمانہ کی تاریخ لکھنے سے جی چورایا ہے اوس کا بڑا سبب یہ ہی ہے کہ اس عنبر غلام نے رعایا پروری اور ملکداری مین بے نظیر لیاقت دکھائی تھی اور ان دونون میان بادشاہون کو قریب قریب اپنا باجگذار کر لیا تھا۔ اور یہ منشی اوس کو لکھنا نہ چاہتے تھے۔ مگر اوس بیچارہ کا کیا تصور ۵

گر نہ بیند بہ روز شپرہ چشم		چشمۂ آفتاب را چہ گناہ	

۲۲۷۔ شاہجہان کا اجمیر اور ٹھٹھہ کو جانا اور جہانگیر کا مہابت خان کے قید سے رہا ہونا اور پرویز کے مرنے پر شاہجہان کا نانک کو آنا۔

ایسا سمجھ مین آتا ہے کہ جب عنبر کی حالت مرنے کے قریب ہوئی تو شاہجہان کو دکن مین اوس سے جو کچھ امید تھی وہ جاتی رہی اور دکھنیون کی بے اعتباری کے باعث اوسے اپنی فکر ہوئی اور ایسا خیال ہوا کہ جو حبشی ابھی تک بخاطرداری پیش آتے ہین وہ آئندہ شرارت کرینگے۔ اودھر یہ بھی شاہجہان سے

چاہا کہ باپ کو قید سے چھوڑائے اس لیے دکن کا چھوڑنا اور شمال کو جانا اوس نے ضروری سمجھکر ۲۳ رمضان ۱۰۳۵ھ کو ناسک سے جہان وہ اب تک قیام پذیر تہا کوچ کیا۔ اور آہستہ آہستہ ۲۰ شوال تک اجمیر مین پہونچ گیا اوس نے خیال کیا تہا کہ جس قدر آگے بڑہون گا۔ شاہی امیر مجھ سے آآکر ملجائینگے۔ مگر یہ خیال اوس کا غلط نکلا۔ کسی نے اوس کی طرف توجہ نہ کی۔ بلکہ راجہ بشن سنگھ اوس کا خیر خواہ اور پانچ سو آدمی کا سردار بہی یہان آکر مرگیا اور اس کی فوج منتشر ہوگئی۔ پہر شاہجہان کی خبر جب جہانگیر کو کابل مین پہونچی تو چونکہ شاہزادہ پرویز درد قولنج مین مبتلا تہا۔ شاہجہان کی روک نہین کرسکتا تہا اوس نے خود مہابت خان کی رائے کے بموجب ہندوستان کے چلنے کے سامان کئے اس لئے شاہجہان نے اجمیر مین زیادہ ٹہیرنا مناسب نہ سمجھکر سندہ کا راستہ لیا۔ اور براہ ناگور جودہپور وجیسلمیر ۲۵ ذیقعدہ کو امرکوٹ مین جا پہونچا۔ اور ۳۰ ذی الحجہ کو ٹہٹہ کے سامنے ڈیرے جا ڈالے۔ اسی تاریخ مین جہانگیر کابل سے چلا اور بعد ازان شاہجہان کے دونون بیٹے اوس کے پاس پہونچے۔ اور ہاتہیون کے سوائے تین لاکھ روپیہ کے جواہرات وغیرہ نذرانہ مین دئے۔ جب جہانگیر دریاے جہلم کے قریب پہونچا۔ جہان کہ مہابت خان نے اوسے قید کیا تہا تو اسی جگہ نورجہان نے اپنی فوج اوسی دستور کے بموجب جیسے کہ تمام امیر ہر سال اپنی فوج بادشاہ کو دکہایا کرتے تہے ملاحظہ کے لیے بیس بائیس محرم ۱۰۳۶ھ کو پیش کی۔ جہانگیر مہابت خان کی اجازت سے اوس فوج کے دیکہنے کو چلا ہی تہا کہ نورجہان کے آدمیون نے جہپٹ کر بادشاہ کو اپنے بیچ مین لے لیا اور جہانگیر مہابت خان کی قید سے آزاد ہوگیا۔ مہابت خان کے سات سو اچہے اچہے معتبر راجپوت تو پہلے ہی کابل مین احدیون کے ہاتھ سے مارے جا چکے تہے اور اب بہی اوس کی فوج مین بہت تہوڑی

ہورہی تھی اس لیے اوس سے کچھہ نہ ہوسکا اور وہ وہان سے چلدیا - جہانگیر نے اوسے کہلا بھیجا کہ آصف خان اور اوس کے بیٹے ابوطالب اور طہمورث و ہوشنگ کو جو اوس کے پاس قید تھے بھیجدو - اور شاہجہان کے دفعیہ کو ٹھٹھہ کو جاوتب تو خطا معاف ہوتی ہے ورنہ تمہارے تعاقب مین فوج بھیجی جائیگی - اس مین نورجہان کی یہ غرض تھی کہ شاہجہان اور مہابت خان دونون مین سے کوئی مارا جاے اوس کا اُلّو کہین نہین گیا - اسپر مہابت خان نے قیدیون کو چھوڑکر ٹھٹھہ کا راستہ لیا - اودہر جب شاہجہان نے سنا کہ جہانگیر مہابت خان کے قید سے ازاد ہوگیا - اور مہابت خان اوس کے تنبیہہ پر مقرر ہوا ہے تو اوس نے پہلے ارادہ کیا کہ ایران کی طرف کو چلا جاے مگر چونکہ بیمار تھا اور اسی مین خبر پہونچی کہ شاہزادہ پرویز کے بچنے کی امید نہین جو آخر کار ۶ صفر ۱۰۳۶ھ کو مرگیا اس لیے شاہجہان ۱۸ صفر کو دکن کی طرف پھر واپس چلدیا - اور ۳ ربیع الاول ۱۰۳۶ھ کو پھر ناسک مین آگیا -

۲۲۸ برہان نظام شاہ کا خود مختار ہوکر حمید خان اور اوسکی بی بی کی عزت و اقتدار بڑہانا -

ملک عنبر کے دو بیٹے تھے - فتح خان اور چنگیز خان - فتح خان باپ کی جگہہ وزیر ہوا - مگر یہ تو قدرتی بات ہے کہ ہر شخص کی عزت اور عظمت اوس کی ذاتی لیاقت پر منحصر ہوتی ہے - جب ملک عنبر مرگیا - تو اوس کی عظمت بہی اوسی کے ساتھہ مرگئی - اوس کے بیٹے اس لایق نہ ہوئے کہ باپ کی بات کو قایم رکہین - اور نظام شاہ کو سر نہ اوٹھانے دین - برہان نظام شاہ اب سیانہ تہا پورا جوان تہا خود مختار ہوگیا - یہ معلوم ہونا نہایت دشوار ہے کہ مرتضی نظام شاہ ثانی کب اور کیسے مرا اور برہان نظام شاہ ثالث کس کا بیٹا تہا اور کس طرح تخت نشین ہوا - چونکہ عبداللہ قطب شاہ کی تخت نشینی پر برہان نظام شاہ کے ایلچی کا جانا تاریخ قطب شاہی مین بیان کیا گیا ہے اس لیے کہہ سکتے ہین کہ مرتضی ملک عنبر کی حین حیات ہی مرگیا تہا اور برہان تخت نشین کیا گیا تہا

اور غالباً مرتضی کا ہی بیٹا تھا۔ حمید خان حبشی اس کا ایک غلام تہا۔ اوس کی عورت کسی غریب زادی کی بیٹی تہی۔ یہ عورت بڑی بہادر عقلمند اور خوبصورت تہی۔ مگر اقبال نامۂ جہانگیری والے نے بڑا ہی ظلم کیا ہے اوس کی نسبت اپنی کتاب مین لکہا ہے کہ "جب برہان نظام شاہ نے اول اول شراب پینا اور مجالست نسوان کا آغاز کیا تو یہ عورت چھپا کر شراب اندر ایسی لیجاتی کہ کسی کو خبر بہی نہ ہوتی اور شہ فالکی بہو بیٹیون کو بفریب و افسون بدراہ کرتی اور اچھے اچھے کپڑے پہنا کر برہان کے پاس پہونچاتی۔ جس وقت برہان خود مختار ہوا تو اس عورت کا یہ اقتدار تہا کہ جب وہ سوار ہوتی تو بڑے بڑے سرداران سپاہ اور اکابر دولت پاپیادہ اوس کے ہمرکاب چلتے اور اپنی عرضی معروض کرتے۔ باہر حمید خان اوس کا شوہر اور اندر یہ عورت برہان کی مالک تہی" مگر جب ہم دیکہتے ہین کہ اگر اس وقت کوئی عورت کسی عیاش بادشاہ کے یہان دربار رس ہوجائے تو اوس کی نسبت یہی گو وہ کیسی ہی پارسا ہو ایسی تہمت آمیز خبرین مشہور ہوجانا کوئی تعجب کی بات نہین ہے۔ خاصکر جہان وہ ایک حبشی غلام کی منکوحہ ہو اور اس درجہ پر پہونچ جاے تو خواہ مخواہ بہتان لگانا مخلوق کے ایک لازمی عادت ہوگئی ہے معتمد خان صاحب اقبال نامہ اور نیز خافی خان نے جس نے معتمد خان سے اپنی کتاب مین یہی یہ روایت نقل کی ہے یہ نہین لکہا ہے کہ یہ عورت خود نظام شاہ کی مدخواہ تہی۔ اور نہ یہہ بیان کیا ہے کہ فلان خاص آدمی کو بی بی کہ یہ بہکا کر لے گئی اور اسے اوارہ کیا۔ بلکہ اونہون نے مخلوق کا ایک عام خیال نقل کر دیا ہے۔ ہم یہ تو نہین کہہ سکتے کہ ایسا ہونا غیر ممکن یا عادت کے خلاف ہے مگر یہ بہی ضرور جانتے ہین کہ ایسی باتون کا جہوٹ مشہور ہوجانا بہی عادت کے خلاف نہین ہے بلکہ ایسی حالتون مین خلاف واقع برا کہنا ایک لازمی بات ہوگئی ہے تاہم اوس وقت کہ جب انقلاب حکومت کے

باعث پُرانے عنبری امرا کی وقعت گھٹ گئی تھی - اور حمید خان برہان نظام شاہ کا پیشوا اور مختار کار قرار پایا تھا - اس لیے ہم کو یہ بہت ہی برا معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسی بی بی کی نیک نامی مین بٹا لگانے کے لیے اقبال نامہ کے خیال کو تسلیم کرین جس کی مثالین دنیا مین بہت کم ہین اب اوس بی بی کی وہ داستان سنئے کہ جس کی وجہ سے ہم نے آپ کی اتنی سمع خراشی کی ہے - اور اقبال نامہ وغیرہ کی تحریر کو غلط خیال کیا ہے

۲۴۹ - حمید خان کی بی بی کا ابراہیم عادل شاہ کو شکست دینا -

ابراہیم عادل شاہ گو لڑائی سے کوسون بھاگتا تھا مگر عنبر نے اوسے ایسا تنگ کر دیا تھا کہ جس سے وہ نظام شاہی حکومت کی کامل تباہی اور بربادی کی دعائین مانگتا تھا - یہ موقع اوسے مناسب معلوم ہوا - اوس نے اپنی فوج کو آراستہ کیا - اور فیلان جنگی اور توپخانہ لیکر اپنا گیا ہوا علاقہ واپس لینے کے لیے نظام شاہی عملداری پر چلا - برہان نے بھی چاہا کہ خود اوس کے دفعیہ کو جاے - حمید خان کی بی بی نے برہان سے کہا کہ اس فوج کی سرداری مجکو عنایت ہو - مین خود جاکر لڑون گی - جب اوس نے کچھ اعتراض کیا تو اس بی بی نے اوس کے ذہن پر یہ بات جمائی کہ اگر مجکو شکست ہوئی تو مین ایک عورت ناچیز ہون آپکی کوئی بدنامی نہین ہوسکتی - لوگ کہین گے کہ ایک بادشاہ نے ایک عورت کو مغلوب کیا اور آپ پھر اوسکا تدارک مافات کر سکتے ہین - اور اگر مجکو فتح ہوئی تو قرن ہاے دراز تک یہ نام رہیگا کہ ایک نظام شاہی عورت نے ابراہیم عادل شاہ سے بادشاہ کو شکست دیدی برہان نے اس تجویز کو پسند کیا اور اوس کو فوج کا سردار بنا کر جانے کی اجازت دیدی - اب اس بی بی نے جوانان جنگ جو اور فیلان کوہ پیکر اور توپخانہ جہانسوز کو فراہم کیا - اور سرداران فوج کو تسلی و دلاسا دیکر اور ایسی عبرت انگیز اور عبرت آمیز باتین کہکر دل بڑھایا کہ اوس کے لشکر مین لڑائی کا جوش

پہیل گیا۔ جب یہ لڑائی کے میدان مین گئی تو گھوڑے پر مردانہ وار با ساز و یراق نقاب منہ پر ڈالکر سوار ہوئی اور امیران فوج کو اپنے روبرو بولاکر اون سے امیدون کے وعدے کیے اور جی چوراننے پر سزاؤن کے خوف دلاے۔ اور ایسی برجستہ اور خوش تقریری سے گفتگو کی کہ سارا لشکر ایک دل ہو گیا۔ دکن کا یہ دستور تہا کہ جب بہادر کوئی فتح کرکے واپس آتے تو اونہین انعام واکرام دے جاتے اور تمغون کے طور پر اون کے ہاتہون مین عزت افزائی کے لیے کنگن پہناے جاتے تہے اس بی بی نے اس زبانی گفتگو پر اکتفا نہ کی۔ بلکہ مرصع اور طلائی و نقرہ کنگن بنوا لیے اور انعام واکرام کے لیے روپیہ اپنے ہراہ لیا۔ اور صفوف فوج کو آراستہ کرکے آگے بڑہنے کا حکم دیا۔ اس وقت جو کوئی یمین ویسار سے آگے بڑہتا تو اوس کی جلادت وشجاعت کے موافق اوس کے امیدون سے زیادہ اوسے انعام واکرام دیتی اور کنگن پہناتی تہی۔ اور جذب قلوب کے لیے دکنی دستور کے موافق شیرینی کپڑون کے ساتھ اوسے دیتی اور ہمراہیون کو تقسیم کرتی تہی اور ٹوکرون مین بہر بہر کر توپخانہ کے پیادون کو پہونچاتی تہی۔ یہان تک کہ اس زن مرد افگن اور صف شکن کی لیاقت سے کئی ہزار عادل شاہی فوج قتل اور اسیر ہو گئی۔ ابراہیم عادل شاہ اور اوس کے سردارون کے تمام جنگی ہاتی اوس نے چہین لیے۔ اور بفتح ونصرت یہ بی بی برہان شاہ کے پاس لوٹ کر آئی۔ اس لڑائی کا حال معلوم نہین کہ کس موقع پر اور کب ہوئی غالباً ملک عنبر کے مرنے پر ۱۰۳۵ھ کے اخیر یا ۱۰۳۶ھ کے شروع مین ہوئی ہوگی۔ اس واقعہ کو ہم نے اقبال نامہ اور خافی خان سے نقل کیا ہے اون مین اس کے وقوع کی تاریخ نہین لکہی ہے۔ غالباً یہ لڑائی ان دونون لڑائیون مین سے نہین ہے جو محمد شاہ عادل کے زمانہ مین ۱۰۳۷ھ مین نظام شاہ سے ہوئی ہین۔ اون مین نہ تو حمید خان کی بی بی کا ذکر

ہے اور نہ نظام شاہ کی فتح کا بیان ہے اور سب سے بڑھکر یہ کہ اس لڑائی کا ذکر حمید خان کی عورت کو چالاک اور مکار ثابت کرنے کے لیے اوس لڑائی کے بیان مین لکھا ہے جو ۱۰۳۶ھ کے اخیر مین خانجہان اور نظام شاہ سے ہوئی ہے۔ جسکا آیندہ ذکر آتا ہے۔ اور جس سے اس کا زمانۂ وقوع ہماری رائے کے بموجب ثابت ہوتا ہے۔

۳۰۔ یاقوت خان کا خانجہان کے پاس چلا جانا۔ اور حمید خان کی بی بی کا خانجہان سے کل نظام شاہی گیا ہوا علاقہ مول لینا۔

عنبر کے بعد نظام شاہی فوج کا بڑا سردار یاقوت خان حبشی ہوا مگر اوس سے اور حمید خان سے ناموافقت تھی۔ دونون ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ یاقوت خان کو جو زور نہین آتے تھے جو عنبر کے درجہ کو پہونچ جائے۔ نہ حمید خان کی اطاعت گوارا تھی۔ اوس نے بعض اعیانِ سلطنت سے جن مین فتح خان بھی شامل تھا مشورہ کیا اور جہانگیری ملازمون مین داخل ہونے کے لیے انی رائے پسر سرلبلند رائے کو لکھا جو جالنہ پور علاقہ برار مین تھا اور پانچ سو آدمیون سے حوالی جالنہ پور مین چلا گیا اور انی رائے سے کہلا بھیجا کہ مین اور نیز فتح خان وغیرہ چند نظام شاہی سردار جہانگیر کی ملازمت مین شامل ہونا چاہتے ہین۔ مین پہلے آیا ہون باقی اور بھی میرے بعد آجائینگے۔ شاہزادہ پرویز کے مرنے پر جہانگیر نے خانجہان لودی کو جو اوسکا ۱۰۳۵ھ سے وکیل مطلق تھا دکن کا صوبہ دار کر دیا تھا۔ اس لیے انی رائے نے اس تمام کیفیت سے اوسے اطلاع دی۔ اوس نے یاقوت خان کو کمال اطمینان دلایا۔ اور انی رائے کو لکھا کہ اوس کی کمال درجہ خاطر داری اور مہمانداری کرکے بعرض تمام برہانپور کو بھیجدے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور غالباً اوسی زمانہ مین جب کہ اول شاہ سے لڑائی ہو رہی تھی یا ہو چکی تھی یاقوت خان برہانپور چلا گیا مگر نظام شاہی سردارون نے اس کی کچھ پروا نہ کی۔ بلکہ برخلاف اس کے اون کو یہان تک حوصلہ ہوا

کہ حمید خان اور فتح خان وغیرہ نے جہانگیری علاقجات پر برار اور خاندیس مین لوٹ مار مچا دی
خان جہان نے اس خبر کے سنتے ہی لشکر خان کو برہانپور کی حراست پر مقرر کیا۔ اور افواج
نظام شاہی کے مدافعہ اور مقابلہ کے لیے لشکر لیکر بالاگھاٹ کو چلا۔ اور مارتا وہاڑتا برار کٹر کی
تک چلا آیا اس وقت برہان نظام شاہ قلعہ دولت آباد مین تہا۔ حمید خان اور اوس کی
بی بی نے دیکہا کہ فوج سے کچھہ کام نہین چلتا۔ تو ان دونون زن وشو نے لڑائی تو موقوف
کی اور خانجہان سے دوستی جمائی۔ حمید خان تو باہر اوس کی محفل کا یار بنا۔ اور گھر مین اوس کی
بی بی نے جا کر اوسے اپنا باپ بنایا۔ اور کچھہ ایسی چالاکی چلی کہ جس سے وہ بالکل ان
کے ہندے مین آگیا۔ جب جہانگیر کو مہابت خان نے قید کر لیا تہا تو سلطنت کا ڈھانچہ
ایسا بگڑ گیا تہا کہ اگر اکبر کے خیر خواہ امیرون کا اثر ابہی تک باقی نہ ہوتا تو سلطنت کا ستیاناس
ہو چکا تہا اور گو اس وقت جہانگیر آزاد ہو گیا تہا مگر اوہر تو شاہزادہ پرویز دکن مین مر گیا تہا۔ اودہر
ابہی مہابت خان اور شاہجہان کا کھٹکا نہ مٹا تہا۔ جس کا آیندہ ذکر آتا ہے اور سب سے
بڑہکر یہ کہ جہانگیر کی بیماری ایسی غالب ہو گئی تہی کہ اوس کی زندگی ہر شخص کے نزدیک چراغ
سحری تہی۔ اس لیے خانجہان نے یہ مناسب سمجہا کہ نظام شاہ کو اپنا دوست بنا لے بہت
کچھہ تو اس سبب سے اور کچھہ کچھہ حمید خان کی بی بی کی ابلہ فریبیون سے خانجہان اس بات
پر راضی ہو گیا کہ چار پانچ لاکھہ ہون اور دو تین لاکھہ روپیہ کے جواہر لیکر برہان نظام شاہ کو
وہ سب ملک واپس کر دیا کہ جو اوس سے اکبر کے زمانہ سے اب تک لیا گیا تہا۔ غرض کہ
وہ ملک جس کی تسخیر مین تیس پینتیس برس کی مدت اور کروڑون روپیہ اور تین شاہزادون کی زندگی
صرف ہوئی تہی۔ اور ہزارہا جانین تلف ہوئی تہین ایسی قلیل قیمت پر جو اوس خطہ کے
ایک دو محال کے محصول کی برابر ہے۔ برہان شاہ کے ہاتھہ دس نے فروخت کر دیا۔

اور تمام حکام شاہی کو لکھہ بھیجا کہ چونکہ سلطنت کی نازک حالت ہو رہی ہے بادشاہ جہانگیر کو اس وقت امداد کی ضرورت ہے اور آپ لوگون کے یہان آئے بغیر کام نہ چل سکیگا چاہیئے کہ ملک کو نظام شاہ کے اہلکارون کے سپرد کر کے یہان چلے آئین - جب یہ حکم پہونچا تو سب نے نظام شاہ کی فوج کو قبضہ دیدیا - مگر احمد نگر کے قلعدار خنجر خان نے کہا - کہ بادشاہی حکم - کے بغیر قلعہ کی کنجی مین تمہین دونگا - تب سے قلعہ کے باہر اوس کے علاقہ پر ۱۰۳۶ھ کے وسط مین برہان نظام شاہ کا دخل ہو گیا - اور یہ ایسا نازک وقت تہا کہ جہانگیر اس کا کچھہ بھی تدارک نہ کر سکا - اس طرح پر برہان نظام شاہ کی حکومت بجاے اس کے کہ بگڑ جائے اس عورت کی دانائی اور اتفاقات کی مساعدت سے اور بھی بہتر ہو گئی ۵

۲۳۱ - شہر نو رسپور کی آبادی اور ویرانی	دکن مین ہمین ایک دن کامران تھے ہماری امارت تھی تا جر ہمین تھے	ہمین رونق ملک ہندوستان تھے ہمین عالم و شاعر نکتہ دان تھے
	ہمین نے کیا نام اوس کا دکن تھا وہ ہم سے ہی رشک عراق و ختن تھا	

جب محمد قلی نے شہر بہاگ نگر بسا کر اوسے خوب رونق دی تو ابراہیم عادل شاہ کو یہ سوجہی کہ ایک شہر اپنی یادگار کے لیے آباد کرے - ابراہیم عادل شاہ کی سلطنت ۹۸۸ھ مین بڑے زور شور پر تہی اندرونی جہگڑے یکمشت بڑے مدت سے نبٹ چکے تہے اوس نے بہی بیجاپور سے قبلہ کی طرف دو تین میل - کے فاصلہ پر ایک شہر کی بنیاد ڈالی - اور شاہ نواز خان کو اوس کی آبادی اور تعمیر کا حکم دیا - عمدہ عمدہ نقشے تیار ہوے محلے بازار راستے دکانین سرائین اور سرکاری کاروبار کے مکانات موقع موقع سے تجویز کیے گیے گردونواح سے ہی نہین ملکہ دور دور سے مہندسون اور معماروں سنگتراشون

درود گر جو اپنے فنون مین بے مثل و بے نظیر تھے بلاے گئے صفر سرکاری
عمارتون پر ان کی تعداد آٹھہ ہزار بتلاتے ہین - امرا و زرا راکین سلطنت سپاہی اور
سنجار ساہوکار وغیرہ کی تعمیرات والے کاریگرون کی تو انتہا نہ تھی جتنے مقربانِ شاہی اور
محلدار اور خدمتگار بادشاہی تھے اونہین سرکار سے روپیہ دیا کہ وہان مکان بنائین
پھر جب بادشاہ اور امرا اور سردارون کے وہان مکانات بنے تو خواص و عوام
سب دوڑے اور وہان بادشاہ اور امرا کے مکانون کے قرب و جوار مین زمینین لینے
اور مکان بنانے لگے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ مین ہی پہلے اور بادشاہ کے قریب مکان
بناؤن (۱) زمینون کی قیمت بڑہ گئی - پھر تو عمارات پر تکلف بنین اور باغ و بستان اس قدر
کثرت سے لگے کہ جگہہ ملنا دشوار ہوگئی - خاص بادشاہ کا ایک عظیم الشان محل بنایا
گیا تاریخ بیجاپور کا مصنف تعمیر کے فن سے محض ناواقف تھا اس لیے جو کچھہ اوسنے لکھا ہے اوس سے
مکان کا نقشہ تو ٹھیک ٹھیک خیال مین نہین آسکتا مگر اس عمارت کی وقعت کا اندازہ
اوس سے بخوبی ہوسکتا ہے - وہ کہتا ہے کہ اوس مین غرفہ ہاے شاندار اور نشیمن ہاے
مزین بنے تھے - در و دیوار اور سقف و ستون پر طلائی اور لاجوردی بیل بوٹے کھچے تھے -
جن کے دیکھنے سے آنکھون کو نور اور دل کو سرور ہوتا تھا بارگاہ کے روبرو چارون طرف
ایک وسیع میدان تھا اوس کے آگے مطبخ تھے کارخانہ اور کارکنون کے لیے
علیحدہ علیحدہ حسب مراتب منازل و مکانات مقرر تھے - شاہی محل کے عقب مین بڑی
بڑی عظیم الشان اور بہی چند محل نہایت پر تکلف منقش بہ لاجورد و طلا حرم کے واسطے
بنوائے تھے - پھر اس شہر سے جس کا نام بادشاہ نے نورسپہ رکھا تھا بیجاپور تک
ایک نہایت وسیع سڑک تھی - اوس کے دو طرف دو منزلہ دوکانین بنی تھین - شہر کے

وسطمین ایک نہایت عریض وطویل چوک تہا جسے مانک چوک کہتے تہے یہان سے چارون طرف کو شہر کی انتہا تک سیدہی سڑکین جاتی تہین ان کے بہی دونون طرف دومنزلہ دکانین تہین - ان دکانون سے اندر کو شہر والون کے مکانات تہے ان مین اپنے اپنے مقدور کے لایق اونہون نے دیوان خانہ اور حوض بنا سے اور بائین باغ لگاسے تہے - کنوے کہودتے تو نیچے پتہر نکلتا تہا جس سے پانی یہان کا نہایت شیرین اور خوش گوار تہا - اور اس قدر کثرت سے تہا کہ کبہی کنوے خشک نہ ہوتے تہے - امرا کے مکانات مین شہنواز خان کی حویلی یہان نورسپور مین اور نیز بیجاپور مین نہایت شاندار تہی - اوس کے مکان کا کام بہی قریب قریب ایسا ہی تہا کہ جیسے شاہی محلات کا تہا - اس زمانہ مین جو ایران و توران کے مسافر یہان آتے تہے وہ نورسپور اور بیجاپور کی رونق اور عمارات بے نظیر کو دیکہکر دنگ ہوجاتے تہے - یہ شہر صرف چھبیس ۲۶ برس آباد رہا - عنبر کے حملہ کے وقت ۹ محرم ۱۰۳۴ھ کو ابراہیم عادل شاہ نورسپور کو چہوڑکر بیجاپور کو چلا گیا - بعد اس کے عنبر نے اسے لوٹ کر ایسا غارت کیا کہ پہر کبہی آباد نہ ہوا -

۲۳۲ - نورسپور کی وجہ تسمیہ اور لفظ نورس کی شہرت

اس شہر کے نورسپور نام رکہنے کی وجہ یہہ ہے کہ اوسی کے قرب و جوار مین ایک گانون نورہ نام تہا وہان کا ایک باشندہ عرق شراب ایک شیشہ مین ابراہیم عادل شاہ کے پاس ہاوس زمانہ مین لایا کہ جب اس شہر کی اوس نے بنیاد قایم کی تہی - جب اوسے بادشاہ نے پیا تو کچہہ ایسی لذت آئی اور وہ سرور ہوا کہ اوسے پہلے کبہی کسی شراب سے نہ ہوا تہا - پہر جو نقص خمار و سرگرانی اور شرابون مین ہوا کرتا ہے وہ بہی اس مین نہ تہا اس سے ابراہیم نہایت خوش ہوا - اور اوس شراب والے سے پوچہا کہ یہ شراب کہان بنی ہے اور کس نے بنائی ہے - جب معلوم ہوا کہ اوسی

گانون مین بنائی گئی ہے تو نہایت خوش ہوکر بولا کہ "مارا کیفے نوریدہ" پھر اوسے اپنا لفظ نورس کچھہ ایسا مرغوب الطبع ہوا کہ اس شہر کا نام نورسپور رکھدیا۔ عقیق یمنی پر اپنی مہر کے لیے نام کی جگہہ بھی لفظ نورس لکھوایا۔ اور اپنے علم و نشان کا نام بھی علم نورس و نشان نورس رکھدیا۔ جو زرد رنگ کا ہوا کرتا تھا۔ اپنی بی بی جو سب سے زیادہ محبوب تھی اور جو اپنے رہنے کا خاص مکان تھا اوسے بھی نورس کہنے لگا۔ علم موسیقی مین ایک کتاب جو اوس نے خود تصنیف کی تھی اوس کا نام بھی کتاب نورس رکھا۔ روپیہ پیسے پر بھی سکہ مین نورس ہی لکھوایا۔ جو مدت ہاے دراز تک جاری رہا۔ جب کسی مہینے کی نوین تاریخ جمعہ کو واقع ہوتی اوس روز عید کرتا اور اوسے عید نورس کہتا۔ جو کوئی شخص قوال سازندون اور طوایف مین مرغوب اور خاطر پسند ہوتا اوسے بھی نورس کا لقب دیتا تھا۔ غرض کہ اوس نے جس چیز کو پسند کیا اور قدر و قیمت کے لایق سمجھا اوسے یہی نام اور خطاب عنایت کیا پھر اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ مخلوق نے بھی اس کے یہی معنے لگاے۔ اور اوسے اپنے استعمال مین لاے ملا محمد ظہوری قائنی نے ابراہیم کی تعریف مین اوس کی کتاب کا دیباچہ لکھا اوس کا نام بھی دیباچہ نورس رکھا صاحب تاریخ فرشتہ نے جب اپنی کتاب قلمبند کی تو اوس کو نورس نامہ ابراہیمی سے مشہور کیا۔ عبدالقادر ایک بڑے فصیح و بلیغ شاعر نے اپنا تخلص نورس مقرر کیا اور اس لفظ کو اوس کے ملک مین ایسی شہرت ہوئی کہ کوئی ایسا شخص نہ تھا جس کی زبان سے یہ لفظ نہ نکلتا ہو۔

۲۴۳۔ طبقات ثلثہ قوالان و عید نورس مخترع ابراہیم عادل شاہ ملقب بہ جگت گرو

اس عید نورس کی تقرر تاریخ کی وجہ کچھہ سمجھہ مین نہین آتی جو ابراہیم عادل شاہ نے کسی مہینے کی اوس تاریخ کو قرار دی تھی جب کہ ۹ر تاریخ کو جمعہ اتفاق سے پڑتا تھا۔ شاید اس کی بنیاد مسلمانون کا وہ خیال ہو جب کہ

عید الضحیٰ کی ۹ تاریخ روز جمعہ کی ہوا کرتی ہے تو اوسے مسلمان کہا کرتے ہین کہ امسال حج اکبر ہوگا۔ اور اوس سال مین حج کرنے کو بڑا ثواب سمجھتے ہین۔ جب ابراہیم عادل شاہ نو دس برس کی عمر مین تخت نشین ہوا تو اوس وقت اوس کی حکومت امرا کے ہاتھ مین تھی۔ ان لوگون نے بادشاہ کو بجاے اس کے کہ وہ فنون و آداب سلطنت کو سیکھے کھیل کود مین اس غرض سے لگایا کہ حکومت اونہین کے ہاتھ مین بنی رہے اور جس طرف کو اوس کی طبیعت کا میلان دیکھا اوسی طرف باگ ڈھیلی کر دی سرد ملکون مین جہان سردی کی وجہ سے آدمی کو ہاتھ پانون بے تکلف کھولنا دشوار ہوتا ہے خوشی کے کھیل کود بہت کم ہوتے ہین۔ دکن کے ملک کی آب و ہوا نہ تو بہت گرم ہے اور نہ بہت سرد اسی سے یہان کے لوگ بہت ہلکے پھلکے ہوتے ہین اور خوشی کے کامون مین بہت جلد مصروف ہوجاتے ہین یہی وجہ ہے کہ دکن مین قدیم الایام سے گانے بجانے کی رسم ہند کے اور اقطاع کی بہ نسبت زیادہ رہی ہے اس فن مین انہون نے اکثر نئے نئے آلات بجانے کے اور اچھے اچھے قواعد گانے کے ایجاد کیے ہین اور ہمیشہ اس ملک مین اس فن کا چرچا رہا ہے۔ ابراہیم بھی گانے بجانے کی طرف رجوع ہوگیا چونکہ ذہن کا تیز اور صاحب ادراک سلیم تھا۔ اس ہنر کو خوب سیکھ لیا۔ اور ایسی مہارت و ممارست بہم پہونچائی کہ فن موسیقی مین بے مثل ہوگیا۔ اور نئے نئے قواعد اوس فن مین ایجاد کرنے لگا۔ اور جب خود مختار بھی ہوگیا تب بھی اوس نے سلطنت سے اسی قدر تعلق رکھا کہ ملک مین بدنظمی اور ابتری نہ پھیل جاے لڑائی اور کشور کشائی کی طرف اس لطف کو چھوڑ کر بھی رخ ہی نہ کیا۔ اور جب اس پیشہ کے آدمی اوس کے پاس جمع ہوئے اور اپنے آپ کو خداداد خوش گلوئی اور مہارت اور دیرینہ سے اون سے بھی بڑھکر پایا تو

اونہین اپنا شاگرد بنایا۔ اور اونہین دور دور سے بولا کر اپنے پاس جمع کیا۔ پھر ان شاگردون کو تین طبقون حضوری۔ درباری۔ شہری پر منقسم کیا۔ حضوری وہ لوگ تھے جو ہمیشہ حضور مین رہتے تھے۔ ابراہیم جو قواعد موسیقی نئے نئے ایجاد کرتا اونہین خود سکھایا کرتا تھا۔ درباری وہ تھے جو باہر دربار کے کمرون مین بیٹھا کرتے اور ان حضوریون سے تعلیم پایا کرتے تھے اور شہری وہ تھے جو شہر نورسپور مین رہتے اور دربا یون کے شاگرد ہوتے تھے۔ یہ قواعد ہمیشہ ایجاد ہوا کرتے اور ہر روز تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری رہتا تھا اور اکتساب کمال کے لیے رات دن ہر محل و مکان سے گانے بجانے کی آواز بلند رہتی تھی۔ اس استادی کے سبب سے ابراہیم کو مخلوق نے جگت گرو کا لقب دیدیا تھا۔ اس کی اس قدر شہرت ہوگئی تھی کہ ابراہیم عادل شاہ اول سے امتیاز کرنے کے لیے یہ لقب اس بادشاہ کے نام کا جزو بن گیا تھا۔ ان لوگون مین سے بعض کو سرکار سے نقد تنخواہ ماہوار ملا کرتی تھی۔ بعض کو پٹیہ شاہپور اور شہر بیجاپور اور شہر نورسپور کے محاصل سے تنخواہ مقرر تھی۔ بعض ایسے بھی تھے کہ جن کو شہنشاہ کے گرد نواح کے دیہات جاگیر مین دیدے گئے تھے۔ غرض ان مین سے ہر ایک نہایت خوش حال اور مرفہ الحال تھا اور ان مین نہ صرف ارازل اور اس پیشہ کے کرنے والے ہی شامل تھے بلکہ بادشاہ کے پاس رسوخ حاصل کرنے اور کسب معاش کے لیے صدہا امرا و شریف زادے مطرب اور گوئے بن گئے تھے اور ان شاگردون کی تعداد تین چار ہزار تک پہونچ گئی تھی اونہین شاگردون کے لقب کے سوا لشکر نورس بھی کہتے تھے عید نورس کو یہ سب جمع ہوتے۔ ابراہیم محل نورس مین دربار عام کرتا۔ گوئندہ سازندہ اور نوازندے اپنا اپنا کمال دکھاتے۔ شہر کے تمام عمائد اور اکابر اور خرد و بزرگ ہمہ آتے

اور محفل مین شریک ہوتے تھے مشک وگلاب وزعفران عنبر وعود اس محفل مین ممنون خرچ ہوجاتا انواع واقسام کے میوے اہل مجلس پر چنے جاتے اور وہ لوٹ کر کھاتے اور اوٹھا کر لیجاتے تھے۔ جب کھانے کا وقت آتا تو طرح طرح کے کھانے اور شیرینیان آتین پہلے اعیان واکابر ومعززین کے روبرو کھانے۔ چنے جاتے پھر شکر نورس کھانا تناول کرتا اوس کے بعد اذن عام ہوجاتا شاگرد پیشہ خدمتگار فقیر اور مساکین حتی کہ عام خلق اللہ مین سے جس کا دل چاہتا دو آتا اور کھاتا اور باندہ کر لیجاتا کوئی منع نہین کرتا تھا۔ جب دن ختم ہونے کو ہوتا تو ابراہیم جس کو مناسب سمجھتا اونہین خلعت وانعام واکرام دیتا اور بعد ازان محفل برخاست ہوجاتی تھی۔ جو سردار اور امیر کہ کہین صوبون کے خدمات پر متعین ہوتے تو اونہین بھی اسی تاریخ پیش کیا جاتا اور خلعت وانعام دیکر خدمت پر بھیجا جاتا تھا۔

۲۴۴۔ ابراہیم عادل شاہ کا سارستی کی پرستش کرنا اور شاہ صبغۃ اللہ کا اوسکو نصیحت کرکے باز رکھنا۔

ان ابراہیم عادل شاہ کے شاگردون مین کثرت سے ہندو تھے اور جو مسلمان تھے وہ بھی اکثر وہی تھے جو ان مین سے کسی طرح مسلمان ہوگئے تھے۔ اس سبب سے ابراہیم کو ہر وقت ہندون سے ہی صحبت رہا کرتی تھی۔ اور اوس کے ذہن مین انہین ہندون کے سے خیالات سما گئے تھے۔ ہندی گویون کا کہ وہ ہندو ہون یا مسلمان یہ قاعدہ ہے کہ اپنے خوش آوازی کے لیے سارستی دیبی سے استمداد کیا کرتے ہین۔ چونکہ ابراہیم کو بھی اپنی صوت کے اچھے ہونے کی خواہش تھی وہ بھی سارستی کا معتقد ہوگیا۔ اور چونکہ اس فن مین اوسے کمال کی تمنا تھی اس کی پرستش کرنے لگا۔ یہ کب ممکن تھا کہ مسلمانون کی نگاہ سے یہ مذہبی خیال چھپ جاتا مسلمان اسے تاڑ گئے

اور تمام مخلوق مین ابراہیم کے سوا اعتقادی کی شہرت اوڑ گئی - یہ وہ زمانہ تہا کہ ابراہیم نیا نیا خود مختار ہوا تہا - دلاور خان کے وقت مین یہان اکثر مشایخ اور درویش وعلما فضلا اور اہل کمال آیا کرتے تہے - شاہ صبغتہ اللہ حسینی جو حضرت شاہ وجیہ الدین صاحب احمد آبادی کے خلیفہ تہے اور مدینہ منورہ مین رہا کرتے تہے ۱۰۱۸ھ مین بیجاپور کو آئے - اور جب بادشاہ کا یہ حال سنا کہ وہ سارستی کی پرستش کرتا ہے تو اونہون نے بیان کیا کہ مجھے بارگاہ نبوی سے دکن کی طرف آنیکا اشارہ ہوا ہے ابراہیم کا یہ فعل صرف جہالت کا باعث تہا اوسے اسلام اور اہل اسلام سے کوئی نفرت نہ تہی - بلکہ اوس کا دل اسلام کا کمال معتقد تہا - جب شاہ صبغتہ اللہ صاحب نے اوسے اس حرکت سے منع کیا تو اوس - نے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ میری خوش آوازی نہ جاتی رہے ورنہ میرا اعتقاد دلی صرف وہ ہی ہے جو اور مسلمانون کا ہے اس پر شاہ صاحب نے فرمایا کہ اس خیال کو چھوڑ دے خوش آوازی مین اوس سے کوئی قصور نہ آئیگا - چنانچہ اوس نے ایسا ہی کیا اور مسلمان ہی رہا اور مسلمان ہی مرا مگر اوس کی شہرت سورا اعتقادی کی ایسی ہوگئی تہی کہ جس سے اوس کے بعد مین اوس کے مقبرہ پر اس آیت کے لکہنے کی ضرورت پڑی مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۝ گویا اس آیت سے ان لوگون کو جواب دیا ہے جو اوسے اسلام سے پہرا ہوا سمجہتے تہے -

۲۱ - شاہ صبغتہ اللہ کا ابراہیم عادل شاہ کو بے موقع نصیحت کرنا -

جب ابراہیم عادل شاہ نے شاہ صبغتہ اللہ کے ہاتہ پر اس خام خیالی کے عقیدے سے توبہ کی اور سمجہا کہ آنحضرت صلعم نے اونہین اس کام کے لیے دکن کو مامور کرکے بہیجا تہا - اون کی

نہایت درجہ کی تعظیم و تکریم ہی نہ کرنے لگا بلکہ یہ چاہا کہ وہ بیجاپور مین ہی رہین اور آیندہ کہین نہ جائین اور جب شاہ صاحب نے رہنے سے انکار کیا اور بلا اجازت جانیکا ارادہ ظاہر کیا تو بادشاہ نے ازراہ اظہار فرط اشتیاق دربانان شہر سے خفیہ کہلا بھیجا کہ شاہ صاحب کو باہر نہ جانے دین اب تو شاہ صاحب بہت کچھ کودے اوچھلے اور اپنی کرامتون کا بے موقع اظہار کرنے لگے مصلحت تو یہین تک متقاضی تہی کہ بارگاہ نبوی سے دکن کے جانے کا اشارہ بیان کیا گیا تہا اور اوس سے مخلوق کے خیال اون کی طرف رجوع ہوئے تھے۔ اور بادشاہ نے مصلحتاً یا خوش اعتقادی کے باعث اونہین ولی اللہ تسلیم کر لیا تہا۔ ایسی باتین کرتے جو عقل کی حد سے باہر نہ ہوتین تو اور بہی بہت کچھ خلق اللہ کو فائدے پہونچتے۔ دنیا مین جس قدر خیالات و مذاہب اور رسم و رواج ہین وہ ابتدا مین ضرور کسی نہ کسی مصلحت اور نیک نتیجہ حاصل کرنے کے لیے پیدا کیے گیے ہین درویشون اور اولیاء اللہ کا فرقہ جن کی ابتداے اسلام مین کوئی خاص تفریق نہ تہی اس غرض سے ایجاد ہوا ہے کہ جن آوارہ اور ازراہ رفتہ بنی نوع انسان کی علما اور ظاہری احکام شریعت سے اصلاح نہ ہوسکے اور وہ خام خیالی اور بیہودہ خیالات کے معتقد اور نفس امارہ کی خواہشون مین مبتلا ہو جائین تو اونہین یہ درویش جو بڑی آسانی سے تعلیم اور تعلم علوم شرعیہ اور کسب کمالات دنیاوی کی سخت متمنین اوٹھاے بغیر بن سکتے ہین اپنی نیک چلنی اور عقل مصلحت اندیش کی ہدایت سے جذب قلوب کر کے اون کو راہ پر لائین۔ یہ تو اونہون نے نہ کیا اور اپنی لن ترانیون کا اظہار کرنے لگے بادشاہ کا دربانون کی نسبت حکم سنکر ہنس پڑے۔ اور بولے کہ اگر ہم جانے چاہین تو ہمین دربان کیا روک سکتے ہین مطلب اس سے یہ تہا کہ ہمکو وہ قدرت

حاصل ہے کہ جس سے کرامت کے ذریعے سے ہم نکل جا سکتے ہین مگر اس خیال
کے سچ کرنے کو صرف زبان تو ہلالی لیکن ایسا کر کے نہ دکھایا مسجد مین
جمعہ کی نماز کو آیا کرتے اور صف اول مین سب سے دست راست کو شاہ صاحب
کھڑے ہوا کرتے تھے۔ مسجد مین آنا چھوڑ دیا اور کہا کہ اس شہر مین پھرنے چلنے سے
میری نگاہ شراب کی دکانون پر پڑتی ہے یہان جمعہ کی نماز ہی فرض نہین ہے ایک
روز اپنی مجلس مین بیان کیا کہ اگر یہ بادشاہ امر معروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرے اور
تین باتین اپنی سلطنت سے دور کر دے تو اللہ تعالی ایک سلطنت کے بجاے
اوسے تین سلطنتین عطا کرے گا۔ مین اس کا ذمہ دار ہون۔ اول اپنے ملک
سے شرابخواری کی رسم کو بند کر دے اس کے عوض مین گجرات کی سلطنت
اسے مین دلا دون گا۔ اور اسی کے ساتھ مین وعدہ کرتا ہون کہ لڑائی کی ضرورت
کبھی نہ پڑے گی۔ صرف مین ہمراہ رکاب چلونگا اور جا کر تخت پر بٹھا دونگا۔ اگر اس مین
سر مو بھی تجاوز ہو جاے تو ایک ایک دکان کے بجاے دو دو دکانین جاری
کرا دے۔ دوسرے جس قدر زنان فاحشہ اس ملک مین ہین اون کو عقد و نکاح
کا حکم دیدے۔ تیسرے جس قدر افیونی اوسکے ملک مین ہر حکومت اور سرکاری
ملازم ہین اونہین برطرف کر دے۔ ان دونون باتون کے معاوضہ مین مین اور دو سلطنتین
دلاے دیتا ہون۔ حضار مجلس نے شاہ صاحب سے عرض کیا کہ آپ بادشاہ سے
ظاہری طور پر ان باتون کی تعمیل کیون چاہتے ہین کچھ تصرف کیجیے کہ بادشاہ ان
باتون کو خود دور کر دے یا خدا کی طرف سے کوئی اور صورت ان کے دفعیہ کی پیدا
ہو جاے۔ شاہ صاحب نے کہا کہ مجکو تصرف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اگر بادشاہ کو

ملک گیری اور افزایش سلطنت کی خواہش ہے تو وہ خود اس کی تعمیل کرے
اصل یہ ہے کہ دل پر کسی کے تصرف کرنا اور اپنے منشا کے موافق کسی کے دل کو
پھیر لینا قواعد فطرت کے خلاف ہے کوئی آدمی ایسا نہین کر سکتا۔

۲۳۶- انگریزون کی خوشی انتظامی اور ابراہیم کا شاہ صبغتہ اللہ کو اخراج کرنا۔

اس مین شک نہین کہ شرابخواری کا بند کرنا - عورتون سے زنا کو روکنا غیر مذہب و ملت کے لوگون کو اختیار نہ دینا یہ بادشاہون کا فرض ہے - مسلمان بادشاہون نے پہلے دونون کامون پر بارہا توجہ کی ہے - اور اوس سے اہل اسلام کو کمال فائدہ پہونچا ہے اور یہی وجہ ہے کہ روے زمین کی تمام قومون سے مسلمانون مین شرابخواری کا رواج کم ہے اور اون کی عورتین تمام روے زمین کی عورتون سے پارسائی مین بڑھکر ہین - اگر مسلمانون کو کسی اچھی بات پر فخر کرنے کی جگہہ ہے تو بھی دو چیزین ایسی ہین کہ جس قدر چاہین وہ دوسری اقوام پر اس باب مین فخر و مباہات کر سکتے ہین - مگر جو طریق کہ اونہون نے شراب کی روک تھام کا اختیار کیا تھا اوسکی بہ نسبت وہ طریق بہت بہتر ہے جو آجکل صاحبان انگریز نے ہندوستان مین اختیار کیا ہے - اونہون نے شراب کشی کے ٹھیکے دیے ہین - سخت محصول لگا کر اوسے ایسا گران قیمت کر دیا ہے کہ بجز امرا کے اونہین دوسرا زیادہ استعمال نہین کر سکتا - ہمارے نزدیک تو اس سے بھی اگر زیادہ گران کر دیا جاے تو بہتر ہے - اور رعایا کو بڑا فائدہ پہونچے - زناکاری عملاً یورپ مین ایسی بری چیز نہین ہے جیسے کہ اہل اسلام مین ہے اس لیے اوس کی روک اس عملداری مین کامل طور پر نہین ہے - رہی تیسری بات یعنی غیر مذہب و ملت کے آدمیون کو اپنی حکومت مین دخل نہ دینا مسلمانون مین اس بات پر کسی وقت

بہی اچہی طرح لحاظ نہین ہوا مگر ہم کو یہ تعجب آتا ہے کہ شاہ صاحب نے شیعون کے نکالنے کے لیے تو کہا ہندون کے لیے کیون نہ کہا جو سلطنت کے قریب قریب تمام جنگی اور ملکی کامون پر حاوی ہو چکے تہے اور جن سے بڑا خطرہ تہا۔ شیعہ تو پہر اہل قبلہ تہے اور اون سے کوئی بڑے نقصان کا اندیشہ بہی نہ تہا۔ مسلمان اگر اس مصلحت کو سوچتے تو آج کیون تباہ ہوتے انگریزون کو کوئی چاہیے ظالم پکارے یا کافر کہکر دل ٹھنڈا کرے مگر ہم تو اونہین دانشمند کہے بغیر نہین رہ سکتے اونہون نے ایک حد معین کر دی ہے اوس سے زیادہ اپنی قوم کے سوا دوسرون کو وہ اپنی حکومت مین دخل نہین کرنے دیتے جس سے اون کی حکومت اجنبی ہوگئی ہے غرض شاہ صبغتہ اللہ کی ان باتون کا چرچا عوام مین پہیلا۔ اور جابجا یہی ذکر و بیان ہونے لگا ابراہیم کو بہی خبر پہونچی۔ اوس نے دیکہا کہ جو بات میری ذات سے متعلق تہی اوسے تو مین نے مان لیا ان باتون کی خصوصاً اخیر مسئلہ کی تعمیل کرنے مین تو بڑی ہی مشکل آپڑے گی۔ اوس نے شہنواز خان اپنے وزیر کو بولا کر رائے لی۔ یہ وزیر شیعہ مذہب تہا اوس نے کہا کہ شاہ صاحب جو باتین کہتے ہین وہ سب اچہی ہین مگر اون پر صورت موجودہ مین عمل کرنے سے تمام نظام سلطنت درہم برہم ہو جائیگا۔ سوائے اس کے یہ بہی مناسب نہین ہے کہ برگزیدگان بارگاہ ایزدی کی خاطر رنجیدہ کی جاے۔ بہتر ہے کہ شاہ صاحب کو بیت اللہ تشریف لیجانے کی اجازت عطا فرمائے۔ بادشاہ نے اوسی روز اپنی مجلس مین اجازت عطا کرنے کا ذکر کیا۔ اور عبد القادر پیشکش گیر نے اوسی وقت شاہ صاحب کو خبر پہونچائی اور شاہ صاحب اوسے روز شام کو بادشاہ کے پاس رخصت کے لیے آئے ابراہیم نے راہ خرچ کے لیے

چار ہزار ہون اونہین عنایت کیے اور چاہا کہ موے مبارک آنحضرت صلعم کی زیارت کرکے تشریف لے جائین - چنانچہ شاہ صاحب نے موے مبارک سید الابرار صلعم کی زیارت کی - بال ایک نقرہ نلکی مین رکھے تھے - شاہ صاحب نے چاہا کہ کھولکر دیکھین مگر خدام نے کہا کہ ایسا دستور نہین ہے - وجہ اس کی یہ ہے کہ چھونے سے بال ضایع ہوجانے کا اندیشہ ہے اور اس لیے چھونا مناسب نہین ہے - یہان یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب شاہ صاحب نے درود پڑہے تو بال نلکی مین سے سوراخ کرکے خود بخود باہر نکل آئے اور کچھ دیر کے بعد اندر چلے گیے - مگر یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے اور بھی اس قسم کی باتین بہت سی بیان کیجایا کرتی ہین - غرض شاہ صاحب چلے گیے اگر اور کوئی بادشاہ ہوتا تو ضرور شاہ صاحب کو بے حرمت ہونا پڑتا - ابراہیم عادل شاہ کے مزاج مین نہایت سلامت روی تہی اس لیے اونہین ملک بدر تو کیا مگر کس خوبی سے کہ کسی کو گران نہ گذرا -

۴۳۷ - شاہنواز خان ابراہیم عادل شاہ کا وزیر -

یہ شاہنواز خان حبس کا اوپر کئی جگہہ ذکر آچکا ہے ابراہیم عادل شاہ کا بڑا معتمد علیہ تہا - چونکہ یہ شخص فرشتہ ہمارے بڑے نامی گرامی معزز مورخ کا باپ اور سرپرست تہا اس لیے اس کا کچھہ حال لکھنا یہان مناسب معلوم ہوتا ہے اوس کا اصلی نام خواجہ سعد الدین تہا - اور شاہ فتح اللہ شیرازی کا شاگرد تہا - اور جب کہ علی عادل شاہ نے فتح اللہ کو شیراز سے بولایا تہا تو یہ بھی اوس کے ساتھ ہندوستان کو آیا تہا اور آگرہ - دہلی - لاہور - ماندو - اوجین - برہانپور ہوتا ہوا بیجاپور پہونچا تہا پہر شیراز جاکر حج کو گیا اور کربلاے معلی اور نجف اشرف وغیرہ مقامات متبرکہ اہل شیعہ کے سفر سے سعادت حاصل کی - پہر ۹۹۷ھ مین ملا شکیبی شاعر اور خواجہ عنایت اللہ

اردستانی المدعو بہ سعد کے ہمراہ بندر جرون سے سوار ہوکر بندر جیول مین آکر اترا۔ اور ۹۹۸ھ مین دلاور خان کے عہد حکومت مین بیجا پور کو آیا۔ دلاور خان ذی علم آدمیون کا قدردان تہا اوس نے اسے یہان رکہہ لیا۔ اور تنخواہ مقرر کردی۔ ابراہیم نے اسے عنایت خان اور سیور غال کا خطاب دیا۔ ۱۰۰۰ھ کے اخیر مین برہان شاہ کے پاس تصفیہ کے لیے گیا تہا اور جب ۱۰۰۲ھ مین اسمعیل کی بغاوت کا جھگڑا پیش ہوا تو محمد قلی قطب شاہ۔ کے پاس ابراہیم نے اس غرض سے بہیجا کہ اگر ضرورت پڑے تو اوس سے مدد لیجائے چنانچہ اوس کی سفارت کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ امداد کے لیے راضی ہوگیا۔ جب وہان سے لوٹکر آیا تو اوس نے بیجا پور کے منافقون کا خوب بندوبست کیا۔ اور ابراہیم کا جسے بدخواہ دیکہا اوس کی گرفتاری اور قتل مین اچھی طرح کوشش کی اور اسی زمانہ مین محمد قاسم فرشتہ کو ابراہیم سے لیجاکر ملایا۔ ابراہیم نے اوس کی بڑی خاطر کی۔ اور کتاب روضۃ الصفا اوسے دکہا کر کہا کہ ہندوستان کی ایسی ہی ایک کامل تاریخ لکھو کہ جس مین تمام بادشاہون کا اور ہمارا تذکرہ ہو اس امداد و اعانت کے دیکہتے ہی محمد قاسم کو ہمت بندہی اور اوسی ہفتہ مین ابراہیم کے حالات کچہہ لکھکر محمد قاسم نے اوسے دکہائے۔ اس زمانہ مین آپاجی پنڈت سے منصب کار ملکی ابراہیم نے چہین لیا تہا۔ اسی لیے شاہنواز خان کو اس خدمت پر مقرر کردیا۔ منصب کار ملکی مالگذاری وغیرہ وصول کرنے کا عہدہ تہا۔ اور اوسکے ساتھ اور بہی کتنے ہی کام اوس مین شامل تہے۔ ہمارے اس زمانہ مین تو کوئی ایسا عہدہ نہین ہے جسے ہم ٹہیک ٹہیک اوسکے سے اسے مشابہ کرسکین۔ چونکہ تمام سلطنت کے روزانہ اخبار گواہ ملازمان سرکاری کے پاس سے اس عہدہ دار کے پاس آتے اور بادشاہ کے روبرو پیش کیے جاتے

تھے اس نے بادشاہ کی تعلیم کے لیے یہ بندوبست کیا کہ کچھ عبارت انہین خبرون کی اپنے قلم سے لکھتا اور ابراہیم کو ہر روز تھوڑا تھوڑا پڑھا دیا کرتا تھا۔ کہ جس سے وہ چند روز مین صاف خطوط کو پڑھنے لگا۔ اور رفتہ رفتہ ژولیدہ اور شکستہ خطوط کے پڑھنے کا بھی محاورہ ہوگیا۔ اور فارسی مین بتدریج ایسی استعداد بڑھی اور گفتگو مین وہ ملکہ ہوگیا کہ جب تک اردو مین نہ بولتا تب تک کوئی یہ تمیز نہین کرسکتا کہ ابراہیم ہندوستانی ہے یا ایرانی مگر باوجود اس استادی کے ازراہ خوشامد اپنے آپ کو ابراہیم کا شاگرد کہتا تھا یہان تک کہ ۱۰۰۰ھ مین اپنے ایک بیش بہا یاقوت کی انگوٹھی مین یہ عبارت کندہ کرائی "شاگرد ابراہیم عادل شاہ شاہنواز خان" جب یہ انگوٹھی ابراہیم نے دیکھی تو اسے بجائے عنایت خان کے شاہنواز خان کا خطاب عنایت کیا۔ اسی زمانہ مین اس نے ابراہیم سے بیجاپور مین ایک مکان بنانے کی اجازت حاصل کرکے اوسے تعمیر کرایا اوس کے احاطہ کی ہر ایک سمت چارسو گز شرعی کے برابر تھی۔ شمال مین اوس کے دو دروازے تھے۔ ایک تو اوس بازار مین تھا جو بازار شاہنواز خان کے نام سے مشہور تھا دوسرا دروازہ اوس چارسو کی طرف بنایا گیا تھا جس سے دربار شاہی کی طرف راستہ جاتا تھا۔ اس دروازہ پر ایک ثمن عمارت تھی جس کا نام نورس بہشت تھا اوس کے اندر اور باہر چارون طرف طلائی تصاویر نہایت خوش نما بنی ہوئی تھین جب کوئی اس مکان کی سیر کو آتا تو پہلے وہ ان بیرونی تصاویر کے تماشے مین ایک عرصہ تک محو ہوجاتا تھا۔ اس احاطہ کے عین وسط مین ایک نہایت مرتفع مستطیل شکل کی شمال رویہ ایک عمارت تھی۔ جنوب کو عقب پر بھی اوس کے اچھا کام تھا۔ مشرق مغرب مین آمد و رفت کے دروازے تھے۔ یہ مکان اتنا بلند تھا کہ اوس پر سے تمام بیجاپور کے مکانات اور تمام

بساتین و مرغزار گرد نواح کے بخوبی نظر آتے تھے - اس کے روبرو ایک سنگین چبوترہ بڑا خوبصورت اور نہایت وسیع بنا تھا اوس کے بیچ مین ایک حوض تھا پھر اوس کے چارون طرف ایک باغ تھا اوس مین درختانِ گل و ریحان اور اشجار میوہ دار اس خوبصورتی سے موقع بموقع لگائے تھے کہ اون کے تماشے سے دل کو سیری نہین ہوتی تھی - یہ مکان کل بنکر دس برس کے بعد ۱۱۵۸ھ مین ختم ہوا تھا اور اسی زمانہ مین شاہنواز خان کے ایک بیٹا موسوم بلبلار الدولہ پیدا ہوا تھا - اوس کے جشن مین ابراہیم خود شاہنواز خان کے مکان پر آیا - شاہنواز خان نے اپنے اول دروازہ سے بادشاہ کی ڈیوڑھی تک چھہ سو گز کا مل زربفت و اطلس مصری دیبائے شستری مخمل فرنگی اور اساوری گجراتی کا پاانداز کے طور پر فرش بچھایا تھا اپنے بازار مین ایسی آئینہ بندی کی تھی کہ بڑے بڑے کہن سال کہتے تھے کہ ایسی آرایش اونہون نے عمر بھر کبھی نہین دیکھی ابراہیم سنگاسن مین بیٹھکر آیا - مقربانِ شاہی اور ملازمان خاص دونون طرف چلتے تھے جب بادشاہ اس مکان کے قریب پہونچا تو ملازمون کو سامنے سے الگ کر دیا کہ بنظر غور ہر ایک چیز کو دیکھے پھر دہلیز پر اوتر تصاویر کا تماشا کیا - اور نورس بہشت مین جاکر کچھہ دیر تک ناچ گانے سے محظوظ ہوا - پھر مقربون اور شعرا وغیرہ کو بھی اندر بولا لیا اخلاص خان یاقوت خان شجاعت خان شرزہ خان میر سعد اردستانی مولانا ملک قمی مولانا ظہوری تبریزی مولانا حیدر کاشی وغیرہ موجود تھے مولانا ملک قمی اور مولانا ظہوری نے قصائد اور اشعار پڑھے - پھر بادشاہ اور ہمراہیون نے کھانا کھایا - شاہنواز خان نے اسپان تازی اور اشیائے ساخت رومی و شامی اور غلامانِ حبشی و گرجی و دکھنی بادشاہ کے پیش کیے - اور دوسرون کو بھی حسب مراتب خلعت پہنائے - بادشاہ نے

اوسے دو مرتبہ خلعت دئے۔ اور ہر مرتبہ مین ہزار ہزار ہون اور دو پٹکہ مرصع اور کتنے ہی تازی گھوڑے عنایت فرمائے اور چالیس گانون بندر دابل کے قریب علاقہ جیلون کے اوس کے قدیمی جاگیر مین اضافہ کیے۔ جب کہ فرشتہ نے اپنی تاریخ ۱۰۱۸ھ مین بند کی ہے اوس وقت تک شاہنواز خان زندہ تھا۔ پھر نہین معلوم کہ کس زمانہ مین مرگیا۔ اوس کے مرنے کے بعد اوس کا خطاب اور منصب کارملکی ابراہیم نے اوس کے داماد دیانت الملک شیرازی کو دیدیا تھا۔ اس وقت ۱۰۳۶ھ مین اسے کوشاہنواز خان کہتے تھے

۲۰۸۔ ابراہیم عادل شاہ کے بڑے بڑے امیر اور اوس کے بیٹے۔

شاہنواز خان سابق کے سوا اخلاص خان حبشی ابراہیم کا ایک اور بڑا امیر تھا وہ مدت سے اوس کا پیشوا تھا۔ اور بڑے خان کے لقب سے مشہور تھا۔ بادشاہ کا اوس پر بڑا اعتماد تھا۔ یہ وزیر اوس کی ایسی اطاعت کرتا تھا کہ بادشاہ کی رضامندی کے سوا اوسے اور کوئی مطلب ہی نہین ہوتا تھا۔ جس قدر بادشاہ حکم کرتا اوس سے کوئی کام نہ تو زیادہ کرتا اور نہ کم جیسا حکم ہوتا اوسی طرح بجالاتا۔ نواب امین الملک آقا رضا شیرازی کو منصب سرخیلی کا اہتمام سپرد تھا اور اوسے ابراہیم نواب خان بھائی کے لقب سے پکارا کرتا تھا۔ مرزا محمد امین بھی بادشاہ کے نہایت مقربون مین سے تھا۔ یہ ملا محمد لاری الملقب ملا باباکا داماد تھا جب ملا محمد اور ملک عنبر سے لڑائی ہو رہی تھی تو ابراہیم عادل شاہ نے اوس سے لڑائی کے انجام کی نسبت رائے لی تھی اوس وقت جو اوس نے رائے دی تھی لڑائی کا انجام اوسی طرح ہوا تھا اس لیے جب ملا محمد مارا گیا تو ابراہیم نے اسے صاحب ذاست سمجھکر اپنا مقرب بنا لیا تھا۔ چاند خان مغنی بادشاہ کا غلام اور حضوری شاگردون مین سے تھا۔ اوس کی مبارکباد اور دولت یار دو غلام تھے۔ دولت یار پہلے ہندو مرہٹہ تھا مگر

مسلمان ہوگیا تھا۔ اور بڑا تیز طرار تھا بادشاہ اوس کو نظر لطف سے دیکھتا تھا اس لیے چاند خان نے ان دونون کو بادشاہ کی نذر کر دیا تھا مگر چونکہ ایسے لوگون کی ذات کا بیوفائی اور خود غرضی سے خمیر ہوتا ہے یہ دولت یار بڑا بے مروت تھا۔ ایک روز ابراہیم نے کہین امتحاناً اس سے کہا کہ چاند خان پر تھوک دے اس نے بے تکلف اوس کے منہ پر تھوک دیا۔ چونکہ بادشاہ نے خود حکم دیا تھا اس لیے اسے کچھ سزا تو نہ دی مگر دل مین اوسے پسند نہ کیا۔ جب ملک عنبر کے ہنگامہ مین ابراہیم نورسپور سے بیجاپور کو آیا تو اسے دولت خان کا خطاب دیکر اوسے خاص بیجاپور کا حوالدار مقرر کر دیا۔ جب یہ ہنگامہ فرو ہوگیا تو ایک مرتبہ بادشاہ رات کے وقت سیر و شکار سے واپس آرہا تھا جب دشاہ کا مقدمتہ الجیش دروازہ کے قریب پہونچا تو اس نے دروازہ نہ کھولا اور کہا کہ جب تک خاص بادشاہ کی سواری مین نہ دیکھہ لونگا ہرگز دروازہ نہ کھولونگا غرض کہ جب بادشاہ نزدیک آیا تو اوس نے یہ حرکت سنکر اوسے حوالداری سے معزول کر کے قید کر دیا اس وقت تک یہ قید مین ہی تھا۔ ابراہیم کے چار بیٹے تھے۔ اول درویش بادشاہ فرزند ملکہ جہان نوجوان تھا۔ مگر اس کی مان سے کوئی ایسی حرکت صادر ہوگئی تھی جسکی تفصیل مورخین نے درج نہین کی ہے اور جو قیاساً کچھہ سنّی شیعہ کے جھگڑے کی نسبت معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے ابراہیم اس سے ناراض تھا۔ دوسرا بیٹا سلطان محمد تاج سلطان کے بطن سے تھا۔ تیسرا سلطان سلیمان تھا جس کی مان کا نام کمال خاتون تھا۔ چوتھا ایک اور سندر محل کے پیٹ سے تھا۔ یہ چارون لایق اور ہوشیار نظر آتے تھے۔

۲۳۹۔ ابراہیم عادل شاہ کی | اس وقت ابراہیم بہت بوڑھا ہوگیا تھا ساٹھ برس کے قریب عمر تھی

وصیت سلطان محمد کی ولی عہدی کے لیے اور وفات

پچاس برس بادشاہی کرتے ہو گئے تھے - ایک عرصہ سے اوسے بواسیر کا مرض تہا - جو اوس کے مورثون سے چلا آتا تہا اب حوالی مقعد مین ایک قرحہ بہی پڑگیا تہا - اور مرض کو بڑی شدت ہوگئی تہی اور روز بروز بیماری بڑہتی جاتی تہی - بادشاہ کے حکیمون مین ایک پرتگالی ڈاکٹر فرمالوپ نام تھا - اسی نام کا ایک شخص پادریون کے طور پر اکبر کے دربار مین بہی گیا تہا - شاید یہ وہی ہے کیونکہ پادری میل جول کے بڑہانے اور غیر ملک کے باشندون کے مجالس مین شریک ہونے کے لیے ڈاکٹری کے فن کو اکثر سیکھ لیا کرتے ہین - ابراہیم کا یہ بڑا مقرب اور طبیب حاذق سمجہا جاتا تہا - اوس نے بادشاہ کا معالجہ شروع کیا - اور کوئی شی دوا اسے ایسی دیدی کہ جس کا اوس نے پہلے کبہی تجربہ نہ کیا تہا - جب اوسکو چار پانچ روز علاج کرتے ہو گئے تو بیماری انتہا کو پہونچ گئی - اور ابراہیم نے سمجہہ لیا کہ اب کام تمام ہو چکا - محمد امین کو اپنے پاس خلوت مین بولایا - اور کہا کہ اخلاص خان مین تو اتنی لیاقت نہین کہ جو میرے پیچہے میرے وصایا کو پورا کرے دیانت الملک اور نواب خان بہائی شیعہ ہین اور درویش بادشاہ شیعہ کے طرفدار ہین اگر وہ بادشاہ ہوگیا تو قطب شاہی گہرانے کی طرح میرا خاندان بہی شیعہ ہو جائیگا مین اس وجہ سے درویش بادشاہ سے راضی نہین ہون مین نے پہلے بہی بارہا کہا ہے اور اب بہی کہتا ہون کہ میری اولاد مین سلطان محمد ہی حکومت کے لایق ہے تجھے چاہیئے کہ میرے بعد اوسے تخت نشین کرے مین تجھے اس کام کا ذمہ دار اور مختار کرتا ہون - محمد امین نے بادشاہ کی وصیت کو منظور کیا اور کہا کہ میری اعانت کے واسطے ایک اور کسی زبردست اور لایق شخص کو دیدیجئے دولت خان اس کام کے لایق ہے - بادشاہ نے اوسے منظور کیا - مگر کہا کہ وہ بے وفا

اور لے مروت ہے۔ بعدازان اوسے قید خانہ سے بولاکر بدستور سابق حوالدار کیا اور مرزا محمد امین کی اطاعت کے لیے اوس سے قول وقرار لے لیا۔ اس سے دوچار ہی روز کے بعد ۹ محرم ۱۰۳۷ھ کو یہ بادشاہ جنت کو راہی ہوا۔

۲۴۰۔ ابراہیم عادل شاہ کے اوصاف۔

اس بادشاہ نے پورے پچاس برس بادشاہی کی۔ اس قدر مدت تک بیجاپور مین نہ تو کسی نے پہلے اس سے بادشاہی کی تھی اور نہ اس کے بعد۔ جیسا امن چین اس ملک مین اس کے عہد مین رہا ایسا کسی بادشاہ کے وقت مین اس قدر عرصہ دراز تک رعایا کو نصیب بھی نہین ہوا۔ وہ صورت کا بھی خوب تھا اور سیرت کا بھی ٹھیک تھا۔ سلامت روی اوس کے مزاج مین کوٹ کوٹ کر بھری تھی لڑائی جھگڑے کو کبھی پسند نہین کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ عنبر سے اسے زک اوٹھانا پڑی۔ جب عنبر اس پر چڑھ کر آیا تھا۔ اگر یہی پہلے سے لڑائی کا ارادہ کرکے اوسکے لیے بندوبست کرتا اور مقابلہ کے واسطے مستعد ہوجاتا تو اس کے پاس فوج اور روپیہ اس قدر فراہم ہوسکتا تھا کہ عنبر کے دانت کھٹے ہوجاتے۔ اوس کا دل کبھی بلا جبر و اکراہ کسی کے ستانے کو نہ چاہتا تھا بلکہ اخیر وقت مین تو انتقام سے بھی باوجود استطاعت اغماض کرتا تھا۔ کہتے ہین کہ جب فرمالوپ کی دوا سے مرض کو ترقی ہوئی تو اس نے فرمالوپ سے اوس کی وجہ پوچھی اس نے کہا کہ مین نے بغیر آزمائے نئی دوا آپ کو غلطی سے دیدی اوس سے نقصان ہوا ہے اب ابراہیم کی نیک مزاجی کو دیکھئے اوس نے حکیم سے کہا کہ آپ یہان سے ابھی میری حیات مین ہی شہر چھوڑ کر چلے جائے تاکہ میرے مرنے کے بعد کوئی آپ کو اس جرم مین ایذا نہ پہونچائے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اوسے سردست کوئی موقع نکل جانے کا نہ ملا دولت خان نے اوس کی

ناک اور لب زیرین کاٹ لیا فرمایوپ اوسی وقت اپنے مکان پر آیا اور اپنے غلام کی ناک اور لب کاٹ کر اپنے لگا لیا۔ اور اچھا ہوگیا۔ پھر اوس کے بعد ایک عرصہ دراز تک بیجاپور مین علاج معالجہ کرتا رہا۔ واقعی یہ بادشاہ ایسا خلیق اور ملنسار تھا کہ ہر شخص اوسے اپنا ہی سب سے بڑا دوست سمجھتا تھا۔ وہ نہ مسرف تھا نہ ممسک روپیہ کو اپنی جگہ پر خرچ کرتا۔ پھر اسی کے ساتھ عادل و دادگر رعیت پرور بلند ہمت علما فضلا کا قدردان مشایخ و فقرا کا رتبہ شناس سنّی مشرب صاف اعتقاد تھا اوس کے وقت مین گجرات اور احمدنگر کے پورانی حکومتون کی تباہی اور خرابی کی وجہ سے اولیاے کبار و شیوخ و صلحاے کاملین اور علما و شعراے نامدار و دیگر ارباب کمال آآکر بیجاپور مین اس قدر کثرت سے مقیم ہوئے اور اوسے اپنا مقر و مسکن قرار دیا تھا کہ ایسے کسی دوسرے زمانہ مین نہ ہوئے۔ بیجاپور اہل علم و ہنر کی کثرت اجتماع سے رشک اصفہان نصف جہان ہوگیا تھا۔ اس وقت اگر بیجاپور مین جایئے تو قبرستان مین آپ کو ایک شہر خموشان نظر آئے گا کہ چند قبرون کے سوا سب اوسی کے عہد کے چشم و چراغ اور یادگار ہونگے۔ ملا محمد ظہوری قائنی نے اوس کی مدح و ثنا مین اپنی کتاب مشہور بہ سہ نثر ظہوری اسی کے عہد مین لکھی ہے جو نہ صرف تمام بلاد ہندوستان مین فارسی طلبہ کے درس و تدریس مین داخل ہے بلکہ ایران توران مین بھی مروج ہے۔ محمد قاسم فرشتہ کی تاریخ ہندوستان جس کا اس فن مین ہندوستان کی تاریخون مین نظیر نہین اور میر رفیع الدین شیرازی کے تذکرۃ الملک اسی کے خوانچہ الغام کا مزہ چکھاتے ہین۔ یہ اُردو بولی کہ جس کا کوئی عالمگیر کے زمانہ مین اور کوئی شاہجہان کے دور مین نشو و نما کرنا بیان کرتا ہے اور کوئی اوسے اکبر کی اُردو یعنی لشکر کی بولی کہتا ہے درحقیقت اگر پوچھو تو دس کاٹھ کی ہنڈیا مین اسی

ابراہیم عادل شاہ نے جان ڈالی ہے۔ مسلمان جس زمانہ سے ہندوستان مین داخل ہوئے تھے اوسی زمانہ مین نئی بولی کی بنا پڑی تھی۔ جس کا عنصر یہان کے قدیمی اور مسلمانون کی فارسی عربی کے میل جول سے بنا تھا۔ ابراہیم عادل شاہ اول کے عہد تک وہ کبھی لکھنے پڑہنے مین نہین آئی تھی۔ سب سے پہلے اوسی نے اُردو کی تحریر سرکاری دفاتر مین جاری کی۔ علی عادل شاہ کے زمانہ مین کچھ دنون فارسی نے اُسے روکا۔ مگر جب سے کہ ابراہیم ثانی حکمران ہوا تب سے اُردو کی تحریر یہی جاری ہوگئی مگر دکھنیون کے ٹٹو کے قدم جہان آگے کو پڑتے ہین وہان پیچھے کو بھی پڑا کرتے ہین کچھ تو اس لئے اور کچھ اس لیے کہ ایک صدی سے بھی زیادہ تک دکن کی اسلامی حکومتون کو کمزور کرکے مرہٹون نے فساد پھیلا رکھے تھے اُردو مین ترقی نہوئی۔ اور بند تالاب کے پانی کی طرح ایک ہی حالت پر رہنے سے مکدر اور ادائے مطالب کے لیے غیر کافی ہو گئی۔ یہ بادشاہ کو بڑا رنگیلا اور نغمہ و سرود کا بے انتہا شوقین تھا اور اس شوق و ذوق نے اوسے اس فن مین کتنے ہی باتون کا موجد اور جگت گرو بھی بنا دیا تھا۔ مگر باوجود اس کے وہ اپنے فرایض حکمرانی سے کبھی غافل نہ رہتا تھا۔ اوس کی اصابت رائے اور بردباری سے بڑے بڑے عقدہ ہائے ملا ینحل بآسانی حل ہو ہو گیے۔ امن و امان قایم رکھنے مین وہ اکبر سے بھی سبقت لے گیا تھا۔ اگرچہ وہ سنّی تھا مگر اوس نے کبھی کسی شیعہ کو نظر حقارت سے نہ دیکھا۔ اوس کے ملازمون مین بڑے سے بڑے عہدہ شیعون کو ملتے تھے۔ ہندون کا بھی یہی حال تھا جن کا ہم آیندہ چلکر بتفصیل ذکر کرینگے اوس نے موسیقی کی ذہن مین خطاطی نقاشی مصوری کو بھی پرکھا تھا خط ثلث و نسخ و تعلیق ایسا اچھا لکھتا تھا کہ خوش نویسان عصر اوس کے سامنے زانو ٹیکتے

تھے - گرانٹ ڈف صاحب نے اوس کی فوج مین اسی ہزار سوار اور دو لاکھ پیادہ بیان کیے ہین - مگر درحقیقت اوس کی فوج اس قدر نہ تھی - اس مین بڑا مبالغہ ہے بارہ ہزار سوار ایک لاکھ پیادہ اور ۹۵۵ ہاتی اوس کے وقت مین بیان کیے گئے ہین یہ تعداد قرین قیاس ہے - اوسے فوج کا بڑا شوق نہ تھا - صرف ضرورت کے لیے وہ رکھتا تھا - مرتے وقت اوس کا خزانہ ملبب اور اس قدر فوج تیار تھی - جس سے محمد عادل شاہ کے زمانہ مین بڑے بڑے کام نکلے -

۱۴۴۲ - سلطان محمد عادل شاہ کی تخت نشینی -

جب ابراہیم عادل شاہ مرگیا تو مرزا محمد امین اور دولت خان نے اوس کی خبر چھپا رکھی اور دروازہ قلعہ کے بند کرکے صرف دریچہ آمد و رفت کے لیے کھلے رکھے - اخلاص خان دیانت الملک و امین الملک اور نیز بڑے بڑے ہندو برہمن سردارون کو ایک ایک کرکے بادشاہ کے نام سے دیوانخانہ مین بولایا - پہر ابراہیم کی طرف سے خواجہ سرایون کے ہاتھ اخلاص خان سے کہلا بھیجا کہ میرے بعد سلطان محمد کو تخت حکومت پر بٹھلائے - دیانت الملک نے سنتے ہی مضطرب ہوکر کہا کہ سر کو چھوڑ کر زانو پر سہرہ باندہا جاتا ہے - بڑا بیٹا درویش بادشاہ موجود ہے سلطان محمد کیسے بادشاہ ہوسکتا ہے دولت خان بڑا تند مزاج اور بیباک تھا اوس نے اس پر دیانت الملک کو ایسی دھمکی دی کہ جس سے اوس نے پہر دم نہ مارا - اخلاص خان نے کہا کہ جسے بڑی صاحبہ پسند کرین اوسے بادشاہ کیا جاے - مگر مین آیندہ امرات سلطنت سے کنارہ کشی چاہتا ہون - اس پر دولت خان بڑی صاحبہ کے پاس مین گیا عالم بڑی صاحبہ سے مراد ابراہیم کی ماں سے ہوگی - بڑی صاحبہ نے کہا کہ جسے خود بادشاہ نے تجویز کیا ہے مین بی اوسی کا تخت نشین

کرنا پسند کرتی ہوں۔ جب یہ تجویز پختہ ہوگئی۔ تو دولت خان نے دیانت الملک و امین الملک وغیرہ برہمن سرداروں کو قید کر دیا۔ اور اخلاص خان کو خانہ نشینی کی رخصت دی اور ابراہیم کی تجہیز و تکفین کر کے بڑے تجمل شاہانہ کے ساتھ اوس کی بی بی زہرہ بیگم کے روضہ میں بمقام زہرہ پور دفن کر دیا اور ۱۱ محرم ۱۰۳۷ھ کو ایک بجے دن کے سلطان محمد کو پندرہ سال کی عمر میں تخت پر بٹھایا۔ اوس کے جلوس کی تاریخ کشورستان ہے۔ درویش بادشاہ کی آنکھوں میں میل کی سلائیاں پھیر کر اندھا کیا۔ اور سلیمان کی انگشت خاتم کاٹ ڈالی اور چھوٹے تیسرے شاہزادہ کو بھی ناقص کر دیا۔ پھر دیانت الملک و امین الملک وغیرہ کو رہا کر دیا اور تمام امرا و ارا کین نے جلوس کی مبارکباد دی۔ امین الملک منصب کارملکی پر اور دیانت الملک سرخیل پر مقرر ہوئے اور مرزا محمد امین کو مصطفیٰ خان کا اور دولت خان کو خواص خان کا خطاب سلطان محمد نے عنایت کیا۔

۲۴۲۔ جہانگیر کا مرزا آصف خان کا شاہجہان کی بادشاہی کیواسطے داور بخش کو بادشاہ بنا کر شہریار کو قید کرنا۔ اور شاہجہان کا بادشاہ ہونا۔

جب جہانگیر مہابت خان کی قید سے چھوٹ گیا تو صفر ۱۰۳۶ھ میں لاہور آیا۔ اور آصف خان شاہجہان کے خسر کو لاہور کا صوبہ دار کر کے خواجہ ابوالحسن کو بدستور سابق وزیر اور افضل خان کو خانسامان اور میر جملہ کو میر بخشی مقرر کیا۔ اور ابوطالب شاہجہان کے سالے کو شایستہ خان کا خطاب عنایت کیا اور سب سنا کہ مہابت خان نے شاہجہان کا تعاقب نہ کیا اور پہلے مشرق کو چلکر جنوب کی طرف روانہ ہوا۔ اور یہ خبر آئی کہ اوس کا دہلی کے قریب ۱۰ لاکھ روپیہ بنگالہ سے آرہا ہے تو صفدر خان وغیرہ امرا کو ہزاراحدی سمیت اوس کے پھیلنے کے واسطے بھیجا۔ جب صفدر خان نے ۹۰ خزانہ چھین لیا۔ تو اسی روز کہ اور

نیز خانخان کو جو مہابت خان کا سخت دشمن ہو رہا تھا مہابت خان کی تادیب پر مامور کیا۔ مگر جب مہابت خان نے عذر تقصیرات اور اجازت تعاقب شاہجہان کے لیے متواتر عرضیان بھیجین اور خطا بخشی کے وعدہ پر جہانگیر کی خدمت مین بھی حاضر ہوا۔ تو جہانگیر نے اوسے پھر شاہجہان کی مہم پر جمادی الثانی ۱۰۳۶ھ مین مقرر کر کے رخصت کیا۔ اور خود اسی مہینے مین کشمیر کو چلا گیا وہان اس کا قدیمی مرض ضیق النفس پھر ترقی پر ہو گیا۔ اور سفر آخرت کے آثار اب سب لوگون پر کھل گیے۔ شہریار بھی اس وقت بیمار تھا۔ اور اپنی بیماری سے کچھ ایسا گھبرایا ہوا تھا کہ بادشاہ کا یہ حال دیکھکر بھی وہ اپنے علاج کے لیے لاہور کو چلا آیا اور داور بخش کو جو اوس کی حراست مین تھا حماقت سے ارادت خان کے پاس چھوڑ آیا۔ اس کے چند روز بعد جہانگیر بھی لاہور کو چلا مگر حالت بہت خراب تھی لاہور کے قریب راستہ مین ہی ۲۸ صفر ۱۰۳۷ھ کو سفر آخرت اختیار کیا۔ آصف خان نے سنتے ہی ادھر تو ایک ہرکارہ بنارسی داس کو اپنے انگوٹھی دیکر جلدی سے شاہجہان کے پاس بھیجا۔ جو اس وقت جنیر مین ناسک سے چلا آیا تھا۔ اور مہابت خان بھی جہانگیر کی بیماری کی ترقی کو سنکر بجاے اس کے کہ شاہجہان کا تعاقب کرے شاہجہان سے قصور معاف کرا کے ۱۴ صفر ۱۰۳۷ھ کو اوسکی خدمت مین حاضر ہو گیا تھا۔ ادھر آصف خان نے نورجہان کو نظر بند کر کے امرا کو شاہجہان کی اطاعت کے لیے آمادہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ مگر شہریار سے سخت اندیشہ تھا۔ اور بغیر اس کے کہ کسی کو بادشاہ بنایا جاے امرا کا قابو مین آنا مشکل تھا۔ اس لئے داور بخش پسر خسرو کو شاہجہان کے واسطے گرفتار قربانی بنا کر بادشاہ کیا جب شہریار نے سنا تو وہ بھی لاہور مین بادشاہ بنا مگر دو ہفتہ کے اندر ہی اندر آصف خان نے

داور بخش کی بادشاہی مین اوسے کامل شکست دیکر اور قید کر کے مع پسران شاہزادہ دانیال کے اوسے اندہا کر دیا۔ ادہر بنارسی داس کوہ ودشت کو ہوا اور بجلی کی طرح طے کرتا ہوا ۱۸ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو جنیر پہونچا۔ اور آصف خان کی ہدایت کے بموجب پہلے مہابت خان کے پاس گیا۔ اور اوس کے ساتھ جاکر شاہجہان کو سلطنت کا مژدہ سنایا۔ شاہجہان فوراً ۲۳ تاریخ کو تیاری کر کے براہ احمد آباد و اجمیر آگرہ کو چل کھڑا ہوا۔ اور آصف خان کو خدمت پرست خان کے ہاتھ فرمان بھیجا کہ شہریار اور دانیال کے لڑکون طہمورث و ہوشنگ کو قتل کر دو۔ ۲ جمادی الثانی کو لاہور مین یہ قتل کیے گیے۔ مگر داور بخش کسی طرح سے نکلکر ایران کو چلا گیا۔ پھر احمد آباد مین مشیر خان نے سیف خان شاہجہان کے ساڑو کو پکڑ کر اوس کے حوالہ کیا شاہجہان نے سیف خان کا قصور معاف کر دیا۔ اور مشیر خان کو صوبہ دار گجرات کر کے اجمیر آیا۔ اور وہ علاقہ مہابت خان کی جاگیر مین دیکر آگرہ پہونچا۔ اور ۷ جمادی الثانی ۱۰۳۷ھ کو اس شان و شوکت سے تخت پر بیٹھا کہ اوس سے پہلے کوئی بیٹھا تھا اور نہ بعد مین اب تک بیٹھا۔

۲۴۳۔ بیجاپور پر برہان نظام شاہ کا دوم رتبہ فوج بھیجنا۔ مگر ناکامیاب رہنا اور کدم راؤ حاکم نبکاپور کی بغاوت

چونکہ ابراہیم عادل شاہ شاہجہان کا پورا ادرست تھا جب وہ مرگیا تو شاہجہان نے میر عبد السلام کو عادل شاہ کے پاس تعزیت اور تہنیت کے لیے جنیر سے روانہ کیا اسی مین جہانگیر مرگیا اور شاہجہان آگرہ کو چلدیا۔ میر عبد السلام کی محمد عادل شاہ نے بڑی خاطر داری کی۔ اور بہت تحفے تحائف اور پیش کش شاہجہان کے بھیجا چنانچہ میر عبد السلام شاہجہان کی تخت نشینی کے دو چار روز بعد ہی اوس کے پاس آگرہ لوٹکر پہونچ گیا

اس سے برہان نظام شاہ کو بڑا کھٹکا پیدا ہوا - اور محمد عادل شاہ کو برباد کرنے کے
سامان کیے - اس زمانہ مین ابراہیم کے مرنے سے بیجاپور کی حالت نازک ہو رہی تھی
اور برہان نظام شاہ کو ایسا بڑا ملک شاہنشاہ ہند سے واپس مل گیا تھا - اوس نے
بیجاپور پر فوج بھیجی - اور قلعہ کیس دار کو اپنے قبضہ مین کرنا چاہا - جو پہلے اوس سے
نکل گیا تھا - عادل شاہی فوج بھی دفعیہ کے لیے پہونچی - جب لڑائی ہوئی تو عادل شاہیون
کو غلبہ رہا - لیکن جب یہ لوگ آکر اپنے خیمون مین گیے تو نظام شاہی فوج جو منتشر
ہوگئی تھی یکایک آپڑی - اور جب تک عادل شاہی فوج ہتیار سنبھالے - کہ
سعادت خان اور اعتبار خان سردارون کو نظام شاہی فوج پکڑ کر لے گئی مگر نظام شاہ
نے بجاے اس کے کہ اونہین ایذا دے گھوڑے اور خلعت دیکر رخصت کر دیا
اور لشکر عادل شاہی وہان سے ہٹکر کشنا کے کنارہ چلا آیا - یہ کل بیان تاریخ بیجاپور مین
بعینہ اسیطرح لکھا ہوا ہے - اس مین نہ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ کیس دار کہان
ہے اور کس طرح وہ نظام شاہ سے لیا گیا تھا - اور نہ یہہ سمجھ مین آتا ہے کہ نظام شاہ
نے قیدیون کو کیون اور کن شرایط پر چھوڑ دیا - جہان تک ہمارا قیاس کام کرتا ہے
ہم کہہ سکتے ہین کہ اس وقت عادل شاہیون کو بڑی شکست ہوئی ہوگی - اور قلعہ جس کا
نام صحیح معلوم نہین ہے نظام شاہیون نے ضرور چھین لیا ہوگا - اور تعجب نہین کہ یہ وہ
ہی لڑائی ہو جس مین حمید خان کی بی بی سردار فوج بنکر آئی تھی - مگر اس سبب سے
ہم نے اس واقعہ کو جدا مانا ہے کہ وہ واقعہ مغلیہ تاریخون مین جہانگیر کے عہد مین لکھا ہے
جو ۱۰۳۶ھ سے بعد کا نہین ہو سکتا - اور یہ واقعہ بیجاپور کی تاریخ مین محمد عادل شاہ کے
زمانہ یعنی ۱۰۳۵ھ کا ہے - اور قیاس چاہتا ہے کہ اوسی زمانہ کا ہو کہ جب ابراہیم مرا تھا

کیونکہ جب اسکے چند روز بعد برہان نظام شاہ نے حمید خان کی تحریک سے پھر فوج بھیجی اور وہ بڑے زور شور سے برابر حوالی بیجاپور تک چلی آئی۔ اور اطراف وجوانب مین تاخت وتاراج کرنے لگی۔ توچونکہ اس وقت امرا نے انتظام کرلیا تہا۔ نواب خان بابا اور اخلاص خان وغیرہ نے مشورہ کیا اور اعتبار خان سرسر نوبت کو سپہ سالار کرکے دفعیہ پر مقرر کیا۔ حوالی کدری کنور مین ایک سخت لڑائی ہوئی اور حمید خان بہاگ نکلا چند سردار اگرچہ اوس سے پیچھے بہی لڑتے رہے۔ مگر آخر اونہین بہی بہاگنا ہی پڑا۔ یہ واقعہ بہی غالباً اسی ۱۰۳۷ھ کا مگر اخیر سال کا ہے اسی زمانہ مین جب کہ برہان شاہ نے بیجاپور پر فوج کشی کی تہی تو کدم راو حاکم بنکاپور نے بہی سرکشی کی تہی۔ اور بغاوت پر آمادہ ہوگیا تہا اس لیے سرداران بیجاپور نے میر علی رضا کو اوسکی تنبیہ پر مقرر کیا۔ میر علی رضا اور کدم راو سے ایک سال کے قریب متواتر لڑائیان ہوتی رہین۔ آخر میر علی رضا نے اوسے گرفتار کرکے قتل کردیا اور وہان کامل امن چین کرکے واپس چلا آیا۔

باب التقلید

اشتہار چھپائی مطبع مفید عالم آگرہ

خدا کے فضل و کرم سے اس مطبع مین ہر قسم اور ہر زبان کی کتابین اُردو ہندی - فارسی - عربی نہایت خوشخط صحیح و عمدہ جلدارزان نرخ پر عمدہ سیاہی مصالح سے لیتھو مین طبع ہوتی ہین - عدالتون و محکمہ بندوبست اور چنگی وغیرہ کے جملہ کاغذات بھی چھپتے ہین یہ نامی مطبع تیس برس سے اپنے فرائض منصبی کو نہایت ایمانداری اور خوش معاملگی سے ادا کر رہا ہے اور اسکی شہرت و نیکنامی روزافزون ہے اور اس مطبع مین کتب بہ نسبت اور مطابع کے بہت خوشخط و صاف و عمدہ چھاپی جاتی ہین جن صاحبونکو کچھ چھپوانا ہو اونکو کیفیت نرخ وغیرہ کی خط و کتابت سے معلوم ہوسکتی ہے نمونہ کے لیے ہمارے مطبع کی چھپی ہوئی کتابین کافی و وافی ہین فقط

المشتہر

محمد صادق علیخان صوفی مالک و مہتمم مطبع مفید عالم آگرہ